www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا

بہت بابرکت ہے وہ ذات اللہ تعالیٰ کی جس نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فرقان نازل فرمایا تاکہ وہ جہان والوں کو ڈرائے۔

الفرقان

(الجزء الاول)

بامحاورہ ترجمہ ۔ عربی گرامر ۔ عربی اردو تفاسیر کا نچوڑ ۔ آیات کی حکمت و بصیرت

ترتیب وتہذیب: شیخ عمر فاروق

جامعہ تدبر القرآن

۱۵ بی وحدت کالونی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا

بہت بابرکت ہے وہ ذات اللہ تعالیٰ کی جس نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فرقان نازل فرمایا تاکہ وہ جہان والوں کو ڈرائے۔

الفرقان

(اَلْجُزْءُ الْاَوَّلُ)

بامحاورہ ترجمہ ○ عربی گرامر ○ عربی اردو تفاسیر کا نچوڑ ○ آیات کی حکمت و بصیرت

www.KitaboSunnat.com

ترتیب وتہذیب: شیخ عمر فاروق

جامعہ تدبر القرآن ○ ۱۵/بی وحدت کالونی لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2384/5
ع م ر - ف

جملہ حقوق محفوظ ہیں
(مرتب کی تحریری اجازت کے بغیر یہ کتاب شائع نہیں کی جاسکتی)

نام کتاب: الفرقان
مرتب: شیخ عمر فاروق
تاریخ اشاعت: جمادی الآخرۃ ۱۴۲۳ھ - اگست ۲۰۰۲ء
مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس، نسبت روڈ لاہور فون 7351007
مقام اشاعت: جامعۃ تدبر القرآن
15-بی وحدت کالونی لاہور فون 7585960

وقف لله تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنتساب

ہر اس انسان کے نام
جو راہ ہدات کا مسافر بھی ہے
اور متلاشی بھی!

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:٦٩)
''جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاری (پڑھنے والے) کے لئے ضروری اندراج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر انتہائی مہربان ہے۔اس نے بندوں کی کامیاب زندگی کے لئے اور امن وامان اور عدل و انصاف کے قیام کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار جلیل القدر پیغمبر مبعوث فرمائے اور بہت سے صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں۔ان میں سب سے آخری پیغمبر حضور محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے۔ان پر نازل ہونے والی آخری کتاب قرآن مجید ہے۔

ہمارے اس جدید دور میں یہی کتاب انسانی زندگی کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے اور یہی کتابِ انقلاب ہے جس نے سرزمین عرب میں ایک شاندار انقلاب برپا کرنے میں حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی قدم قدم پر رہنمائی کی۔حضور رسول مقبول ﷺ پر کفار کے اعتراضات کے جوابات اس کتاب نے دیے،کفار کے حملوں کے موقع پر مسلمانوں کی مدافعت اس کتاب نے کی اور غم واندوہ کے موقع پر حضور ﷺ کی ڈھارس اس کتاب نے بندھائی۔

اللہ تعالیٰ کے الفاظ اور کلام کی تاثیر کفار پر بھی بہت ہوئی۔اس کتاب کو کوئی مانے یا نہ مانے لیکن وہ یہ اعتراف ضرور کرے گا کہ ادبی تاثیر اور دلوں کو پگھلانے کے معاملے میں یہ کلام بے مثال ہے۔مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اس کتاب کی بار بار تلاوت کریں،اس کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں یعنی اپنے تمام انفرادی اور اجتماعی معاملات میں اس کتاب سے رہنمائی حاصل کریں۔سمجھنے اور عمل کرنے کا درجہ تو آگے ہے پہلے درجے میں صرف تلاوت کرنے پر ہی ایک ایک حرف پر دس نیکیوں کی خوشخبری سنائی۔اس کو سمجھنے اور سمجھانے کے بارے میں تو حضور ﷺ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ ”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے“۔یہی وہ خوشخبری ہے جس کے لئے مسلمانوں میں قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔یہی جذبہ ناظرہ وحفظ قرآن کے مدارس قائم کرنے کی تحریک پیدا کرتا ہے اور یہی جذبہ دروسِ قرآن کی محافل سجانے کا باعث بنتا ہے۔اللہ کے کئی بندے اسی جذبے کے تحت اپنے قلم سے بھی قرآن کی خدمت کرتے ہیں۔

برادر محترم شیخ عمر فاروق کے قلم کو یہی جذبہ مصروف جہاد رکھتا ہے۔انہوں نے کچھ عرصہ قبل اپنے قلم کے ذریعے درسِ قرآن کا سلسلہ ہفت روزہ ”ایشیا“ میں شروع کیا تھا۔اس سلسلے کا پہلا پارہ اب مکمل ہو گیا ہے جس کو وہ کتابی صورت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں چھپوا رہے ہیں۔ ہفت روزہ ''ایشیا'' کے لئے جہاں یہ کالم خیر و برکت کا باعث ہے وہیں قارئین ایشیا کے لئے علم و عرفان میں اضافے اور کتاب اللہ کی آسان پیرائے میں تفہیم کا بھی بہترین سامان اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

شیخ عمر فاروق صاحب نے کوشش کی ہے کہ عربی نہ جاننے والے قاری حضرات کے ذہنوں میں قرآن کے الفاظ کی بناوٹ اور ان کے لفظی معانی کی سمجھ بھی پیدا ہو اور قرآن کا مفہوم اور پیغام بھی ذہن نشین ہو جائے۔ اس کے لئے انہوں نے الفاظ کے مادے، ان کے ماضی و مضارع اور صیغے بڑے اہتمام سے دیے ہیں اور پورے مضمون کا پیغام سمجھانے کے لئے انہوں نے پہلے خود بہت سی قدیم اور جدید تفاسیر کا مطالعہ کیا ہے اور پھر حسب ضرورت اپنے دروس میں مختلف مفسرین کے اقتباسات دیے ہیں۔ قدیم تفاسیر کے علاوہ جدید تفاسیر اور بالخصوص مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تفہیم القرآن، مولانا امین احسن اصلاحیؒ کی تدبر قرآن، مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی معارف القرآن، مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی تفسیر ماجدی، سید رشید رضا مصریؒ کی تفسیر المنار اور سید قطب شہیدؒ کی فی ظلال القرآن قابل ذکر ہیں۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کام میں انہوں نے کتنی محنت کی ہے اور اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ عوام کو قرآن سکھانے اور سمجھانے کے لئے ان کا جذبہ حد درجہ قابل ستائش ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا جذبہ قبول فرمائے، زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ان دروس سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے اور یہ دروس شیخ صاحب موصوف کے لئے صدقہ جاریہ بن جائیں۔ مجھے یقین ہے کہ شائقین علوم قرآن کیلئے یہ سلسلہ از حد مفید ثابت ہوگا۔

شیخ صاحب کو اللہ نے علم و عمل کے میدانوں میں اپنی خصوصی نعمت سے نوازا ہے۔ ان کے مضامین مختلف موضوعات پر ''ایشیا'' میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی تحریر میں سلاست بھی ہے اور ثقاہت بھی۔ زیر نظر کاوش تو اتنا عظیم کارنامہ ہے کہ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو پورے قرآن مجید کا ترجمہ پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت و ہمت اور مہلت عطا فرمائے۔

مترجم نرم دم گفت گو، گرم دم جستجو کی عملی تصویر ہیں۔ تواضع اور انکسار ان کا طرۂ امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی طویل عرصے سے بیمار و معذور صاحبزادی کو صحت و عافیت عطا فرمائے۔ میں تو ان کے لئے اس تحریری دعا کے علاوہ بھی دعا گو رہتا ہوں۔

خاکسار

حافظ محمد ادریس (منصورہ) لاہور

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

۳۰ جون ۲۰۰۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرضِ مرتب

''الفرقان'' پارہ اول کا آغاز ۲۲ محرم الحرام ۱۴۲۱ ہجری بمطابق 28 اپریل 2000ء ہوا اور بفضل تعالیٰ ۱۰ صفر ۱۴۲۳ ہجری بمطابق 24 اپریل 2002ء یہ پارہ مکمل ہوا۔ اور یہ محض رب کریم کا فضل ہے کہ بغیر ناغہ کے یہ سلسلہ دو سال جاری رہا، مضمون شریعت اسلامیہ کے محاسن میں ناغے ہوتے رہے مگر ''الفرقان'' لکھنے کی میرے رب نے توفیق عطا کئے رکھی، آخری دروس لکھ رہا تھا کہ سڑک عبور کرتے ہوئے حادثہ کا شکار ہوا، کافی شدید ضربیں لگیں اور تکلیف رہی تاہم ہڈی ٹوٹنے سے محفوظ رہا اور اس حال میں بھی رحمٰن ورحیم نے لکھنے پڑھنے کی توفیق بخشی۔

''الفرقان'' میں ترجمہ کی روانی اور سلاست، الفاظ کی تشریح، عربی صیغوں کی پہچان، عربی، اردو تفاسیر کا نچوڑ اور آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت کو لوگوں نے بہت پسند کیا، اور اس سے قرآن فہمی میں یقیناً مدد ملی ہوگی۔ الحمد للہ!

ایک اللہ کی بندی، نیک دل خاتون نے امریکہ (نیویارک) سے مجھے ٹیلیفون کیا کہ اسے 'الفرقان' کے مطالعہ سے بڑا فائدہ ہو رہا ہے، میں نے جب بتایا کہ پہلا پارہ مکمل ہونے پر اسے کتابی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ ہے تو اس نے اس کار خیر میں 200 ڈالر (تقریباً بارہ ہزار چار سو روپے) کی رقم بھجوادی، اگرچہ یہ رقم بہت بڑی تو نہیں (کیونکہ اندازاً ایک ہزار کاپی پر تقریباً پچاس 50 ہزار روپے کے لگ بھگ بلکہ اس سے زیادہ خرچ ہوگا) تاہم اس خاتون کا خلوص اور جذبہ قابل قدر اور شوق ولگن قابل تقلید ہے۔

مندرجہ بالا رقم کے علاوہ دو چار اور مخلص بہن بھائیوں نے اس نیک کام میں شمولیت کی ہے وہ اتنے مخلص ہیں کہ اپنا نام تک ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے ہیں، بس ایک ہی آرزو ہے کہ اللہ کا دین سربلند ہو اور میدان محشر میں جبکہ ہر طرف نفسی نفسی کا سماں ہوگا، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں ڈھانپ کر ہر طرح کی پریشانی سے محفوظ فرمائے۔

''الفرقان'' کو چھاپ کر مادی نفع حاصل کرنے کا ادنیٰ سا خیال بھی ذہن میں نہیں ہے، بس فکر ہے تو یہی کہ امت مسلمہ قرآن ایسی گوہر نایاب کتاب کو مقصد حیات بنا کر اپنی عظمت رفتہ کو پھر سے پالے، جس طرح کتاب ''شریعت اسلامیہ کے محاسن'' سینکڑوں کی تعداد میں لوجہ اللہ تقسیم کر چکا ہوں اسی طرح اسے بھی تقسیم کرنے کا ارادہ ہے، اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایمان وخلوص کی نعمت سے بہرہ ور فرمائے۔

زندگی کی پینسٹھ (۶۵) بہاریں دیکھ چکا ہوں، اللہ ہی جانتا ہے کہ حیات مستعار کتنی باقی ہے تاہم اس کے حضور فریاد ہے کہ وہ باقی ماندہ زندگی بھی خدمت قرآن میں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور یوم جزا خدام القرآن کے پیچھے کھڑا فرمادے۔ ایسا محض اور محض اس کے فضل وکرم سے ہی ممکن ہے۔

رب کریم! ہم سب کی اس تمنا اور آرزو کو پورا فرمائیں۔ آمین!

میں نے 'الفرقان' کو مفید بنانے کی ہر ممکن سعی اور جستجو کی ہے، بنیادی عربی گرامر کے علاوہ فہم قرآن کے سلسلہ میں مفید مضامین کا اضافہ کر دیا ہے۔ اِدھر اُدھر قرآنی آیات کو پھیلا دیا ہے تاکہ یہ ہیرے جواہرات ہماری زندگیوں میں روشنی کا سامان بنیں انگریزی ادب کا ذوق رکھنے والوں کے لئے ایک مفید مضمون ''اسلام...... ایک متوازن طرز زندگی'' Islam...... A Balanced way of Life پیش کیا ہے تاکہ انہیں بھی اسلام کی تعلیمات میں سے کچھ نہ کچھ مل جائے۔ عاجز نے خود بھی ہائی کلاسز اور کالج کی ابتدائی کلاسز میں ربع صدی سے زائد عرصہ انگریزی زبان پڑھائی ہے۔ آئندہ قرآن حکیم کا انگریزی میں آسان ترجمہ پیش نظر ہے۔ میری تمنا ہے کہ ایک کشادہ ہال ہو جس میں خوبصورت لائبریری ہو اور اہل علم کی جماعت قرآن کا پیغام دنیا کی ہر زبان میں خوش اسلوبی اور سلیقے سے پہنچائے، یہ بات محض رب کریم کے فضل ہی سے ممکن ہے۔

'الفرقان' جامعۃ تدبر القرآن کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے جو گزشتہ ربع صدی سے خاموشی کے ساتھ دعوت و تبلیغ میں مصروف ہے جس کے تحت مختلف جگہوں میں خواتین وحضرات میں دروس القرآن کا سلسلہ جاری ہے، اللہ تعالیٰ میری اہلیہ مسز ارشاد فاروق صاحبہ اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیہ کالج برائے خواتین کوپر روڈ لاہور کو جزائے خیر دے جنہوں نے درجنوں خواتین کو ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ قرآن حکیم پڑھا دیا ہے۔

آخر میں احباب سے التماس ہے کہ اپنی مخلصانہ دعاؤں میں عاجز کو فراموش نہ کریں، خاص طور پر میری گھریلو مشکلات (خصوصاً بیٹی صالحہ جو گزشتہ سولہ برس سے بیمار ہے اور جس کی سنبھال والدین کے لئے مشکل ہو رہی ہے) کو وہ اپنے فضل سے دور فرمادے۔ ہم سب کو نماز کا پابند بنادے اور خدمت دین کی توفیق سے نوازے۔ آمین!

والسلام

شیخ عمر فاروق

B/15 وحدت کالونی لاہور فون: 7585960

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

۱) اندھیروں سے روشنی کی طرف

الٓرٰ، کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ، بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ (ابراھیم:۱)

''الــــر،(اے رسول ﷺ) قرآن مجید ایک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے، تاکہ تم انسانوں کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہدایت کی روشنی میں لاؤ، اس اللہ کے راستے پر جو بڑا زبردست اور بذاتِ خود محمود ہے''۔

۲) نزول قرآن کی ابتدا، رمضان المبارک، شب قدر

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ (البقرۃ:۱۸۵)

رمضان کا مہینہ وہ (باعظمت مہینہ ہے) جس میں قرآن مجید کا نزول ہوا وہ (قرآن مجید) جو عالم انسانیت کے لئے سرمایہ ہدایت ہے اور جس میں (اللہ تعالیٰ کے نظام ہدایت کی) کھلی اور روشن دلیلیں ہیں اور جو حق و باطل کا فرق الگ الگ کر دینے والا ہے رمضان کی کس رات سے ابتدا ہوئی؟

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ (القدر:۱)

''ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع کیا)''

۳) یہ دنیا کے تمام خزانوں سے بہتر ہے

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ، فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا، هُوَ خَیْرٌ، مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ (یونس:۵۸)

''(اے رسول ﷺ) کہہ دیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے (یہ کتاب نازل ہوئی ہے) تو اس پر انہیں خوش ہونا ہے کیونکہ روحانی عظمتوں کا یہ گنجینہ لازوال ان تمام مادی وسائل سے کہیں بہتر ہے جو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴) توجہ اور غور سے سنو

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف:۲۰۴)

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم ہو (تم پر رحمت الٰہی نازل ہو اور فہم قرآن سے بہرہ ور ہو جاؤ)''۔

۵) قرآن سہل اور آسان ہے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر:۲۲)

''ہم نے اس قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنا دیا پھر کیا ہے کوئی نصیحت ماننے والا؟''

۶) قرآن فہمی کے لئے رحمٰن کی مدد تلاش کیجئے

اَلرَّحْمٰنُ، عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ، عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (الرحمٰن:۱۔۴)

''رحمٰن (وہی ہے) جس نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا اور اظہار مطلب کی توفیق دی''۔

۷) قرآن پر تدبر کیجئے

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (ص:۲۹)

''جو کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے، بڑی بابرکت ہے تا کہ لوگ اس کی آیات پر غور و فکر کریں اور اہل عقل و بصیرت سبق حاصل کریں''۔

۸) قرآن پڑھنے سے قبل تعوذ

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (النحل:۹۸)

''اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو''۔

۹) ٹھہر ٹھہر کے پڑھیے

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (المزمل:۴)

''اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کے پڑھا کیجئے (کہ مفہوم دل میں سما جائے)''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۰) جسم ولباس کی پاکیزگی

لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعہ:۷۹)

''اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں''۔

۱۱) قرآنی احکام فرض ہیں

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ (القصص:۸۵)

''(اے نبی ﷺ) بلاشبہ جس (اللہ) نے آپ پر قرآن (عمل اور تبلیغ) کے لئے فرض کیا ہے وہ آپ کو ایک اچھی جگہ (جنت الفردوس) میں لوٹا دے گا''۔

۱۲) قرآن کا راستہ سب سے سیدھا ہے

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل:۹)

''بلاشبہ قرآن تو وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا''۔

۱۳) قرآن کو چھوڑنے والے

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان:۳۰)

''اور روز جزا وسزا پیغمبر ﷺ کہیں گے کہ اے پرودگار! میری قوم کے (یہ لوگ ہیں) جنھوں نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا''۔

۱۴) بوقت فجر تلاوت

وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ، اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرائیل:۷۸)

''اور (بوقت) فجر قرآن کا بھی التزام کیا کرو کیونکہ فجر کے وقت قرآن پڑھنا مشہود ہے (اس وقت فرشتے اعمال قلمبند کرتے ہیں''۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاتم النبیّن محمد رسول ﷺ کا فرمان ہے

۱) بہترین شخص

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" (رواہ بخاری)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم میں سب سے بہتر اور افضل بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور پھر دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔

۲) قابل رشک کون ہے؟

عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "صرف دو آدمی قابل رشک ہیں ......ایک وہ جس کو اللہ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی پھر وہ صبح وشام اس کے پڑھنے پڑھانے میں لگا رہتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا اور وہ بھی صبح وشام اسے اللہ کی راہ میں لٹاتا رہتا ہے (غربا و مساکین کی خدمت کرتا ہے)۔

۳) قوموں کا عروج وزوال

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِيْنَ (رواہ مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کی بدولت بہت سے لوگوں کو بلند فرمائے گا اور بہت سے لوگوں کو نیچے گرائے گا (اس پر عمل کرنے والے سرفراز ہوں گے جبکہ اس سے منہ موڑنے والے نامراد ہوں گے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴)تلاوت قرآن اور قلوب کا صیقل ہونا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ، اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، مَاجَلَاءُ هَا، قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بنی آدم کے قلوب پر اس طرح زنگ آجاتا ہے جس طرح پانی لگنے سے لوہے پر زنگ آجاتا ہے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! دلوں کے اس زنگ کو دور کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا...... موت کو زیادہ یاد کرنا (کہ اس سے دل نرم ہوجاتے ہیں) اور قرآن مجید کی (سمجھ کر) تلاوت کرنا (کہ اس سے بندہ رموز حیات سے آگاہ ہو کر عمل کی طرف راغب ہوتا ہے)

۵)ماہر قرآن کا مقام

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ، اَلْمَاهِرُ بِالْقُرآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِىْ يَقْرَءُ الْقُرآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌ لَهُ اَجْرَانِ (بخاری، مسلم)

ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے قرآن میں مہارت حاصل کرلی ہو (اور اس کی قرأت کے علاوہ مفہوم ومطالب کو بھی جانتا ہو) وہ معزز وفادار اور فرمانبردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا (محترم ومعزز بن جائیگا) اور جو بندہ تلاوت کے دوران اٹکتا ہو تو اس کو دو اجر ملیں گے (ایک تلاوت کا دوسرے مشقت اور زحمت کا)

۶)قرآن حکیم میں مشغولیت

عَنْ اَبِى سَعِيْدٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الرَّبُّ تَبٰرَكَ وَ تَعَالٰى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرآنُ عَنْ ذِكْرِى وَمَسْئَلَتِىْ، اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِى السَّائِلِيْنَ، وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهِ (ترمذی، دارمی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو میرے ذکر سے سوال اور دعا کرنے سے قرآن نے مشغول رکھا میں اس کو اس سے افضل عطا کرونگا جو سائلوں اور دعا کرنے والوں کو عطا کرتا ہوں اور دوسرے اور کلاموں کے مقابلوں میں اللہ کے کلام کو ویسی ہی عظمت وفضیلت حاصل ہے جیسی اپنی مخلوق کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷) قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا انعام

عَنْ مَعَاذِ الْجُهَنِيِّ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ، فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا؟ (رواہ احمد۔ ابوداؤد)

حضرت معاذ جُہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور اس میں جو کچھ ہے اس پر عمل کیا، قیامت کے روز اس کے ماں باپ کو ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ حسین ہوگی جبکہ وہ روشنی دنیا کے گھروں میں ہو اور آفتاب آسمانوں سے ہمارے پاس ہی اتر آئے ...... اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر تمہارا کیا گمان ہے جسے نے خود (قرآن پڑھا) اور اس پر عمل کیا ہو؟ (اسکی جزا اور انعام کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟)

۸) قرآن کی دیکھ بھال

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تَعَاهَدُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ، فَوَ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا (متفق علیه)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن حکیم کی نگرانی کرو (سمجھ کر روزانہ تلاوت کیا کرو) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ اس کا سینوں سے نکل جانا بندھے ہوئے اونٹ کے نکل بھاگنے سے زیادہ آسان ہے۔

۹) خوش الحانی

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ (متفق علیه)۔

حضرت ابوھریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی آواز اتنی پسند نہیں جتنی کہ نبی ﷺ کی اچھی آواز کہ جو خوش الحانی کے ساتھ قرآن پڑھتے ہیں (اس طرح نبی ﷺ) کی اتباع میں جو شخص بھی تلاوت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و مستجاب ہے۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتنہ میں ذریعہ نجات

(قرآن کے بارے میں رسول مقبول ﷺ کا ایک اہم جامع ارشاد)

ترمذی کی ایک حدیث ہے جس میں حارث اعور فرماتے ہیں:

مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ (میں مسجد میں داخل ہوا۔)

فَإِذَا النَّاسُ يَخُوضُونَ فِي الْأَحَادِيثِ فَدَ خَلْتُ عَلَى عَلِيٍّؓ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَوَقَدْ فَعَلُوهَا؟ (تو دیکھا کچھ لوگ بعض مسائل میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ میں حضرت علیؓ کے پاس گیا اور انھیں اس بات کی خبر دی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: کیا یہ باتیں ہونے لگیں؟)

قُلْتُ نَعَمْ (میں نے کہا: جی ہاں۔)

قَالَ أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَلَا إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ (حضرت علیؓ نے فرمایا: ''یاد رکھو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار رہو، عنقریب ایک بڑا فتنہ سر اٹھائے گا۔'')

قُلْتُ فَمَا الْمَخْرَجُ فِيهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ (میں نے عرض کیا ''اس فتنے میں ذریعہ نجات کیا ہوگا''؟)

قال: ''كِتَابُ اللّٰهِ'' (فرمایا: ''اللہ کی کتاب'')

فِيهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدَى فِي غَيْرِهِ أَضَلَّهُ اللّٰهُ (اس میں تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے حالات ہیں۔ تم سے بعد میں ہونے والی باتوں کی خبر ہے اور تمہارے آپس کے معاملات کا فیصلہ ہے۔ اور یہ ایک دوٹوک بات ہے ہنسی دل لگی کی نہیں ہیں جو سرکش اسے چھوڑ دے گا اللہ اس کی کمر توڑ دے گا اور جو کوئی اسے چھوڑ کر کسی اور بات کو اپنی ہدایت کا ذریعہ بنائے گا اللہ اسے گمراہ کردے گا۔)

وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِينُ (اللہ کی مضبوط رسی یہی ہے۔)

وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيمُ (یہی حکمتوں سے بھری ہوئی یاددہانی ہے۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ (یہی بالکل سیدھی راہ ہے۔)

وَهُوَ الَّذِیْ لَا تَزِيغُ بِهِ الْأَهْوَاءُ (اس کے ہوتے ہوئے خواہشیں گمراہ نہیں کرتی ہیں۔)

وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْأَلْسِنَةُ (اور نہ زبانیں لڑکھڑاتی ہیں۔)

وَلَا تَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ (اہل علم کا دل کبھی اس سے سیر نہیں ہوتا۔)

وَلَا يَخْلَقُ عَلٰى كَثْرَةِ الرَّدِ وَلَا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُهُ (اسے بار بار دہرانے سے اس کی تازگی نہیں جاتی (یہ کبھی پرانا محسوس نہیں ہوتا) اس کی عجیب باتیں کبھی ختم نہ ہوں گی۔)

وَهُوَ الَّذِیْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ إِذَا سَمِعَتْهُ حَتّٰى قَالُوْا (یہ وہی ہے جنہیں سنتے ہی جن پکار اٹھے تھے۔)

إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَهْدِیْ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ (بلاشبہ ہم نے عجیب وغریب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے لہٰذا ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔)

مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ (جس نے اس کی سند پر کہا، سچ کہا۔)

مَنْ عَمِلَ بِهٖ أُجِرَ (جس نے اس پر عمل کیا اجر پائے گا۔)

وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ (جس نے اس کی بنیاد پر فیصلہ کیا اس نے انصاف کیا۔)

وَمَنْ دَعَآ إِلَيْهِ هُدٰى إِلٰى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ (جس نے اس کی طرف دعوت دی اسے نے سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کی۔)

خُذْهَا إِلَيْكَ يَا أَعْوَرُ (اے اعور! ان باتوں کو گرہ میں باندھ لو۔)

ان مبارک الفاظ میں بڑی نصیحت ہے خصوصاً مندرجہ ذیل باتوں پر غور کیجیے:

۱- فتنے کے زمانے میں قرآن ہی ذریعہ نجات ہے۔

۲- یہی ہمارے سارے قضیوں اور جھگڑوں کا فیصل ہے۔

۳- اس کو چھوڑ دینا دنیا کی بہت بڑی سرکشی ہے اور اس کے بعد انسان اللہ تعالیٰ کی مدد اور حمایت سے محروم اور اس کے غضب کا شکار ہو جاتا ہے۔

۴- قرآن پر ایمان رکھنے والوں کو قرآن سے منہ موڑنے کے بعد سوائے گمراہی کے کچھ نصیب نہ ہوگا۔

امثال القرآن

تمثیل کی غرض یہ ہوتی ہے کہ کسی غیر واضح اور غیر محسوس حقیقت کو مخاطب کے فہم سے قریب تر لانے کے لیے کسی ایسی چیز سے تشبیہ دی جائے جو واضح اور محسوس ہو۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھو کہ جو چیز عام نگاہوں سے اوجھل ہوتی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمثیل کے ذریعہ سے گویا اس کا مشاہدہ کرادیا جاتا ہے قرآن حکیم میں یہ طرز بیان بڑی کثرت کے ساتھ اختیار کیا گیا ہے کیونکہ جن حقائق سے وہ آگاہ کرنا چاہتا ہے وہ قریب قریب سب کے سب غیر مرئی و غیر محسوس ہیں۔ لہٰذا قرآن مجید کی تمثیلات کا مضمون بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اس میں تدبر کرنا مطالب قرآن کو سمجھنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ علامہ ابن قیمؒ کی کتاب ''امثال القرآن'' سے اقتباس پیش خدمت ہے۔ (علامہ ابن قیمؒ)

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ، اتَّخَذَتْ بَيْتًا ط وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (العنکبوت:۴۱)

جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا کارساز بنا رکھا ہے ان کی مثال مکڑی سی ہے کہ اس نے ایک گھر بنایا اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا گھر ہے۔ کاش یہ لوگ جانتے۔

یہاں اس حقیقت سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ مشرکین تو مکڑی کی طرح کمزور و ناتواں ہیں ہی لیکن ان کے اولیاء و شرکاء ان سے بھی زیادہ بے بس اور مجبور محض ہیں۔ سوان مشرکین کی ذاتی کمزوری و بے چارگی اور پھر اپنے سے بھی بے بس تر اولیاء سے مدد و قوت حاصل کرنے کی مثال، مکڑی اور اس کے گھر کی سی ہے۔ اس مثل کے تحت مشرکین کے انتہائی خسران کا ذکر ہے کہ اگر چہ وہ بے یار و مددگار ہیں لیکن وہ اپنی محرومی اور کمزوری کے نقطہ کمال پر اس وقت پہنچے جب کہ انہوں نے اپنے سے بھی زیادہ مجبور مخلوق کو اپنا والی و مددگار بنایا جن سے وہ سوائے ضعف و خسران کے کچھ نہیں پا سکتے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ مشرکین و کفار بھی جانتے ہیں کہ تار عنکبوت کمزور ترین شے ہے پھر اس سے لو کانو یعلمون (کاش یہ لوگ جانتے) کے ذریعہ ان کی واقفیت و علم کی نفی کیوں کی گئی ہے؟ اس کا جواب بالکل واضح ہے، آیت کا مقصد ان کے اس علم کی نفی کرنا نہیں ہے کہ مکڑی کا گھر سب سے زیادہ کمزور ہے بلکہ اس علم کی نفی کرتا ہے کہ خدائے واحد کے سوا جو معبود اور اولیاء ٹھیرائے جاتے ہیں ان کی قوت اور قدرت تار عنکبوت سے زیادہ نہیں ہے اگر وہ اس حقیقت کو جانتے ہوتے تو ایسا ہرگز نہ کرتے۔ وہ تو یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ یہی اولیاء ان کو قوت و جبروت بخشیں گے۔ لیکن اس کی حقیقت خواب سے زیادہ نہیں ہے، اور نہ کبھی ثابت ہوئی۔ اس مضمون کی بکثرت آیتیں ملتی ہیں جن میں یہی حقیقت بیان کی گئی ہے مثلاً ایک جگہ قرآن کہتا ہے۔

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ ○ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ مُّحْضَرُونَ ○ (یٰسین:۷۴-۷۵)

انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر بہت سے خدا بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے مددگار رہوں گے مگر وہ ہرگز مددگار نہ ہوں گے۔ قریب ہے کہ وہ خود ان کی بندگی کا انکار کریں گے اور الٹے ان کے دشمن ہو جائیں گے۔

دوسری جگہ ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاتَّخَذُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ○ كَلَّا ط سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا (مریم:۸۱،۸۲)

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر بہت سے خدا بنا لیے یہ سمجھ کر کہ وہ ان کی مدد کریں گے۔ مگر وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے بلکہ یہ بت پرستوں کے لشکری بنے ہوئے قیامت میں خود جواب دہی کے لیے حاضر ہوں گے۔

ایک مقام پر مشرکین کی ہلاکت وتباہی بیان کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ط وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ (ھود:۱۰۱)

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا اور جب تیرے پروردگار کا حکم (عذاب) آیا تو خدا کے سوا وہ جن معبودوں کو پکارا کرتے تھے وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آئے (بلکہ) انہوں نے ان کی تباہی کچھ اور بڑھا دی۔

ان چاروں مقامات پر یہ حقیقت آشکار کی گئی ہے کہ جس نے خدا کو چھوڑ کر شرکاء اور اولیاء کا دامن سربلندی وسرفرازی اور نصرت وامداد حاصل کرنے کے لیے پکڑا وہ ناکام رہا اور اس کی یہ عبادت مفید ومنفعت بخش ہونے کی بجائے الٹی وبال جان بن گی۔ یہ مثال جو اوپر بیان ہوئی شرک کے ابطال، مشرکین کے خسران اور ان کی انجام کی ہولناکی اور تباہ کاری کی سب سے زیادہ روشن اور بلیغ تمثیل ہے۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے بچنے کیلئے

عَاذَ يَعُوْذُ (پناہ طلب کرنا، حفاظت پر آنا) اَعُوْذُ (میں پناہ میں آتا ہوں) بِاللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی) مِنْ (سے) الشَّيْطٰنِ (شَطَنٌ۔ سے ہے، گمراہ کرنا، بھٹکانا، شَيْطٰنٌ کا مطلب ہے بھٹکانے والا) الرَّجِيْم رَجْمٌ سے ہے، پتھر مارنا، دھتکارنا) الرَّجِيْم (پتھر مارا ہوا، سنگ زدہ، دھتکارا ہوا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے سبب بارگاہ الٰہی سے دھتکار دیا گیا)۔

قرآن حکیم کی تلاوت تَعَوُّذُ (اعوذ باللّٰہِ من الشَّيْطٰن الرجیم) سے کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم (النحل- آیت ۹۸) "جب بھی تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ لیا کرو۔"

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور اس سے بچاؤ کی تدبیر یہی ہے کہ بندہ اپنے معبود حقیقی، اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجائے، پھر اسے کوئی بھی نقصان اور گزند نہیں پہنچا سکتا ہے ورنہ شیطان تو ہر وقت اپنے لاؤ لشکر سمیت (جو انسانوں اور جنوں پر مشتمل ہے) نیک لوگوں کی گمراہی کے درپے ہے اور ہر نیکی کی راہ میں رکاوٹ ڈالتا ہے اور قرآن حکیم کو سمجھنے میں خصوصی رکاوٹ ڈالتا ہے تاکہ لوگ احکام الٰہی کی تفہیم سے قاصر رہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ

[آیات: ۷، رکوع: ۱]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو رحمٰن ورحیم ہے

اِسْم (نام) ب (ساتھ) اللّٰه (کائنات کے خالق ومالک کا اسم ذاتی ہے) بِسْمِ اللّٰهِ (اللہ کے نام کے ساتھ، اس تمام کائنات اور اس کی ہر ہر چیز کا خالق ومالک صرف اور صرف اللہ ہے اور تنہا اس کا مالک اور معبود حقیقی ہے)

اِنَّمَا اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا (طٰہٰ:۹۸)(تمہارا معبود تو صرف اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے)

وہ تنہا اس کائنات کا خالق ومالک ہے اور اس کا کوئی شریک وسہیم نہیں ہے لَوْ كَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء- آیت ۲۲)(اگر ارض وسماء میں اللہ کے سوا کوئی اور بھی اِلٰہ ہوتے تو اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا) وہ ہمارے ہر ہر عمل سے آگاہ ہے، اور روز جزا اس کے حضور جواب دہ ہونا ہوگا۔

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (الحشر-۱۸)(ہر انسان کو دیکھنا چاہئے کہ اس نے کل (روز قیامت) کیلئے کیا سامان کیا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ یقیناً اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

وہ زندہ ہے اور کائنات کا نظام سنبھال رہا ہے۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (البقرہ- ۲۵۵)(اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور نظام کائنات قائم رکھے ہوئے ہے)۔

وہ زندہ و پائندہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (القصص-۸۸)(اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

معبود نہیں ہے، اس کی ذات کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے)

کائنات کی ہر چیز اس خالق و مالک کی حمد و ثنا میں مصروف ہے۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (بنی اسرائیل-۴۴) ''ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں بلکہ کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں۔''

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف ترین مخلوق اور اپنا نائب بنا کر زمین پر بھیجا، اس کیلئے لازم ہے کہ اس کے دین کو پوری طرح نافذ کرے۔ اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ (الشوری-۱۳) (یہ کہ دین کو قائم رکھو (میرا نظام زمین پر نافذ کرو) اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو (کہ یہ روز روشن کی طرح واضح ہے)

الرَّحْمٰن عربی زبان کے فَعْلَان کے وزن پر آیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے اس میں جوش و خروش پایا جاتا ہے یعنی اس کی رحمت ہمیشہ ٹھاٹھیں مارتی رہتی ہے۔ الرَّحِيْم فَعِيْل کے وزن پر ہے جس کے معنی جاری و ساری کے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے جس کا مطلب ہے کہ اس کی رحمت کبھی منقطع نہیں ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات لامحدود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہہ کر پکارو یا اس کے صفاتی ناموں سے پکارو، ہر طرح سے اس کی رحمت اپنے دامن میں چنو گے۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى (بنی اسرائیل-۱۱۰) (آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے) کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن، (جس نام سے بھی پکارو) پس اس کے سب نام اچھے ہیں۔

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق وہ بھی ہے جسے شیطان کہتے ہیں، وہ آگ سے پیدا کیا گیا ہے جب فرشتوں اور آدم علیہ السلام میں مقابلہ ہوا اور حضرت آدم اس امتحان میں کامیاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ سب کے سب آدمؑ کے آگے جھک جائیں چنانچہ ان سب نے انہیں سجدہ (تعظیمی) کیا مگر شیطان (ابلیس) نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اس لئے کہ اس کے اندر تکبّر کی بیماری تھی، جب اس سے جواب طلبی کی گئی تو اس نے کہا ''مجھے آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آدم کو مٹی سے، اس لئے میں اس سے بہتر ہوں، آگ مٹی کے آگے کیسے جھک سکتی ہے؟ شیطان کو اسی تکبر کی بنا پر ہمیشہ کیلئے مردود قرار دے دیا گیا اور قیامت تک کیلئے اس پر لعنت بھیجی گئی، اس نے قیامت تک زندہ رہنے کی اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگ لی جو اسے دے دی گئی یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی کہ اس طرح انسان کا امتحان لیا جائے۔

اب شیطان نے اپنی اس ذلت کا بدلہ لینے کی ٹھان لی، کسی نہ کسی طریقہ سے حضرت آدمؑ اور ان کی بیوی حواؑ کو جنت سے نکلوا دیا اور اس نے اس بات کا اعلان کر دیا کہ میں قیامت تک آدم کی اولاد کو صحیح راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتا رہوں گا، اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معنی یہ ہیں کہ شیطان ہمارا مستقل دشمن ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اس طرح اللہ کے حضور دعا کیا کریں۔
اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ”میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے (بچنے کے لئے)۔“ (درس قرآن، ج:اول)

۲) جو اس دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاتا ہے، شیطان (یا اس کے ساتھی) اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے اور ان کا وار ان پر ہی چلتا ہے جو اس دعا سے غافل ہو جاتے ہیں۔

۳) شیطان (ابلیس) جنوں میں سے تھا، اس نے انسانوں اور جنوں میں سے بہت سے ساتھی بنا لئے ہیں، اس لئے ان سب سے بچنے کے لئے یہ دعا سکھلائی گئی ہے۔

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ (سورة مومنون:۹۷-۹۸)
”اے میرے رب! میں شیاطین کی اکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس سے بھی اے رب! تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔“

۴) قرآن مجید کی تلاوت کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ تلاوت کی ابتدا تعوّذ سے کی جائے تاکہ اللہ تعالیٰ قوی و قدیر ہمیں اپنی پناہ میں چھپا لے، اس نیک کام میں شیطان کو بہکانے اور پھسلانے کا موقع نہ ملے، آیات کی غلط تاویل سے معنوں کی حقیقت بدل جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی گمراہیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین!

۵) حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی کام شروع فرماتے تو اس سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیا کرتے تھے۔

جب ہم اس کا نام لے کر کسی کام میں ہاتھ ڈالیں گے تو گویا ہم یہ کہیں گے کہ میرا دل بالکل پاک ہے، میری نیت میں پورا پورا خلوص ہے، میرا مقصد اعلیٰ ہے، میں صرف اللہ کا بندہ ہوں اور شرک سے پوری طرح بیزار ہوں۔

....

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱)

”ہر حمد اور ہر شکر اللہ ہی کیلئے جو تمام جہانوں کا رب ہے“

اَلْحَمْدُ، حَمِدَ يَحْمَدُ، حَمْدًا ۔ تعریف اور شکر دونوں معنی پائے جاتے ہیں۔ تعریف اللہ تعالیٰ کے کمالات پر اور شکر اس کے انعامات واحسانات پر اَلْحَمْدُ میں اَل کلمہ اِسْتِغْرَاق ہے یعنی ہر طرح کی حمد وثنا، تمام شکر اور تمام تعریفیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، اگر کسی چیز میں کوئی خوبی ہے تو وہ عطائی ہے۔ اس کی اپنی نہیں ہے، یہ کائنات

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی اور سجائی ہے اور اس نے ان میں کمال و جمال کا وصف بھرا ہے، حاکم اگر عادل ہے تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ نے اس کے اندر صفت عدل رکھ دی ہے، طبیب اگر حاذق ہے تو اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اللہ نے اسے یہ کمال عطا فرمایا ہے، آفتاب میں حرارت ہے اور ماہتاب میں ٹھنڈک ہے تو یہ اسی کی قدرت کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ پھولوں میں خوشنمائی و رعنائی اور پھلوں میں مٹھاس اور مزے ہیں تو اسی کی کاریگری کے نشان ہیں اس لئے تعریف و ستائش کے لائق صرف اسی کی ذات بابرکات ہے۔

گویا الحمدللہ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور شکر کا بیان ہے لیکن اس ضمن میں ایک معجزانہ انداز سے مخلوق پرستی کی بنیاد ختم کر دی گئی ہے اور دلنشیں اور فطری طرز پر توحید کی تعلیم دی گئی ہے۔

سیدنا ابراھیم علیہ السلام اسحاقؑ اور اسماعیلؑ کی پیدائش پر اللہ تعالیٰ کا شکر اس طرح ادا فرماتے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحٰقَ (ابراھیم: ۳۹) ”شکر ہے اللہ کے لئے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا فرمائے“۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ (الحجر: ۹۸) ”لہٰذا آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے اور اپنی جبین نیاز اس کے آگے جھکا دیجئے“۔

کائنات کی ہر چیز، ہر شجر اور ہر حجر، ہر ذرہ اور ہر پتہ رب تعالیٰ کے حمد و شکر میں مصروف ہے، انسان کو تو اس نے اشرف المخلوقات بنایا اور اپنی بندگی کیلئے پیدا کیا ہے، کیا اسے غفلت زیب دیتی ہے؟

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (بنی اسرائیل:۴۴) ”کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو“۔

انسان کو زمین پر خالق کائنات نے اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے اس کیلئے تو لازم ہے کہ نیابت کا حق ادا کرتے ہوئے اس کی زمین پر اسکے دین (نظام حیات) کو پوری طرح نافذ کرے۔

اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ (الشوریٰ:۱۳) ”اور دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو“ (کیونکہ یہ روز روشن کی طرح واضح ہے لَیْلُهَا کَنَهَارِهَا اس کی راتیں بھی دن کی طرح روشن ہیں)

جب لوگ ایمان کی مضبوطی کے ساتھ اقامت دین میں اپنی بھرپور صلاحیتیں صرف کر ڈالتے ہیں اور اسلام کی نعمت لئے ہوئے دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں ابدی نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا اور پھر ان کی زبان پر یہ کلمات ہوں گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا، وَمَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ (الاعراف:۴۳) ”شکر اللہ ہی کیلئے ہے جس نے ہمیں یہ (جنت کی) راہ دکھائی اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم خود ہدایت نہ پا سکتے“۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَلـرَّبُّ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے،اس کے مفہوم میں بہت وسعت ہے وہ ہر چیز کو پیدا کرنے اور پالنے والا،اس کا نگران اور مالک حقیقی ہے۔حدِ کمال تک پہنچانے والا، ہدایت کا سروسامان عطا کرنے والا اور اعمال کا بدلہ دینے والا اور معبودِ حقیقی ہے۔

رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (طٰه:۵۰)''ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل وصورت بخشی اور پھر راہ دکھائی (شہد کی مکھی ہمیشہ پھولوں کا رس چوسے گی گندگی پر نہ بیٹھے گی)''۔

وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلاً ، یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (النحل:۶۹-۶۸) ''آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی (اسے سجھایا) کہ پہاڑوں میں، درختوں میں اور (انگور وغیرہ) کی بیلوں پر اپنا گھر (چھتا) بنا، پھر ہر قسم کے پھل سے رس چوس اور اپنے رب کی ہموار کردہ راہوں پر چلتی رہ،ان مکھیوں کے پیٹ سے مختلف رنگوں کا مشروب (شہد) نکلتا ہے جس میں لوگوں کیلئے شفا ہے،اور غور وفکر کرنے والوں کیلئے اس میں نشانی ہے''۔

شہد کی مکھیوں کا نظام اتنا مربوط اور منظّم ہے کہ جس کا مطالعہ کرکے انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے اور غور وتدبر کرنے والوں کو اس میں رب کی ربوبیت کا واضح نشان ملتا ہے۔فرمایا کہ وہ رَبُّ الْعَالَمِیْن ،عَالَم کی جمع عالمیْن ہے، تمام جہانوں کا رب۔

انسان، جن، فرشتے، چرند، پرند کا اپنا اپنا جہان ہے وہ سب کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتا ہے، ایک ہاتھی سے لیکر ایک چیونٹی تک بلکہ ایسے جراثیم جو ظاہری آنکھ سے دیکھے نہیں جاسکتے،ان کی دیکھ بھال،ان کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کا سروسامان مہیا کرنا اسی رب وحدہ لا شریک لہ کی شان ہے۔

انسان کو تو اس نے نہ صرف علم وعقل سے شرف عطا کیا بلکہ وحی الٰہی کی روشنی عطا کرکے جینے کا پاکیزہ اور مُصَفّٰی سلیقہ اور قرینہ بھی عطا کردیا، جس سے اس کے لئے دنیا میں عزت وسرفرازی اور آخرت میں ابدی فلاح وکامرانی کا راستہ ہموار فرمادیا ہے۔

وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ ، اَفَلاَ تُبْصِرُوْنَ (الذریت:۲۱) ''اور خود تمہارے اپنے اندر بھی (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں) پھر کیا تم غور سے نہیں دیکھتے؟''

دنیا میں سب سے پیچیدہ مشینری اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا یہ انسانی جسم ہے جس پر آج تک نہ معلوم کتنی تحقیق ہو چکی ہے اور روز بروز ہو رہی ہے اور جسم کے ہر حصے کے ماہرین میدان میں آرہے ہیں لیکن ابھی تک بعض بیماریوں میں ڈاکٹر حضرات بھی عاجز اور بے بس نظر آتے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں: اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی پہچان کرائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ حمد وثنا در حقیقت اللہ ہی کے لئے ہے اگر کوئی حاکم انصاف کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ نے صفت عدل اس کے اندر رکھ دی ہے، کسی کے ہاتھ میں اگر شفا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے اسے یہ کمال عطا کر دیا ہے، کوئی حسین اور خوبصورت ہے یا کسی کی عادت پاکیزہ ہے تو اس کے لئے بھی صفت وستائش کی اصلی حق دار اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کیونکہ یہ اسی کا عطیہ ہے۔

۲) اس آیہ مبارکہ سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اسلام کا خدا کسی مخصوص نسل کسی مخصوص قوم یا قبیلہ کا خدا نہیں، اسلام سے قبل جتنے مذہب موجود تھے، وہ اس وسیع تصور سے واقف نہ تھے ہر قوم خدا کو صرف اپنا خدا سمجھتی تھی، گویا خدا کی حیثیت محض قومی خدا کی رہ گئی تھی، بنی اسرائیل جیسی توحید پرست قوم بھی اسے صرف اپنا خدا سمجھتی تھی بلکہ ہندوؤں میں تو ہر شخص نے اپنے لئے الگ الگ خدا بنا رکھے تھے۔ مگر قرآن نے ان تمام غلط عقیدوں کو مٹا دیا اور بتایا کہ اس کائنات کے ہر ذرہ اور ہر چیز کا خدا ایک ہی ہے اور اس کا اسم ذات اللہ ہے۔

۳) وہ'اللہ' رب العالمین ہے یعنی تمام جہانوں کا پروردگار ہے کوئی بھی صنف موجودات اس کی ہمہ گیر نظام ربوبیت و تربیت سے آزاد و مستثنیٰ نہیں، اس سے ہمدردی وغمخواری کا وسیع تصور پیدا ہوتا ہے، تمام انسانوں سے شفقت ومحبت کے جذبات ابھرتے ہیں، کالے اور گورے کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔

۴) بحر وبر اور مشرق ومغرب کے کسی کونے میں چلے جائیں رب العالمین کو تلاش کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی جہاں کہیں اسے پکاریں، فوراً اس صدا کا جواب ملتا ہے

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ:۱۸۶)''اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو کہیے) میں قریب ہوں جب دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں دعا قبول کرتا ہوں۔''

....

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (۲) مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ (۳) اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (۴)

رحمان اور رحیم ہے، جزا وسزا کے دن کا مالک ہے، اے (اللہ!) ہم بس تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور بس تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَالِکِ : مَلَکَ یَمْلِکُ باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے اسم فاعل مَالِکُ ہے، اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے جس کے معنی ہیں کائنات کے نظم ونسق، انتظام وانصرام کا مالک، موت وحیات کا مالک، دنیا اور اس کی ہر چیز اسی کی ملکیت ہے وہ کسی کو کہیں دنیا پر حکمرانی کا اختیار دیتا ہے تو جب چاہے چھین بھی سکتا ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ ، وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ، بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (آلِ عِمران: ۲۶)

آپ کہہ دیجئے ''اے اللہ ملک کے مالک! جسے تو چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ تو جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے، سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، بلا شبہ تو ہر چیز پر قادر ہے''۔

اس عارضی دنیا میں حکمرانی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے جو حکمران لوگوں پر ظلم وستم روا رکھتے ہیں اور اپنی سطوت وشوکت کا لوہا منواتے ہیں کل روزِ جزا وسزا بے بسی کی تصویر بنے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا: لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ ؟ آج حکومت کس کی ہے؟ سب کی زبانیں گنگ ہو جائیں گی کسی کو لب کشائی کی ہمت نہ ہوگی تو رب ذوالجلال کی طرف سے جواب ملے گا۔

لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ، اللہ اکیلے کی جو سب پر غالب ہے (المومن:۱۶)

جب کائنات کا مالک اللہ ہے، یہ ملک (عَالَم) بھی اسی کا ہے اور لوگوں کا حقیقی بادشاہ بھی وہی ہے تو انسان کو اس کی عبادت کا دم بھرنا چاہئے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، مَلِکِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ (الناس:۱-۳)

آپ کہئے کہ میں لوگوں کے رب کی پناہ مانگتا ہوں، جو لوگوں کا بادشاہ ہے جو لوگوں کا معبود حقیقی ہے (لہٰذا زندگی میں اسی کے احکام کی پیروی کی جائیگی)۔

یَوْمِ الدِّیْنِ : ''یوم جزا وسزا'' اَلدِّیْنِ قرآن حکیم میں پانچ معنوں میں استعمال ہوا ہے (۱) توحید، قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ (الزمر:۱۱)

آپ کہہ دیجئے: مجھے تو یہ حکم ہوا ہے کہ میں خالصتاً اسی کی حاکمیت تسلیم کرتے ہوئے اس کی عبادت کروں۔

(۲) یوم الحساب، جزا وسزا کا دن، جیسا کہ فرمایا: مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ (الفاتحہ:۴) مالک ہے یوم جزا وسزا کا۔

(۳) دین اسلام، اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ (ال عمران:۱۹) اللہ تعالیٰ کے ہاں دین صرف اسلام ہے۔

(۴) حکم، ارشاد ہوتا ہے: اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْکُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (النور:۲) زانی عورت ہو یا مرد، ان میں سے ہر ایک کو سو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈرتے لگاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے حکم کے معاملہ میں تمہیں ان دونوں میں سے کسی پر ترس نہ آنا چاہیے۔

(۵) قانون، (Law)، مَا كَانَ لِيَأْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ (یوسف:۷۶) یوسف مصر کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو اپنے ہاں رکھ نہیں سکتے الا یہ کہ اللہ ہی ایسا چاہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ : اِيَّا ،کلمہ تخصیص ،کَ ضمیر واحد مذکر مخاطب اور مفعول ہے، عَبَدَ يَعْبُدُ سے نَعْبُدُ فعل مضارع جمع متکلم، اِسْتَعَانَ يَسْتَعِيْنُ (باب اِسْتِفْعَال) نَسْتَعِيْنُ فعل مضارع جمع متکلم۔

نَعْبُدُ اور نَسْتَعِيْنُ افعال ہیں اور اِيَّاكَ مفعول کی تقدیم حصر (خاص کرنا) کا فائدہ دیتی ہے، یعنی عبادت اور استعانت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے، عبادت کو استعانت پر تقدیم اس لئے ہے کہ عبادت کے ساتھ بندہ اپنے مالک سے استعانت (مدد بھی) چاہتا ہے نیز جب تک اس کی مدد ہمارے شامل حال نہ ہو ہم اس کی عبادت پر قدرت نہیں پا سکتے ہیں۔

اَلْعُبُوْدِيَّةُ کے معنیٰ کسی کے سامنے ذلت وانکساری ظاہر کرنا ہے مگر اَلْعِبَادَةُ کا لفظ انتہائی ذلت وانکساری کرنے پر بولا جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ معنوی اعتبار سے العبادۃ کا لفظ العبودیۃ سے زیادہ بلیغ ہے لہٰذا عبادت کی مستحق بھی وہی ذات ہو سکتی ہے جو بے حد وحساب صاحب افضال وانعام ہو اور ایسی ذات صرف اور صرف ذات الٰہی ہے۔ اسی لئے فرمایا:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ (بنی اسرائیل:۲۳) ''آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو''۔

عبادت سے مراد صرف صوم وصلوۃ کی ادائیگی نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر معاملہ میں اور ہر شعبہ حیات میں اسی کی اطاعت اور بندگی ہے۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ، اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ (یوسف:۴۰) اللہ کے سوا یہاں کسی کی فرماں روائی نہیں اس لئے یہی حکم دیا کہ اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو۔

اور جو لوگ اختیار واقتدار رکھتے ہوئے احکام الٰہی کو نافذ کرنے میں پہلو تہی کرتے ہیں قرآن ان کے بارے میں فیصلہ دیتا ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ...... هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ...... هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (المائدہ:۴۴-۴۵، ۴۷)

''اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہی لوگ کافر...... ظالم اور...... نافرمان ہیں''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں: الرحمٰن، اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے رحمٰن ہونے کی صورت میں اس نے ہماری ہر حاجت کو پورا کرنے کا سامان کر دیا، زمین وآسمان پیدا کئے، سورج، چاند اور ستارے بنائے، دریا اور سمندر بہائے، جنگل پھیلائے اور پہاڑ کھڑے کئے، نباتات، جمادات اور حیوانات پیدا کیئے، اپنی رحمت کا سایہ والدین کے دل میں ڈالا کہ وہ اولاد سے بے غرض اور دلی محبت کرتے ہیں، اولاد کو ہر طرح کا آرام پہنچاتے ہیں، اللہ کے یہ انعام مسلمان اور کافر سب پر یکساں ہیں، نیک اور بد کی کوئی تمیز نہیں۔

۲) الرحیم بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، ہمارے نیک اعمال اور افعال کا اجر زیادہ سے زیادہ دیتا ہے، وہ اس دنیا کے بعد بھی ہمیں اپنی رحمت میں ڈھانپ لے گا اور جنت کا وارث بنائے گا، وہ چھوٹے چھوٹے کاموں کے بڑے بڑے نتائج پیدا کرتا ہے، معمولی معمولی نیکیوں کے اجر زیادہ سے زیادہ دے گا۔ (درس قرآن، ج: اول)

۳) مـالِکِ بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، یوم الدین، یوم جزا وسزا اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ وہ اس دنیا کا بھی مالک ہے، مگر اس عارضی وفانی دنیا میں اس نے کچھ اختیارات انسانوں کو عطا کر رکھے ہیں جسے روز قیامت سلب کر لیا جائے گا اور وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ ''اور اس روز اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہوگا''۔ یہ دنیا امتحان گاہ ہے اور قیامت کے روز ہر انسان کا نتیجہ اسے سنایا جائے گا، نیکوں کو وہ جزا اور بروں کو سزا دے گا، اور کسی پر رائی برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا، یہ آیہ مبارکہ انسانوں میں خوف اور ادب پیدا کرتی ہے، کہ وہ روز جزا وسزا کے مالک کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتے رہیں اور کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے خالق ومالک کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑے۔

۴) نسل انسانیت پر قرآن کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے خالق کائنات اور بندوں کے درمیان جتنے پردے حائل تھے چاک کر دیے اور یہ بتا دیا کہ ہر شخص اسے براہ راست پکار سکتا ہے، نہ عبادت کے لئے کسی وسیلے کی ضرورت ہے نہ استعانت کے لئے کسی شفیع کی حاجت، جب اور جہاں بھی کوئی اسے پکارے وہ پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے اور اسکا جواب دیتا ہے۔

۵) عبادت صرف صوم وصلوٰۃ اور حج وزکوٰۃ تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر معاملہ اور ہر مرحلے میں رب کائنات کی اطاعت اور بندگی کا دم بھرتے ہیں گویا کہ اس کے غلام ہیں اور ہمہ وقت اس کے احکام پر چلنے کیلئے تیار ہیں...... خواہ وہ سیاست ہو یا تجارت، معیشت ہو یا معاش، انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی۔

۶) ایـاک نـعـبـد و ایاک نستعین میں نکتہ کی بات یہ ہے کہ عاجز بندے اپنے رب کے حضور فریاد کرتے ہیں کہ ''اے اللہ ہم تیری بندگی کا حق ادا نہیں کر سکتے کہ جب تک تیری مدد شامل حال نہ ہو۔''

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۵)

(اے اللہ) ہمیں صراط مستقیم پر چلا

اِهْدِنَا: هَدٰى يَهْدِى سے فعل امر اِهْدِ، ہدایت عطا فرما، نَا ضمیر جمع متکلم ہمیں، اَلصِّرَاطَ، اَلصِّرَاط، اَلطَّرِيْق راستہ۔ المستقیم۔ لَا اعْوِجَاجَ فِيْهِ وَهُوَ الْاِسْلَامُ، ایسا راستہ جس میں کسی قسم کی کوئی کجی نہ ہو اور وہ اسلام کا راستہ ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ، عاجز بندے اپنے خالق و مالک کے حضور فریاد کرتے ہیں کہ اے مولا! ہمارے دلوں میں سیدھے راستے پر چلنے کا داعیہ پیدا فرما، اس پر تیری رہنمائی و رہبری مطلوب ہے اور پھر اس پر استقامت و دوام عطا فرما اور وہ دین اسلام ہی کا راستہ ہے، ارشاد ہوتا ہے۔ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (الانعام:۱۶۱) کہہ دیجئے کہ بلاشبہ میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھلا دی ہے، یہی وہ مستحکم دین ہے جو ابراھیم کا دستور العمل تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

علم ہندسہ میں جب دو نقطوں کو آپس میں ملا دیا جائے تو وہ خط مستقیم کہلاتا ہے، اس کے علاوہ خطوط ٹیڑھے اور اور منحنی ہوتے ہیں، اسلام بھی صراط مستقیم، ایک ہی سیدھا اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ راستہ ہے۔ یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور اس پر چل کر ہی انسان گوہر مقصود کو پا سکتا ہے، اس کے علاوہ تمام راہیں بھٹکانے والی ہیں، فرمایا: وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ، وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (الانعام:۱۵۳) اور یہ کہ یہی میری سیدھی راہ ہے (اسلام کی راہ) لہذا اسی پر چلتے جاؤ اور دوسری راہوں کے پیچھے نہ چلو (کہ وہ شیطانی راہیں ہیں) اور وہ تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی (اور تم راہ حق سے دور جا پڑو گے)۔

تمام انبیاء کرام نے لوگوں کو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک اسی راہ پر چلنے کی دعوت دی۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (الانبیا:۷۳) (ان انبیاء) کو ہم نے (اپنی اپنی قوم کا) امام بنایا جو ہمارے حکم سے لوگوں کی (اسلام کی طرف) رہنمائی کرتے۔

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (الشوریٰ:۵۲) اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) بلاشبہ آپ صراط مستقیم (اسلام) کی طرف رہنمائی کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفت ھادی (ہدایت دینے والا) بھی ہے۔ اس نے اپنی مہربانی سے ہمیں ہدایت سے ہمکنار فرمایا، اَلْهِدَايَةُ کے معنی بھی لطف و کرم کے ساتھ کسی کی رہنمائی کرنے کے ہیں اسی سے لفظ ھدیہ ہے جس کے معنی اس تحفہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو بغیر معاوضہ کے کسی کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے چار پہلو سے ہدایت فرمائی ہے۔

(۱)...... عقلی وجبلی ہدایت: اس ہدایت میں ہر انسان بلکہ ہر جاندار کو حسب ضرورت حصہ ملا ہے۔

رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْئٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (طٰہٰ:۵۰)(موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) ہمارا رب تو وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کی رہنمائی کی (پیدا کرنے کے بعد اس کی فطرت پر اسے ڈال دیا)

اللہ تعالیٰ کی اس کرشمہ سازی پر غور کیجئے کہ انسان زمین پر مکان بنا رہا ہے تو چڑیا درخت یا دیوار پر گھونسلہ بنا رہی ہے، بچے کو دودھ پینا بتلا دیا تو مچھلی کو تیرنا سکھلا دیا۔

(۲)...... ہدایت بذریعہ انبیاء کرام اور وحی الٰہی: اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار اور زمانوں میں ملکوں اور بستیوں میں لوگوں کی ہدایت کیلئے انبیاء ورسل کو نور ہدایت دے کر بھیجا جن سے زندگی گزارنے کے اصول ہاتھ آئے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (الانبیا:۲۵) اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا، اس کی طرف یہی وحی کرتے رہے ''کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں لہذا صرف میری ہی عبادت کرو''۔

(۳)...... ہدایت کے طلبگار کی رہنمائی: جو شخص روشنی اور ہدایت کا طلبگار ہوتا ہے اور اس کیلئے جستجو اور تڑپ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے راہ ہدایت آشکارہ ہو جاتی ہے۔

وَالَّذِیْنَ جٰهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:۶۹) اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد (کوشش اور جستجو) کرتے ہیں ہم یقیناً انہیں اپنی راہیں (دین کی سوجھ بوجھ اور طور طریقے) دکھلا دیتے ہیں۔

(۴)...... اُخروی ہدایت: ہدایت سے بالآخر حقیقی منزل مقصود یعنی جنت کی طرف رہنمائی ہوتی ہے۔

سَیَهْدِیْهِمْ وَیُصْلِحُ بَالَهُمْ ، وَیُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ (محمد:۵-۶) (اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی) رہنمائی کرے گا اور ان کا حال درست فرما دے گا اور انہیں جنت میں داخل کرے گا جس کا انہیں تعارف کرایا ہے۔

اس انعام کے ملنے پر اہل جنت کی زبانیں شکر و سپاس سے لبریز ہونگی۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا، وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ (الاعراف:۴۳) اور وہ کہیں گے ''تمام حمد و ستائش اللہ ہی کیلئے ہے جس نے ہمیں جنت کی راہ دکھائی اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم خود ہدایت نہ پا سکتے تھے۔

ایک انسان کسی دوسرے انسان کو صرف دعوت الی الخیر کے ذریعہ روشنی بہم پہنچا سکتا ہے، ہدایت دل میں اتارنا صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت ہے، انبیاء کرام بھی لوگوں کو راہ حق کی رہنمائی کرتے رہے ہیں، ایسا بھی ہوا کہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے گھر کے افراد اور عزیز و اقارب کو راہ ہدایت سے محرومی رہی اور دور کے لوگ راہ پا گئے۔ سیدنا نوح علیہ السلام کے بیٹے نے والد کی دعوت حق کو آخر دم تک قبول کرنے سے انکار کیا اور اپنی قوم کے ساتھ غرق ہونا منظور کر لیا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ابولہب اور ابوجہل نہ صرف ہدایت سے محروم رہے بلکہ وہ آپؐ اور مسلمانوں کو ایذا دینے میں بھی پیش پیش تھے، ارشاد ہوتا ہے: اِنَّکَ لَا تَهۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ (القصص:۵۶) (اے نبی) جسے آپ چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے، اللہ ہی جسے چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے۔

ہٹ دھرم، ضدی، سرکش اور حق بات کا صریحاً انکار کرنے والے ہدایت سے محروم رہتے ہیں۔

قرآن میں کہیں آتا ہے وَاللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ اور کہیں اَلۡفَاسِقِیۡنَ ، اَلظّٰلِمِیۡنَ ، اَلۡخَائِنِیۡنَ وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ حق بات سے منکرین، روگردانی کرنے والوں، ظالموں اور خائنوں کو راہ ہدایت سے ہمکنار نہیں کرتا، ہاں ان میں سے جو تائب ہو کر ہدایت کی طرف قدم بڑھاتا ہے وہ ہدایت سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔

وَیَهۡدِیۡۤ اِلَیۡهِ مَنۡ یُّنِیۡبُ (الشوری:۱۳) (اللہ) اپنی طرف سے اسی کو راہ دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کر لے۔

مسلمانو! تمہارے لئے ہدایت کا ابدی اور یقینی راستہ یہ ہے کہ تم کتاب ہدایت قرآن حکیم کو غور سے پڑھو اور اس کی تعلیمات کو حرز جاں بناؤ اور پانچ وقت پابندی سے نماز پڑھو کہ تمہیں اپنے خالق و مالک سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہوگا، جب تم دل کی گہرائی سے اھدنا الصراط المستقیم کہو گے تو وہ رب کریم تمہیں راہ حق پر استقامت عطا فرمائے گا اور تمہاری دنیا و آخرت سنور جائیگی۔ ان شاء اللہ۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) ہم نے اللہ کو اپنا رب، مالک اور مہربان تسلیم کر کے اس کے ساتھ اقرار کیا کہ ہم صرف اسی کی اطاعت اور بندگی کریں گے اور اسی سے ہر وقت مدد مانگیں گے، اب ہماری یہ آرزو ہے کہ ہمارا مالک ہماری رہنمائی کرے اور ہم بھولے سے بھی کوئی ایسی غلطی نہ کر بیٹھیں جو اس کی ناراضگی کا سبب ہو، اس کے لئے ہمیں ایسی راہ کی ضرورت ہے جس پر چل کر ہم اس کی خوشنودی حاصل کر سکیں اور جو ہمیں بالکل سیدھا اس تک پہنچا دے۔ (درس قرآن)

۲) ہمیں حکم ہے کہ ہم نماز کی ہر رکعت میں اس دعا کو عاجزی سے دہرائیں اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان انسان کا ازلی اور ابدی دشمن ہے وہ انسانوں کو خاص طور پر نیک انسانوں کو نت نئی چالوں سے گمراہ کرتا رہتا ہے پھر انسان کے اندر اس کا نفس اَمَّارَہ بھی بڑا سرکش ہے جو اسے برائیوں کی دعوت دیتا رہتا ہے، ہم اپنے خالق و مالک سے کہ جس کی قوت و طاقت سب پر حاوی ہے، التجا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر گامزن رکھے تاکہ ہم زندگی کی پاکیزہ اور سچی راہ سے کہیں بھٹک نہ جائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳) یہ دعا ہم جمع کے صیغے پر ''اھدنا'' اے اللہ! ہم سب کو ہدایت سے نواز، اس لئے کرتے ہیں تا کہ ہر شخص کا ذاتی تعلق پوری امت سے قائم رہے، یعنی اظہار کرتے ہیں کہ ہماری عبادت اور استعانت اجتماعی ہے، صرف اپنے لئے ہی نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کے لئے ہدایت و استقامت کے طلبگار رہتے ہیں۔

۴) ہدایت پر ہوتے ہوئے بھی ہدایت مانگنا، گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہمیں ہدایت پر استقامت صرف اور صرف رب کریم کی رحمت سے ہی مل سکتی ہے۔

۵) یہ دعا کس قدر جامع اور مکمل ہے ''اے اللہ! ہمیں سیدھے راستہ پر چلا'' کونسا ایسا وقت ہے جب انسان کو صحیح راہ اور درست طریقہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے کھانا، پینا، لکھنا، پڑھنا، چلنا پھرنا، خرید و فروخت حکومت و سلطنت کے کام، عدالت اور مقدمات کے فیصلے، شادی بیاہ کے معاملات، معاشرتی اور معاشی زندگی کے مسائل، غرضیکہ زندگی کا ایسا کون سا مسئلہ ہے جس میں انسان کو صحیح رہنمائی درکار نہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا ہر نماز میں مقرر فرما دی ہے تا کہ صبح و شام اور رات دن ہر وقت انسان زندگی کے معاملات میں اللہ سے رہنمائی اور توفیق عمل طلب کرتا رہے۔

۶) ہر مذہب نے اپنے ماننے والے کو دعا کی تلقین کی ہے۔ کوئی اللہ سے روٹی مانگتا ہے کسی کو مال و دولت کی آرزو ہے، کسی کو طاقت و اقتدار کی خواہش ہوتی ہے، اور کسی کو عزت و شوکت کی تمنا ہوتی ہے مگر ایک سچے مسلمان کی دلی خواہش اور چاہت ہوتی ہے تو صرف اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ زندگی کے ہر میدان میں اسے صحیح اور درست راہ پر چلائے جو اسے ابدی راحت سے ہمکنار کر دے۔

....

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (۶)

(اے اللہ!) ان لوگوں کی راہ پر چلا جن پر تو نے فضل فرمایا نہ ان کی جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کی

اَنْعَمَ يُنْعِمُ اِنْعَام باب اِفْعَال، انعام کرنا، نعمتوں سے نوازنا۔ غَضِبَ يَغْضَبُ، غَضَبًا سے اسم مفعول المغضوب اور غیر کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔ غضب کئے گئے مغضوب علیھم وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق کے جاننے کے بعد اس سے خروج کیا اور جن کے پاس دین و شریعت آئی لیکن انہوں نے اس کی خلاف ورزی کی اور اسے قبول نہ کیا۔ ضَلَّ يَضِلُّ سے اسم فاعل اَلضَّالِّيْنَ، گمراہ ہونا، غلو کرنا اور راہ راست سے ہٹ جانا، یہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگ ہیں جو دین میں غلو کے باعث راہ حق سے بھٹک گئے۔ غیر کے معنی سِوی، سوائے اور کبھی نہیں کے معنی دیتا ہے۔

اس سے قبل اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں اللہ تعالیٰ سے راہ راست پر چلنے کی توفیق واستقامت کی طلب و آرزو کی گئی۔ کہ اسی پر چل کر بندے فوز وفلاح سے ہمکنار ہوسکتے ہیں، اگلی آیات میں صراط مستقیم کی مزید توضیح وتشریح ہے، عاجز بندوں کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ ان سے پہلے وہ کون سے ابرار وصالحین تھے جو اس بے خطا اور سیدھے راستہ پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ سکے تا کہ ان کے نقش قدم پر چل کر وہ بھی اسی منزل کو پالیں اور ان لوگوں کی پگڈنڈی پر چلنا ان کے لئے آسان ہو جائے۔ وہ ان لوگوں کی سیرت اپنے لئے حرز جاں بنالیں اور جس ایمان ویقین، صبر وثبات، پامردی اور بہادری اور استقلال واستقامت سے زندگی کی منازل انہوں نے طے کیں وہ بھی انہیں کی عطا کردہ روشنی سے فیضاب ہوں، نمونہ بہترین رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

قرآن حکیم اس مُنْعَمْ علیھم گروہ کا ذکر اس آیت مبارکہ میں کرتا ہے:- وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النساء:٦٩) اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ اور رفیق ہونے کے لحاظ سے یہ لوگ کتنے اچھے ہیں۔

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیہ مبارکہ سے یہ نکتہ نکالا ہے کہ جن لوگوں کو یہ مرتبہ نصیب ہوا، اس کی تہہ میں اصل بات محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔ (تفسیر طبری) ان انعام یافتہ لوگوں یعنی انبیاء کرام کی سیرتوں کا مطالعہ اور خصوصاً خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور صحابہ کرامؓ کی پاکیزہ زندگیوں کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد وہ گروہ ہے جنہوں نے انبیاء کرام کے پیغام حق کو نہ صرف غرور وسرکشی سے ٹھکرا دیا بلکہ ان نفوس قدسیہ پر ظلم وزیادتیاں بھی کیں، اس طرح وہ غضب الٰہی کا شکار ہوئے۔ گزشتہ امتوں میں اس کی واضح مثال یہود کی ہے ان کا ذکر قرآن اس طرح کرتا ہے۔ www.KitaboSunnat.com

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (البقرۃ:٦١) (اور انجام کار) ان پر ذلت اور بدحالی مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ (سرکشی سے) اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور (پاکباز انسانوں) انبیاء کرام کو ناحق قتل کرنے لگے تھے اور اس کا سبب یہ بھی تھا کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرتے اور (حدود شریعت) سے آگے نکل جاتے تھے۔

ضَالِّین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے انبیاء کرام کی لائی ہوئی روشن شریعت اور ان کی شفاف اور واضح دعوت اور عقیدہ توحید کو گورکھ دھندا بنادیا اور عبادت وریاضت کے سیدھے سادھے طریق کو رہبانیت میں بدل ڈالا۔ گزشتہ امتوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اس کی واضح مثال نصاریٰ (عیسائیوں) کی ہے،ان کا ذکر اس طرح آتا ہے۔قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ (المائدہ:۷۷) آپ ان سے کہیے ''اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کے پیچھے نہ چلو جو پہلے ہی گمراہ ہیں اور بہت لوگوں کو گمراہ کر چکے ہیں اور صراط مستقیم سے بھٹک چکے ہیں۔

اس آیت میں نصاریٰ کا غلو بتایا جارہا ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور بشریت کے مقام سے اٹھا کر الوہیت کے مقام پر کھڑا کر دیا اور ان کے پیشرو یہود بھی اسی گمراہی میں مبتلا رہے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتے رہے ہیں۔

ان دونوں راہوں کے برخلاف اسلام معتدل،شفاف،سیدھا اور مضبوط طریق زندگی ہے،وہ انبیاء کرام کی شان عبدیت قائم رکھتے ہوئے ان کی دل وجان سے محبت و تعظیم کرنا سکھاتا ہے اور ان کی اتباع واطاعت کو عین اللہ تعالیٰ کی رضا مندی قرار دیتا ہے۔ارشاد ہوتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران:۳۱) (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کریگا (اور مزید انعام یہ فرمائے گا) کہ تمہارے گناہ معاف کردے گا۔

اے اللہ ہمیں ایمان واسلام پر استقامت نصیب فرما! آمین!!

آیت مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اس سے پہلی آیت میں ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ ہمیں سیدھی راہ دکھائے،اب سیدھی راہ کی مزید تشریح اس آیت میں کی گئی ہے،مکمل تعلیم اور ہدایت کی ساری کی ساری باتیں قرآن مجید میں آگئی ہیں،اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان ہدایتوں کے عملی نمونے بھی انسانوں میں کثرت سے بھیج دیئے تاکہ ان کی پاکیزہ زندگی سامنے رکھ کر صراط مستقیم پر چلنا ہمارے لئے اور زیادہ آسان ہوجائے،چنانچہ ہمیں دعا بتلائی کہ وہ ہمیں ایسے لوگوں کے نقش قدم پر چلائے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام نازل فرمائے۔ان انعام یافتہ لوگوں کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۹ میں آچکا ہے۔

انبیاء کرام اللہ کے وہ نیک بندے ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے چن لیتا ہے،یہ نبوت وہبی ہوتی ہے کسبی نہیں ہوتی ہے،یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا اور بخشش کا نتیجہ ہوتی ہے اور زور وزر اور قوت بازو کا کمال نہیں ہوتی ہے۔

صدِّیقین وہ لوگ ہوتے ہیں جو انبیاء کی دعوت حق پر فوراً لبیک کہتے ہیں جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شھداء وہ لوگ ہوتے ہیں جو راہ حق میں اپنی جان اور اپنا مال سب کچھ لٹا دیتے ہیں جیسا کہ سید الشھداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جام شہادت نوش کیا۔

صالحین وہ لوگ ہوتے ہیں جو نیکی پر ثابت قدم رہتے ہیں خواہ اس راہ پر کتنے مصائب اور کتنی مشقتیں ہی کیوں نہ برداشت کرنی پڑیں جیسا کہ قرآن حکیم میں سورۃ یوسف میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی کا تذکرہ آیا ہے۔

۲) سورۃ الفاتحہ کے آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں سے بچائے جن پر اسکا غضب ہوا غضب کن لوگوں پر ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو فراموش کر ڈالتے ہیں اور خواہشات نفس کی پیروی میں مبتلا ہو جاتے ہیں پھر ہم یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی ضالین (گمراہ) لوگوں سے بھی محفوظ رکھے ضالین وہ طبقہ ہے جو علم حقیقی سے فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ اپنی خواہش سے بات کو کچھ سے کچھ بنا ڈالتا ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہود پر اللہ کا غضب نازل ہوا کہ انہوں نے انبیاء اکرام کی (نعوذ باللہ) توہین و رسوائی کی اور نصاریٰ گمراہ ہوئے جو شرک میں مبتلا ہو گئے اور حضرت عیسی علیہ السلام کی ذات کو اتنا بڑھایا چڑھایا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی ذات میں انہیں شامل کر دیا۔

اسلام ان دونوں کے درمیان اعتدال کی راہ بتاتا ہے کہ انبیاء کرام سے دل و جان سے محبت کر و ان کی اتباع اور پیروی کرو مگر انہیں مقام عبدیت پر رکھو۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سُورَةُ الْبَقَرَةِ

[آیات: ۱ تا ۱۴۱، رکوع: ۱ تا ۱۶]

الٓمّٓ (۱) ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْهِ

الف، لام، میم، یہ (قرآن مجید) وہ کتاب ہے جس (کے کلام الٰہی ہونے میں) قطعی کوئی شک وشبہ نہیں ہے

الٓمّٓ: الف، لام، میم حروف مقطعات ہیں یعنی انہیں الگ الگ ساکن پڑھا جاتا ہے، یہ قرآن حکیم کی 29 سورتوں کی ابتدا میں آئے ہیں۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں۔

''یہ حروف مقطعات قرآن مجید کی بعض سورتوں کے آغاز میں آئے ہیں، جس زمانے میں قرآن مجید نازل ہوا ہے اس دور کے اسالیب بیان میں اس طرح کے حروف مقطعات کا استعمال عام طور پر معروف تھا، خطیب اور شعراء دونوں اس اسلوب سے کام لیتے تھے۔ چنانچہ اب بھی کلام جاہلیت کے جو نمونے محفوظ ہیں ان میں اس کی مثالیں ہمیں ملتی ہیں، اس استعمال عام کی وجہ سے یہ مقطعات کوئی چیستان نہ تھے جن کو بولنے والے کے سوا کوئی نہ سمجھتا ہو۔ بلکہ سامعین بالعموم جانتے تھے کہ ان سے مراد کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کے خلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر مخالفین میں سے کسی نے بھی یہ اعتراض کبھی نہیں کیا کہ یہ بے معنی حروف کیسے ہیں؟'' (تفہیم القرآن جلد اول)

میرے نزدیک یہ ہے کہ اہل عرب کو بتایا جا رہا ہے کہ قرآن مجید جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا جا رہا ہے یہ کوئی اجنبی کتاب نہیں ہے کہ تمہاری سوچ سمجھ سے باہر ہو یا یہ محض عربی زبان کے حروف تہجی (Alphabetic) پر مشتمل ہے جنہیں تم روزمرہ استعمال کرتے ہو نہیں! یہ رب العالمین کا کلام ہے جو اپنی شان فصاحت و بلاغت، الفاظ کے جلال و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمال، عبارت کے مفہوم و مطالب اور طرز بیان میں بے مثال اور بے مثل ہے اور واقعہ یہ ہے کہ عرب جنہیں اپنی قادر الکلامی اور شاعری پر بڑا ناز تھا قرآن حکیم کے سامنے ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔

ذٰلِکَ اسم اشارہ مذکر بعید کیلئے ہے مگر ترجمہ ''یہ'' کیا گیا ہے۔ بعض اوقات اشارہ بعید کا ترجمہ اشارہ قریب میں اور اشارہ قریب کا ترجمہ اشارہ بعید میں کیا جائے تو اس سے عزت وعظمت کا اظہار ہوتا ہے جیسا کہ فارسی زبان میں ''آں'' اشارہ بعید کیلئے ہے کسی قریبی شخص کی عزت مقصود ہو تو آپ کہہ دیتے ہیں ''آنجناب'' نے کیا فرمایا ہے۔

اَلْکِتٰبُ ، کَتَبَ یَکْتُبُ کِتَابًا، اَلْکِتٰبُ کے اصل معنیٰ کھال کے دو ٹکڑوں کو ملا کر سی دینے کے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ کَتَبْتُ السِّقَاء، میں نے مشکیزہ کو سی دیا، عُرف میں اس کے معنی حروف کو تحریر کے ذریعہ باہم ملا دینے کے ہیں۔'' (مفردات القرآن۔ راغب اصفہانی)

قرآن حکیم نے اپنا تعارف اَلْکِتَابُ سے کرایا ہے کِتَابُ سے پہلے ال کا اضافہ معرفہ کی علامت ہے یعنی یہ وہ مربوط و مرتب کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل امین نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر اتارا اور آپؐ نے اسے حفظ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ کی کثیر جماعت نے نہ صرف حفظ کیا بلکہ آپؐ نے اسے موجودہ ترتیب کے مطابق صحابہؓ کو لکھوا بھی دیا، قرآن مجید کو رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک میں ضبط کرانے، زبان مبارک پر جاری کرنے، مفہوم و معنیٰ سمجھانے، جمع کرانے اور ہمیشہ ہمیشہ تک حفاظت کرنے کی ذمہ داری رب العالمین نے خود لی ہے۔

لَاتُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهٖ، اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ، فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ، ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ (القیمۃ: ۱۶تا۱۹)

''(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس وحی کو جلدی یاد کر لینے کیلئے اپنی زبان کو (تیزی سے) حرکت نہ دیجئے، اس کو دل میں جمع کرنا اور زبان سے پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے، پھر جب ہم پڑھوا چکیں تو پھر اسی طرح پڑھا کریں، پھر اس کا مطلب سمجھانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔''

ایک اور جگہ اس طرح فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۹)

''یہ ذکر (قرآن) یقیناً ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کے (ہمیشہ ہمیشہ کیلئے) محافظ ہیں۔''

اللہ کی رحمت کی کرشمہ سازیاں دیکھئے کہ ایک ننھا سا بچہ جس کی عمر سات آٹھ برس سے اوپر نہیں ہوتی اس کتاب عظیم کو اپنے سینے میں ضبط کر لیتا ہے اور یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے تواتر کے ساتھ چلی آ رہی ہے کہ لوگ ہر دور اور ہر زمانے میں ایک دوسرے سے حفظ کرتے آئے ہیں، آج دنیا میں ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں حفاظ موجود ہیں، حفاظت کتاب کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ اگر لیل ونہار کی گردش اور طلوع

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آفتاب کا فرق ملحوظ خاطر رہے تو چوبیس گھنٹوں میں کوئی لمحہ بھی ایسا نہ آئیگا کہ دنیا میں کہیں نماز نہ ہو رہی ہو اور اس میں قرآن نہ پڑھا جا رہا ہو۔ پھر شرقاً غرباً لاکھوں کی تعداد میں مکاتب و مدارس ہیں جہاں اس کتاب روشن اور نور ہدایت کی تعلیم ہو رہی ہے۔ انسائیکلو پیڈیا بیرٹینیکا میں غیر مسلموں کی شہادت قرآن کے متعلق اس طرح موجود ہے۔ وہ کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔(The most widely-read book in the world) قرآن کے علاوہ کسی اور آسمانی یا مذہبی کتاب کی کوئی ایسی شہادت مل سکتی ہے؟

لَا رَیْبَ فِیْہِ، لَا کلمہ نفی جنس کیلئے ہے، رَیْبَ مصدر ہے (رَابَ یَرِیْبُ رَیْبًا) جس کا معنی قلق النفس (نفس کا اضطراب) اور شک ہے۔

غور کیجئے "لَا فِیْہِ رَیْبٌ" کی بجائے "لَا رَیْبَ فِیْہِ" کہہ کر شک و شبہ کی قطعی نفی کر دی گئی ہے، اگر کوئی اس کو نہ سمجھ پاتا ہو تو قصور اس کے دماغ کا ہے نہ کہ کتاب کا اس لئے کہ وہ آسان، سلیس، قابل فہم اور روشن ہے، آفتاب پوری تابانی سے چمک رہا ہو پھر بھی اگر کوئی اسے دیکھ نہ پائے تو قصور آفتاب کا نہیں آنکھوں کا ہے۔ قرآن اپنی صداقت کا اہل عرب کو یوں چیلنج کرتا ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (البقرہ-۲۳)

"اور اگر تمہیں اس کلام پر شک ہو جو ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا ہے تو تم بھی اس جیسی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر اپنے سب مددگاروں کو بلا لو، اگر تم سچے ہو (تو یہ کام ضرور کر دکھاؤ)"

نزول قرآن کو چودہ صدیاں اور کچھ سال اوپر بیت چکے، قرآن کی یہ صداقت اپنی جگہ مسلم ہے اور تا قیامت مسلم رہے گی، ان شاء اللہ۔

آیہ مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) قرآن مجید اپنا پہلا تعارف "الکتاب" کی حیثیت سے کرواتا ہے کہ وہ ضبط تحریر میں آیا ہوا، ایک کتابی شکل میں مرتب، صحیفہ آسمانی ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا گیا اور وہاں سے جبریل امین وقتاً فوقتاً اسے لے کر خاتم النبیین محمد ﷺ کے قلب اطہر پر نازل کرتے رہے اور تیئس برس کی مدت میں اس کی تکمیل ہوئی۔

۲) یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے۔ سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

"اس کا ایک سیدھا سادھا مطلب تو یہ ہے کہ "بیشک یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے" مگر ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ایسی کتاب ہے جس میں شک کی کوئی بات نہیں ہے، دنیا میں جتنی کتابیں امور مابعد الطبیعات اور حقائق ماوراء ادراک سے بحث کرتی ہیں وہ سب قیاس و گمان پر مبنی ہیں اس لئے خود ان کے مصنف بھی اپنے بیانات کے بارے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شک سے پاک نہیں ہو سکتے خواہ وہ کتنے ہی یقین کا اظہار کریں، لیکن یہ (قرآن) ایسی کتاب ہے جو سراسر علم حقیقت پر مبنی ہے اسکا مصنف وہ ہے جو تمام حقیقتوں کا علم رکھتا ہے اس لئے فی الواقع اس میں شک کے لئے کوئی جگہ نہیں، یہ دوسری بات ہے کہ انسان اپنی نادانی کی بناء پر اس کے بیانات میں شک کریں۔'' (تفہیم القرآن، ج:اول)

....

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (۲)

(یہ قرآن) اہل تقویٰ کیلئے سرمایہ ہدایت ہے

هَدٰى يَهْدِىْ ، هُدًى وَ هَدْيًا وَهِدَايَةً رہنمائی کرنا، ہدایت دینا جیسا کہ هَدَاهُ اللّٰهُ اِلَى الْاِ يْمَانِ اللہ نے اس کی ایمان کی طرف رہنمائی فرمائی۔

ہدایت پر سورۃ الفاتحہ میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی آیت مبارکہ پر گفتگو ہو چکی ہے۔مُتَّقِيْنَ (و ق ی) مادہ ہے۔اِتَّقٰى يَتَّقِىْ باب اِفْتِعَالٌ سے اسم فاعل مُتَّقِىْ اور اس کی جمع مُتَّقِيْنَ ہے اور اسی لفظ سے تقویٰ ہے جس کے معنیٰ ظاہر و باطن میں، کھلے اور چھپے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کی نافرمانی سے بچنا ہے،مُتَّقِيْنَ، تقویٰ اختیار کرنے والے لوگ ہیں اور اس سے پہلے لام مکسور (زیر والا) لایا گیا ہے جس کا معنیٰ کبھی 'لئے' اور کبھی وہ انتفاع (فائدہ) کا مفہوم دیتا ہے، لِلْمُتَّقِيْنَ میں گویا کہ یہ بتایا جا رہا ہے کہ اس کتاب سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو پرہیزگاری کا راستہ اختیار کرتے ہیں، امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

''اَلتَّقْوٰى'' اس کے اصل معنیٰ نفس کو ہر اس چیز سے بچانے اور محفوظ رکھنے کے ہیں جس سے کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور کبھی خوف اور تقویٰ ایک دوسرے کے معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں اور اصطلاحِ شریعت میں تقویٰ نفس کو ہر اس چیز سے بچانے اور محفوظ رکھنے کا نام ہے جو گناہ کا باعث ہو اور اس کا حصول اس طرح ہے کہ کوئی شخص نہ صرف شریعت کی منع کردہ باتوں سے رک جائے بلکہ اس میں درجہ کمال حاصل کرنے کے لئے بعض مباحات (جائز) اشیا کو بھی چھوڑ دے وہ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حیات مبارک کو پیش کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''بے شک حلال واضح ہے اور حرام بھی اور ان دونوں کے درمیان کچھ ایسے مشتبہ امور ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو شخص ان مشتبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چیزوں میں پڑ گیا وہ تو حرام میں ہی پڑ گیا۔ اس چرواہے کی مانند (جو اپنے مال مویشی) کسی کی چراگاہ کے آس پاس چراتا ہے (یہ جگہ اگر چہ اس کیلئے جائز ہے مگر خطرناک ہے) قریب ہے کہ وہ اس کے اندر چرا ہی لے (وہ نہ بھی چاہے تو بھی اس کے مویشی پھلانگ کر اندر چلے جائیں گے) آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے (ممنوعہ علاقہ) اور اللہ (مالک الملک) کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں (کہ ان سے بچ کر ہی تقویٰ حاصل کر سکتے ہو)''

قرآن حکیم نے ابرار وصالحین کی صفت یہ بتلائی ہے کہ وہ برائی کی جگہوں کے قریب پھٹکنا تو در کنار وہاں نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان-آیت:۷۲) ''اور جب ان کا کسی لغو کام پر گزر ہو تو وقار (شان بے نیازی) سے گزر جاتے ہیں۔''

آسان اور سادہ الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ تقویٰ ضمیر کے اس احساس کا نام ہے جس کی بنا پر ہر کام اللہ کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اس کی مخالفت سے شدید نفرت پیدا ہو، متقین وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہمہ وقت خائف رہتے ہوئے گناہوں کو چھوڑ دیتے ہوں اور شریعت کے مطابق صاف ستھری زندگی گزارتے ہوں۔

تقویٰ کو صحابی رسولؐ ابوھریرہؓ کی زبانی سمجھئے۔ آپ سے ایک شخص نے سوال کیا، مَا التَّقْوٰی ؟ تقویٰ کیا ہے آپؓ نے پوچھا هَلْ وَجَدْتَ طَرِيقًا ذَا شَوْكٍ ؟ کبھی خاردار راستے سے گزرے ہو؟ قَالَ نَعَمْ عرض کیا ہاں، پوچھا فَكَيْفَ صَنَعْتَ؟ پھر کیا کیا، قَالَ اِذَا رَأَيْتُ الشَّوْكَ عَدَلْتُ عَنْهُ ، اَوْ جَاوَزْتُهُ اَوْ قَصَّرْتُ عَنْهُ عرض کیا جب کانٹے دیکھے تو ان سے ادھر، ادھر، بچتے بچاتے نکل گیا۔ فرمایا: ذَالِكَ التَّقْوٰی ، یہی تو تقویٰ ہے۔ (فتح القدیر-امام شوکانی)

''اِتَّقُوْا'' قرآن حکیم میں مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

1- ڈر اور خوف:- يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ (النساء:۱) ''لوگو! اپنے رب سے ڈرتے رہو۔''

2- عبادت کرنا:- وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ، اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ (النحل:۵۲) ''اور اسی کی عبادت دائمی ہے پھر کیا تم اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرتے ہو۔''

3- نافرمانی سے بچنا:- وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ (البقرہ:۱۸۹) ''اور تم گھروں میں ان کے دروازوں سے ہی آیا کرو اور اللہ کی نافرمانی سے بچو۔''

4- توحید:- وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ (النساء:۱۳۱) ''تم سے پہلے اہل کتاب کو ہم نے تاکیدی حکم دیا تھا اور تمہارے لئے بھی یہ حکم ہے کہ اللہ کو ایک مانو۔''

5- اخلاص:- وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (الحج:۳۲) ''اور جو شعائر اللہ کی تعظیم کرے تو یہ بات دلوں کے اخلاص سے متعلق ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عبادات واعمال کی غرض وغایت تقویٰ ہے۔ارشاد ہوتا ہے:یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ:۲۱)''اے لوگو اپنے رب کی ،جس نے تم کو اور تمہارے پہلوں کو پیدا کیا عبادت کرو تا کہ تم تقویٰ پاؤ۔''

اور اللہ تعالیٰ کے یہاں متقین ہی پسندیدہ لوگ ہیں۔ فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (آل عمران:۷۶)''تو اللہ بے شک اہل تقوی کو پسند فرماتا ہے۔''

اور آخری انجام بھی انہی لوگوں کا بہتر ہے۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ (الاعراف:۱۲۸)''اور آخری (بہتر) انجام تقویٰ والوں کیلئے ہے۔'' معلوم ہوا کہ قرآن کا علم حاصل کرنے والوں کو تقویٰ کی صفت ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی توفیق بھی طلب کرنا چاہئے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے آیا یہ کتاب ہدایت صرف پرہیزگاروں کیلئے ہے اور گنہگار اس سے فیض یاب نہیں ہو سکتے ہیں؟ کیوں نہیں!اللہ،رب العالمین ہے تو اس کی کتاب ھُدًی لِلنَّاسِ ہے اور اس نے اپنے نبی (ﷺ) کو کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ (نسل انسانیت) کی طرف بھیجا اور فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ اور اس امت کی ذمہ داری بھی دنیا والوں کی رہبری ہے (اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ)، بات سمجھنے کی یہ ہے کہ ڈاکٹر مریض کو دوائی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس سے فائدہ تب ہی ہوگا جب وہ پرہیز کرے گا، قیمتی سے قیمتی دوائی بھی کوئی فائدہ نہیں دیتی جب تک پرہیز نہ کیا جائے۔

قرآن یقیناً سب انسانوں کیلئے ہدایت ہے مگر اس سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو برائی سے بچنا چاہتے ہیں، جن کو کسی سچائی کو حاصل کرنے کی طلب اور تڑپ ہے اور جنہیں انسانیت کے بلند مقام پر پہنچنے کی تمنا اور آرزو ہے، ظاہر ہے آفتاب کی روشنی اسے فائدہ دیتی ہے جو آنکھیں کھول کر رکھے اور شہد کا مزہ اسے ملتا ہے جو چکھنے کی قوت سے آشنا ہو۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) قرآن حکیم کے بارے میں ایک جگہ ھُدًی لِلنَّاس آیا ہے کہ یہ نسل انسانیت کے لئے ہدایت ہے اور یہاں پر ھُدًی للمتقین آیا ہے کہ یہ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے ان دونوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس کی ہدایت تو عام ہے مگر اس ہدایت سے وہی بہرہ ور ہو سکتے ہیں جو پرہیزگاری کی راہ اختیار کرتے ہیں مثلاً فلاں شاہراہ تو سب کے لئے عام ہے مگر منزل پر وہی پہنچ سکتے ہیں جو عزم اور ارادہ کے ساتھ اس پر چل پڑیں۔

۲) سید مودودیؒ لکھتے ہیں:''یہ کتاب ہے تو سراسر ہدایت ورہنمائی مگر اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی میں چند صفات پائی جاتی ہوں ان میں سب سے اولین صفت یہ ہے کہ آدمی ''پرہیزگار'' ہو، برائی اور بھلائی میں تمیز کرتا ہو، برائی سے بچنا چاہتا ہو، بھلائی کا طالب ہو اور اس پر عمل کرنے کا خواہشمند ہو، رہے وہ لوگ جو دنیا میں جانوروں کی طرح جیتے ہیں، جنہیں کبھی یہ فکر لاحق نہ ہوتی ہو کہ جو کچھ وہ کررہے ہیں وہ صحیح بھی ہے یا نہیں بس جدھر دنیا چل رہی ہو یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جدھر خواہش نفس دھکیل دے، یا جدھر قدم اٹھ جائیں اسی طرف چل پڑتے ہوں تو ایسے لوگوں کے لئے قرآن میں کوئی رہنمائی نہیں ہے۔" (تفہیم القرآن، ج: اول)

....

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (۳)

(متقین تو) وہ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں

اَلْاِيْمَانُ کا مادہ (Root word) امن ہے جس کا معنی اطمینان اور سکون کی حالت ہے اس کی ضد خوف و ہراس ہے۔

يُؤْمِنُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب ہے وہ سب ایمان لاتے ہیں۔ اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا۔ امن دینا، تصدیق کرنا، اعتماد و بھروسہ کرنا، تابعدار و مطیع ہونا اور اسم فاعل مومن ہے امن دینے والا تصدیق کرنے والا (مصباح اللغات)

حدیث شریف میں آتا ہے اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ "مومن تو وہ ہے کہ جس سے لوگ جان و مال کا امن اور تحفظ پاتے ہیں"۔

اَلْاِيْمَانُ، تصدیق کرنا، ماننا اور اصطلاحی معنٰی میں "اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ وَ عَمَلٌ بِالْجَوَارِحِ" یعنی اسلام کے عقیدہ کو نہ صرف زبان کے اقرار سے بلکہ دل کے یقین سے قبول کرنا اور اعضاء سے اس پر عمل کرنا، اس کا پتہ ان پانچ بنیادی باتوں سے ہوتا ہے جس کا ذکر قرآن کی اس آیہ مبارکہ میں ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ (البقرہ:۱۷۷) "نیکی یہی نہیں کہ تم اپنا رخ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر، روز قیامت پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے"۔

لغوی طور پر ایمان اور اسلام کے معنی جدا جدا ہیں۔ ایمان تصدیق قلب اور اسلام اطاعت و فرمانبرداری کو کہتے ہیں لیکن فی الحقیقت ایمان اور اسلام کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔

مندرجہ بالا آیہ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی تمام باتوں کا دل سے تعلق ہے، جب دل میں ایمان کا بیج بویا جاتا ہے اور وہ پھوٹتا ہے تو پھل پھول کر اعمال صالحہ سے سرسبز و شاداب تناور درخت بن جاتا ہے اور اس کا ہر لمحہ فیضان جاری و ساری رہتا ہے۔ جس کا قرآن اس طرح ذکر کرتا ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ تُؤْتِىٓ اُكُلَهَا كُلَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حِیْنٍ م بِاِذْنِ رَبِّھَا (ابراھیم:۲۵)"(آپ غور کیجئے) کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ (توحید) کی کیسی عمدہ مثال بیان کی ہے جیسے وہ ایک پاکیزہ درخت ہے جس کی جڑ (زمین میں خوب) جمی ہوئی اور شاخیں آسمان میں ہوں وہ اپنے رب کے حکم سے ہر آن پھل دے رہا ہے"۔

اسلام کی تعریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سے بیان فرمائی: اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ، وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ "اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اگر وہاں جانے کی استطاعت ہو۔

آپ نے غور کیا کہ اسلام میں زبان سے تصدیق کے علاوہ ارکان اسلام کی ٹھیک ٹھیک ادائیگی بھی لازمی ہے معلوم ہوا کامیابی کیلئے ایمان اور اسلام دونوں کا ہونا لازمی امر ہے۔

یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ، غَابَ یَغِیْبُ غَیْبًا، کُلُّ مَاغَابَ عَنْکَ۔ اس سے وہ باتیں مراد ہیں جن کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے دی اور عقل وحواس خمسہ کے ذریعے ان کا علم نہیں ہوسکتا تھا مثلاً ذاتِ حق کا علم، ملائکہ، جنت، دوزخ، عرش، کرسی کا علم وغیرہ

ایمان کے متعلق مزید یہ جان لیجئے کہ صرف اور صرف وہی ایمان قابل قبول ہوگا جو قرآن وسنت کے مطابق ہوگا۔

ایمان کی کیفیت نفسی شک، ریب، قلق، تردد وتذبذب کی بالکل ضد ہے اس کے برعکس ایمان سے دماغ کو سکون، دل کو اطمینان، روح کو تسلی اور فکر کو یکسوئی نصیب ہوتی ہے۔ آیئے قرآن حکیم کی چند آیات سے ایمان کی حقیقت کو تلاش کریں۔

1- **اطمینان قلب**: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ (الرعد:۲۸) ایمان والوں کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مطمئن ہوجاتے ہیں۔

2- **شرک سے مبرا ایمان**: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ (الانعام:۸۲) جو لوگ ایمان لائے پھر ایمان کو ظلم (یعنی شرک) سے آلودہ نہیں کیا، انہی کے لئے امن وسلامتی ہے۔

3- **ایمان اور عمل صالح**: اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ (مریم:۶۰) (جنھوں نے غفلت کی زندگی کے بعد) توبہ کرلی، ایمان لے آئے اور اچھے عمل کئے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

4- **ایمان اور مصائب**: اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:۲) کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اگر انہوں نے "ہم ایمان لائے" کہہ دیا تو انہیں چھوڑ دیا جائیگا اور ان کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزمائش نہ ہوگی؟۔

5- **صحابہ ؓ ایسا ایمان مقبول ہے** : وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ (البقرہ:۱۳)اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ ایمان لائے یہ لوگ (یعنی صحابہ کرام)[اور ایسا ہی ایمان قابل قبول ہے کہ انہوں نے اسلام کی خاطر اپنا جان مال سب کچھ قربان کر دیا]

6- **شکر اور ایمان**: مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (النساء:۱۴۷)اگر تم لوگ اللہ کا شکر ادا کرو اور خلوص نیت سے ایمان لے آؤ تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب دے۔

7- **ایمان اور کامیابی**: وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران:۱۳۹)(مسلمانو!) نہ تم سستی دکھانا اور نہ ہی غمزدہ ہونا اور اگر فی الواقع تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔

8- **ایمان اور بھائی چارہ**: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (الحجرات:۱۰)مومن تو آپس میں بھائی ہیں (تمام روئے زمین کے ایماندار رشتۂ اخوت میں منسلک ہیں) لہٰذا (اگر کبھی کوئی جھگڑا ہو جائے) تو اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو (کہ انکی صف میں کہیں رخنہ نہ پیدا ہو)۔

9- **ابدی کامیابی اہل ایمان کی ہے** : قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (المومنون:۱)یقیناً ایماندار ہی کامیاب ہوئے۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) امور غیبیہ میں وہ باتیں ہیں جن کا ادراک عقل وحواس سے ممکن نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا وجود، وحی الٰہی، جنت، دوزخ، ملائکہ، عذاب قبر اور حشر وغیرہ ان سب باتوں پر یقین رکھنا جزو ایمان ہے اور ان کا انکار کفر وضلالت ہے۔

۲) ایمان لانے کے بعد دل اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت سے لبریز شرک و بدعت سے خالی، عمل صالح کے لئے کمر بستہ اور مصائب ومشکلات جھیلنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

۳) ایمان اور عمل صالح کا چولی دامن کا ساتعلق ہے، بغیر ایمان کے اعمال صالحہ پروان نہیں چڑھتے ہیں اور بغیر اعمال صالحہ کے ایمان مضبوط نہیں ہوتا ہے۔

۴) ایمان لانے کے بعد زندگی ایک نئی کروٹ لیتی ہے، اس میں بغاوت کی جگہ اطاعت کا جذبہ ابھرتا ہے، خیانت کی جگہ دیانتداری راہ پاتی ہے شقاوت اور سنگ دلی کی جگہ احسان ومروت کے جذبات پرورش پاتے ہیں گویا کہ بندہ مومن سراپا پیکر اخلاق بن جاتا ہے۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (۳)

(اور متقی وہ ہیں) جو (پورے آداب کے ساتھ) نماز قائم کرتے ہیں

يُقِيْمُوْنَ اس کا مادہ (ق و م) ہے اَقَامَ يُقِيْمُ ، اِقَامة باب اِفعال يُقِيْمُوْنَ فعل مضارع جمع مذکر غائب: سیدھا کرتے ہیں، قائم کرتے ہیں۔

اَقَامَ الصَّلٰوة کے معنی، تعدیل ارکان، پابندی وقت، خضوع وخشوع، حضور قلب اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نماز ادا کرنا ہے، قرآن حکیم میں جہاں کہیں صلوٰۃ (نماز) کا ذکر آیا ہے اس کے لئے اقامۃ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، اقامت صلوۃ اور ادائے صلوۃ میں فرق ہے، اقامت صلوٰۃ میں صرف نماز ادا کرنا ہی نہیں ہے بلکہ اس کا پورا پورا حق ادا کرنا بھی ہے اور نماز کا نظام قائم کرنا ہے۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: "يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اىْ يُدِيْمُوْنَ فِعْلَهَا وَ يُحَافِظُوْنَ عَلَيْهَا" کہ وہ نماز پر دوام اور (اس کے ارکان کی) حفاظت کرتے ہیں (مفردات القرآن)

اَلصَّلٰوة کے لغوی معنی دعا کے ہیں، اصطلاح شریعت میں اس طرح نماز ادا کرنا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی جیسا کہ آپؐ نے فرمایا: "صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ" "تم نماز اس طرح پڑھو جیسا کہ مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

اقامتِ صلوٰۃ پر قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں ان امور پر مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے۔

1- نماز بہترین ذکر ہے : اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (طٰہٰ:۱۴) "بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی اِلٰہ نہیں لہٰذا میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کیلئے نماز قائم کرو"۔

اللہ تعالیٰ کی یاد کا ثمرہ یہ ہے۔ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ:۱۵۲) "(اے بندو!) تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھونگا"۔

سبحان اللہ! جس کو رب کریم یاد کرے کبھی وہ شخص ضائع و برباد ہوسکتا ہے؟ وہ دنیا میں بھی اس کے سایہ رحمت میں رہتا ہے اور آخرت میں بھی اس کی جنت کا حقدار ٹھہرتا ہے۔

2- طہارت جسمانی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (المائدۃ:۶) "اے ایمان والو! جب نماز کیلئے اٹھو تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلے اپنے چہرے اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھو ڈالو، اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھو لیا کرو"۔

3- **طہارت روحانی:** وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ، اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت: ۴۵) "اور نماز قائم کیجئے نماز یقیناً بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے (جب تم اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی خشیت سے نماز قائم کرو گے تو اس کے اثرات یقیناً مرتب ہوں گے)"۔

4- **اوقات معینہ:** اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا (النساء:۱۰۳) "بلاشبہ مومنوں پر نماز اس کے مقررہ اوقات پر فرض کی گئی ہے"۔

5- **نماز پر دوام:** اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ دَائِمُوْنَ (المعارج:۲۳) "جو ہمیشہ اپنی نماز پر قائم ہیں (با قاعدگی کے ساتھ پانچوں نمازیں ادا کرتے ہیں)"۔

6- **نمازوں کی حفاظت:** وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلاَتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ (المعارج:۳۴) "اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں (اپنی نمازوں کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتے)"۔

7- **خشوع و خضوع:** اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ (المومنون:۲) "جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں"۔

یہ کیفیت اس وقت پیدا ہوتی ہے کہ جب بندہ اپنے اندر احسان کی کیفیت پیدا کر لے وہ اس طرح کہ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ " کہ تم اللہ کی بندگی اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو (اس کی صفات کو ذہن میں رکھ کر اس ذات کا تصور لاؤ) اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔ پھر حدیث مبارکہ میں آتا ہے "اِنَّ الْمُصَلِّیْ یُنَاجِیْ رَبَّہٗ" نمازی اپنے رب تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے، اسے ہر لفظ اور ہر جملہ پورے شعور اور فہم کے ساتھ ادا کرنا چاہئے، یقیناً ایسی نماز میں اسے سرور اور سکون نصیب ہوگا اور عاجزی کی کیفیت پیدا ہوگی۔

8- **باجماعت نماز ادا کرنا:** وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (البقرہ:۴۳) "اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (اجتماعی طور پر نماز ادا کیا کرو)"۔

احادیث مبارکہ میں اجتماعی نماز کی فضیلت وثواب بہت زیادہ آیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

9- **تجارت بھی غافل نہیں کرتی:** اہل ایمان کو تجارت بھی نماز سے غافل نہیں کرتی " رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ (النور:۳۷) "(اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں) جنہیں اللہ کے ذکر اور اقامت صلوٰۃ سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جونہی ان ابرار وصالحین کے کانوں میں موذن کی صدائے دلنواز پہنچتی ہے وہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر اپنے رب کے حضور اپنی جبین نیاز جھکانے کے لئے چلے آتے ہیں۔

10- **اھل خانہ کو نماز کا حکم:** بندہ مسلم نہ صرف خود نماز پڑھتا ہے بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی اس کا پابند بنانے کی سعی وجستجو کرتا ہے۔ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (طٰہٰ:۱۳۲) ''اور اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی اس پر ڈٹ جائیے''۔

11- **نماز چھوڑنے پر زبردست تنبیہ:** وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا، كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (الروم:۳۱) ''اور نماز قائم کرو اور ان مشرکوں میں سے نہ ہو جانا جنہوں نے اپنا دین الگ کر لیا اور گروہوں میں بٹ گئے، ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی میں مگن ہے''۔

اقامتِ صلوٰۃ سے فراموشی اور دین میں فرقہ بندی مشرکین کی خاصیت ہے جس سے بچنا لازم ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے (صحیح مسلم)

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اقامتِ صلوۃ کے مفہوم میں پابندی وقت تعدیل ارکان، خشوع وخضوع، حضور قلب، نمازوں میں دوام، جماعت کا التزام اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نماز ادا کرنے ایسے امور شامل ہیں۔

۲) ایمان لانے کے بعد فوری اطاعت کا پتہ اقامت صلوۃ سے ہوتا ہے ایمان لانے پر چند گھنٹے بھی نہیں گزرتے کہ موذن کی صدائے دلنواز کان میں پڑتی ہے اور اسی وقت فیصلہ ہو جاتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والا اطاعت کے لئے تیار ہے یا نہیں؟

۳) اقامت صلوۃ سے مسلمانوں کے اندر معاشرتی نظم وضبط کا شعور ابھرتا ہے، اوقات کی پابندی کا احساس پیدا ہوتا ہے، امیر وغریب اور بلند وپست کی تفریق ختم ہو جاتی ہے اور مسلمان بھائی بھائی بن کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مثال قائم کرتے ہیں۔

۴) اقامت صلوۃ سے زندگی کا رخ متعین ہوتا ہے کہ بندہ اپنے آقا کا غلام ہے اور وہ نماز کا حکم بجالانے کی طرح ہر معاملہ میں اسکا مطیع وفرمانبردار بندہ بن کر رہے گا۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (۳)

(متقین وہ ہیں) جو ہماری عطاؤ بخشش میں سے (ہماری راہ پر) خرچ کرتے ہیں

مِـمَّا (مِنْ ۔ مَـا) مِنْ (سے) حرف جرُ، مَا (جو)ما موصولہ عربی گرائمر میں اصول اِدْغام (ایک حرف کو دوسرے حرف میں شامل کرنا) کی رو سے مِمَّا ہوا۔

رَزَقْـنٰهُمْ (رزق) رَزَقَ يَـرْ زُقُ، رَزْقًـا، رَزَقْنَا ،ہم نے رزق دیا، مادی اور معنوی نعمتوں سے نوازا۔رَزَقْـنَا میں جمع متکلم کا صیغہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ واحد ہے اور واحد متکلم کا صیغہ آنا چاہیئے تھا۔اس طرح کہ رَزَقْتُ ''میں نے رزق عطا کیا'' دراصل عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ عزت وتکریم مقصود ہو تو واحد کیلئے جمع کا صیغہ لے آتے ہیں۔ هُـمْ ضمیر (Pronoun) جمع مذکر کے لئے استعمال ہوئی ''وہ سب لوگ''

رزق کا لفظ عربی زبان میں بڑے وسیع معنی رکھتا ہے اس میں ہر قسم کی نعمتیں خواہ وہ ظاہری و مادی ہوں مثلاً مال و اولاد یا معنوی وروحانی ہوں مثلاً علم وحکمت سب شامل ہیں اور ہر نعمت جتنی بھی اور جس قسم کی بھی انسان کو ملتی ہے۔سب اللہ تعالیٰ ہی کے فیض کا ثمرہ ہوتی ہے، انسان کی اپنی کوئی چیز بھی نہیں ہوتی اور متقین وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا ہر ہر عمل رضائے الٰہی کیلئے ہوتا ہے، وہ نہ صرف اپنا مال بلکہ اپنی جان اور دل و دماغ کی تمام صلاحیتیں اپنے مولا و مالک کے لئے صرف کرتے ہیں۔

يُنْفِقُوْنَ (ن ف ق) اَنْـفَـقَ يُنْفِقُ ، اِنْفاق باب اِفْعال فعل مضارع جمع مذکر غائب، وہ خرچ کرتے ہیں، وہ صرف کرتے ہیں۔دراصل نَـفَـقَ کے معنی سوراخ کے ہیں گویا کہ رب کریم کا فرمان ہے کہ جو ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے سوراخ کرتے ہیں یعنی وہ ہماری عطا کردہ نعمتوں کو روک کر نہیں رکھتے بلکہ اسے اللہ کی رضا کیلئے اس کی راہ میں صرف کرتے رہتے ہیں۔

انـفـاق فی سبيل الله اسلامی تعلیمات کا ایک اہم باب ہے، قرآن وحدیث میں اس کے متعلق بہت فضائل و ترغیبات آئی ہیں، آیئے چند قرآنی آیات پر نظر ڈالیں۔

1- **رزق حلال میں سے خرچ**: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ (البقرہ: ۲٦۷)''اے ایمان والو! رزق حلال میں سے جو مال تم نے کمائے ہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرو''۔اس آیہ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حق حلال سے کمایا ہوا رزق ہی سودمند اور قبول ہوتا ہے۔

2- **اپنی پسندیدہ چیز خرچ کرو**: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۹۲) ''تم اس وقت تک نیکی نہیں پا سکتے جب تک وہ کچھ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جو تمہیں خود محبوب ہو''۔

3- خرچ کی ترغیب کیسے؟: قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (البقرہ)

''ان سے کہیئے جو بھی مال تم خرچ کرو وہ والدین رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے''۔

4- ظاہر اور چھپے ہوئے خرچ کرو: وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً (الرعد:۲۲)

''(دار آخرت کن کے لئے ہے) جنہوں نے (رضائے الٰہی) کے لئے خرچ کیا خفیہ اوراعلانیہ''۔ کبھی دوسروں کو ترغیب دلانے کیلئے اعلانیہ دے ڈالا اور کبھی خفیہ کہ اس ہاتھ سے دیا تو دوسرے ہاتھ کو خبر تک نہ ہوئی، البتہ ہر حال میں اخلاص پیش نظر رہا۔

5- صدقہ و خیرات کے بعد دل آزاری نہ کرو: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى، كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (البقرہ:۲۶۴)

''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور دکھ پہنچا کر ضائع مت کرو جیسے کہ وہ شخص (ضائع کرتا ہے) جو اپنا مال لوگوں کو دکھلانے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا''۔

اس آیہ مبارکہ میں اہل ایمان کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ وہ اپنے صدقات ضائع نہ کریں کہ جن سے انہوں نے احسان و مروت کا سلوک کیا اب انہیں کسی طرح بھی طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائیں۔ یہ تو گویا اس شخص کا طرز عمل ہے جو ایمان سے خالی ہے اور ریاکاری سے خرچ کرتا ہے اور اجر و ثواب سے محروم ہے۔

6- خوبصورت گفتگو اس صدقہ سے بہتر ہے: قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى (البقرہ:۲۶۳)

''اچھی بات کہنا اور درگزر کر دینا ایسے صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد ایذا دی جائے''۔

7- خرچ میں راہ اعتدال: وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (الفرقان:۶۷)

''اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل بلکہ ان کا خرچ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال کا ہوتا ہے''۔

ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف اور ضرورت سے کم خرچ کرنا بخل ہے، یوں سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ کرنا اسراف اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ نہ کرنا بخل جبکہ اللہ تعالیٰ کے احکام و اطاعت کے مطابق خرچ (قواما) اعتدال کی راہ ہے اور یہی اسلام کی پاکیزہ راہ ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آیۃ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) مولانا عبدالرحمٰن کیلانی لکھتے ہیں:

رزق سے مراد صرف مال و دولت ہی نہیں بلکہ ہر وہ نعمت ہے جو جسم و روح کی پرورش میں مددگار ثابت ہو، اگر اللہ نے کسی کو علم و ہنر دیا ہے تو وہ دوسروں کو سکھلائے، جوانی اور صحت دی ہے تو اسے جہاد میں یا ضعیفوں کی مدد کرنے میں خرچ کرے اور مال و دولت ہے تو اسے فقراء، یتیموں مسکینوں وغیرہ پر خرچ کرے اور اس خرچ کی کم از کم حد فرض صدقہ یعنی زکوٰۃ ادا کرنا ہے اور بلند تر درجہ یہ ہے کہ جو کچھ ضرورت سے زائد ہو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: وَيَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ، قُلِ الْعَفْوَ (البقرہ:۲۱۹) ''آپ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں، ان سے کہیے کہ جو کچھ بھی ضرورت سے زائد ہو (وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دو)''

۲) اس رزق کو خرچ کرنے سے خواہ وہ علم ہو یا مال، معاشرتی زندگی سرسبز و شاداب ہوتی ہے، لوگوں کی فقر و محتاجی دور ہوتی ہے اور جہالت اور ناخواندگی کا مداوا ہوتا ہے، اعتدال اور توازن ہی کسی معاشرے کو صحت و سلامتی سے ہمکنار کرتا ہے۔

....

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ، وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (۴)

(متقین تو وہ ہیں) جو لوگ ایمان لائے ہیں اس پر جو آپ ﷺ پر اتارا گیا اور جو آپ ﷺ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں

اَلَّذِيْنَ (جو لوگ) اسم موصول (Relative Pronoun) يُؤْمِنُوْنَ (وہ سب ایمان لائے ہیں) فعل مضارع جمع مذکر غائب اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا اسم فاعل مُؤْمِنٌ ایمان لانے والا ایمان نہ صرف زبان سے اقرار بلکہ دل سے تصدیق کرنا اور عمل کیلئے تیار ہو جانا ہے۔ ''اَلْاِيْمَانُ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ و تَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ وَعَمَلٌ بِالْجَوَارِحِ'' بِمَا (بِ - مَا) بِ حرف جار اور مَا موصولہ، ساتھ اس کے جو اُنْزِلَ اِلَيْكَ، اَنْزَلَ يُنْزِلُ اِنْزَالًا (باب افعال) اُنْزِلَ فعل ماضی مجہول (Passive voice) اتارا گیا۔ اِلَيْكَ (اِلٰى - كَ) اِلٰى طرف، كَ ضمیر مخاطب آپؐ پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے والی وحی متلو (قرآن حکیم) اور وحی غیر متلو (احادیث صحیح) پر ایمان لاتے ہیں۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (النجم:۳-۴) ''وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواہش سے کچھ نہیں کہتے، جو کہتے ہیں ان پر نازل کردہ وحی ہوتی ہے"۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (آل عمران:۱۶۴) "بلاشبہ اللہ نے مومنوں پر بہت احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ فرماتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے"۔

حکمت سے بعض مفسرین کے نزدیک سنت کی تعلیم ہے۔

وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ اور ان کتابوں پر بھی (ایمان لاتے ہیں) جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل ہوئیں، سابقہ کتب سماویہ پر ایمان رکھنا اس لئے ضروری ہے کیونکہ سچائی بہرحال سچائی ہے، وہ کتابیں جو رب کائنات کی طرف نازل ہوئیں یقیناً سچی تھیں اور وہ پیغمبر اور رسول بھی سچے تھے جن پر وہ کتب نازل ہوئیں، اگر ایک صداقت کو تسلیم کر لیا ہے تو ویسی ہی صداقت کو تسلیم کرنے میں کونسی چیز مانع ہے؟ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کبریائی کا اعلان فرمایا تو تسلیم اور اگر ابراھیم، اسحاق، یعقوب، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام نے اسی رب کی عظمت کا اعلان فرمایا تو یہ بھی درست۔

قُلْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ ۖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (آل عمران:۸۴)

آپ ان سے کہہ دیجئے ہم اس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اتاری گئی (قرآن) اور اس پر بھی جو حضرت ابراھیم، اسماعیل، اسحٰق، یعقوب اور اس کی اولاد پر نازل ہوئی اور ان (کتابوں) پر بھی جو حضرت موسیٰ، عیسیٰ اور دوسرے انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں۔ ہم ان میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خالق ومالک) کے تابع فرمان ہیں۔

ہمارا ایمان تو سب کتب سماویہ اور انبیاء علیہم السلام پر ہے، چونکہ سردار انبیاء خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں اس لئے انہی کی اتباع تا قیامت نسل انسانیت کیلئے ضروری، لازمی اور کافی وشافی ہے، سابقہ تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔

مِن قَبْلِكَ سے یہ نکتہ بھی سامنے آ گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، قرآن نے جہاں ایمان کا ذکر کیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل ہونے والی وحی اور پہلے انبیا کا ذکر فرمایا ہے، بعد میں آنے والی کسی وحی یا نبی کا کہیں قطعاً ذکر نہیں ہے۔ قرآن حکیم کے کئی مقامات پر من قبل اور من قبلک کی قید لگی ہوئی ہے، کہیں مِنْ بَعْدِ کا اشارہ تک نہیں۔ (معارف القران۔ مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ)

وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ، ب (ساتھ) آخِرة، آخر کی تانیث اور آخرت سے مراد دار آخرت (The day

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(hereafter)یُوْقِنُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب اَیْقَنَ ، یُوْقِنُ ، اِیْقَانًا باب افعال ہے۔اسی سے لفظ یقین (faith) ہے اور یہ کسی بات پر راسخ اور پختہ اعتماد کا نام ہے،آیت میں آخرت کو پہلے لانا اوراس کے بعد ھُمْ، ضمیر جمع مذکر اور یُوْقِنُوْنَ آخر میں لانے سے یقین آخرت کی اہمیت کو بڑھا دیا گیا ہے۔

رب کریم نے انسان کو زندگی کا یہ شرف وکمال اور جلال و جمال بیکار اور بے مقصد نہیں عطا کیا بلکہ اس کیلئے حساب وکتاب اور جزا وسزا کا دن بھی رکھا ہے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (المؤمنون:۱۱۵)''کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کر دیا اور تم ہمارے ہاں نہ لوٹو گے؟

سید قطبؒ شہید لکھتے ہیں:

ان آیات میں یہ متقین کی آخری صفت ہے، یہ صفت دنیا کو آخرت سے، آغاز کو انجام سے اور عمل کو جزا سے مربوط کر دیتی ہے،اس سے انسان میں یہ شعور اجاگر ہوتا ہے کہ وہ پیدا کر کے بیکار نہیں چھوڑ دیا گیا ہے، نہ اس کی تخلیق فضول اور بے مقصد ہے اور نہ اس کی زندگی بے نتیجہ!اللہ تعالی کا کامل اور مطلق انصاف اس کی واپسی کا منتظر ہے (کہ اسے اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے) یہ اس لئے کہ (راہ حق پر چلتے ہوئے) اس کے دل کو سکون واطمینان حاصل ہو، وہ عمل صالح کی طرف متوجہ ہو اور سفر زندگی کے خاتمہ پر اللہ تعالی کے عدل اوراس کی رحمت کا متوقع اور طلبگار رہو۔(فی ظلال القرآن، جلد اول)

آیۃ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) صداقت ہمیشہ صداقت ہی رہتی ہے تمام انبیاء کرام اللہ تعالی کی طرف سے پیغام حق لیکر تشریف لائے اس لئے ہمارا ایمان سابقہ تمام کتب سماوی اور تمام انبیاء علیھم السلام پر ہے۔

۲) وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ''جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل کیا گیا'' اس میں یہ نقطہ بھی آ گیا کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے بعد کے نبی کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

۳) آخرت پر یقین اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ موجودہ نظام کائنات ابدی نہیں ہے بلکہ ایک وقت آنے والا ہے جب یہ سب کچھ فنا ہو جائے گا، یوم آخرت میں اللہ تعالی نیکوں کو جزا اور بروں کو سزا دے گا۔

۴) اس بات کا بھی پتہ چل گیا کہ یہ دنیا سراسر امتحان گاہ ہے اور انسان اس دنیا میں غیر ذمہ دار نہیں بلکہ اپنے تمام اعمال کے لئے رب کائنات کے سامنے جوابدہ ہے۔

....

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۵)

تو یقیناً یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں

اُولٰٓئِکَ ،اسم اشارہ بعید جمع مذکر (وہ سب those)،عَلٰی حرف جار،اشارہ ہے اہل تقوی (متقین) کی طرف جن کے اوصاف اس سے پہلے کی آیات میں بیان ہوئے ہیں۔غیب پر ایمان لانا،نماز قائم کرنا،اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرنا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نازل ہوا (وحی) اس پر ایمان لانا،آپؐ سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں ان کو ماننا اور آخرت پر یقین رکھ کر وہاں کام آنے والے نیک اعمال کرنا۔

هُدًی،مصدر (هَدٰی یَهْدِی ، هِدَایَةً) ہدایت دینا ہدایت،لفظ الهدی قرآن حکیم میں کئی معنوں میں آتا ہے۔

۱) البیان:- یعنی علی بیان ربهم (اپنے رب کے بیان کے مطابق) جب کہ ارشاد ہوا:اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ (البقرہ:۵) تو یقیناً یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔

۲) ہدایت بمعنی دین اسلام:- اِنَّکَ لَعَلٰی هُدًی مُّسْتَقِیْمٍ (الحج:٦٧) ''بلاشبہ آپ صراط مستقیم (اسلام) پر ہیں''۔

۳) الایمان:- وَیَزِیْدُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا هُدًی (مریم:٧٦) ''اور جو لوگ ہدایت پر چلتے ہیں اللہ انہیں مزید ہدایت عطا کرتا ہے (ایمان میں اضافہ فرماتا ہے)''۔

۴) الدّاع :-(ایمان کی طرف دعوت دینے والا) اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (الرعد:٧) ''آپ صرف ایک ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کیلئے ایک رہنما (اللہ کی طرف دعوت دینے والا) موجود رہا''۔

۵) رسل و کتب :-فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (البقرہ:۳۸) ''(اے آدم تم اور تمہاری اولاد زمین پر اترو) پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت (رسول اور کتب) آئیں (جو یقیناً آئیں گی) پھر جو کوئی میری ہدایت کی اتباع کرے گا تو ایسے لوگوں کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔

۶) معرفت (جان پہچان):- وَعَلٰمٰتٍ ، وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ (النحل:١٦) ''اور (اللہ نے) کچھ نشانیاں بنائیں اور لوگ ستاروں سے راستہ (کی جان پہچان) کر لیتے ہیں''۔

۷) رہنمائی:- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحہ:٦) ''(اے اللہ!) ہماری صراط مستقیم پر رہنمائی فرما''۔

۸) القرآن:- فَقَدْ جَآءَکُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَهُدًی وَّ رَحْمَةٌ (الانعام:١٥٧) ''تو یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل ہدایت اور رحمت آچکی ہے (یعنی قرآن)''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۹) احکام:- اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى (البقرہ:۱۵۹) ''بے شک جو لوگ ہمارے نازل کردہ واضح دلائل اور احکام چھپاتے ہیں (وہ رحمت الٰہی سے دور ہیں)''۔

۱۰) التوحید:- هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الصف:۹) ''وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت (توحید) اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے سب ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار ہو''۔

۱۱) اِلہام:- رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى (طہ:۵۰) ''ہمارا رب تو وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی رہنمائی کی (الہام کے ذریعہ)''۔ دیکھئے کہ پرندہ ہوا میں اڑ رہا ہے اور مچھلی پانی میں تیر رہی ہے۔

۱۲) رجوع کرنا:- وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ (الاعراف:۱۵۶) ''(اے ہمارے پروردگار!) ہمارے لئے اس دنیا میں نیکی لکھ دے اور آخرت میں بھی ہم نے تیری طرف رجوع کر لیا ہے''۔

۱۳) راستہ:- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:۹۰) ''یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی آپ انہی کے راستہ پر چلئے''۔

الْمُفْلِحُوْنَ (ف ل ح) اَفْلَحَ يُفْلِحُ (افعال) سے اسم فاعل مُفْلِحٌ (مفرد) مُفْلِحُوْنَ (جمع) کامیاب ہونا، فلاح پانا۔

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں ''مفلحون (دنیا و آخرت دونوں میں) دنیا کی فلاح تو یہ ہے کہ انہیں راہ ہدایت نصیب ہو گئی اور انفرادی و اجتماعی شخصی و قومی ہر حیثیت سے جامع ترین اور بہترین دستور حیات منازل زندگی طے کرنے کا ہاتھ آ گیا اور آخرت کی فلاح یہ کہ وہاں پورا پورا اصلاح کر رہیگا۔ (تفسیر ماجدی)

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اس آیہ مبارکہ سے قبل متقین کی صفات بیان ہوئیں...... ایمان بالغیب، نماز کو قائم کرنا، انفاق فی سبیل اللہ، آپ ﷺ پر جو کتاب نازل کی گئی یعنی القرآن اور سابقہ کتب سماوی اور آخرت پر یقین کے بعد انہی اہل تقویٰ کو مژدہ کامیابی کی نوید سنائی گئی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کامیابی کے لئے صرف مندرجہ بالا صفات ہی کافی ہیں، قرآن حکیم میں اہل تقویٰ کی صفات کا جابجا ذکر آیا ہے جنہیں پورا کرنا ضروری ہے۔

۲) ہدایت اور انسانی شرف لازم ملزوم ہیں یعنی ہدایت کے بغیر حصول شرف ناممکن ہے اور یہ عزّ و شرف صرف اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ دین اسلام پر عمل ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ(۶)

بلاشبہ جن لوگوں نے (دعوت ایمان قبول کرنے سے) انکار کیا، آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں (ان کے لئے ایک ہی بات ہے) وہ ایمان نہیں لائینگے

اِنَّ (Verily) حرف تاکید ہے جملہ کے شروع میں لاتے ہیں تو اس سے کلام میں زور (force) پیدا ہوتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ۔ واحد اَلَّذِیْ۔ اسم موصول، وہ جو (Those who) کَفَرُوْا (ک ف ر) کَفَرَ یَکْفُرُ، کُفْرًا، باب نَصَرَ یَنْصُرُ فعل ماضی جمع مذکر غائب ان سب نے کفر کیا، حق بات کو چھپایا) کفر لغت میں کسی چیز کو ڈھانکنے یا چھپانے کو کہتے ہیں۔

''سَتَرَ الشَّیْئِیْ وَ تُغْطِیَهٖ'' رات کو بھی مجازا کافر کہا جاتا ہے کہ وہ روشنی کو چھپاتی ہے جیسا کہ عربی محاورہ ہے۔

''فِیْ لَیْلَةٍ کَفَرَ النُّجُوْمَ غَمَامُهَا'' یعنی وہ رات کہ ستاروں کو اس کے بادلوں نے چھپالیا۔

اسی طرح کسان کو بھی کافر کہا جاتا ہے کہ وہ بیج کو زمین میں چھپاتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے۔

کَمَثَلِ غَیْثٍ أَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُهٗ (الحدید:۲۰) ''جیسے بارش کی ہوئی تو اس کی نباتات نے کاشتکاروں کو خوش کردیا''۔

اصطلاح میں کفر یا کفران نعمت کے معنی نعمت کی ناشکری کر کے اسے چھپانے کے ہیں گویا شکر کے مقابلے میں کفر ہے۔

جیسا کہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَاشْکُرُوْلِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ (البقرہ:۱۵۲) ''اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور کفران نعمت نہ کرو''۔

قرآن حکیم میں کفر مندرجہ ذیل معنوں میں آیا ہے۔

1- اللہ تعالیٰ کی توحید سے انکار: اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (البقرہ:۶) ''بلاشبہ جن لوگوں نے (دعوت ایمان قبول کرنے سے) انکار کیا، آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں (ان کے لئے ایک ہی بات ہے) وہ ایمان نہیں لائینگے''۔

2- کفر الجحود (علم کے باوجود انکار کرنا): فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِهٖ (البقرہ:۸۹) ''پھر جب وہ تشریف لے آئے جسے وہ پہچان چکے تھے (جس کی صداقت کے ان کو ثبوت مل چکے تھے) تو اس سے منکر ہو گئے''۔

یہود جب کفار مدینہ سے (جنگ وغیرہ میں) پٹ جاتے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ نبی آخر الزمان کو جلد بھیج کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم ان کے ساتھ مل کر کفار پر فتح حاصل کریں اور جب وہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور انہوں نے تورات میں مذکورہ نشانیوں کی مدد سے انہیں اچھی طرح جان پہچان لیا۔ تو محض ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر انکار کر دیا اور اس لئے بھی کہ اپنی سیادت وقیادت پر فرق نہ پڑنے پائے۔

3- کفر النعمۃ (کسی نعمت پر کفر): هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْکُرُ اَمْ اَکْفُرُ (النمل:۴۰)" (سلیمان علیہ السلام نعمتیں ملنے کے بعد فرماتے ہیں) یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا کفر (ناشکری)"۔

4- البراءۃ (بری ہونا): ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکْفُرُ بَعْضُکُمْ بِبَعْضٍ وَّیَلْعَنُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا (العنکبوت:۲۵) "پھر قیامت کے روز (اصنام پرست) ایک دوسرے کا انکار (برأت) کریں گے اور ایک دوسرے پر لعنت کریں گے"۔

شیطان (ابلیس) روز قیامت پکار اٹھے گا۔

اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَکْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ (ابراهیم:۲۲)"اس سے پہلے جو تم مجھے اللہ کا شریک بناتے رہے ہو میں اس سے (برأت) کا اعلان کرتا ہوں"۔

یعنی میرے کہنے پر تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے جو شریک بنا رکھے تھے وہ تمام تر فریب ہی تھا اور آج میں ان سب باتوں سے بری ہوتا ہوں۔

سَوَآءٌ اسم مصدر بمعنیٰ اَلْاِسْتِوَاء، (برابر)

ءَاَنْذَرْتَهُمْ (ءَ-اَنْذَرْتَ-هُمْ) ءَ کلمہ استفهام (کیا) اَنْذَرَیُنْذِرُ، اِنْذَارًا باب افعال (آگاہ کرنا، ڈرانا) هُمْ ضمیر وہ سب لوگ۔

اَمْ۔ حرف عطف ہمزہ استفهام کے بعد تسویہ اور برابری کے مفہوم کے لئے آتا ہے۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جن لوگوں نے کفر کیا، حق بات کو سمجھتے ہوئے بھی اس پر پردہ ڈال دیا، سچائی سے منہ موڑا اور اپنے پندار اور غرور میں رہے، ان کو ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر اور یکساں ہے۔ یہ پورا جملہ، جملہ معترضہ ہے جو "اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا" کی حالت بیان کرتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ تکبر اور غرور سب سے بڑا بت ہے جو راہ حق کو قبول کرنے میں آڑے آتا ہے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) "جنہوں نے کفر کیا، آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے" یہ خبر فیصلے کی صورت میں نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ ان لوگوں کے مسلسل انکار اور مخالفت کے نتیجے کا اظہار اور اعلان ہے، اسلام کہتا ہے کہ ہر شخص کی فطرت سلیم ہوتی ہے، غلط تعلیم و تربیت اور بری صحبت کی وجہ سے انسانی فطرت مجروح ہو جاتی ہے، برائی کے اثرات سے دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں، حق بات کو قبول کرنے کی صلاحیت سلب ہو جاتی ہے۔

۲) غرور اور تکبر، جہالت اور نادانی راہ حق قبول کرنے میں رکاوٹ بنتے ہیں مگر جونہی عجز اور خاکساری پیدا ہو جائے تو سچائی قبول کرنے کی صلاحیت بڑھنے لگتی ہے، جن لوگوں کی فطرت سلیم تھی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر فوراً لبیک کہا اور بعد میں جنہوں نے عجز و خاکساری اختیار کی انہیں بھی یہ روشنی ملی اور وہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

....

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَ عَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۷)

(دعوت حق سے روگردانی کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے اور ان پر عذاب الٰہی کی بڑی مار ہے

خَتَمَ (خَتَمَ يَخْتِمُ خَتْمًا) مہر لگا دینا (To Seal) خَتَمَ ماضی واحد مذکر غائب خَاتَمُ اور خَتْم مہر (Seal, Stamp) کو کہتے ہیں۔ قُلُوْبِهِمْ، قَلْب کی جمع قُلُوب (دل) (heart) قَلْبُ الشَّيْئِ کے معنی کسی چیز کو پھیرنے اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پلٹنے کے ہیں جیسا کہ قَلْبُ الثَّوْبِ (کپڑے کو الٹنا) قرآن حکیم میں ہے۔

وَ اِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ (العنکبوت:۲۱) ''اور تم اسی (رب کائنات) کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

اَلْاِنْقِلَاب کے معنی پھر جانا، لوٹنا، ارشاد ہوتا ہے: اِنَّـا اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ (الشعراء:۵۰) ''بیشک ہم اپنے رب کے حضور حاضر ہونے یا پلٹنے والے ہیں''۔ (مفردات القران)

اردو زبان میں انقلاب کا لفظ تغیر و تبدل، گردش، نیرنگ زمانہ پرانے سیاسی یا معاشی نظام کی جگہ نئے نظام کا نفاذ ہے جسے انگریزی میں (Revolution) کہتے ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ انسان کے دل کو بھی قلب اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ کثرت سے الٹتا پلٹتا رہتا ہے اور قلب کا لفظ بول کر اوصاف قلبی مراد لئے جاتے ہیں جیسے علم، شجاعت، روح وغیرہ گویا کہ قلب سے مراد عقل و شعور ہے نہ کہ وہ مضغہ (ٹکڑا) گوشت و پوست جو سینے کے اندر ہے (مفردات القران)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ جب کوئی شخص حق بات قبول کرنے سے مسلسل اور پیہم روگردانی کرتا ہے اور کسی دلیل سے بھی سچائی کی طرف نہیں آتا تو اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ اس شخص کی نفسانی کیفیت و ہیئت کچھ ایسی بن جاتی ہے کہ گناہوں کو اچھا سمجھنا اس کی عادت بن جاتی ہے۔ گویا اس طرح اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے، قرآن حکیم اس قسم کے افراد کا ذکر اس طرح کرتا ہے۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا ، وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا ، وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ، اُولٰئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (الاعراف:۱۷۹) ''ان کے دل تو ہیں مگر ان سے (حق کو) کو سمجھتے نہیں اور بصارت تو ہے مگر بصیرت سے محروم اور کان تو ہیں لیکن (حق کو) ان سے سنتے نہیں۔ ایسے لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے (They are worse than cattle) اور یہی لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں''۔

وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ، سَمْعٌ سے مراد سماعت ہے یعنی وہ آیات الٰہی پر غور و تدبر اور فکر و شعور سے کام نہیں لیتے۔ قرآن اس کا ذکر دوسری جگہ اس طرح کرتا ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (محمد:۲۴) ''کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان لوگوں کے دلوں پر قفل ہیں''۔

وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ یہ لفظ اسم کے طور استعمال ہوا ہے، معنی پردہ، اَبْصَار ، بَصَرٌ کی جمع ہے، آنکھ، غِشَاوَةٌ (غَشِيَ، يَغْشٰى، غَشًا، وغَشْيًا، وغَشَيَانًا) ڈھانپ لینا، پردہ ڈالنا یعنی ان کی آنکھیں ایمانی آیات کو نہیں دیکھ سکتیں گویا جو آنکھیں سچائی کو نہ پرکھ سکیں وہ حقیقت میں اندھی ہیں یا ان پر پردہ پڑا ہوا ہے۔

حق و صداقت کو پرکھنے اور جانچنے کیلئے آنکھیں دیکھتی ہیں، کان سنتے ہیں اور دل اس پر غور و فکر کر کے جگہ دیتا ہے، قرآن حکیم دل کے اندھے پن کو اس طرح بیان کرتا ہے۔

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (الحج:۴۶) ''بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، اندھے تو وہ دل ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں''۔

ایک شخص اگر دنیا میں نابینا ہے مگر دولت ایمان سے بہرہ ور ہے تو حقیقت میں وہ کامیاب ہے اور روز جزا وہ روشن آنکھوں سے اٹھایا جائے گا۔ اس کے برعکس ایک بینائی رکھنے والا اگر دولت ایمان سے تہی دست ہے تو روز قیامت وہ نابینا اٹھایا جائیگا اور وہ پکار اٹھے گا۔

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ، قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ، وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى (طه:۱۲۶) ''اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو آنکھوں والا تھا، اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمائے گا، جیسے ہماری آیات تمہارے پاس آئیں تو تم نے بھلا دیا آج تو بھی بھلایا جائے گا''۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ''اوران کے لئے عذاب عظیم ہے''۔

عذابٌ کا مادہ(Root word)عَذْبٌ میٹھا(Sweet)ہے۔ماءٌ عَذْبٌ (شیریں اور عمدہ پانی)درد، بھوک پیاس کی وجہ سے جو چیز زندگی کی لذت کو چھین لے اسے عذاب کہتے ہیں۔ العذاب ''الألَمُ يَزِيلُ عَذُوبَةَ الحَيَاةِ و لَذَّتَها'' ایسا رنج والم جو زندگی کی راحتوں اور لذتوں سے دور لے جائے۔

آیۂ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) حق بات سے مسلسل اور پیہم انکار کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پہلو میں دل موجود ہیں مگر فہم وشعور سے محروم ہوتے ہیں اور قوت سماعت ہوتی ہے مگر حق وصداقت سننے کے لئے تیار نہیں ہوتی ہے، اسی طرح قوت بصارت ہوتی ہے مگر قوت بصیرت جاتی رہتی ہے۔

۲) سید مودودیؒ لکھتے ہیں: ''اس کا یہ مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ نے مہر لگا دی تھی، اس لئے انہوں نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے ان بنیادی امور کو رد کر دیا جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اور اپنے لئے قرآن کے پیش کردہ راستہ کے خلاف دوسرا راستہ پسند کرلیا۔ تو اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی، اس مہر لگنے کی کیفیت کا تجربہ ہر اس شخص کو ہوگا جسے کبھی تبلیغ کا اتفاق ہوا ہو، جب کوئی شخص آپ کے پیش کردہ طریقے کو جانچنے کے بعد ایک دفعہ رد کر دیتا ہے تو اس کا ذہن کچھ اس طرح مخالف سمت چل پڑتا ہے کہ پھر آپ کی کوئی بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی، آپ کی دعوت کے لئے اس کے کان بہرے اور آپ کے طریقے کی خوبیوں کے لئے اس کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں اور صریح طور پر محسوس ہوتا ہے کہ فی الواقع اس کے دل پر مہر لگی ہوئی ہے۔'' (تفسیر القرآن، ج:اول)

....

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (۸)

اور بعض لوگ ایسے (بھی) ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں مگر (حقیقت یہ ہے) کہ وہ مومن نہیں ہیں

وَ (اور) مِنْ حروف جر(Preposition)میں سے ہے جو اپنے بعد والے اسم کو زیر دیتا ہے، کبھی اس کا معنیٰ سے(From)ہوتا ہے جیسا کہ سِرْتُ مِنَ البَصْرَةِ اِلَى الكُوْفَةِ (میں بصرہ سے کوفہ تک چلا)اور کبھی یہ بعض

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(Some) کا معنی دیتا ہے جیسا کہ اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاھِمِ (میں نے بعض درہم لئے) اَلنَّاس (لوگ) اِنسانٌ کی جمع ہے وَمِنَ النَّاسِ (اورلوگوں میں سے بعض ایسے ہیں) مَنْ جو (اسم موصول۔Relative Pronoun) یَقُوْلُ۔ فعل مضارع معروف واحد مذکر غائب (قَالَ - یَقُوْلُ - قَوْلًا) اٰمَنَّا۔ ہم ایمان لائے (اٰمَنَ یُؤْمِنُ ، اِیْمَانًا) بِ۔ حرف جر اس کا معنی ساتھ، پر۔

اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ کی ذات پر، یاد رکھیئے مَا کے بعد بَ آجائے تو مَا ہمیشہ نافیہ (نفی کرنے والا) ہوتا ہے اور اس میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ مَاھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ کا مطلب یہ ہوا (کہ وہ بالکل مومن نہیں ہیں)۔

اس آیہ مبارکہ سے پہلے قرآن حکیم نے دو گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک مومن، فرمانبردار، مخلص اور اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے لٹا دینے والے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والے خواتین میں سے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا مردوں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بچوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں سے حضرت زید رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے علاوہ دیگر صحابہ کرامؓ جنہیں قرآن حکیم نے السابقون الاوّلون، کے نام سے یاد کیا ہے گویا کہ یہ مفلحون (فلاح پانے والوں) کا گروہ ہے۔

دوسرے وہ جو نافرمان، منکر و باغی اور کھل کر اسلام کا انکار کرنے والے کافر کہلائے (Disbelievers) اور وہ مسلمانوں کو ہر قسم کی ایذا رسانی کیلئے ہمہ وقت سرگرم رہے جیسا کہ ابولہب، ابوجہل، امیہ بن خلف، عتبہ، شیبہ وغیرہ ان کا انجام ناکامی اور نامرادی ہوا۔

ذکر کی گئی آیہ مبارکہ میں تیسری قسم کے گروہ کا بیان ہے، اگرچہ یہ لوگ بھی کافر و منکر ہوتے ہیں تاہم زبان پر دعویٰ اسلام رکھتے ہیں لیکن ان کے دل کفر سے بھرے ہوتے ہیں، شریعت کی اصطلاح میں انہیں منافق (hypocrites) کہتے ہیں اور ان کے اس اعتقادی رویہ کو نفاق (hypocrasy) کہتے ہیں یہ ریاکار، مکار، لوگ آستین کے سانپ ہوتے ہیں جن کا ڈسنا کفار سے بھی سخت ہوتا ہے اور معاشرے کو زبردست نقصان پہنچاتے ہیں، اگر کفار کیلئے عذاب عظیم بتلایا گیا تو ان کیلئے عذاب اَلیم یعنی دردناک عذاب سنایا گیا ہے اور کہیں ارشاد ہوا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (النساء:۱۴۵) ''بلاشبہ یہ منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہونگے (جہنم کا سب سے نچلا طبقہ ہاویہ ہے، وہاں بدترین عذاب ہوگا)''

یہ اس لئے کہ انہوں نے کبھی بھی سچے اور کھرے دل سے اسلام قبول نہیں کیا، اگر ظاہری طور پر اعلان کیا بھی تو شاید اس لئے کہ مسلمانوں سے مال غنیمت کا کچھ حصہ مل جائے اور جب کبھی جہاد کا وقت آیا تو انہوں نے حیلے بہانے تراش کر جان چھڑالی، منافقین کا گروہ مدینہ منورہ میں سامنے آیا اور ان کا رئیس عبداللہ بن اُبی تھا، یہ ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتے تھے، یہ اگرچہ مسلمانوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے یہاں تک کہ نمازیں بھی ریاکاری سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادا کرتے تاہم ان کے سینوں میں حسد وبغض کی آگ بھڑکتی رہتی اور کفار مکہ سے مل کر ان کے خلاف لگائی بجھائی بھی کرتے۔قرآن اس حالت کا نقشہ اس طرح کھینچتا ہے۔

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى، يُرَاءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ، مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاءِ (النساء:۱۴۲-۱۴۳)''اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو ڈھیلے ڈھالے اور ریا کاری کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں، یہ کفر اور ایمان کے درمیان لٹک رہے ہیں، نہ ادھر کے ہیں اور نہ ادھر کے''۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بڑے شدومد سے اعلان بھی کیا کرتے تھے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ (المنفقون:۱)''جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں''ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ رسول اللہ ہیں''۔

عربی زبان میں اِنَّ اور ل مفتوح (زبر والا) زور بیان کے لئے آتا ہے۔گویا کہ اس جملہ پر زبردست زور (Force) ہے،قرآن حکیم ان کی اس کذب اور دروغ گوئی کو اس زور سے بیان کرتا ہے۔

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (المنفقون:۱)''اور اللہ یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں''۔

کفار ہوں یا منافقین،مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ(جب انہیں قوت حاصل ہو)وہ ان سے جنگ کریں تا کہ کلمۃ الحق سربلند ہو۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (التحریم:۹) ''اے نبی!کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو(مسلمانوں کو امن پر حاوی رہنا چاہئے)''

پاکستان کو معرض وجود میں آئے چون برس سے اوپر کا عرصہ بیت چکا ہے،ہر آنے والی حکومت ظاہری طور پر اسلام کا نام لیتی رہی مگر عملاً کسی نے بھی اسلامی قانون کا نفاذ نہ کیا۔کیا یہ کھلی منافقت نہیں ہے؟اس درد کے درماں کا کون ذمہ دار ہے؟

آج کے درس کے آخر میں نفاق اور ریا کاری سے بچنے کیلئے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا لکھتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ وَ لِسَانِيْ مِنَ الْكَذِبِ وَ عَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرِ (اے اللہ!میرے دل کو نفاق سے،میرے عمل کو ریا سے،میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک فرمادے،بلاشبہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے راز سے تو ہی واقف ہے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) جب تک زبان اور دل میں مطابقت نہ ہو اس وقت تک ایمان کامل نہیں ہوتا۔

۲) زبان پر دعویٰ اسلام کرنا مگر دل میں کفر کو قائم رکھنا، نفاق کہلاتا ہے اور جو شخص یہ وطیرہ اختیار کرے وہ منافق کہلاتا ہے۔

۳) لفظ منافق نفق سے نکلا ہے، اس کے لفظی معنی ہیں سرنگ لگانا، جیسے جنگلی جانور زمین کے اندر سرنگیں بناتے ہیں تاکہ وقت آنے پر ان میں چھپ سکیں اور خفیہ راستوں سے بھاگ کر نکل سکیں، اس اعتبار سے منافق اس بدبخت انسان کو کہا جاتا ہے جو بظاہر اسلام قبول کرے، لیکن مسلمانوں کے مقابلہ میں خفیہ چالیں چلے اور دشمنی کے لئے موقع کا منتظر رہے۔

۴) منافقین کا گروہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوا، ان کا سردار عبداللہ بن اُبی بن سلول تھا، انہوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ دکھلاوے کی نمازیں بھی پڑھ لیتے تھے مگر دل میں مسلمانوں کے خلاف تھے اور قریش مکہ کو ان خلاف اکساتے رہتے تھے۔ انہیں کے بارے میں مندرجہ بالا آیہ مبارکہ میں بتلایا جا رہا ہے کہ ہرگز مومن نہیں ہے۔

۵) آج بھی مسلمان حکومتوں میں منافقین کا ٹولہ موجود ہے جو بظاہر اسلام کا دم بھرتے ہیں مگر درحقیقت ان کا گٹھ جوڑ ہنود و یہود کے ساتھ ہوتا ہے، قرآن حکیم نے ان کے ساتھ بھی جہاد کو ضروری قرار دیا ہے۔

....

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ، وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (۹) فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ، فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (۱۰)

(وہ اپنے خیال) میں دھوکہ دینا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور اہل ایمان کو حالانکہ (فی الواقع) وہ دھوکہ کسی کو بھی نہیں دیتے بجز اپنی ذات کے اور اس کا بھی انہیں احساس تک نہیں ہوتا، ان کے دلوں میں (نفاق) کا مرض ہے، سو اللہ نے بڑھا دیا ان کا مرض اور ان کے لئے عذاب دردناک (ہونا) ہے اس لئے کہ وہ جھوٹ کہتے تھے

يُخٰدِعُوْنَ (خَدْعٌ) دھوکہ دینا خَادَعَ يُخَادِعُ، مُخَادَعَةٌ باب مُفَاعَلَةٌ ہے (ایک دوسرے کو دھوکہ دینا) مگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں یَخْدَعُوْنَ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے (یعنی وہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں) اور باب مفاعلہ یہاں پر زور اور تاکید کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔

ان منافقین کی اسلام اور مسلمانوں سے مخالفت اور حسد اس قدر بڑھ گیا ہے کہ وہ اپنے زعم باطل میں اور منافقانہ روش کے ساتھ (کہ زبان سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں جبکہ دل کفر اور نفاق سے بھرے ہوئے ہیں) (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کو اور اہل ایمان کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔

وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ ، مَا نافیہ ہے خَدَعَ يَخْدَعُ، خَدْعًا اِلَّا کلمہ استثنا (Except) ہے (بجز، سوائے) اَنْفُس، نَفْسٌ کی جمع ہے هُمْ ضمیر متصل، وہ سب۔ وہ نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنی ذات کو۔

ان کا یہ خیال کہ وہ دھوکہ دے رہے ہیں۔ محض فریب نفس ہے جس کا نقصان (نعوذ باللہ) بھلا اللہ تعالیٰ کو کون پہنچا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ مومنوں کو بھی ان کے شر سے محفوظ کر لیتا ہے، اس کا نقصان تو خود انہیں دنیا اور آخرت میں پہنچنے والا ہے۔

وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ ، اِذْ عَاقِبَةُ خِدَاعِهِمْ تَعُوْدُ عَلَيْهِمْ وَلَا عَلَى اللّٰهِ وَلَا عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَلَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ”وہ نہیں دھوکہ دیتے بجز اپنے نفسوں کو اس لئے کہ ان کے دھوکے کا انجام اور وبال انہی پر لوٹتا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مومنوں پر (اَیسر التفاسیر-اَبوبکر جابر الجزائری مدرس بالمسجد النبوی الشریف)

وَمَا يَشْعُرُوْنَ، ما نافیہ ہے۔ شَعَرَ يَشْعُرُ ، شُعُوْرًا، مضارع جمع مذکر غائب (لیکن وہ اس واضح حقیقت کا) شعور نہیں رکھتے ہیں، يَشْعُرُوْنَ کا مادہ (Root Word) شَعْرٌ ہے جس کا معنی بال (Hair) کے ہیں۔ اسی سے لفظ شُعُوْرٌ یعنی کسی باریک اور مخفی چیز کا ادراک (Understanding) ہے۔

مطلب یہ ہے کہ منافقین کو اپنے طرز عمل پر جو نقصان پہنچ رہا ہے وہ واضح ہے لیکن ان کی عقل میں ایسا فتور آیا ہے کہ انہیں اپنے نقصان اور خسارے کا ادراک اور احساس تک نہیں ہو رہا۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ ، فِي (میں) حروف جارہ میں سے جو بعد کے اسم کو زیر دیتے ہیں، قلب کی جمع قلوب (دل) هم ضمیر متصل (وہ۔ ان کے) مَرَضٌ بیماری، دراصل مرض انسان کے مزاج خصوصی کا اعتدال و توازن کی حد سے نکل جانا ہے۔

”اَلْمَرَضُ اَلْخُرُوْجُ عَنِ الْاِعْتِدَالِ“ (راغب اصفہانی)

مرض دو قسم کا ہوتا ہے۔

1- مرض جسمانی:- جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ (الفتح:۱۷) ”(کوئی اندھا یا لنگڑا) یا بیمار (اگر جہاد میں شامل نہ ہو) تو اس پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کوئی تنگی نہیں''۔

2- اخلاقی مرض:-مرض کا لفظ اخلاق کے بگڑنے پر بھی بولا جاتا ہے۔جیسا اس آیت میں ہے:في قلوبهم مرض.
اور اس سے جہالت، بزدلی، بخل، نفاق وغیرہ اخلاق رذیلہ مراد ہیں (مفردات القرآن۔راغب اصفہانی)

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ ''ان کے دلوں میں (نفاق) کی بیماری ہے''۔ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا : ف (پس) زَادَ يَزِيْدُ۔ بڑھانا هُمْ۔ضمیر متصل۔وہ سب۔

فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ''پس اللہ نے ان کے مرض میں اضافہ کر دیا''۔

ان کا مرض کیسے بڑھا؟ جوں جوں اسلام اور مسلمانوں کی شوکت وقوت بڑھتی گئی تو ان منافقین کی کڑھن اور جلن بڑھتی گئی یا پھر یوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جوں جوں وحی الٰہی کا نزول ہوتا رہا تو ان کے غیظ وغضب میں اضافہ ہوتا گیا، سید قطب شہید لکھتے ہیں:

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ''ان کے دلوں میں روگ ہے'' ان کی فطرت میں خرابی ہے! وہ اس بات کے مستحق ہو گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مرض کو جس میں وہ مبتلا ہیں، اور بڑھا دے! فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ''تو اللہ نے ان کے روگ کو اور بڑھا دیا''...... بیماری میں مزید بیماری پیدا ہوتی ہے، کج روی شروع میں تھوڑی ہوتی ہے، پھر ہر قدم پر اس کا زاویہ بڑھتا جاتا ہے اور انسان حق سے دور اور دور تر ہوتا چلا جاتا ہے! یہ اللہ کی سنت ہے (فی ظلال القرآن)

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ وَ ۔اور لَهُمْ ۔ان کے لئے عَذَابٌ عذاب ہے۔ اَلِيْمٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر ہے۔ بہت زیادہ اور مسلسل اذیت دینے والی سزا۔ بِمَا (بِ ۔مَا) ب کے معنی ساتھ اور یہاں سبب اور وجہ کے معنی دے رہا ہے۔ يَكْذِبُوْنَ (ک ذ ب) كَذَبَ يَكْذِبُ (فعل مضارع جمع مذکر غائب) اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے، جھوٹ بولنا منافقین کی نشانیوں میں بڑی علامت ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

''اذاحدث كذب'' جب وہ بات کرتا ہے، تو جھوٹ بولتا ہے۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) منافق اپنے اس فریب نفس میں مبتلا ہیں کہ وہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کو (زبان سے اسلام کا اقرار کر کے) دھوکہ اور فریب دے رہے ہیں، یہ تو محض اپنے دل کو خوش کرنے کی باتیں ہیں، بھلا اللہ تعالیٰ کو کون دھوکہ دے سکتا ہے؟ اور وہ علیم وقدیر مسلمانوں کو بھی ان کے دجل وفریب سے محفوظ رکھتا ہے۔

۲) مرض کا اطلاق روحانی اور جسمانی دونوں قسم کی بیماریوں پر ہوتا ہے۔ مثلاً بخار، نزلہ، سردرد اور پیٹ درد وغیرہ جسمانی بیماریاں ہیں تو کفر، نفاق، حسد، بغض وغیرہ روحانی بیماریاں ہیں، جسمانی امراض کا اعلان آسان ہوتا ہے جبکہ روحانی امراض بسا اوقات لا علاج ہو جاتے ہیں، اس لئے فرمایا کہ مسلمانوں کی شوکت وعظمت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منافقین کے روگ کو اور بڑھا دیا تا کہ ان کی سزا میں اضافہ کر دیا جائے، جس طرح مسلسل جسمانی بیماری سے کمزوری اور نقاہت بڑھ جاتی ہے اسی طرح پیہم روحانی بیماریوں کا نتیجہ دردناک عذاب میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔

....

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ (١١) اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ (١٢)

''اور جب ان (منافقین) سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں، سنو یہی لوگ حقیقتاً مفسد ہیں مگر (اس بات کا) شعور نہیں رکھتے ہیں''

اِذَا ظرف زمان (Shows time) جب، اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (النصر : ۱) " جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی''۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا (الزلزال : 1) ''جب زمین پوری شدت سے ہلا دی جائے گی'' (بوقت قیامت) کبھی اِذَا ماضی کے شروع میں آتا ہے تو مستقبل کا معنی دیتا ہے جیسا کہ اِذَا اجْتَهَدْتَ نَجَحْتَ اگر آپ محنت کریں گے تو کامیاب ہو جائیں گے۔ کبھی برائے مفاجات (اچانک) کا معنی دیتا ہے جیسا کہ خَرَجْتُ فَاِذَا زَيْدٌ بِالْبَابِ، ''میں نکلا تو اچانک زید کو دروازے پر پایا''

قرآن حکیم میں ہے: بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ (الانبیاء : 18) " بلکہ ہم باطل پر حق کی ضرب لگاتے ہیں تو حق باطل کا بھیجا نکال دیتا ہے'' اور وہ دیکھتے دیکھتے مٹ جاتا ہے۔

قِيْلَ (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا) اور قيل ماضی مجہول (Passive voice) کہا جاتا ہے، اس کا فاعل اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور مومنین بھی ہو سکتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

لَا تُفْسِدُوْا، تم فساد نہ کرو اَفْسَدَ يُفْسِدُ، اِفْسَاد باب افعال، تُفْسِدُوْا اصل میں تُفْسِدُوْنَ تھا لائے نہی کی وجہ سے ن ساقط (گر گیا) ہو گیا۔

اَلْفَسَادُ خُرُوْجُ الشَّيْءِ عَنِ الْاِعْتِدَالِ، قَلِيْلًا كَانَ الْخُرُوْجُ عَنْهُ اَوْ كَثِيْرًا وَيُضَادُّهُ الصَّلَاحُ وَ يُسْتَعْمَلُ ذٰلِكَ فِي النَّفْسِ وَالْبَدَنِ وَالْاَشْيَاءِ الْخَارِجَةِ عَنِ الْاِسْتِقَامَةِ (مفردات القرآن۔ امام راغب)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے معنی کسی چیز کے حد اعتدال سے تجاوز کر جانے کے ہیں خواہ وہ کم ہو یا زیادہ ہو اور یہ صلاح کی ضد ہے اور نفس، بدن اور ہر اس چیز کے متعلق استعمال ہوتا جو حالت استقامت سے نکل چکی ہو۔

الارض (Earth) نیچے کا حصہ جس میں انسان چلتا پھرتا ہے اور اوپر کا حصہ سماء (Sky) ہے ارض آسمان کے بمقابل ایک جِرم (ج کی زیر کے ساتھ) اور اس کی جمع اجرام ہے۔

یعنی اَجرامِ فلکی (Heavenly Bodies)، سورج، چاند، ستارے، سیارے، زمین اور آسمان وغیرہ ارض کی جمع اَرْضُونَ ہے، قرآن حکیم میں صرف ارض استعمال ہوا ہے (مفردات القرآن)

قالُوا، فعل ماضی جمع مذکر غائب قال یقول، قولا، اِنَّمَا. کلمہ حصر (اپنی گفتگو کو مقید کرنا) حقیقت تو بس یہی ہے مُصْلِحُونَ اَصْلح یُصْلح، اِصلاحا باب افعال مُصلح سے مُصلِحُون اسم فاعل (Reformers) اصلاح کرنے والے۔

زمین میں فساد کرنے والوں سے مراد منافقین کی خفیہ سازشیں تھیں، وہ مسلمانوں سے ملتے تو ظاہراً ان سے میٹھی میٹھی باتیں کرتے اور کفار سے ملتے تو مسلمانوں کے خلاف بھرپور زہر اگلتے اور انہیں ان کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے، ظاہر میں تو وہ اپنے آپ کو مصلح کہتے لیکن فی الحقیقت ان کی تمام تگ و دو فساد پر مبنی تھی۔

سید قطب شہید لکھتے ہیں:

''ہر زمانے میں ایسے لوگ بہت ہوتے ہیں جو بدترین فساد انگیزی کے مرتکب ہوتے ہیں، مگر ان کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ وہ مصلح ہیں وہ یہ دعویٰ اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے پاس جو پیمانے ہوتے ہیں ان میں اختلال رونما ہو جاتا ہے جب نفس انسانی میں اخلاص اور یکسوئی کی میزان مختل ہو جاتی ہے تو سارے پیمانے اور تمام قدریں فساد اور اختلال کا شکار ہو جاتی ہیں۔ جن کے باطن اور جن کی نیتیں اللہ کے لئے خالص نہیں ہوتیں، انہیں اپنے اعمال کے فاسد ہونے کا مشکل ہی سے شعور ہو سکتا ہے، ان کے دل میں خیر و شر اور صلاح و فساد کی میزان ان کی ذاتی خواہشات کے تحت جھولتی اور اونچی نیچی ہوتی رہتی ہے، اس کا ضابطہ ربانی سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہوتا، اسی لئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حتمی بیان اور صحیح فیصلہ آ گیا (فی ظلال القرآن جلد اول)

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ سنو وہی مفسد ہیں مگر شعور نہیں رکھتے۔

اَلَا کلمہ تنبیہ خبردار، انهم (ان .هم) ان بے شک زور کلام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ هُم ضمیر جمع مذکر۔ وہ سب، هُم دوبارہ لا کر مزید تاکید اور زور (Stress) پیدا ہوا یعنی اس کے فسادی ہونے میں قطعی کوئی شک و شبہ نہ رہا۔ لٰكِنْ. کلمہ استدراک کلام (گزشتہ کلام کی تصحیح) کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لا یشعرون. شَعَرَ يَشْعُرُ باب نَصَرَ يَنْصُرُ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لا یشعرون، عَدِیْمُ الشُّعُوْرِ، فَاقِدُ الشُّعُوْرِ، یعنی بے حس اور اثر پذیری سے خالی، کوئی قوم یا افراد اگر کسی حماقت کو دانشمندی، گناہ کو نیکی، فساد کو اصلاح اور برائی کو اچھائی خیال کرنے لگے تو وہ عقل وشعور سے فارغ اور دانش بینش سے عاری ہو جاتے ہیں، اس وقت معراج انسانیت کو چھوڑ کر قعر مذلت میں جا گرتے ہیں اور اس سے برا اور کون سا ٹھکانہ ہوسکتا ہے۔ فرمان الٰہی کے مطابق اُوْلٰٓئِکَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ اور یہی لوگ بدترین خلائق ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فہم وشعور کی دولت سے نوازے۔ آمین!

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) فساد فی الارض بہت بڑا ظلم ہے جس سے معاشرتی زندگی تہہ وبالا ہو جاتی ہے، منافقین ادھر مسلمانوں سے میل ملاپ رکھتے، ادھر قریش مکہ کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہتے، ان کی اس دورخہ پالیسی سے فساد اور جنگ کے شعلے بھڑکتے۔ اس چوری اور سینہ زوری، کے مرتکب ہونے کے باوجود وہ اپنے آپ کو مصلحین (اصلاح کرنے والے) کہتے تھے مگر قرآن ایسے لوگوں کو مفسدین (فساد پھیلانے والے) کے نام سے یاد کرتا ہے۔

۲) آج بھی امت مسلمہ میں خاص طور پر حکمران طبقہ میں ایسا ٹولہ موجود ہے جو زبان سے تو ملک وملت کے لئے اپنی وفاداریاں ثابت کرتا رہتا ہے مگر حقیقت میں ان کی وفاداریاں یہود ونصاریٰ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں۔

....

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ، اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ (۱۳)

اور جب ان (منافقین) سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی ایمان لاؤ جیسے سب لوگ (صحابہ کرامؓ) ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں "کیا ہم بھی اس طرح ایمان لائیں جس طرح یہ بے وقوف ایمان لائے ہیں (ایمان لانے کے بعد ہر دکھ اور تکلیف سہتے ہیں مگر راہ ایمان کو نہیں چھوڑتے)" یاد رکھو وہی بے وقوف ہیں مگر انہیں (اپنی جہالت و حماقت) کا علم نہیں

وَ۔اور۔ واؤ عاطفہ ہے، اِذَا کلمہ شرط۔ جب، قِیْلَ (ق ول) قَالَ یَقُوْلُ سے ماضی مجہول قِیْلَ (کہا جاتا ہے) اِذَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے اس میں فعل مضارع کے معنی پیدا ہو گئے ہیں۔
اٰمِنُوا (ا م ن) اٰمَنَ یُؤمِنُ اِیْمَاناً سے فعل امر اٰمِنْ (تو ایمان لا) اور جمع مذکر حاضر اٰمِنُوا (تم سب ایمان لاؤ)
کَمَا کلمہ تشبیہ (جیسا کہ) النّاس اسم جمع ہے، اس کا واحد اِنسانٌ ہے۔ ال سے اسم معرفہ ہو گیا (Proper Noun) اس سے مراد خاص لوگ یعنی وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور جنہوں نے اپنا تن، من، دھن سب کچھ راہ حق میں قربان کر دیا جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق، عثمان غنی علی مرتضٰی، بلال حبشی، صہیب رومی، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنھم وغیرہ انہیں ابرار و صالحین کو رب کائنات کی طرف سے یہ خوشخبری دی گئی تھی۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے''۔
اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں رضامندی کی سند اس لئے ملی کہ وہ اپنے مولا و مالک کی رضا کیلئے ہر دکھ اور ہر تکلیف برداشت کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔
حضرت بلال رضی اللہ عنہ، ایمان لائے تو انہیں لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا گیا، لڑکے ان کو مکہ کی پہاڑیوں میں گھسیٹتے پھرے لیکن ان کی قوت ایمان میں کسی قسم کا ضعف نہ آیا۔
حضرت خباب رضی اللہ عنہ ام انمار کے غلام تھے وہ اسلام لائے تو ام انمار نے لوہا گرم کر کے ان کے سر پر رکھا، ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی پشت کو دیکھا تو کہا کہ آج تک ایسی پشت میری نظر سے نہیں گزری۔ حضرت خبابؓ نے جواب دیا کہ کفار نے انگاروں پر لٹا کر مجھ کو گھسیٹا تھا۔
حضرت سُمَیَّہ رضی اللہ عنہا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، ایک دن کفار نے ان کو دھوپ میں لٹا دیا تھا، اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو فرمایا ''صبر کرو صبر، تمہارا ٹھکانہ جنت میں ہے، لیکن ابوجہل کو اس پر بھی تسکین نہ ہوئی اور اس نے برچھی مار کر انہیں شہید کر دیا اور اسلام میں سب سے پہلے شرف شہادت اس نیک بخت مومنہ صادقہ کو ملا۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن جب اسلام لائیں اور حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو اس قدر مارا کہ تمام بدن لہولہان ہو گیا لیکن انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ جو کچھ کرنا ہو کر و میں تو اسلام لا چکی (بحوالہ اسوہ صحابہؓ...... عبدالسلام ندوی)
قرآن حکیم انہیں ''السابقون'' کے نام سے یاد کرتا ہے اور ان کے ایمان کو مثالی قرار دیتا ہے، اور انہی کیلئے دنیا و آخرت کی فوز و فلاح ہے۔
وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ، اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ (الواقعہ: ۱۰-۱۱) ''اور (ایمان) میں سبقت کرنے والے تو بہرحال سبقت کرنے والے ہیں، یہی لوگ مقرب ہیں''۔
انہوں نے مال و علائق کی ہر قربانی اس جوش و مسرت کے ساتھ پیش کی، گویا دنیا جہاں کی خوشیاں اور راحتیں ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لئے فراہم ہوگئی ہیں اور جان کی قربانیوں کا وقت آیا، تو اس طرح خوش خوش گردنیں کٹوادیں گویا زندگی کی سب سے بڑی خوشی زندگی میں نہیں بلکہ موت میں تھی...... بدر اور احد کے شہیدوں کے حالات پڑھو، ایمان لانے کے بعد جو کچھ بھی ان کے حصے میں آیا وہ بجز رات دن کی کاوشوں اور مصیبتوں کے اور کیا تھا؟ اور پھر قبل اس کے کہ اسلام کے فتح واقبال کی کامرانیوں میں شریک ہونے کا موقع ملتا دشمنوں کی تیغ وسناں سے چور میدان جنگ میں دم توڑ رہے تھے لیکن پھر بھی غور کرو ان کے دل کی شادمانیوں کا کیا حال تھا؟ اس اطمینان وسکون کے ساتھ عیش ونشاط کے بستروں پر کسی نے جان نہ دی ہوگی۔ جس طرح انہوں نے میدان جنگ کی ریتلی زمین پر لوٹ لوٹ کر دی، جنگ احد میں سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا، زخمیوں میں پڑے سانس توڑ رہے ہیں، پوچھا کوئی وصیت کرنی ہو تو کردو، کہا ''اللہ کے رسول کو میرا اسلام پہنچا دینا اور قوم سے کہنا، ان کی راہ میں جانیں نثار کرتے رہیں''۔ عمارہ بن زیاد زخموں سے چور جانکنی کی حالت میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرہانے پہنچ گئے، فرمایا کوئی آرزو ہو تو کہدو، عمارہ نے اپنا زخمی جسم گھسیٹ کر اور زیادہ قریب کر دیا اور اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھ دیا۔ اگر کوئی آرزو ہو سکتی ہے تو صرف یہی ہے۔ عورتوں تک کا یہ حال تھا کہ بیک وقت انہیں ان کے شوہر، بھائی اور باپ کے شہید ہوجانے کی خبر پہنچائی جاتی تھی اور وہ کہتی تھیں، یہ تو ہوا، مگر بتلاؤ اللہ کے رسول کا کیا حال ہے۔ پھر آپ کا جمال جہاں آرا نظر آتا تو بے اختیار خوش ہو کر پکار اٹھتیں کلُّ مصیبۃٍ بَعْدَک جَلَلٌ تو اگر سلامت ہے تو پھر دنیا کی ساری مصیبتیں ہمارے لئے شہد وشکر کا گھونٹ ہو گئیں (ترجمان القرآن...... ابوالکلام آزاد، جلد دوئم)۔

یہ تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ایمانی جذبات واحساسات اور منافقین کو توجہ دلائی گئی کہ دنیا وآخرت میں کامیابی کیلئے صرف اور صرف صحابہؓ کی طرح ایمان لانا لازمی اور ضروری ہے مگر ان کی شکست ہمتی اور بزدلی بھلا خالص مسلمانوں کے عزم وعزیمت تک کہاں پہنچ سکتی تھی کہنے لگے۔

أَنُؤمِنُ (کیا ہم ایمان لائیں) أ کلمہ استفہام، نُؤمِنُ مضارع جمع متکلم السفھاء، سَفِیۃٌ کی جمع، وہ کم عقل جسے اپنے نفع ونقصان کی تمیز نہ ہو (نعوذ باللہ) منافقین مومنوں کو کم عقل اور بے وقوف اس لئے بنائے جارہے ہیں کہ وہ اپنے جان ومال بے دریغ راہ حق میں لٹائے جارہے ہیں، قرآن حکیم نے جواب میں انہیں احمق اور بے وقوف قرار دیا ہے کہ جنہیں نہ تو ایمان کی حقیقت معلوم ہے اور نہ ہی دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی دائمی اور ابدی زندگی کا ہی شعور ہے۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) ایمان سب سے بڑی حقیقت، سب سے قیمتی متاع، دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لئے سب سے بڑا سرمایہ اور سب سے بڑی دولت ہے جس کے مقابلے میں دنیا اور اس کا تمام ساز وسامان ہیچ ہے۔

۲) ایمان لاؤ جیسا کہ ایمان لائے ''الناس'' یہ خاص لوگ ہیں اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ہیں، مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں: ''اس میں لفظ 'الناس' سے مراد باتفاق مفسرین صحابہ کرامؓ ہیں کیونکہ وہی حضرات ہیں جو نزول قرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے وقت ایمان لائے تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف وہی ایمان معتبر ہے جو صحابہ کرامؓ کی طرح ہو، جس کیفیت کے ساتھ ان کا ایمان ہے اسی طرح کا ایمان دوسروں کا ہوگا تو ایمان کہا جائے گا ورنہ نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ کا ایمان ایک کسوٹی ہے جس پر باقی ساری امت کے ایمان کو پرکھا جائے گا، جو اس کسوٹی پر صحیح نہ ہو اس کو شرعاً ایمان اور ایسا کرنیوالے کو مومن نہ کہا جائے گا، اس کے خلاف کوئی عقیدہ اور عمل خواہ ظاہر میں کتنا ہی اچھا نظر آئے اور کتنی ہی نیک نیتی سے کیا جائے اللہ کے نزدیک ایمان معتبر نہیں، ان لوگوں نے صحابہ کرامؓ کو سفہاء یعنی بیوقوف کہا اور یہی ہر زمانے کے گمراہوں کا طریقہ رہا ہے کہ جو ان کو صحیح راہ بتلائے اس کو بیوقوف جاہل قرار دیتے ہیں مگر قرآن کریم نے بتلا دیا کہ در حقیقت وہ خود ہی بیوقوف ہیں کہ ایسی کھلی نشانیوں پر ایمان نہیں رکھتے۔'' (معارف القرآن، ج: اول)

....

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا ، وَإِذَا خَلَوْا إِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ (۱۴) اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (۱۵)

جب یہ (منافقین) اہل ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان لائے (حالانکہ ان کے دل حسد و کفر سے بھرے ہوئے ہیں) اور جب اپنے شیطانوں (ہم خیال رؤسا) میں تنہا ہوتے ہیں تو انہیں کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور (ہمارا اظہار ایمان اس کے سوا کچھ نہ تھا) کہ ہم (مومنوں) سے مذاق کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ خود انہی کے ساتھ تمسخر ہو رہا ہے کہ اللہ (کے قانون جزا) نے رسی ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے اور وہ سرکشی (کے طوفان) میں بہکے چلے جا رہے ہیں

واؤ عاطفہ، اِذَا حرف شرط (جب) لَقُوْا (لَقِيَ ، يَلْقَى ، لِقَاءٌ) اصل میں لَقِيُوْا تھا، عربی زبان میں ثقالت (زبان میں رکاوٹ اور بوجھ) کو دور کیا جاتا ہے، چنانچہ لَقِيُوْا میں ''ی'' گرا دینے سے لَقُوْا رہ گیا، اللقا۔ المصادفۃ آمنا سامنا ہونا، الذین اسم موصول (Relative Pronoun) اٰمَنَ يُؤْمِنُ ایمانًا (باب افعال) اٰمَنُوْا وہ سب ایمان لائے، خَلَوْا (خ ل و) مادہ ہے خَلَا يَخْلُوْ خَلْوَةً (وہ الگ ہوتے ہیں، وہ تنہا ہوتے ہیں) خَلَا کا صلہ جب اِلٰی کے ساتھ آتا ہے تو اس کا معنیٰ الگ تھلگ ہونا، تنہا ہونا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیاطینھم ،شیاطین،اس کا مفرد شَیطٰن اوراس کا مادہ (Root Word) شطن ہے جس کا معنی ہر خیر اور سچائی سے بعد اور دوری کے ہیں۔

اَلشَیطَانُ کُلُّ بَعِیدٍ عَنِ الخَیرِ ، قَرِیبٌ مِنَ الشَّرِّ یُفسِدُ وَلَا یُصلِحُ مِنْ اِنسَانٍ اَوْ جَانٍ وَالْمُرَادُ بِھِم ھُنَا رُؤَسَاؤُھُمْ فِی الشَّرِّ وَالفَسَادِ (ایسر التفاسیر ابوبکر جابر الجزائری) ''شیطان وہ ہے جو بھلائی سے دور، برائی کے قریب ہو اور جسے فساد سے لگاؤ اور اصلاح سے نفور ہو، خواہ وہ انسان ہو یا جن اور آیت مذکورہ میں شیاطین سے مراد ان کے بڑے بڑے سردار ہیں جو شر اور فساد میں آگے آگے ہیں۔''

شیاطینھم ''اَصحَابُھُمْ اُوْلُوا التَمَرُّدِ وَالعِنَادِ ، وَالشَّیطَانُ یَکُوْنُ مِنَ الْاِنسِ وَالجِنِّ '' (تفسیر القاسمی-محمد جمال الدین القاسمی) شیاطین سے مراد منافقین کے سرکش اور مغرور ساتھی ہیں اور شیطٰن انسان بھی ہوسکتا ہے اور جن بھی، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوْہُ فَذَرْھُمْ وَمَایَفْتَرُوْنَ (الانعام:۱۱۲) اور (اے پیغمبرؐ) اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے (جب اس کی دعوت کا ظہور ہوا) انسانوں اور جنوں میں سے شیطانوں کو دشمن ٹھہرایا جو آپس میں ایک دوسرے کو دکھاوے کی خوشنما باتیں سکھاتے، تاکہ لوگوں کو فریب دیں اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا، تو (یقیناً ایسا کرسکتا تھا کہ) وہ دشمنی نہ کرتے (مگر اس کی حکمت کا فیصلہ یہی ہوا کہ یہاں روشنی کے ساتھ تاریکی اور حق کے ساتھ باطل بھی اپنی نمود رکھے) پس (ان کی مخالفت سے دل گرفتہ نہ ہو، اور) انہیں ان کی افترا پردازیوں میں چھوڑ دو (ترجمہ: ترجمان القرآن مولانا ابوالکلام آزاد)

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اِنَّا (اِنَّ–نَا) اِنَّ–بیشک، نا– ہم، ثقالت کی وجہ سے ایک نون حذف کر دیا گیا، مُستَھزِءُ وْن (ھَزُوٌ) اِستَھزَأَ یَستَھزِئُ – اِستِھزَاء باب استفعال۔

امام بیضاوی لکھتے ہیں کہ 'اِستھزاء کی اصل ھَزُوٌ ہے جس کے معنی خفت کے ہیں گویا کہ استھزاء کی اصل غرض دوسروں کی تحقیر ہے۔

ای اِنَّا مَعَکُمْ عَلٰی عَقِیدَتِکُمْ وَ عَمَلِکُمْ اِنَّمَا نَستَھزِءُ بِالمُسلِمِینَ وَدِینِھِم ''(منافقین کا اپنے سرداروں سے کہنا تھا) ہم عقیدہ اور عملی لحاظ سے تمہارے ساتھ ہیں مسلمانوں اور ان کے دین کے ساتھ تو ہم مذاق کرتے ہیں'' (نعوذ باللہ)

اَللّٰہُ یَستَھزِئُ بِھِم ،اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مذاق کا وبال ان ہی پر پڑ رہا ہے۔ جزاءُ الْاِستِھزَاءِ بِاسمِہٖ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

كَمَا جزاءُ السَّيِّئَةِ سَيِّئَةٌ ۔اِستِهزاء کی جزاالِستِهزاء ہے۔جیسے برائی کی جزا برائی ہے۔

وَيَـمُـدُّهُـم– مَدَّ يَمُدُّ مَدًّا (کھینچنا۔ڈھیل دینا)الـزيـادَةُ فـي الشـئُ مُتَّصِلَةً بِهٖ يُقَالُ مَدَّ الْبَحْرُ زَادَ وَارْتَفَعَ مَاءُهٗ (تفسیر المنار)

کسی چیز کی زیادتی کو کہتے ہیں جیسے مَدَّ الْبَحْرُ کے معنی سمندر کا پانی زیادہ اور بلند ہوا یہاں اس سے مراد مہلت دینا یعنی اللہ تعالیٰ انہیں مہلت عطا کرتا ہے اور اپنے غضب اور بدلہ میں دیر کرتا ہے کہ وہ بیحد حلیم اور بردبار ہے۔

طُغْيانِهِمْ (طغٰى يَطْغٰى طُغيانًا)مُجَاوَزَةُ الحَدِّ فى العِصيَانِ، مَأخُوذٌ مِنْ طُغْيَانِ الماءِ (المنار)نافرمانی اور سرکشی (اور کفرونفاق) میں حد سے گزر جانے کو طغیان کہتے ہیں اور یہ پانی کی طغیانی سے ماخوذ ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔اِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الجَارِيَةِ (الحاقۃ:۱۱)"جب پانی کا طوفان حد سے بڑھا تو ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کیا"۔

يَـعْـمَهُوْن (عَـمِـهَ يَـعْـمَهُ عَمَهً) عَـمَـهَ کے معنی حیرانی کی وجہ سے کسی امر میں متردد ہونا،الـعَـمَى فِي العَيْن والـعَمَهُ في الْقَلْبِ (قرطبی)العَمَى آنکھوں کے اندھے پن اور الْعَمَهَ دل کے اندھے پن کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی ان کے دل کو کہیں کی بھی راہ نہیں سوجھتی اور وہ ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے رہیں ہے۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) شیاطین خود بہکے ہوئے اور دوسروں کو بھی راہ حق سے بھٹکانے والے ہوتے ہیں، یہ جنوں اور انسانوں دونوں گروہوں میں سے ہو سکتے ہیں، ایسے لوگ اہل ایمان کے سامنے، ایماندار ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور اپنے چیلوں میں جا کر ان سے وفاداری کا دم بھرتے ہیں، قرآن حکیم کی آخری سورۃ 'الناس' میں ان سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔

۲) سید مودودیؒ لکھتے ہیں: "شیطان عربی زبان میں سرکش، متمرد اور شریدہ سر کو کہتے ہیں، انسان اور جن دونوں کے لئے یہ لفظ مستعمل ہوتا ہے، اگرچہ قرآن میں یہ لفظ زیادہ تر شیاطین جن کیلئے آیا ہے لیکن بعض مقامات میں شیطان صفت انسانوں کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے اور سیاق وسباق سے بآسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ کہاں شیطان سے انسان مراد ہیں اور کہاں جن، مندرجہ بالا آیۃ مبارکہ میں شیاطین کا لفظ ان بڑے بڑے سرداروں کے لئے استعمال ہوا ہے جو اس وقت اسلام کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔" (تفہیم القرآن، ج:اول)

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی، فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِیْنَ(۱۶)

(منافقین) وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی، سو ان کی سوداگری نے نفع نہ دیا اور نہ وہ راہ یاب ہوئے

اُولٰٓئِکَ اشارہ بعید یعنی وہ لوگ جن کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے (Those) اَلَّذِیْنَ (اسم موصول Relative Pronoun) جو لوگ۔ جنہوں، اِشْتَرَوْا۔ (ش ر ی) مادہ ہے، اِشْتَرٰی یَشْتَرِی اِشْتِرَاءً (باب افتعال) فعل ماضی جمع مذکر غائب، شراء کے معنی ایک چیز کے بدلے میں دوسری چیز حاصل کرنا، اِشْتَرَوْا، انہوں نے خریدا۔

عربی زبان میں شِراءٌ اور بَیْعٌ دونوں الفاظ لازم و ملزوم ہیں مشتری اسے کہتے ہیں جو قیمت دے کر بدلے میں کوئی چیز لے، جبکہ بائع وہ شخص کہلاتا ہے جو چیز دے کر قیمت وصول کرے اور یہ اس وقت کیا جاتا ہے جب ایک طرف سے نقدی اور دوسری طرف سے سامان ہو لیکن جب خرید و فروخت جنس کے عوض جنس، (Barter System) ہو تو دونوں یعنی بیچنے والے اور خریدنے والے کو بائع اور مشتری تصور کر سکتے ہیں اور اس عمل کو اردو زبان میں سوداگری اور انگریزی میں (Bargain) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

عربی زبان میں بیع اور شراء کے الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں مثلاً شَرَیْتُ بمعنی بِعْتُ (میں نے بیچا) اور اِبْتَعْتُ بمعنی اِشْتَرَیْتُ (میں نے خریدا) آتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے: وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ (سورۃ یوسف:۲۰) ''انہوں نے (یوسف کو) تھوڑی سی قیمت پر بیچ ڈالا''

یَشْرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَةِ (النساء:۷۴) ''جو لوگ آخرت (کو خریدتے ہیں اور اس کے بدلے دنیا کی زندگی کو بیچنا چاہتے ہیں (وہی اجر عظیم کے حقدار ہیں)''۔ پھر شِرَاءٌ اور اِشْتِرَاءٌ کا لفظ ہر اس چیز کے متعلق استعمال ہوتا ہے جس کے عوض میں دوسری چیز لی جائے جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ (آل عمران:۷۷) ''جو (لوگ) اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت کے عوض بیچ ڈالیں تو ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں''۔

لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا (آل عمران: ۱۹۹) ''(اللہ سے ڈرنے والے وہ ہیں) جو تھوڑی سی قیمت کے عوض اللہ کی آیات کو نہیں بیچتے ہیں''۔ (بحوالہ مفردات القرآن امام راغب اصفہانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج کے درس میں اِشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى میں اسی حقیقت کا اظہار ہے کہ (منافقین) وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت اور ایمان ایسی قیمتی اور بے بدل جنس دے کر گمراہی اور کفر ایسی بے کار اور فضول جنس لے لی ہے ایسی عقل پر ماتم اور افسوس ہے اور ایسے سودے پر رونا اور آنسو بہانا ہے۔

اَلضَّلَالَةُ (ضَلَّ يَضِلُّ، ضَلَالَةً) بھٹکنا، گمراہ ہونا الضَّلٰلَة ۔ گمراہی بِالْهُدٰى (ب – الهدى) بِ کے معنی ساتھ اور یہاں پر بِ کا معنی عوض (Exchange) کے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ تو پہلے ہی سے کفر و نفاق کی حالت میں تھے پھر انہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کیسے خریدی؟ تو اس کا جواب قرآن نے یہ دیا ہے کہ رب کائنات نے ہر شے کو فطری ہدایت سے نوازا ہے،

رَبُّنَا الَّذِي اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى (طٰهٰ:٥٠) ''(موسیٰ علیہ السلام نے کہا) ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کی خلقت عطا کی اور پھر ہدایت سے نوازا''۔

اور انسان کے متعلق فرمایا: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا (الدھر:٣) ''ہم نے یقیناً اسے راہ دکھلا دی اب خواہ وہ شکر گزار رہے یا ناشکرا بن جائے''۔

اس ہدایت پر انبیاء کرام کی تشریف آوری سونے پر سہاگہ اور ان نفوس قدسیہ کی پاکیزہ سیرتوں نے زندگی کی راہ کو متعین کر دیا جس سے دنیا و آخرت کی کامیابی یقینی ہو گئی، مگر افسوس کہ نااہل اور بد بخت انسانوں نے کجروی کے باعث ہدایت کے بدلے میں گمراہی کو ترجیح دی، یوں سمجھ لیجئے جیسے ہمارے یہاں نماز ایسی قیمتی چیز کو چھوڑ کر لوگ لہو و لعب میں مشغول ہو جاتے ہیں قرآن نے اس قسم کے لوگوں کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى (حم السجدہ:١٧) ''رہے ثمود تو انہیں ہم نے سیدھی راہ دکھلائی، مگر انہوں نے راہ دیکھنے کے مقابلہ میں اندھا رہنا پسند کیا''۔ (آخر کار وہ عذاب کا شکار ہو گئے) بعینہ آج ہماری حالت ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمام قسم کی روحانی و مادی نعمتوں سے نوازا ہے، مگر ہم نے ہدایت کی جگہ گمراہی کو پسند کر لیا ہے اور شکر کی بجائے ناشکری اپنالی ہے اور نت نئی پریشانیوں میں گرفتار ہو چکے ہیں، فَمَا (ف – ما) پس + نہیں، یہاں پر ما نافیہ ہے، رَبِحَتْ ماضی واحد مونث (رَبِحَ يَرْبَحُ رِبْحًا) تجارت اور کاروبار میں نفع ہونا، زندگی کا جو سودا انہوں نے کیا ہے وہ انتہائی خسارے کا ہے وَمَا كَانُوْا (كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا) ہونا، تھا، اور وہ نہ تھے۔ مُهْتَدِيْنَ (اِهْتَدٰى يَهْتَدِي اِهْتِدَاءً) باب افتعال اسم فاعل مهتدی اور جمع مهتدین ہدایت پانے والے۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

١) ہدایت یعنی ایمان چھوڑ کر ضلالت یعنی کفر خریدنا بہت گھاٹے کا سودا ہے اور اس مختصر قیمتی زندگی کو اس طرح برباد کر دینا زبردست نقصان اور خسارہ کی بات ہے اور اس سے بڑا کوئی خسارہ نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲) تجارت سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اصل سرمایہ محفوظ رہے اور نفع اس پر بڑھتا رہے، کفار اور منافقین کے لئے نفع اور فائدہ کا تو ذکر ہی کیا، اصل سرمایہ (حیات) ہی برباد کر ڈالا۔ اس عارضی زندگی میں انہوں نے مال و متاع جمع کر لیا مگر محرومی ایمان سے ابدی زندگی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد کر ڈالا۔

....

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّآ اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ (۱۷) صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (۱۸)

ان منافقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے (تاریکی میں) آگ جلائی جب آگ نے آس پاس کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کی روشنی سلب کر لی اور ان کو ایسی تاریکی میں چھوڑ دیا جس میں ان کو کچھ سجھائی نہیں دے رہا ہے، ایسے لوگ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں کہ یہ (ایمان کی سچائی کی طرف) لوٹنے والے نہیں

مَثَلُهُمْ (مَثَلُ. هُمْ) مَثَلُ. مثال، هُمْ ان کی۔ ایک چیز کا دوسری چیز کی مانند ہونا اور مشابہت رکھنا۔ مثال (Simile) بیان کرنے سے بات آسانی سے سمجھ آجاتی ہے مثلاً کہتے ہیں دودھ جیسا سفید یا پانی کی طرح پتلا تو فوراً ذہن میں بات بیٹھ جاتی ہے، قرآن حکیم آسان اور عام فہم کتاب ہے، اس لیے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے، اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ مثالوں سے وضاحت فرمائی ہے تاکہ بات انسانوں کے ذہن نشین ہو جائے، ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (الزمر۔ آیت ۲۷) ”ہم نے قرآن میں لوگوں کے لیے ہر طرح کی مثالیں بیان کر دی ہیں تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں“۔

كَمَثَلِ (كَ. مثل) كَ۔ مانند (Like- Similar) اِسْتَوْقَدَ ماضی واحد مذکر غائب (و ق د) مادہ (Root Word) ہے (اِسْتَوْقَدَ يَسْتَوْقِدُ، اِسْتِيْقَادٌ) باب استفعال روشن کرنا، آگ جلانا (Light up- To Kindle) نَارًا۔ آگ فَلَمَّا (ف. لَمَّا) پس۔ جب، لَمَّا ماضی سے پہلے آئے تو ”جب“ کے معنی دیتا ہے اور مضارع سے پہلے آئے تو ”ابھی تک نہیں“ کا معنی دیتا ہے۔ اَضَاءَتْ (ض و ء) مادہ ہے ماضی واحد مونث غائب اَضَاءَ يُضِيْءُ اِضَاءَةً۔ روشن کرنا (To light) مَا حَوْلَهٗ (مَا. حَوْلَهٗ) جو۔ اس کے ارد گرد، آس پاس، ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(ذَھَبَ یَذْھَبُ، ذَھَابًا) جانا، ذَھَبَ کے بعد ب آ جائے تو معنی لے جانا کے بن جاتے ہیں۔

ذَھَبَ اللّٰہُ. ب لے گیا اللہ تعالیٰ۔ نورھم (نور – ھم) روشنی ان کی۔ ان کے کفر اور نفاق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نور ایمان کی روشنی ان سے چھین لی اور وہ اسی طرح گمراہی اور جہالت کی تاریکی میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ وَتَرَکَھُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّایُبْصِرُوْنَ تَرَکَ یَتْرُکُ تَرْکًا چھوڑ دینا، فِیْ حروف جارہ میں سے ہے بعد والے حرف کو عام طور پر زیر دیتا ہے (مگر بعض حروف زیر قبول نہیں کرتے، اس کا ذکر آئندہ بھی ہو جائے گا) ظُلُمٰتٍ، ظُلْمَة کی جمع ہے۔ تاریکی اندھیرا، کفر اور نفاق کی تاریکی، ظلمت نور کی ضد ہے، نور کا معنی ایمان اور اسلام کی روشنی ہے، ارشاد ہوتا ہے۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (البقرہ۔ آیت ۲۵۷) ''اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے وہ انہیں (کفر و شرک کے) اندھیروں سے نکال کر (اسلام کی) روشنی کی طرف لے آتا ہے''۔

آپ غور کیجئے کہ اندھیرے کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ کفر، نفاق، شرک، ہر قسم کی طاغوتی راہیں، حسد، بغض وغیرہ جب کہ ایمان اور اسلام ایک ہی سیدھا راستہ ہے اس لیے قرآن حکیم میں نور کا لفظ مفرد جبکہ ظُلُمٰتٍ کا لفظ جمع آیا ہے۔

لَا یُبْصِرُوْنَ (اَبْصَرَ یُبْصِرُ، اِبْصَارًا) ''وہ نہیں دیکھتے ہیں، انہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا ہے''۔

اَیْ لَا یُبْصِرُوْنَ مِنْ مَسَالِکِ الْھِدَایَةِ وَلَایَرَوْنَ طَرِیْقًامِنْ طُرُقِھَا (تفسیر المنار) ''یعنی ہدایت کے راستوں کی بصیرت نہیں رکھتے اور نہ ہی ان راہوں کو دیکھ ہی سکتے ہیں''۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ جب ایک اللہ کے بندے نے روشنی پھیلائی اور حق کو باطل سے، صحیح کو غلط سے، راہ راست کو گمراہیوں سے چھانٹ کر بالکل نمایاں کر دیا تو جو لوگ دیدہ بینا رکھتے تھے، ان پر تو ساری حقیقتیں روشن ہوگئیں، مگر یہ منافق جو نفس پرستی میں اندھے ہو رہے تھے ان کو اس روشنی میں کچھ نظر نہ آیا ''اللہ نے نور بصارت سلب کر لیا'' کے الفاظ سے کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ان کے تاریکی میں بھٹکنے کی ذمہ داری خود ان پر نہیں ہے، اللہ نور بصارت اسی کا سلب کرتا ہے جو خود حق کا طالب نہیں ہوتا، خود ہدایت کے بجائے گمراہی کو اپنے لیے پسند کرتا ہے، خود صداقت کا روشن چہرہ نہیں دیکھنا چاہتا، جب انہوں نے نور حق سے منہ پھیر کر ظلمت باطل ہی میں بھٹکنا چاہا تو اللہ نے انہیں اسی کی توفیق عطا فرما دی (تفہیم القرآن جلد اول)

صُمٌّ، بہرے، قوت سماعت سے محروم اَصَمٌّ کی جمع ہے، بُکْمٌ گونگے ہیں قوت گویائی سے محروم اَبْکَمُ کی جمع ہے، عُمْیٌ اندھے ہیں قوت بصارت سے محروم اَعْمٰی کی جمع ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کان ہیں مگر حق بات کو نہیں سنتے ہیں زبانیں ہیں مگر کلمہ حق ادا کرنے سے گنگ ہیں اور ظاہری بصارت ہے مگر بصیرت حق سے محروم ہیں فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ رَجَعَ یَرْجِعُ لوٹنا سو وہ ایمان کی طرف لوٹنے والے نہیں ہیں۔ کیونکہ انہوں نے دعوت حق کو دل سے یکسر مسترد کر دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) حق بات کی روشنی انہیں ملتی ہے جو عقل وشعور سے کام لیتے ہیں، بصارت رکھتے ہوئے نور بصیرت کو بھی استعمال میں لاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہنے والوں میں ابوبکر صدیق ﷛، علی مرتضیٰ ﷛، بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا اور زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو یہ روشنی فوری مل گئی اور پھر رفتہ رفتہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے اس صداقت کا اثر قبول کیا اور ایمان سے بہرہ ور ہوئے مگر آپ ﷺ کے قریب اور حقیقی چچا ابولہب اور ابوجہل اس روشنی سے محروم رہے ان کے بارے میں قرآن اعلان کرتا ہے کہ یہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں یا اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَا يَفْقَهُوْنَ بِهَا، وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا، اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ، بَلْ هُمْ اَضَلُّ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (الاعراف:۱۷۹) ''ان کے دل تو ہیں مگر (ان سے حق بات) کو سمجھتے نہیں ہیں اور بصیرت ہے مگر بصیرت سے محروم ہیں اور کان ہیں مگر وہ (حق بات) کو جگہ نہیں دیتے ہیں، ایسے لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں اور یہی لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

۲) قرآن حکیم نے حقیقی اندھاپن، دل کے اندھاپن کو قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (الحج:۴۶) ''آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، (حقیقت میں) اندھے تو وہ دل ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں (جو سوجھ بوجھ سے کام نہیں لیتے ہیں)

۳) اسلام یا نور، صراط مستقیم ہے اور خط مستقیم اسے کہتے ہیں دو نقاط کو آپس میں ملا دے اور وہ ایک ہی ہوتا ہے جبکہ اس کے علاوہ خطوط منحنی کہلاتے ہیں، قرآن حکیم میں نور کا لفظ مفرد استعمال ہوا ہے یعنی صراط مستقیم ایک ہی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام ہے جبکہ ظلمات (اندھیرے) جمع بھی استعمال ہوا یعنی کفر کے راستے بہت سے ہیں۔

۴) اللہ کا قانون ہرگز یہ نہیں ہے کہ کسی کو زبردستی ہدایت دے بلکہ اس کا قانون یہ ہے کہ جدھر کوئی چلتا ہے اللہ تعالیٰ ادھر ہی اسے چلنے میں مدد کیا کرتا ہے، کفار اور منافقین نے راہ حق کو اپنے اوپر بند کر لیا اور کسی طرح اس روشنی میں آنے کیلئے تیار نہ ہوئے تو ان کے کانوں اور دلوں پر مہر لگا دی گئی اور ان کی آنکھیں پردے میں گم ہو گئیں کہ حق بات کو دیکھ نہیں پاتے۔

....

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اَوۡ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيۡهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعۡدٌ وَّ بَرۡقٌ ۚ يَجۡعَلُوۡنَ اَصَابِعَهُمۡ فِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الۡمَوۡتِ ؕ وَاللّٰهُ مُحِيۡطٌ ۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ (۱۹)

''(یا پھران منافقوں کی مثال ایسی ہے) جیسے آسمان سے موسلا دھار بارش نازل ہو جس میں اندھیرے، بادلوں کی گھن گرج اور بجلی کی کوند ہے جو (آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی ہے) یہ موت کے اندیشہ سے کڑک کے سبب اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دیئے لیتے ہیں (کہ شدت آواز سے دم نہ نکل جائے) اور اللہ کفار کو گھیرے ہوئے ہے (وہ اس کی پکڑ سے بچ نہیں سکتے)

اَوۡ۔حرف عطف میں سے ہے اس کا معنی ''یا'' (or) كَصَيِّبٍ (كَ۔صَيِّبٍ) كَ، مانند، مثل (As, Like) جیسا کہ اَلۡمُؤۡمِنُ فِي الۡمَسۡجِدِ كَالسَّمَكِ فِي الۡمَآءِ ''مومن مسجد میں ایسا ہے جیسا کہ مچھلی پانی میں''۔ کَ زبر والا اپنے بعد والے اسم کو زیر دیتا ہے۔

صَيِّبٍ موسلا دھار بارش (Rain Storm) صَابَ يَصُوۡبُ ، صَوۡبًا وَ مَصَابًا بارش ہونا۔ اَلصَّيِّبُ۔ اَلۡمَطَرُ يَصُوۡبُ وَ يَنۡزِلُ (المراغی) ''بارش نازل ہوتی ہے''۔

اَلسَّمَآءُ ، (آسمان) سماء کا لفظ عام طور تو اس سقف نیلگوں کے لئے بولا جاتا ہے جس کو ہم آسمان کہتے ہیں، اس کے علاوہ یہ ابر (بادل) کے معنی میں بھی آیا ہے اور اس فضائے بسیط وعریض کے لئے بھی جو ہمارے سروں پر ہے۔ بارش اگرچہ آسمان ہی سے ہوتی ہے، اس وجہ سے اس کے ساتھ لفظ سماء کا اضافہ بظاہر کچھ غیر ضروری سا معلوم ہوتا ہے لیکن! اس اضافے سے ایک تو بارش کی تصویر نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے اور اس تصویر کی کسی تمثیل میں بڑی اہمیت ہوا کرتی ہے، دوسرے اس سے قرآن مجید کے آسمانی ہونے کی طرف ایک لطیف اشارہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ مراد اس بارش سے قرآن ہی ہے (تدبر قرآن۔ امین احسن اصلاحی)

فِيۡهِ (فِيۡ۔ہِ) میں، اس، ضمیر کا مرجع صیب اور سماء دونوں ہو سکتے ہیں۔

ظُلُمٰتٌ، مفرد ظُلۡمَةٌ، تاریکی، اندھیرا اَلرَّعۡدُ، هُوَ الصَّوۡتُ الَّذِيۡ يُسۡمَعُ فِي السَّحَابِ اَحۡيَانًا عِنۡدَ تَجَمُّعِهٖ (المراغی) وہ آواز جو کبھی کبھار بادلوں کے ٹکرانے سے سنی جاتی ہے۔

اَلۡبَرۡقُ ، هُوَ الضَّوۡءُ الَّذِيۡ يَلۡمَعُ فِي السَّحَابِ (المراغی) وہ روشنی جو بادلوں میں سے پیدا ہوتی ہے۔

يَجۡعَلُوۡنَ (ج ع ل) جَعَلَ يَجۡعَلُ جَعۡلًا بنانا، ڈالنا فعل مضارع جمع مذکر غائب، ڈالتے ہیں۔ اَصَابِعَ (انگلیاں) اس کا مفرد اِصۡبَعٌ ہے، آذَانٌ (کان) اس کا مفرد اُذُنٌ ہے۔ صَوَاعِقٌ صَاعِقَةٌ کی جمع ہے اس سے مراد وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہولناک آواز ہے جو گھن گرج سے پیدا ہوتی ہے، اس بجلی کیلئے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے جو کڑک کے ساتھ گرتی ہے۔

حذر ۔ خطرہ، اندیشہ حذر الموت، موت کا اندیشہ مُحِيطٌ (ح و ط) اَحَاطَ، يُحِيطُ ، إِحَاطَةٌ گھیرنا، احاطہ کرنا، مُحِيطٌ ، اسم فاعل، گھیرنے والا، احاطہ کرنے والا۔

بِالْكٰفِرِينَ (بِ ۔ الْكٰفِرِين) کو۔ کافروں، اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے (کافر اس کی گرفت اور پکڑ سے بچ کر کہاں جاسکتے ہیں؟)

دین اسلام اور قرآن حکیم کو بارش سے تشبیہ دی گئی ہے جس طرح باران رحمت سے کھیت سرسبز و شاداب اور ہرے بھرے ہو جاتے ہیں اسی طرح اسلام اور قرآن سے روحوں کو تازگی اور شادابی حاصل ہوتی ہے، بلکہ رب کریم کی طرف سے نعمت اسلام کو تکمیل انعام سے یاد کیا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:۳) ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے بحیثیت دین اسلام کو پسند کیا ہے''۔

قرآن حکیم دنیا کے تمام مال ومتاع سے کہیں قیمتی خزانہ ہے، فرمایا: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (یونس:۵۸) ''فرمادیجئے (یہ) اللہ کے فضل اور اس کی مہربانی سے (نازل کردہ ہے) لہٰذا انہیں اس پر خوش ہونا چاہئے (کہ قرآن سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے) یہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ (دولت دنیا) جمع کر رہے ہیں''۔

آج کے درس میں بجلی، کڑک وغیرہ نفس کی ناگوار قربانیاں ہیں جنہیں سچے اور کھرے مومن تو کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے قبول کر لیتے ہیں جیسا کہ قبول اسلام کے بعد انہیں ہر طرح سے ستایا گیا مگر رضائے الٰہی کی خاطر انہوں نے سب کچھ خوشی خوشی برداشت کیا، ہجرت و جہاد میں حصہ لیا یہاں تک کہ میدان جہاد میں جان تک کا نذرانہ پیش کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے یہاں سرخرو ہو گئے مگر منکرین اور منافقین کو جان و مال اتنا پیارا ہے اور دنیا کی محبت ایسے غالب آ گئی ہے کہ وہ ان مشکلات و مصائب کی تاب نہیں لا سکتے ہیں، وہ بچ کر کہاں جاسکتے ہیں؟ بالآخر انہیں موت کے پنجے میں گرفتار ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونا ہے۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) مولانا عبدالرحمٰن کیلانی لکھتے ہیں: ''اس آیہ مبارکہ میں ایک دوسرے قسم کے منافقوں کی مثال بیان کی گئی ہے، پہلی قسم کے منافق تو وہ تھے جن کے دل میں کفر ہی کفر تھا مگر مفاد پرستی کی خاطر مسلمانوں کے سامنے اسلام کا دعویٰ کرتے تھے اور یہ دوسری قسم ان منافقوں کی ہے جو شک اور تذبذب کا شکار ہیں اس مثال میں زوردار مینہ سے مراد اسلامی احکامات کا نزول ہے جو پے در پے ہو رہے تھے اور جو جملہ انسانیت کے لئے رحمت ہی رحمت تھے اور اس میں تاریکیوں اور کڑک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مراد وہ مصائب و مشکلات ہیں جو مسلمانوں کو اقامت دین کے سلسلے میں پیش آ رہی تھیں اور چمک سے مراد وہ کامیابیاں اور کامرانیاں ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہو رہی تھیں۔ اب جب کوئی کڑک کی آواز یا مصیبت مسلمانوں کو درپیش ہوئی تو یہ منافق اپنی جان بچانے کی خاطر مسلمانوں سے الگ ہو کر حفاظتی اقدامات کرنا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس صورت میں بھی ان کو ہلاک کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے اور مسلمانوں کی کامیابی اور ان کی مسلمانوں سے علیحدگی ہی ان کی موت کا باعث بن سکتی تھی، پھر جب معاملہ ذرا سہل ہو جاتا ہے اور مصائب چھٹ جاتے ہیں تو یہ لوگ اسلام کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں اور جب کوئی سخت احکام نازل ہوتے ہیں تو وہیں ٹھٹک کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو پہلی قسم کے منافقوں کی طرح ان کی بصارت اور سماعت کو بھی سلب کر سکتا تھا مگر اللہ کا قانون ہی یہ ہے کہ جو شخص جس حد تک دیکھنا اور سننا چاہتا ہے، اسے اس حد تک سننے اور دیکھنے دیا جائے، اگرچہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

(تیسیر القرآن، ج: اول)

....

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ، كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيْهِ، وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا، وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (۲۰)

(منافقین اس کیفیت میں ہیں) کہ عنقریب بجلی ان کی بصارت اچک لے جب ان کے لئے روشنی ہوتی ہے تو دو چار قدم چل لیتے ہیں اور جب اندھیرا چھا جاتا ہے تو (ٹھٹک کر) رک جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور بصارت کو سلب کر لیتا، اللہ تعالیٰ یقیناً ہر بات پر قادر ہے

يَكَادُ (ک و د) كَادَ يَكَادُ كَوْدًا ۔قریب ہونا، ممکن ہونا (to be on the point of) افعال مقاربہ میں سے ہے، کسی فعل کے قریب الوقوع ہونے کو بیان کرنے کیلئے آتا ہے۔ كَادَ يَفْعَلُ ، وہ اس کام کو کر گزرتا مگر کیا نہیں (مفردات القرآن)

اَلْبَرْقُ ۔ بادل کی گرج چمک۔ اس سے فعل بَرِقَ وَاَبْرَقَ دونوں آتے ہیں اور بَرَق ہر چمکدار چیز کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم میں ہے: فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ (القیمۃ:۷)"(قیامت کو) جب (خوف سے) آنکھیں چندھیا جائیں گی"۔(مفردات القرآن)

احوال قیامت کا ذکر ہے کہ یہ وہ سماں ہوگا جب انسان پر مکمل تحیر طاری ہوگا اور یہ نہیں جان سکے گا کہ یہ آفتاب و ماہتاب آج کیوں اپنی روشنی کھو بیٹھے ہیں۔اس وقت آنکھیں حیرانی و پریشانی سے چندھیا جائیں گی۔

یَخْطَفُ (خ ط ف) خَطِفَ یَخْطَفُ، خَطْفاً اَلْخَطْفُ. اَلْاَخْذُ بِسُرْعَۃٍ۔اچک لینا(تفسیر المنار)اَبْصَارَھُمْ (اَبْصَارَ۔ھُمْ) بَصَرٌ۔آنکھ اور اس کی جمع اَبْصَار۔آنکھیں ھُمْ۔ان کی۔

اس میں بیان ہو رہا ہے آثار غلبہ اسلام کی قوت وشدت کا، کہ یہ منافقین کی آنکھوں کو خیرہ کر دینے کے لیے اور انہیں مرعوب کرنے کے لیے کافی ہے (تفسیر ماجدی)۔وَھٰذَا تَمْثِیْلٌ لِشِدَّۃِ الْاَمْرِ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ (کشاف)۔یہ منافقین پر (شوکت اسلام) کے بھاری ہونے کی مثال ہے، وہ حیران و پریشان کھڑے ہیں۔

کُلَّمَا، (کُلُّ مَا) کُلٌّ۔سب، تمام کے تمام، مَا، جو، جب کُلَّمَا۔جب کبھی (Whenever)۔کلمہ شرط ہے۔

اَضَاءَ بمعنی اَضَآءَ تْ، روشنی ہونا۔روشن کرنا مَشَوْا (م ش ی) مَشٰی یَمْشِیْ، مَشْیًا فعل ماضی جمع مذکر غائب۔ چلنا۔فِیْهِ. (فِیْ. ہٖ) میں۔اس۔یعنی اس روشنی میں کُلَّمَا اَصَابَ الْمُنَافِقِیْنَ مِنْ عِزِّ الْاِسْلَامِ اِطْمَانُّوْا اِلَیْهِ (تفسیر ابن کثیر)

یعنی جب ان منافقین کے لیے اسلام کی کامیابی اور کامرانی ظاہر ہوتی تو اس کی طرف راغب ہونے لگتے ہیں (کہ مال غنیمت اور مسلمانوں سے دوسرے فوائد حاصل کریں) وَاِذَآ. وَ۔اور۔ اِذَا کلمہ شرط (جب)(When) اَظْلَمَ (ظ ل م) اَظْلَمَ یُظْلِمُ، اِظْلَامًا. باب افعال تاریک ہونا، اندھیرا چھا جانا، قَامُوْا (ق و م) قَامَ یَقُوْمُ قِیَامًا۔ قَامُوْا فعل ماضی جمع مذکر غائب: وہ سب رک جاتے ہیں۔ٹھہر جاتے ہیں۔

وَاِذَا اَصَابَ الْاِسْلَامَ نَکْبَۃٌ قَامُوْا لِیَرْجِعُوْا (ابن کثیر)"جب ان منافقین کو اسلام (یعنی مسلمانوں سے متعلق کسی تکلیف اور پریشانی کا علم ہوتا ہے (جہاد وغیرہ میں) تو پھر اس کی طرف بڑھنے سے رک جاتے ہیں"۔وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ. لَوْ کلمہ شرط، شَاءَ یَشَاءُ مَشِیْئَۃً فعل ماضی واحد مذکر غائب (چاہنا، ارادہ کرنا) لَذَھَبَ بِسَمْعِھِمْ وَاَبْصَارِھِمْ. لَ زبر کے ساتھ آئے تو تاکیدی معنی پیدا ہوتے ہیں۔ذَھَبَ. جانا اور اس کے بعد بِ آجائے تو لے جانا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کی سماعت و بصارت کو لے جاتا (سلب کر لیتا) اس لیے کہ صرف اور صرف وہی ہر بات کی قدرت رکھتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اسم قدیر کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی اور کے لیے قطعی جائز نہیں ہے، سید مودودی لکھتے ہیں "پہلی مثال (آیت نمبر ۸) میں ان منافقین کی تھی جو دل میں قطعی منکر تھے اور کسی غرض و مصلحت سے مسلمان بن گئے تھے، اور یہ دوسری مثال ان کی ہے جو شک اور تذبذب اور ضعف ایمان میں مبتلا تھے، کچھ حق کے قائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی تھے، مگر ایسی حق پرستی کے قائل نہ تھے کہ اس کی خاطر تکلیفوں اور مصیبتوں کو بھی برداشت کر جائیں اس مثال میں بارش سے مراد اسلام ہے جو انسانیت کے لیے رحمت بن کر آیا۔ اندھیری گھٹا اور کڑک اور چمک سے مراد مشکلات ومصائب کا وہ ہجوم اور وہ سخت مجاہدہ ہے جو تحریک اسلامی کے مقابلہ میں اہل جاہلیت کی شدید مزاحمت کے سبب سے پیش آرہا تھا۔ مثال کے آخری حصہ میں ان منافقین کی اس کیفیت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ جب معاملہ ذرا سہل ہوتا ہے تو چل پڑتے ہیں (یعنی جہاد کا موقع نہیں ہوتا) اور جب مشکلات کے بادل چھانے لگتے ہیں یا ایسے احکام دیئے جاتے ہیں جن سے ان کی خواہشات نفس اوران کے تعصّبات جاہلیت پر ضرب پڑتی ہے تو ٹھٹک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

١) منافقین ہمیشہ موقعہ پرست ہوتے ہیں جب اسلام لانے میں کچھ مطلب براری ہوتی ہے۔ مثلاً مال غنیمت اور مسلمانوں سے مراعات کا حصول وغیرہ تو پھر انہیں بھی اپنے اسلام کا اعلان کرنے میں دریغ نہیں ہوتا اور جب آزمائش و ابتلا کا وقت ہوتو صاف انکار کر دیتے ہیں، انہیں تنبیہ کی جارہی ہے کہ ایسا نہ کرو، ورنہ اللہ کا عذاب آجائے گا اور پھر تم میں یہ استعداد بھی باقی نہ رہے گی۔

٢) نفاق کی یہ شکل آج بعض مسلمان حکمرانوں میں نظر آتی ہے، قوم سے مفاد حاصل کرنے کیلئے انہیں ہر خدمت اور رعائت کا یقین دلاتے ہیں اور جب وہ برسر اقتدار آجاتے ہیں تو ان کی وفاداریاں یہود و ہنود کے ساتھ ہوتی ہیں، انہیں جاننا چاہیے کہ یہ نفاق بالآخر ان کی تباہی و بربادی کا باعث ہوگا۔

....

يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (٢١)

لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان سب کو بھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں (اس عبادت گزاری سے تم صراط مستقیم پالوگے) اور عجب نہیں کہ متقی بن جاؤ (اور اس طرح عذاب سے بچ جاؤ)

یَآ۔ حرف ندا، کسی کو بلانے اور پکارنے کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اے زید! (یا زید) (O,Zeid!) اور جس کو پکارا جائے اسے مُنادٰی کہتے ہیں مذکورہ جملے میں زید مُنادٰی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَیُّھَا۔ندا میں مزید زور(Stress) اور تنبیہ(Warning) پیدا کرنے کیلئے لاتے ہیں۔اَلنَّاسُ ۔لوگ (People) انسان کی جمع ہے۔یٰاَیُّھَا النَّاسُ (لوگو! توجہ اورغور سے سنو) اس میں یٰاَیُّھَا۔حرف ندا ہے اور اَلنَّاسُ منادیٰ ہے، اُعْبُدُوْا (عَبَدَ۔ یَعْبُدُ۔ عِبَادَۃٌ) اور اس سے فعل امر اُعْبُدْ اور جمع کا صیغہ اُعْبُدُوْا، تم سب عبادت کرو عجز و انکساری کا اظہار کرو،العبادۃ کا لفظ انتہائی درجہ کی ذلت اور انکساری ظاہر کرنے پر بولا جاتا ہے اور یہ ذلت و انکساری صرف رب کائنات کیلئے ہوسکتی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا: اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ ''کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو'' عبادت اور اطاعت میں فرق ہے، اطاعت دوسروں کی بھی ہوسکتی ہے مگر عبادت اللہ کے سوا کسی کی جائز نہیں ہے۔

رَبَّکُمْ (رَبَّ۔ کُمْ) رب، پالنہار، پروردگار، تمام کائنات اور اس کی ہر چیز پیدا کرنے اور بنانے والا، اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔الرب۔کے اصل معنی تربیت کرنا یعنی کسی چیز کو تدریجاً نشوونما دے کر حد کمال تک پہنچانے کے ہیں۔

اَلرَّبُّ فِیْ الْاَصْلِ التَّرْبِیَۃُ وَھُوَ اِنْشَآءُ الشَّیْءِ حَالًا فَحَالًا اِلٰی حَدِّ التَّمَامِ ''الرب وہ ذات جو ہر چیز کو پیدا کرنے کے بعد اس کی مکمل رہبری اور رہنمائی فرمائے؟'' (مفردات القران۔راغب اصفہانی)

رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی (طٰہٰ:۵۰) ''ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر (زندگی گزارنے) کے لئے اس کی رہبری اور رہنمائی بھی فرمائی (مچھلی کو تیرنا سکھلایا تو بچے کو دودھ پینا بتلا دیا وغیرہ)''

الرب وہ ہے جس نے تمام جہانوں کو بنایا اور سجایا ہے (انسانوں کا جہان ہے تو مچھلیاں بھی اپنا جہان رکھتی ہیں، غرضیکہ ہر چیز اپنا جہان آباد کئے ہوئے ہے) اس لئے حمد و ستائش کے لائق بھی صرف وہی ذات ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الفاتحہ:۲) ''ہر حمد و ثنا اللہ ہی کیلئے ہے جو سب جہانوں کا رب ہے''۔

الرب وہ ہے جس سے زمین و آسمان کی کوئی ذرہ برابر چیز بھی چھپی ہوئی نہیں ہے۔ وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّکَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ (یونس:۶۱) ''زمین و آسمان میں کوئی ذرہ برابر چیز بھی ایسی نہیں ہے جو آپ کے رب سے چھپی ہو''۔

الرب وہ ہے جو زمین و آسمان، اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کا مالک ہے۔قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا، اِنْ کُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ (الشعراء:۲۴) ''موسیٰ نے کہا'' رب تو وہ ہے جو آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان سب کا مالک ہے اگر تمہیں کچھ یقین آجائے''۔

غرضیکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ربوبیت کی کرشمہ سازیاں ہر طرف بکھری ہوئی ہیں۔ یہ نیلگوں آسمان جو بغیر ستونوں کے ہمارے سروں پر کھڑا ہے اور اس پر جگمگاتے ہوئے ستارے، یہ سر بفلک پہاڑ اور ان کی سرسبز چوٹیاں، یہ بہتے ہوئے دریا اور ندی نالے، یہ آفتاب و ماہتاب کا طلوع وغروب، یہ انسان اور ان کی مختلف شکلیں اور آوازیں پھر جسم کے ہر عضو کی قدر و قیمت یہاں تک کہ خوراک جسے وہ صبح و شام کھاتا ہے اس خالق و مالک کی ربوبیت کے نشان ہیں، مولانا ابوالکلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آزاد لکھتے ہیں:

انسان کتنا ہی غافل ہو جائے اور کتنا ہی اعتراض کرے لیکن دلائل حقیقت کی وسعت اور ہمہ گیری کا یہ حال ہے کہ کسی حال میں بھی اس سے اوجھل نہیں ہو سکتیں، ایک انسان تمام دنیا کی طرف سے آنکھیں بند کر لے، لیکن بہر حال اپنی شب و روز کی غذا کی طرف سے تو آنکھیں بند نہیں کر سکتا! جو غذا اس کے سامنے دھری ہے، اسی پر نظر ڈالے، یہ کیا ہے؟ گیہوں کا دانہ ہے، اچھا! گیہوں کا دانہ اپنی ہتھیلی پر رکھ لو اور اس کی پیدائش سے لیکر اس کی پختگی و تکمیل تک کے تمام احوال و ظروف پر غور کرو، کیا یہ حقیر سا ایک دانہ بھی وجود میں آ سکتا تھا۔ اگر تمام کارخانہ ہستی ایک خاص نظم و ترتیب کے ساتھ اس کی بناوٹ میں سرگرم نہ رہتا؟ اور اگر دنیا میں ایک ایسا نظام ربوبیت موجود ہے، تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ربوبیت رکھنے والی ہستی موجود نہ ہو؟ (ترجمان القرآن جلد اول)

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب
کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ سازگار
خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا یہ نورِ آفتاب
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب
موسموں کو کس نے سکھلائی خوئے انقلاب

(بالِ جبریل)

رَبَّکُمْ (تمہارا رب) لفظ رب مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب (زبر) میں ہے۔ خَلَقَکُمْ (خَلَقَ یَخْلُقُ، خَلْقًا) کسی سابقہ مثال کے بغیر ایجاد و اختراع کو خلق کہتے ہیں۔

اِخْتِرَاعُ الشَّیْءِ عَلٰی غَیْرِ مِثَالٍ سَبَقَ (تفسیر معالم) ''رب کائنات جس کسی امر کا حکم کرتا ہے تو وہ فوراً ہو جاتی ہے''۔

اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ (یٰس:۸۲) ''جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فرماتا ہے کہ 'ہو جا' تو ہو جاتی ہے۔

وَالَّذِیْنَ (اور جو لوگ) مِنْ ــــ سے قَبْلِكُمْ (قَبْلِ-كُمْ) پہلے تم لَعَلَّكُمْ (لَعَلَّ-كُمْ) تا کہ تم سب، لَعَلَّ اظہار شک نیز آرزو کیلئے آتا ہے لیکن یہ لفظ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ادا ہو تو شک کی بجائے یقین کے معنی میں آتا ہے، امام راغب کہتے ہیں کہ لَعَلَّ کئی جگہ کَیْ (تا کہ) کے معنی دیتا ہے تَتَّقُوْنَ (اِتَّقٰی یَتَّقِی، اِتِّقَاءً باب افتعال ہے۔ ہر وقت اور ہر جگہ، ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی اطاعت پر عمل پیرا ہونے کو تقویٰ کہتے ہیں اور تقویٰ ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادت کی روح ہے اور اس کے ثمرات ابدی کامیابی ہے۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) عبادت، اللہ تعالیٰ کے حضور عجز اور درماندگی کا نام ہے اور اس میں زندگی کا ہر ہر لمحہ شامل ہے، وہ انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی، وہ معاشی میدان ہو یا سیاسی، گویا کہ اللہ تعالیٰ کی کامل بندگی اور پوری طرح غلامی کا نام عبادت ہے۔

۲) عبادت اور اطاعت میں یہ فرق ہے کہ اطاعت دوسروں کی بھی ہوسکتی ہے مگر عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی اور جہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو رہی ہو تو وہاں کسی کی اطاعت بھی نہ ہوگی۔

۳) اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام میں ''الرب'' بھی ہے، وہ ذات جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اس کی پرورش کا سروسامان کیا اور ہمہ وقت اس کی نگرانی فرماتا اور ضروریات پوری کرتا ہے۔

۴) عبادت کا ثمرہ یہ ملتا ہے کہ انسان دنیا میں غلط بینی اور غلط کاری سے بچ جاتا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کی توقع ہوتی ہے۔

....

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ، فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۲۲)

(اللہ) جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنادیا اور آسمان سے پانی برسایا، جس سے تمہارے کھانے پینے کو (انواع واقسام) کے پھل پیدا کئے، لہٰذا کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اور (اتنی موٹی بات کو) تم بھی جانتے اور سمجھتے ہو

اَلَّذِیْ جو، جس نے (Relative Pronoun) جَعَلَ (بنایا) فعل ماضی جَعَلَ یَجْعَلُ لَکُمْ (لَ-کُمْ) لئے تمہارے، اَلْاَرْضَ (The Earth) زمین، فِرَاشًا، فرش، بچھونا (a bed, resting place)

اَلْاَرْضُ - یُعَبَّرُ بِهَا عَنْ اَسْفَلِ الشَّیْءِ کَمَا یُعَبَّرُ بِالسَّمَاءِ عَنْ اَعْلَاهُ (راغب اصفهانی)

کسی چیز کے اسفل کو ارض اور اعلیٰ کو سماء کہتے ہیں۔ فِرَاشًا بمعنی مفروش، فرش کے معنی بسط اور پھیلانے کے ہیں یعنی ایسی چیز جس پر انسان قرار پکڑ سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالسَّمَاءَ اورآسمان (کو) بِنَآءً چھت (as a canopy) بِنَاءً بمعنی بنائی ہوئی چیز عمارت کو بھی کہتے ہیں۔
مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں: آیت کے اس ٹکڑے کی جان یا اصل روح ''جَعَلَ لَكُمُ'' (تمہارے لئے) ہے، مقصود زمین یا آسمان کی ہیئت (شکل وصورت) بیان کرنا، یا ان کی ارضیاتی یا فلکیاتی ماہیت بیان کرنا کسی درجے میں بھی نہیں، بیان صرف یہ کرنا ہے کہ زمین ہو یا آسمان کوئی بھی از خود نہیں بن گئے ہیں بلکہ جو کچھ اور جیسے بھی کچھ ہیں اللہ کے بنائے ہوئے ،اور اسی قادر مطلق کے زیر فرمان ہیں...... دوسری تعلیم ساتھ ہی ساتھ یہ ملی کہ زمین وآسمان انسان کیلئے خلق ہوئے ہیں، انسان زمین وآسمان کیلئے خلق نہیں ہوا ہے، مقصود ومطلوب انسان ہے، زمین وآسمان دونوں باذن الٰہی اسی خلیفۃ اللہ کے خادم ہیں، پھر یہ کیسی شدید حماقت ہے کہ انسان اپنے ان خدائی خادموں کے آگے جھکنے لگے اور الٹا انہیں کو معبود قرار دے کر ان کی پرستش کرنے لگے۔ (تفسیر ماجدی جلد اول)
اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا ، پر سید قطب شہید لکھتے ہیں: اس طرز ادا سے اس بات کی نشان دہی ہوتی ہے کہ اس زمین پر انسانی زندگی کو آسان بنا دیا گیا ہے اور اسے اس طرح تیار کیا گیا ہے کہ وہ انسانوں کیلئے راحت بخش، ان کی جائے پناہ اور بچھونے کی طرح ان کا تحفظ کرنے والا مسکن بن سکے! لوگ اس بچھونے کو، جو اللہ نے گہوارے کے طور پر ان کے لئے تیار کیا ہے، اس لئے بھول جاتے ہیں کیونکہ وہ عرصہ دراز سے اس کے عادی ہیں! وہ مختلف عناصر کے درمیان اس ہم آہنگی کو فراموش کر دیتے ہیں جسے اللہ نے روئے زمین میں رکھ دیا ہے تاکہ انسانوں کے لئے وسائل حیات فراہم ہوں! وہ اس راحت وآرام اور سامان زندگی کو بھی بھول جاتے ہیں جو اللہ نے زمین میں انہیں عطا فرمایا ہے! حقیقت یہ ہے کہ مختلف عناصر کے درمیان اگر ہم آہنگی نہ ہوتی تو اس سیارہ پر انسانی زندگی اس آسانی اور اس طمانیت کے ساتھ نہ گزرتی! اگر زندگی کے عناصر میں سے کوئی ایک عنصر بھی مفقود ہو جاتا تو انسان کو وہ ماحول میسر نہ آتا جو اس کی زندگی کا ضامن ہے! اگر ہوا کے عناصر میں سے کوئی ایک عنصر بھی اپنی مقررہ مقدار سے کم ہو جاتا تو لوگوں کے لئے سانس لینا اور جینا دوبھر ہو جاتا!
وَالسَّمَاءَ بِنَآءً ''اور آسمان کو چھت بنایا'' اس پر سید قطب لکھتے ہیں: اس طرز ادا میں تعمیر کی پختگی اور اس کے نظم وہم آہنگی کی طرف اشارہ ہے!...... زمین پر انسان کی زندگی اور انسانی زندگی کی سہولتوں سے آسمان کا گہرا اور مضبوط تعلق ہے! آسمان اپنی گرمی، اپنی روشنی اپنے اجرام کی کشش ونظم اور زمین سے اپنی تمام نسبتوں اور روابط کے باعث زمین کو زندگی کے قیام وبقا کے لئے سازگار بناتا اور اس عمل میں اس کی مدد کرتا ہے، اس لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ خالق کی قدرت رازق کے فضل وکرم اور معبود برحق کی کرشمہ سازیوں کا تذکرہ اس لئے ہوا کہ بندے بھی اسی منعم حقیقی کا حق بندگی ادا کریں۔ (فی ظلال القرآن جلد اول)
وَاَنْزَلَ (ن ز ل) اَنْزَلَ يُنْزِلُ اِنْزَالًا (باب افعال) پانی کا برسانا۔ مِنْ (حروف جارہ میں سے ہے) سے، بعد والے اسم کو عام طور پر زیر دیتا ہے، اَلسَّمَاءِ- بِنَاءٌ وَهِيَ مُسَقَّفٌ وَالْمُرَادُ هُنَا بِهِ السَّحَابُ (ابن کثیر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''السماء سے مراد عمارت (چھت) اور یہاں پر مراد بادل ہیں'' رب کریم کی رحمت سے بادلوں سے پانی برستا ہے تو ہر چیز کو زندگانی نصیب ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (انبیا:۳۰) ''اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے زندگانی بخشی''۔

یہی پانی چشموں، نہروں، دریاؤں اور سمندروں میں رواں دواں ہو جاتا ہے اور انسان اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ کسی بھی سمجھدار انسان کو اس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے، گرمی کی شدت میں اس کا ایک ایک قطرہ زندگی عطا کرتا ہے اور بے اختیار خالق حقیقی کی حمد وثنا زبان پر جاری ہو جاتی ہے۔

فَأَخْرَجَ (خ ر ج) ف۔ پس اَخْرَجَ يُخْرِجُ اِخْرَاجاً (باب افعال) بِهٖ، ساتھ اس کے۔ بِهٖ میں ضمیر کا مرجع مـاء (پانی ہے) ثَمَرَاتُ، ثَمَرَةٌ کی جمع ہے، نباتات سے ہر قسم کی پیداوار کو ثمرہ کہتے ہیں۔ رِزْقًا، رزق، غذا، خوراک (food grain)، پانی سب کو یکساں ملتا ہے مگر ہر قسم کے پھل اور اجناس کا مزہ اور فائدہ مختلف ہوتا ہے، یہ بھی اس کی قدرت اور کاریگری کے نشان ہیں۔

فَلَا تَجْعَلُوْا (جَعَلَ يَجْعَلُ) بنانا۔ ٹھہرانا۔ پس نہ ٹھہراؤ۔ لِلّٰهِ (لِ. اللّٰهِ) لئے، اللہ، پس اللہ کے لئے نہ ٹھہراؤ، اَنْدَادًا نِدٌّ کی جمع ہے شریک اور ہمسر، وَ، اور- حالانکہ، اَنْتُمْ تم سب تَعْلَمُوْنَ صیغہ جمع مخاطب فعل سے فارغ جانتے ہو (کہ اس کا کوئی ہمسر اور شریک نہیں ہے)۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) آنکھ بینا ہو تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشان انسان اپنے اردگرد دیکھ سکتا ہے، اس زمین کو دیکھئے کہ جس پر وہ بود وباش اختیار کرتا ہے، نہ تو یہ پانی کی طرح نرم ہے کہ جس پر چلنا پھرنا مشکل ہو جائے اور نہ ہی پتھر کی مانند سخت ہے کہ جس پر کھیتی باڑی دشوار ہو جائے بلکہ ایسی متوازن ہے کہ انسان اس پر نہریں، باغات، مکانات اور پل وغیرہ تعمیر کر لیتا ہے۔

۲) آسمان کو چھت کی طرح رب کائنات نے ہمارے سروں پر معلق کر دیا ہے اور اسے آفتاب، ماہتاب اور ستاروں سے ایسا سجا دیا ہے کہ ان کی روشنی سے انسان فیض یاب ہوتا ہے اور کسی قسم کا خوف محسوس نہیں کرتا۔

۳) اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا، جس سے ہر شے کو زندگانی ملتی ہے، نہ صرف حیوانات بلکہ نباتات بھی پانی سے ہی پھلتے پھولتے ہیں۔

۴) پانی نہ ہو تو یہ دنیا صحرا بن جائے اور انسانی زندگی کا قیام وبقا نہ ممکن ہو، یہ محض اس پروردگار کا فضل ہے کہ اس نے انسان کو علم وہنر سے نوازا کہ وہ کھیتی باڑی کرتا ہے اور اس میں سے وہ رب کائنات مختلف چیزیں اگاتا ہے جو انسان کھاتا پیتا ہے۔

۵) یہ تمام نعمتیں پانے کے بعد یہ کتنا بڑا ظلم ہوگا کہ یہ غافل انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی چوکھٹوں پر سجدہ کرتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھرے اور غیروں کی بندگی میں مصروف ہو جائے۔

....

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ ، وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ (۲۳)

اور جو کلام ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا ہے اگر تمہیں اس میں کچھ شک ہو، تو تم بھی اس جیسی ایک سورت بنالاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر اپنے سب مددگاروں کو بلالو، اگر تم سچے ہو (تو یہ کام ضرور کر دکھاؤ)

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ جملہ شرط ہے۔ كُنۡتُمۡ (ک و ن) كَانَ يَكُوۡنُ فعل ماضی جمع مذکر حاضر (ہونا) فِىۡ رَيۡبٍ مرکب جاری (شک اور تردد میں ہو) مِمَّا (مِنۡ – مَا) اس میں۔ جو نَزَّلۡنَا (ن ز ل) نَزَّلَ يُنَزِّلُ تَنۡزِيۡلًا باب تفعیل بتدریج نزول، اہتمام سے اتارنا۔ عَلٰى، پر عَبۡدِنَا۔ ہمارا بندہ۔

قرآن حکیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد (بندہ) بتا کر انسانیت کی معراج پر فائز کر دیا ہے، سید قطبؒ شہید لکھتے ہیں ''اللہ کے بندے ہونے کی یہ صفت اس مقام پر کئی اہم حقیقتوں کو واضح کرتی ہے، ان میں ایک طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عز وشرف کا اظہار اور اللہ کی طرف آپ کی عبودیت کی نسبت کر کے خالق و مالک سے آپ کے قرب کو واضح کرنا مقصود ہے!...... یہ اس لئے کہ اللہ کی بندگی وہ بلند ترین مقام ہے جس کی طرف کسی انسان کو دعوت دی جا سکتی ہے اور جس کی طرف نسبت کر کے کسی انسان کا ذکر کیا جا سکتا ہے، دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس موقع پر، جبکہ تمام انسانوں کو دعوت دی جا رہی ہے کہ وہ صرف اپنے رب کی بندگی کریں اور تمام انداد اور شرکاء کو، جو انہوں نے بنا رکھے ہیں، ساقط کر دیں (چھوڑ دیں) ٹھیک اسی موقع پر اللہ کی عبودیت کی اہمیت اجاگر کی جا رہی ہے! دیکھو! یہ نبی ہیں! ان پر اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے انتہائی بلند مقام ہے! اس بلند ترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود انہیں اللہ کا بندہ کہا جا رہا ہے اور ان کی بزرگی و شرف کو اللہ کی عبودیت و بندگی کی نسبت سے بیان کیا جا رہا ہے۔

قرآن کا چیلنج سورت کے آغاز ہی سے ہے! سورت کے آغاز سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کتاب انہی حروف سے بنی ہے جو ان کے یہاں مستعمل ہیں، اگر انہیں اس کے مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰہ ہونے میں شک ہے تو بسم اللہ! آگے بڑھیں اور اس جیسی ایک سورت بنا لائیں اور اللہ کے سوا جو لوگ ان کے حق میں گواہی دے سکیں انہیں بھی بلا لیں کیونکہ اللہ نے تو اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندے کے سلسلے میں گواہی دے دی ہے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔

یہ چیلنج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تھا، آپؐ کے بعد بھی! اور آج کے دن بھی ہے، یہ قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی ایک ایسی دلیل ہے جس میں بحث ونزاع کی گنجائش نہیں ہے، قرآن انسانی کلام سے واضح اور قطعی طور پر ممتاز ہے اور وہ ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔ فَاْتُوْا (اَتٰى يَاْتِىْ اِتْيَانٌ) (فی ظلال القرآن جلد اول) پس لے آؤ۔

بِسُوْرَةٍ (بِ-سُوْرَةٍ) مرکب جاری، بِ متعدی بنانے کے لئے ہے، سورۃ کے معنی بلند مقام کے ہیں اور سورۃ شہر کی فصیل کو بھی کہتے ہیں، قرآن حکیم کی سورتوں کو مقام بلند اور مضامین کا احاطہ کرنے کی بنا پر سورت کہا جاتا ہے۔

مِّنْ مِّثْلِهٖ یعنی مِثْلَ هٰذَا الْقُرْاٰنِ حَقًّا وَ صَادِقًا لَا بَاطِلَ فِيْهِ وَلَا كَذِبَ (ابن جریر) ''جو اس قرآن کی طرح حق وصداقت پر مبنی ہو اور اس میں کسی قسم کے باطل اور کذب کا شائبہ نہ ہو''۔

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ (وَ- اُدْعُوْا) اور، بلاؤ (د ع و) دَعَا يَدْعُوْا دُعَاءً وَ دَعْوَةً، پکارنا۔ دعوت دینا، مدد حاصل کرنا (Call) شُهَدَاء جمع اور مفرد شهيد (گواہ اور معاون) (Witnesses and helpers)

مَعْنَاهُ اَعْوَانَكُمْ وَ نُصَرَاءَكُمْ، اَىْ اُدْعُوْا كُلَّ مَنْ يَعْتَمِدُوْنَ عَلَيْهِ يَشْهَدُلَكُمْ (المنار) اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم اپنے اعوان وانصار کو دعوت دو اور ہر اس کو جس پر تمہیں اعتماد ہو کہ وہ اس امر میں تمہاری مدد کر سکتا ہے (بلالو)

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، مِنْ (سے) حروفِ جارہ میں سے ہے بعد والے حرف کو عام طور پر زیر دیتا ہے، دُوْنَ علاوہ، بغیر (without) مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) اپنے اعوان وانصار کو دعوت دو۔

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اِنْ شرطیہ كُنْتُمْ اگر/تم ہو صَادِقِيْنَ جمع اور مفرد صَادِقٌ سچے (Truthful) قرآن حکیم نے اپنی صداقت پر سورۃ الاسراء میں اس طرح چیلنج کیا۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (الاسراء:۸۸) ''(فرما دیجئے) کہ اگر انسان اور جن سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز بنا لانے کی کوشش کریں تو وہ ایسی کوئی چیز بنا نہیں سکتے خواہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں''۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اللہ تعالیٰ خالق کائنات اور معبود برحق اور انسان عبد ہے اور خاتم النبیین، سالار انبیا، محمد رسول اللہ ﷺ مقام عبدیت کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں اور اسی بندگی میں شرف انسانیت ہے، ہر نبی اور ہر رسول نے اسی بندگی کا دم بھرا، سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا:

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا (النساء:۱۷۲)

''مسیح اس بات میں عار نہیں سمجھتے کہ وہ اللہ کا بندہ ہو کر رہیں اور نہ ہی مقرب فرشتے عار سمجھتے ہیں اور جو شخص اس کی بندگی میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عار سمجھے اور تکبر کرے تو اللہ ان سب کو اپنے ہاں اکٹھا کریگا"۔

بلکہ کائنات کی ہر چیز اس کی غلامی اور بندگی کا اعلان کر رہی ہے: اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا (مریم:۹۳) "ارض وسماوات میں جو کچھ بھی ہے وہ سب رحمٰن کے حضور غلام بن کر آئیں گے"۔

۲) یہ کلام الٰہی اپنے نظم، مضامین اور زبان و بیان میں بے مثل اور بے مثال ہے، اہل عرب کو بتایا جا رہا ہے کہ جنہیں اپنی زبان اور کلام پر بڑا ناز تھا بلکہ یہاں خطاب دنیا کے تمام انسانوں سے ہے کہ اگر تم اس کلام کو اللہ کا کلام نہیں، بلکہ کسی انسان کا کلام سمجھتے ہو تو تم بھی انسان ہو اور تم میں بڑے بڑے فصیح اور قادر الکلام لوگ موجود ہیں، پورا کلام کیا تم سب مل کر اس جیسی ایک آیت ہی بنا لو، قرآن کا یہ چیلنج آج تک قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گا۔ ان شاء اللہ!

....

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ، اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ (۲۴)

پھر اگر ایسا نہ کر سکو (کہ قرآن حکیم ایسی فصیح و بلیغ چھوٹی سے چھوٹی سورت ہی بنا لو) تو ہرگز (ہرگز) نہ کر سکو گے، تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (اور وہ) کافروں (ہی) کے لئے تیار کی گئی ہے

فَاِنْ (فَ–اِنْ) پس۔ اگر لَمْ تفعلوْا، لَمْ (نہیں) مضارع کے شروع میں آتا ہے تو اسے حالت جزم میں کر دیتا ہے، "ن" جمع ہو تو وہ گر جاتا ہے، تَفْعَلُوْنَ تھا، لَمْ کی وجہ سے تَفْعَلُوْا رہ گیا، (اگر تم اس جیسی سورت نہ لا سکو) لَنْ تَفْعَلُوْا، لَنْ (نہیں، ہرگز نہیں) یہ لفظ بھی مضارع کے شروع میں آتا ہے تو اسے حالت نصب (زبر) میں کر دیتا ہے اور اگر 'ن' جمع کا آجائے تو وہ گر جاتا ہے (تو قطعاً ایسا نہ کر سکو گے) یعنی قرآن حکیم اپنی عبارت، مفہوم و مطالب اور فصاحت و بلاغت میں بے مثل اور بے مثال ہے کیونکہ یہ رب العالمین کا کلام ہے اور اسے نازل ہوئے کم و بیش پندرہ صدیاں بیت چکی ہیں مگر اس کی نظیر پیش کرنے سے انسانی عقل عاجز و درماندہ ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا — "فرما دیجئے کہ اگر تم انسان اور جن سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز بنا لو تو نہ لا سکو گے خواہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ سب ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں'' (بنی اسرائیل:۸۸)۔

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں: ''اللہ اکبر! کس زور کی تحدی ہے اور وہ بھی ایک امی کی زبان سے! اپنی عقل وحکمت، اپنے علوم وفنون پر ناز رکھنے والوں کو کیسا کیسا جوش اس وقت بھی آیا ہوگا اور آج بھی آرہا ہے۔ع لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی! کتنے نئے نئے مسلک روز پیدا ہورہے ہیں کیسے کیسے 'Isms' (ازم) ہر روز اٹھ رہے ہیں اور دنیا کو راہ نجات دکھانے میں سب کے سب بیکار ہی ثابت ہورہے ہیں''۔(تفسیر ماجدی جلد اول)

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:-

''یہ چیلنج عجیب ہے! اور جس چیز کے لئے چیلنج کیا گیا ہے اس کے ناممکن ہونے کا جزم ویقین اس سے بھی زیادہ عجیب ہے! اگر قرآن کے اس دعویٰ کو جھٹلانا ان کے بس میں ہوتا تو وہ ایک لمحہ کیلئے اس میں کوتاہی نہ کرتے! اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ ایسا نہ کرسکیں گے! اور قرآن نے جیسا دعویٰ کیا تھا، ویسا ہی متحقق ہوکر رہا! حقیقت یہ ہے کہ قرآن بذات خود معجزہ ہے! اس میں بحث ونزاع کی کوئی گنجائش نہیں! منکرین کے سامنے میدان کھلا پڑا تھا! اگر وہ کوئی ایسا چیز پیش کرسکتے جو قرآن کے اس دعوے کو رد کرنے والی ہوتی تو قرآن کی حجت اور اس کا سارا استدلال باطل ہوجاتا! لیکن ایسا نہ ہوسکا! اور ایسا نہ ہوسکے گا! قرآن کا چیلنج تمام ہی انسانوں سے ہے، خواہ زمین پر کتنی ہی قومیں اور نسلیں گزر جائیں۔ یہ چیلنج قائم رہیگا! یہ قرآن کے کلام الٰہی ہونے کے سلسلے میں تاریخی اور قطعی فیصلہ ہے!(فی ظلال القرآن-جلد اول)

فَاتَّقُوا النَّار، ف نتیجہ کو ظاہر کررہا ہے (پس) اِتَّقُوْا فعل امر جمع مذکر (اِتَّقٰی يَتَّقِیُ، اِتِّقَاءٌ) فَاتَّقُوا النَّار جواب شرط ہے، یعنی تمہارے اس انکار حق کا لازمی نتیجہ جہنم کی آگ ہوگی۔ یہ دنیا کی نہیں دوزخ کی آگ ہوگی، وہ دنیا کی آگ سے کہیں زیادہ تیز اور جلانے والی ہے اور وہ کبھی ٹھنڈی نہ ہوگی۔

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْ نٰهُمْ سَعِيْرًا (بنی اسرائیل:۹۷)(ارشاد ربانی ہے) جب بھی اس (جہنم) کی آگ بجھنے لگے گی ہم ان (منکرین حق) پر اور بھڑکا دیں گے (العیاذ باللہ) الَّتِیْ وَقُوْدُ هَا النَّاسُ والْحِجَارَةُ، الَّتِی اسم موصول Relative وَقُود- مصدر (وَقَدَ یَقِدُ، وَقُوْدًا) ایندھن (Fuel) النَّاسُ (خاص لوگ) جن کا ذکر اوپر ہوا ہے، الحجارۃ (پتھر) پتھر سے مراد وہ بت اور معبود ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بندگی کی جاتی تھی۔

والمرادُ بِهَا حِجَارَةٌ تُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللهِ (ابن کثیر) جہنم کا ایندھن انسان ہی نہیں معدنی پتھر (Coak) وغیرہ بھی ہونگے جو آگ کی شدت کو کئی گناہ تیز کردیتے ہیں (تیسیر القرآن-مولانا عبدالرحمٰن کیلانی)

أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ، أُعِدَّتْ ،ماضی مجہول (Passive Voice) (اَعَدَّ يُعِدُّ، اِعْدَادٌ) تیار کرنا، گویا کہ وہ آگ کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یہاں انسانوں اور پتھروں کو کیوں جمع کیا گیا ہے اور وہ بھی اس خوفناک اور دہشت انگیز صورت میں! یہ وہ آگ ہے جو ان منکرین حق کے لئے تیار کی گئی ہے جن کا حال سورت کے آغاز میں الفاظ میں ہوا ہے۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ --اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑا) ہے

قرآن حکیم ان منکرین کو چیلنج کرتا ہے! وہ چیلنج قبول کرنے سے عاجز رہتے ہیں! مگر شرماتے نہیں! وہ پتھروں میں پتھر ہیں اگرچہ شکل وصورت سے آدمی نظر آتے ہیں! اس لئے پتھروں میں کے پتھر اور انسانوں میں کے پتھروں کو یکجا ہونا ہی تھا! اس بات کی توقع اور اس امر کا انتظار تھا!

پتھروں کے ذکر سے دل اس خوفناک منظر کے ایک اور پہلو کو محسوس کرتا ہے! آگ کا منظر، جو پتھروں کو کھا رہی ہے! اور انسانوں کا منظر جن کے آگے پیچھے پتھر ہی پتھر ہیں اور آگ سب کو کھا رہی ہے (العیاذ باللہ) (فی ظلال القرآن جلد اول)

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) نزول قرآن کو پندرہ صدیاں بیت چکی ہیں مگر اس کی مثال پیش کرنے سے انسانی عقل عاجز و درماندہ ہے۔

۲) دنیا نے حق اور اہل حق کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا، اگر قرآن کے اس دعویٰ کو جھٹلانا اہل باطل کے بس کا روگ ہوتا تو وہ ایک لمحہ بھی اس میں کوتاہی نہ کرتے، سچ تو یہ ہے قرآن خود ایک معجزہ ہے کہ چھ سات برس کا بچہ اسے اپنے سینے میں ضبط کر لیتا ہے اور رمضان المبارک میں کتنے نمازیوں کو سنا ڈالتا ہے یہ وہ حقیقت ہے جو آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن ہے۔

۳) وہ پتھر دل انسان جو دعوت قرآن کو قبول کرنے سے انکاری ہیں ان کا انجام بھی جلتے ہوئے پتھروں میں ہوگا، وہ پتھروں میں پتھر ہیں گو شکل وصورت سے آدمی نظر آرہے ہیں۔

۴) یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی عطا وبخشش ہے، اسے آتش جہنم سے بچانا اور سعادتمندی کی راہ اختیار کرنا ہی دانشمندی ہے۔

....

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْاَنْهٰرُ، كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا، قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ، وَلَهُمْ فِیْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۵)

(اے نبیؐ!) جو لوگ ایمان لائیں اور اچھے کام کریں انہیں خوشخبری دیجئے کہ ان کے لئے (بہشت کے) باغات ہیں جن کے نیچے نہریں (ہمیشہ کیلئے) رواں دواں ہیں، جب بھی انہیں کوئی پھل اس میں سے کھانے کو دیا جائیگا تو کہیں گے (آہا!) یہ تو وہی ہیں جو ہمیں اس سے قبل (دنیا میں) دیے جا چکے ہیں (نہیں نہیں!) اس سے ملتے جلتے اور پھل بھی دیے جائینگے، اور ان کے لئے اس میں پاکیزہ جوڑے ہوں گے اور وہ ان (باغات) میں ہمیشہ رہیں گے

بَشَّرَ یُبَشِّرُ تَبْشِیْرًا (باب تفعیل) سے فعل امر، بَشِّرْ، بشارت دیجئے خوشخبری سنائیے، اَلَّذِیْنَ اسم موصول، اٰمَنُوا (امن یُؤْمِنُ) ماضی جمع مذکر غائب، وہ سب ایمان لائے، ایمان کے معنی یقین کامل کے ہیں، وَعَمِلُوْا (عَمِلَ یَعْمَلُ، عَمَلًا) وعملوا ماضی جمع مذکر غائب عَمَلَ کیے الصّٰلِحٰت صَالِحَۃٌ کی جمع نیک، اچھے وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰت (and have done good deeds) اور نیک اور اچھے اعمال کیے، یعنی وہ اعمال جو قرآن و سنت کے مطابق ہوں، یاد رکھیئے وہی اعمال اللہ تعالیٰ کے یہاں قابل قبول ہیں جن میں اخلاص ہو اور وہ عین شریعت کے مطابق ہوں اور اس میں ذاتی خواہشات کا عمل دخل نہ ہو، پھر غور کیجئے کہ ایمان اور عمل صالح لازم ملزوم ہیں، نیکی ایمان سے الگ نہیں ہے، مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں۔

''ایمان جب تک قلبی ہے، ایمان ہے، اگر قولی اور لسانی ہے تو اسلام ہے اور وہی ایمان جب عمل سے ظاہر ہونے لگتا ہے تو اس کا نام حسن عمل، حسن کردار یا عمل صالح پڑ جاتا ہے اور حسن عمل کے معنی ہی یہی ہیں کہ وہ عمل رضائے الٰہی کے مطابق ہو، کوئی نیکی اگر ایسی پیش کی جاتی ہے جس کی تہہ میں جذبہ ایمان خفیف سا بھی موجود نہیں، تو وہ نیکی نہیں، نیکی کی صرف صورت ہے، نیکی کی صرف نقل ہے اور جس نماز کی نقل محض نماز نہیں، اسی طرح کسی نیکی کی نقل پر اطلاق نیکی کا نہیں ہو سکتا، عمل نیک کی تو تعریف ہی یہ ہے کہ وہ عمل ضابطہ شریعت کے موافق ہو (تفسیر ماجدی جلد اول)

قرآن حکیم نے ایمان کے ساتھ ساتھ عمل صالح کی اہمیت کو کئی مقامات پر واضح کیا ہے گویا کہ ایمان کی تکمیل اعمال صالح سے ہوتی ہے یا پھر یوں سمجھ لیجئے کہ ایمان کا بیج قلب انسانی میں بویا جاتا ہے اور عمل صالح سے وہ کونپل نکالتا ہے اور جوں جوں انسان کی نیکیاں بڑھتی ہیں توں توں اس میں پھول اور پتیاں ظاہر ہونے لگتی ہیں اور پھر ایسا ہوتا ہے کہ وہ مضبوط، تناور، سدابہار اور سایہ دار درخت بن جاتا ہے۔ قرآن حکیم اس ایمانی کیفیت کو اس طرح بیان کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا، وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (ابراھیم: ۲۵)

آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ (توحید) کی کیسی عمدہ مثال بیان کی ہے جیسے وہ ایک پاکیزہ درخت ہو جس کی جڑ (زمین میں خوب) جمی ہوئی اور شاخیں آسمان میں ہوں وہ اپنے رب کے حکم سے ہر آن پھل دے رہا ہے، اللہ لوگوں کے لئے مثالیں ایسی بیان کرتا ہے کہ وہ سبق حاصل کریں۔

پھر غور کیجئے تو اعمال حسنہ سے ایمان، قوی اور مضبوط ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کی اس آیہ مبارکہ کو توجہ سے پڑھیے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ، الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (الانفال: ۲ تا ۴)

مومن تو وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب اللہ کی آیات انہیں سنائی جائیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، جو نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں یہی سچے مومن ہیں (اور ایسے ہی لوگوں کا ایمان مضبوط ہے)

یہ بھی یاد رہے کہ ایمان کی مضبوطی سے ہی دنیا و آخرت کی کامیابیاں ہیں۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران: ۱۳۹) ''(اور مسلمانو!) نہ تم سستی دکھانا اور نہ ہی غمزدہ ہونا اور اگر فی الواقعہ تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے''۔

اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ، اَنَّ، بیشک، لَهُمْ ان کے لئے، جَنّٰتٌ، باغات جَنَّۃٌ، مفرد ہے، جَنّٰت ایسے گھنے باغات کو کہتے ہیں کہ جس کے درختوں نے زمین کو ڈھانپ رکھا ہو، تَجْرِیْ (جری یَجْرِیْ) کہ بہتی ہیں، رواں دواں ہیں مِنْ (سے) تَحْتِهَا (تَحْتِ – هَا) نیچے، اس کے، الانهار۔ نہر کی جمع، نہریں، كُلَّمَا (كُلّ – ما) کلمہ شرط، جب بھی رُزِقُوْا ماضی مجہول (رُزِقَ، يُرْزَقُ، رِزْقًا) انہیں رزق دیا جائیگا، وہ پکار اٹھیں گے قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ، قَالُوْا۔ کہا انہوں نے، هٰذَا۔ یہ الَّذِی (جو) رُزِقْنَا (ہم رزق دیئے گئے) مِن قبل (اس سے پہلے) یعنی دنیا میں ہم نے سیب، انار، انگور، کھجور وغیرہ پھل کھائے ہیں۔ خدام جنت جب ان کے لئے پھل لے کر آرہے ہوں گے تو وہ دور سے دیکھ کر پکار اٹھیں گے کہ ارے یہ تو دنیا میں ہم کھا چکے ہیں مگر جب انہیں منہ میں ڈالیں گے تو لذت اور لطافت میں زمین و آسمان کا فرق ہوگا۔ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا، اُوْتُوْا فعل مجہول وہ دیے جائیں گے مُتَشَابِهًا، ان سے ملتے جلتے، جنت میں اور کئی قسم کے پھل دنیا کے پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے۔

وَلَهُمْ – اور ان کے لئے، فِيْهَا (فی – ها) اس جنت میں اَزْوَاجٌ، زَوْجٌ کی جمع ہے، معنی جوڑے (بیوی بھی اور شوہر بھی) یعنی نیک بیوی کے لئے نیک شوہر اور نیک شوہر کیلئے نیک بیوی، سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

'زوج' یہ لفظ شوہر اور بیوی دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ شوہر کے لئے بیوی ''زوج'' ہے اور بیوی کے لئے ''شوہر'' زوج مگر وہاں یہ اَزْوَاج پاکیزگی کی صفت کے ساتھ ہوں گے، اگر دنیا میں کوئی مرد نیک ہے اور اس کی بیوی نیک نہیں ہے تو آخرت میں ان کا رشتہ کٹ جائیگا اور اس نیک مرد کو کوئی دوسری نیک بیوی دے دی جائیگی، اگر یہاں کوئی عورت نیک ہے اور اس کا شوہر بد، تو وہاں وہ اس برے شوہر کی صحبت سے خلاصی پا جائے گی اور کوئی نیک مرد اس کا شریک زندگی بنا دیا جائیگا اور اگر یہاں کوئی شوہر اور بیوی دونوں نیک ہیں تو وہاں ان کا یہی رشتہ ابدی و سرمدی ہو جائیگا (تفہیم القرآن جلد اول) مُطَهَّرَةٌ (پاکیزہ) یعنی تمام جسمانی، ذہنی و فکری، روحانی و اخلاقی عیوب و نقائص سے پاک۔

وَهُمْ فِيهَا خَالِدُوْنَ، وَ۔ اور، هُم۔ وہ، فِيهَا۔ اس میں خَالِدُوْنَ، ہمیشہ رہیں گے، خُلُوْد کے معنی ہمیشگی کے ہیں یعنی ایسی حالت میں رہنا جس میں کبھی تغیر و تبدل اور خرابی و فساد پیدا نہ ہو اور وہ ابدی زندگی ہو۔

(They will live there for ever)

آیہ مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) بشارت کا لفظ کتنا خوشگوار ہے! دنیا کے چھوٹے چھوٹے امتحان میں کامیابی کی خوشخبری ملتے ہی باچھیں کھل جاتی ہیں اور لوگ ہر طرف سے مبارک بادی کا پیغام دینے لگتے ہیں۔ تو اس ابدی و سرمدی امتحان کی نوید ملتے ہی بھلا خوشی کا کیا ٹھکانہ ہوگا کہ ہر طرف سے ملائکہ جنت سلامتی کا پیغام دے رہے ہوں گے۔

۲) یہ صلہ ہے ایمان اور اعمال صالحہ کا، ایمان کے بغیر نیک اعمال قدر و قیمت نہیں پاتے اور نیک اعمال کے بغیر ایمان سرسبز و شاداب نہیں ہوتا ہے۔ گویا کہ ایمان اور اعمال صالحہ کا چولی دامن کا سا تعلق ہے۔

۳) ایسی پر سکون اور آرام دہ زندگی کا تصور کیجئے کہ باغ و چمن میں رہنے سہنے کی جگہ ہو، سامنے نہریں رواں دواں ہوں، کھانے کیلئے شریں اور میٹھے پھل ہوں اور پینے کیلئے ٹھنڈے اور خوش ذائقہ مشروبات ہوں اور جی لگانے کے لئے پاکیزہ اور خوش مذاق اہل خانہ ہوں اور موسم بھی معتدل اور سہانا ہو، پھر وہاں دنیا کی طرح نہ کمانے کی فکر اور جھگڑے فساد کا ڈر، نہ بیماری اور جنگ کا خوف اور نہ وہاں سے نکالے جانے کی کوئی تشویش، بلکہ ابدی اور دائمی زندگی!

۴) جنت اور پاکیزگی لازم و ملزوم ہیں، وہ مادی اور روحانی ہر قسم کی خوشیوں اور راحتوں کا گھر ہے اور امن اور سلامتی کی جگہ ہے، یہ دنیا میں ایمان اور نیک اعمال کرنے والوں کا بدلہ ہے اور کیا ہی اچھا بدلہ ہے!

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا، فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا، يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا، وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا، وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ (۲۶) الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۲۷)

اللہ تعالیٰ اس بات سے نہیں شرماتا کہ وہ کسی مچھر یا اس سے بھی کسی حقیر تر چیز کی مثال بیان کرے سو جو ایمان لائے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان کے رب کی طرف سے یہ مثال درست ہے البتہ کافر یہی کہتے رہیں گے کہ ''ایسی حقیر چیزوں کی مثال سے اللہ کا منشا کیا ہے؟'' اس طرح اللہ بہت سے لوگوں کو گمراہ رہنے دیتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور گمراہ صرف فاسقوں کو کرتا ہے (اور یہ وہ لوگ ہیں) جو اللہ سے پختہ عہد کرنے کے بعد اسے توڑ ڈالتے ہیں! جن (رشتوں) کو اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، یہی لوگ ناکام اور نامراد ہیں

يَسْتَحْيِيْ: اِسْتَحْيٰى يَسْتَحْيِيْ باب استفعال اس کا مادہ حیا ہے، لَا يَسْتَحْيِيْ (وہ نہیں شرماتا ہے) اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا، اَنْ، کہ ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا لفظی معنی ضرب لگانا، مگر عربی زبان میں اس کا استعمال کئی طرح سے آتا ہے، یہاں معنی پیش کرنا، بیان کرنا، مَثَلًا، کوئی مثال مَـا تنکیر اور تقلیل کے لئے ہے (مـا کا استعمال کسی تھوڑی سی اور عام چیز کو بیان کرنے کے لئے ہوا ہے) مَثَلًا (کوئی سی مثال) یہ لفظ خود نکرہ ہے، اس کے ساتھ مـا ئے تنکیر لا کر اس کے وصف میں اور اضافہ کر دیا ہے، بَعُوْضَةً، بَعْضٌ سے مشتق ہے دوسرے جانداروں کی بہ نسبت انتہائی، چھوٹا ہونے کی وجہ سے اسے بَعُوْضَةً کہا جاتا ہے، عربی زبان میں انتہائی کمزور چیز کی مثال بَعُوْضَةٌ (مچھر) سے دی جاتی ہے۔

فَمَا فَوْقَهَا، یعنی مچھر سے بھی زیادہ حقیر فَمَا فوقَهَا فِي الصِّغَرِ (راغب اصفہانی)۔

سید قطبؒ لکھتے ہیں:۔ ''اللہ چھوٹے اور بڑے، سب کا رب ہے، مچھر اور ہاتھی، سب کا خالق ہے، ہاتھی میں جو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ معجزہ ہے، وہی معجزہ مچھر میں ہے، یہ زندگی کا معجزہ ہے، ایک سربستہ راز کا معجزہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کوئی نہیں جانتا (فی ظلال القرآن جلد اول)

امام رازیؒ نے یہ بات بھی خوب لکھی ہے کہ صنّاعِ عالم اور خلاق علیم کی بنائی ہوئی کوئی شے بھی درحقیقت حقیر و بے حقیقت نہیں، بلکہ جو چیز بظاہر جتنی زیادہ چھوٹی اور حقیر ہوگی، اسی قدر اس کا بیان کمال علم، کمال اطلاع اور کمال حکمت پر اور زیادہ دلالت کریگا۔ (تفسیر کبیر)

مچھر بظاہر معمولی سی چیز ہے مگر اس مغرور انسان کو عاجز و پریشان کر دیتا ہے اور وہ اس سے بچاؤ کیلئے کتنی تدابیر اختیار کرتا ہے! کتنے جتن کرتا ہے پھر بھی بے بس نظر آتا ہے!

ایک اور مقام پر مکھی کی مثال بیان کر کے یہ سمجھایا گیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جو خود ساختہ معبود تم نے بنا رکھے ہیں وہ تو مکھی تک پیدا کرنے سے عاجز ہیں، بلکہ مکھی اگر ان کی خوراک سے کوئی ذرہ اچک لے تو اس سے وہ چھڑا نہیں سکتے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ، وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ، ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ (حج:۷۳) ایک جگہ اس طرح سمجھایا گیا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اوروں کو سرپرست بنا رکھا ہے ان کی مثال بیت العنکبوت (مکڑی کے گھر) ایسی ہے، کہ وہ ہوا کے کسی جھونکے سے ٹوٹ پھوٹ سکتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ، اِتَّخَذَتْ بَيْتًا، وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ، لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (العنکبوت:۴۱) ''جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو سرپرست بنا رکھا ہے ان کی مثال مکڑی (Spider) جیسی ہے جس نے اپنا گھر بنایا ہوا اور سب گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے، کاش یہ لوگ کچھ جانتے۔''

یہ انتہائی خوبصورت مثال سے سمجھایا جا رہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ؎

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ - یعنی اہل ایمان جانتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور یہ مثالیں حق ہیں بلکہ ان پر غور و فکر کر کے ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا - اور جو منکرین حق ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایسی مثالوں سے اللہ تعالیٰ کیا چاہتا ہے؟ (اور حقیقت تو یہ ہے) يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا، اَضَلَّ يُضِلُّ اِضْلَالًا فعل مضارع، واحد مذکر غائب باب افعال، گمراہ کرنا، راہ راست سے ہٹانا، امام راغب لکھتے ہیں، گمراہ ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ایک معنی، گم ہو جانا، راستہ بھول جانا (Lost the way) اور دوسرا معنی، گمراہ ہو جانا، صراط مستقیم سے بھٹک جانا (to go astray) ''اَلْفٰسِقِیْنَ، واحد فاسق اس کا مادہ فِسْقٌ ہے۔ فَسَقَ یَفْسُقُ فِسْقًا اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے خروج اور اللہ کے عہد کو توڑنے کا نام فِسق ہے لغت میں 'فاسق' خَارِجٌ عَنِ الطَّاعَةِ (یعنی اطاعت اور فرمانبرداری سے نکلنے والا فاسق کہلاتا ہے) اس سے اگلی آیت میں فاسقین کی وضاحت کر دی ہے۔

اَلَّذِیْنَ، وہ لوگ، یَنْقُضُوْنَ (ن ق ض) نَقَضَ یَنْقُضُ (توڑنا) جو توڑتے ہیں، عَهْدَ اللّٰهِ (اللہ کے عہد کو یعنی جو اقرار انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا اسے توڑ ڈالتے ہیں مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ، مِنْ بَعْدِ (اس کے بعد) میثاق، وہ عہد ہے جسے مستحکم اور مضبوط بنایا جائے (Covenant)

وَیَقْطَعُوْنَ (قطع کرتے ہیں، کاٹتے ہیں) قَطَعَ یَقْطَعُ فعل مضارع جمع مذکر غائب مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ یُّوْصَلَ جسے اللہ تعالیٰ نے ملانے کا حکم دیا ہے، وَیُفْسِدُوْنَ (اور وہ فساد کرتے ہیں) اَفْسَدَ یُفْسِدُ اِفْسَادٌ ا باب افعال ہے۔ فہم و شعور سے کام نہ لینا سب سے بڑا فساد ہے، احکام الٰہی سے روگردانی اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ موڑنا باعث فساد ہے۔

اُولٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ، سب سے بڑا خسارہ پانے والے یہی لوگ ہیں، یہ فاسقین کے اوصاف بیان ہوئے ہیں (العیاذ باللہ)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا خالق و مالک ہے وہ اگر ہاتھی کا پروردگار ہے تو مچھر کا بھی پالنہار ہے اور اس کی پیدا کی ہوئی کوئی چیز بھی حقیر اور بے حقیقت نہیں ہے، اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہر چھوٹی بڑی چیز سے عبرت و نصیحت حاصل کرتے ہیں اور ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ وہ اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ ساری مخلوق مل کر بھی کوئی چھوٹی سی چیز مثلاً مچھر پیدا کرنا چاہے تو ہرگز پیدا نہیں کر سکتی۔

۲) فاسق لوگ محض نکتہ چینی کے لئے حقیر اور چھوٹی چیزوں پر اعتراض کرنے لگتے ہیں کہ بھلا ان کی تخلیق سے کیا مقصود ہے، تو انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ چھوٹی چیزیں بھی انسان کو عبرت سکھانے کے لئے کافی ہیں مثلاً کفار کے بت ایسے کمزور اور بے بس ہیں کہ ایک مکھی تک پیدا نہیں کر سکتے بلکہ ان کی خوراک میں سے کوئی مکھی ذرہ لے اڑے تو چھڑا نہیں سکتے۔

۳) تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ بہتر سے بہتر زبان، آسان اور سادہ لفظوں میں لوگوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے کہ شہری، دیہاتی اسے سمجھ سکے، قرآن حکیم کا اسلوب بیان نہایت ہی عام فہم ہے۔

۴) فطرت صالحہ کے لوگ اس سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور جن کے دل زنگ آلود ہیں وہ بے جا اعتراض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے لگتے ہیں اور وہ وہی ہو سکتے ہیں جو فاسق ہیں یعنی جو اپنے ایمان میں پختہ اور مضبوط نہیں ہوتے بلکہ مسلسل نافرمانی سے توڑتے رہتے ہیں۔

....

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۲۸)

(لوگو!) تم اللہ کا انکار کیسے کر سکتے ہو حالانکہ تم بے جان (معدوم) تھے تو اس نے تمہیں زندگی عطا کی، پھر وہ تمہیں موت دے گا (دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے) پھر وہ زندہ کرے گا (قیامت کے دن) پھر اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے (اپنے اعمال دیکھنے اور جزا و سزا پانے کیلئے)

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ: كَيْفَ، کلمہ استفہام، تنبیہ اور سرزنش کیلئے تَكْفُرُوْنَ (كَفَرَ، يَكْفُرُ، كُفْرًا) انکار کرنا، مضارع جمع مذکر مخاطب كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ (كَيْفَ تَجْحَدُوْنَ وُجُوْدَهُ) اللہ تعالیٰ کے وجود کا کیسے انکار کرتے ہو؟ (How can you disbelieve in Allah?) تمہارے انکار کرنے کی وجہ اور دلیل ہو ہی نہیں سکتی اس لئے کہ تمہارا اپنا وجود اور کائنات میں جو کچھ ہے وہ سب اس کی کرشمہ سازی اور رحمت کا ظہور ہے، لفظ کیف کا استعمال قرآن حکیم میں جہاں کہیں بھی حق تعالیٰ کے سلسلہ میں آیا ہے، سیاق ہمیشہ تنبیہ اور سرزنش ہی کا رہا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ (الفیل: ۱) ''کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں سے کیا برتاؤ کیا؟''

وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا، وَ۔ اور، كُنْتُمْ، تم تھے، اَمْوَاتًا، مردہ، بے جان، فَاَحْيَاكُمْ (اَحْيَا يُحْيِيْ اِحْيَاءً) پس تمہیں زندگی بخشی، عالم وجود میں لایا، رب کریم ہر چیز کو زندگی عطا کرنے والا اور اس کے لئے زندگی کا سرو سامان بھی مہیا کرنے والا ہے اور انسان کو نہ صرف اس نے مادی چیزوں مثلاً خوراک، لباس، مکان کے حصول کیلئے عقل و فہم سے نوازا ہے بلکہ اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے سے علم و حکمت کی عظیم نعمت بھی عطا کی ہے، اس دنیا میں انسان نے جو کچھ بھی مادی ترقی (material progress) کی ہے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ذہانت اور فہم سے کی ہے۔

سید قطب شہید لکھتے ہیں۔ ''ان دلائل اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی موجودگی میں اللہ کے ساتھ کفر انتہائی قبیح اور شنیع بات ہے جس کی کوئی دلیل اور کوئی سند نہیں! حقیقت یہ ہے کہ قرآن انسانوں سے وہ بات کہتا ہے جس کا وہ انکار نہیں کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکتے! جس کے اعتراف اور جس کے مقتضیات کو تسلیم کرنے پر وہ مجبور ہیں! وہ ان کی زندگی کے سفر اور زندگی کے مختلف حالات واطوار کو بیان کرتا ہے، وہ جان نہ رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں زندگی بخشی! وہ موت کی حالت میں تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو موت سے زندگی کی طرف منتقل کیا! موت سے زندگی کی طرف سفر ایک ایسی حقیقت ہے جسے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں! اور جس کی اس کے سوا کوئی توجیہ نہیں کہ ایک پیدا کرنے والی قوت موجود ہے! ان کے اندر زندگی موجود ہے! تو کون ہے جس نے ان کے لئے زندگی پیدا کی!

یہی وہ حقیقت ہے جسے کلام الٰہی اس مقام پر لوگوں کے سامنے پیش فرماتا ہے۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ''تم کس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کرتے ہو، حالانکہ تم جان نہ رکھتے تھے تو اس نے تمہیں زندگی بخشی!'' (فی ظلال القرآن)

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ (پھر) حرف عطف متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے (يُمِيْتُ - كُمْ) وہ موت طاری کریگا۔ تم پر۔ اَمَاتَ، يُمِيْتُ، اِمَاتَةً (باب افعال ہے) مارنا، موت دینا۔ موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ جس کا انکار شدید سے شدید منکر بھی نہیں کر سکتا ہے، بات بڑی سادہ اور سمجھ میں آنے والی ہے کہ جس ذات کے قبضہ قدرت میں موت ہے وہی حیات کا بھی مالک ہے، نیست سے ہست میں لانا اور ہست سے نیست میں لے جانا اس کے لئے کچھ بھی تو مشکل نہیں ہے، وہاں تو صرف حکم ہوتا ہے اور وہ چیز ظہور پذیر ہو جاتی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُحْيِي وَيُمِيْتُ ، فَاِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (المومن:٦٨) ''وہی تو ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو بس اسے اتنا ہی کہتا ہے کہ ''ہو جا'' تو وہ ہو جاتا ہے۔''

سید قطب شہید لکھتے ہیں: ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ''پھر وہ تمہیں موت دے گا'' ایک ایسی بات جس میں بحث ونزاع کی گنجائش نہیں! ایک ایسی حقیقت جس کا سامنا زندہ ہستیاں ہر لحہ کر رہی ہیں! جو زندوں پر عائد ومسلط ہے! اور جس کے سلسلہ میں مباحثہ اور مجادلہ کا کوئی موقع نہیں!

ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ''دنیا میں موت دینے کے بعد رب قدیر تمہیں حیات ثانیہ عطا کریگا'' (فی ظلال القرآن)

سید قطب شہید لکھتے ہیں: ''یہ ہے وہ بات جس کے سلسلہ میں کفار بحث اور جھگڑا کرتے تھے جیسا کہ آج بھی کچھ بے بصیرت افراد، جو صدیوں قبل کی پرانی جاہلیت کی طرف رجعت قہقری (retracing their footsteps) میں مبتلا ہیں اس مسئلہ میں بحث ونزاع کر رہے ہیں، اگر وہ انسانوں کی پہلی تخلیق پر غور وفکر کرتے تو دوسری تخلیق ان کے لئے حیرت کا موجب نہ ہوتی اور نہ وہ اس کی تکذیب کرنے پر آمادہ ہوتے۔'' (فی ظلال القرآن)

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ثُمَّ (پھر) اِلَيْهِ (اس کی طرف) تُرْجَعُوْنَ (تم لوٹائے جاؤ گے) مضارع مجہول جمع مذکر، مخاطب (رَجَعَ يَرْجِعُ رُجُوْعًا) پھر تم سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ عقیدہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آخرت اور حساب کتاب اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور کائنات کے نظام عدل کا انحصار صرف اسی عقیدہ پر ہے۔ یہ دنیا دارالامتحان ہے۔ضروری ہے کہ اس کے لئے دارالجزاء ہو کیونکہ امتحان کے بعد نتیجہ لازمی طور پر ظاہر ہونا چاہئے اور وہ آخرت ہے۔

سید قطب شہید اس آیہ مبارکہ پر بڑی خوبصورت بات لکھتے ہیں:

''اس طرح ایک چھوٹی سی آیہ مبارکہ میں دفتر زندگی کھلتا بھی ہے اور لپٹ بھی جاتا ہے!اس میں نوع انسانی کی ایک جھلک دکھائی دیتی ہے کہ وہ باری تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے!وہ اسے موت کے جمود سے باہر لا کر زندہ کھڑا کر دیتا ہے! پھر موت کے ہاتھوں اسے واپس بلا لیتا ہے! پھر دوبارہ اسے زندہ کرتا ہے! پھر اس کی طرف دوسری زندگی (آخرت) میں اس کی واپسی ہو رہی ہے جس طرح پہلی زندگی (دنیا) میں اسی سے اس کی زندگی کا آغاز ہوا تھا!اس تیز اور سریع جھلک سے ایک قادر طاقت کا ہلکا سا جلوہ سامنے آتا ہے جو ہمارے احساسات پر موثر اور گہرے اثرات چھوڑ جاتا ہے۔'' (فی ظلال القرآن)

آیۃ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) زندگی اور موت ایسی اٹل حقیقتیں ہیں جن سے انکار ممکن نہیں ہے،اس کا مشاہدہ کٹر سے کٹر کافر بھی اپنی آنکھوں سے کرتا ہے، کتنے قریبی رشتہ داروں، دوست احباب، امیروں اور غریبوں کو ہم نے منوں مٹی تلے دفن کر دیا اور آئے دن کرتے رہتے ہیں اور ایک دن خود بھی انہی مردوں میں شامل ہو جائیں گے، دنیا میں بڑے بڑے اطبا اور حکماء گزر چکے ہیں انہوں نے مختلف امراض کے لئے بڑی بڑی عمدہ ادویات تجویز کیں مگر موت کا تریاق نہ تلاش کر سکے۔

۲) ہم کچھ نہیں تھے تو خالق کائنات نے ہمیں زندگی عطا کی اور پھر دنیا سے رخصت ہوں گے تو جس نے پہلی بار زندگی عطا کی تو کیا وہ دوسری بار عطا کرنے پر قادر نہیں ہے؟ یقیناً ہے پھر وہ حساب کتاب کے لئے ہمیں میدان حشر میں اکٹھا کرے گا،اس لئے یہ آیہ مبارکہ ہمیں چوکس اور متنبہ کرتی ہے کہ ہم اس دن کے آنے سے پہلے اپنی دنیاوی زندگی میں کچھ ایسے اعمال کر لیں جو روز قیامت کی رسوائی اور ذلت سے ہمیں بچا لیں۔

....

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا، ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ، وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (۲۹)

وہی تو ہے جس نے زمین میں موجود ساری چیزیں تمہارے لئے پیدا کیں پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو سات آسمان بنا دیئے اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هُوَ اسم ضمیر (pronoun) وہ، اَلَّذِیْ اسم موصول (Relative Pronoun) جس نے، خَلَقَ (خَلَقَ یَخْلُقُ) پیدا کرنا۔ لَکُمْ (لَ - کُمْ) لئے، تمہارے یعنی تمہارے نفع اور فائدہ کی خاطر اَیْ لَاَجْلِکُمْ وَ لِاِنْتِفَاعِکُمْ بِہٖ فِی دُنْیَاکُمْ وَدِیْنِکُمْ (کشاف) یعنی یہ تمام اشیا تمہارے فائدہ اور نفع کے لئے ہیں کہ جس سے تمہیں دین ودنیا کا فائدہ ملتا ہے۔

دیکھو تم خوراک کھاتے ہو تو جسم کو قوت اور توانائی ملتی ہے اور تم عبادت اور بندگی کے قابل بنتے ہو اور اس سے تمہاری آخرت سنورتی ہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی نے بہت خوب لکھا ہے: ''خطاب عام نوع انسانی سے ہے، ان سے ارشاد یہ ہو رہا ہے کہ تم تو خود ہی ساری کائنات ارضی کے مقصود ومطاع ہو، پھر یہ کیسی حماقت ہوگی کہ تم کسی اور مخلوق کو مقصود ومطاع بنالو، یہ آیت ہر قسم کے شرک، ہر قسم کی مخلوق پرستی کی جڑ کاٹ دینے کے لئے کافی ہے، اس فرش زمین پر جو کچھ بھی ہے سب انسان کے لئے ہے نہ یہ کہ انسان کسی اور مخلوق کے لئے ہو اور مشرک انسان اس فطری اور قدرتی ترتیب کو الٹ دیتا ہے۔

حدیث نبوی کا یہ ٹکڑا جو مسلمان ہر جمعہ کو خطیب کی زبان سے سنتا ہے کہ:

اِنَّ الدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَ اِنَّکُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَةِ ''یعنی دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔'' اس مفہوم کا ترجمان ہے اور خلیفۃ اللہ کی بیشک یہی شان ہونی چاہئے کہ سب کچھ اس کے لئے ہو اور وہ خود رب کائنات کیلئے ہو وہ جس چیز کو جس طرح بھی چاہے اپنے تصرف میں لائے اور اس کا جواب وہ صرف اپنے مالک وخالق کے سامنے ہو، مرتبہ انسانی کا یہ شرف واحترام اسلام ہی کا قائم کیا ہوا ہے۔'' (تفسیر ماجدی جلد اول)

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ''وہی (اللہ) ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب چیزیں پیدا کیں جو زمین میں ہیں''۔

اس پر سید قطب شہید نے بڑے کام کی بات لکھی ہے: ''لَکُمْ (تمہارے لئے) کا یہاں بہت گہرا مفہوم اور اس میں عمیق معنویت ہے! یہ لفظ اس مفہوم کے لئے قطعی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک عظیم کام کے لئے پیدا کیا ہے، اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ زمین میں خلیفہ (Vicegerent) بنے، زمین میں جو کچھ ہے، اس کا مالک ہو، زمین کی تمام اشیا میں موثر فاعل ہو، یہ کہ وہ اس وسیع وعریض ملک میں سب سے اعلیٰ وجود ہے، اس وسیع میراث ارضی کا اعلیٰ سردار ہے، زمین اور اس کے حالات وانقلابات میں اس کا رول سب سے اہم ہے وہ زمین اور مشینی آلات کا سردار ہے، مشینی آلات کا غلام نہیں جیسا کہ آج کل مادی دنیا میں ہے، وہ ان تغیرات وانقلابات کا تابع ومحکوم نہیں جو مشینی آلات کے ذریعہ نوع انسانی کے باہمی تعلقات واطوار میں پیدا ہوتے ہیں، جیسا کہ مادیت کے اندھے پرستار مدعی ہیں۔ مادیت کے یہ علم بردار انسان کی حیثیت اور اس کے رول کو حقیر قرار دیتے ہیں اور انسان کو اندھے بہرے مشینی آلات کا تابع بنا کر رکھ دیتے ہیں، حالانکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان زمین کا معزز و مکرم سردار ہے۔(فی ظلال القرآن جلد اول)

پھر غور کیجئے کہ سطح زمین کے اوپر اور سطح زمین کے نیچے اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بے حساب نعمتیں پیدا کی ہیں کہ اس کے شمار و قطار سے باہر ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (النحل:۱۸)"اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو کبھی نہ گن سکو گے"۔

ہوا، روشنی اور پانی بغیر قیمت کے اتنی بڑی نعمتیں ہیں کہ اگر صرف اسی پر انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہے تو ہرگز ہرگز ادا نہیں کر سکتا ہے۔ اتنے احسانات و انعامات پانے کے بعد اس پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اسی کی اطاعت کا دم بھرے اور اس کا نائب ہونے کی حیثیت سے اسی کا قانون جاری و ساری کرے۔ تمام رسولوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مقصد یہی تھا۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ (الصف:۹)"وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین (نظام حیات) دے کر بھیجا تا کہ اسے سب ادیان (نظام ہائے حیات) پر غالب کر دے"۔

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ، ثُمَّ تاخیر کے لئے نہیں بلکہ ہر دو تخلیق کے درمیان فرق کے لئے استعمال ہوا ہے، اِسْتَوٰى (س و ى) اِسْتَوٰى یَسْتَوِیْ اِسْتِوَاءً (باب افتعال) فعل ماضی واحد مذکر غائب متوجہ ہوا۔ قصد و ارادہ کیا فَسَوّٰىهُنَّ (فَ- سَوّٰ- هُنَّ) پر۔ سنوارا، سیدھا کیا، انہیں (آسمانوں کو) سَوّٰى یُسَوِّیْ، تَسْوِیَةً (باب تفعیل) هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب (آسمانوں کیلئے یہ ضمیر استعمال ہوئی ہے) سَبْعَ سَمٰوٰتٍ۔ سات آسمان۔

سید قطب شہید لکھتے ہیں: "سات آسمان" سے یہاں کیا مراد اور ان کی شکلیں اور ان کے طول و عرض اور حدود اربعہ کیا ہیں؟ اس پر غور و خوض کا بھی کوئی حاصل نہیں، اس آیت سے جو حقیقت بیان کرنا مقصود ہے، ہمیں اسی پر اکتفا کرنا چاہئے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی زمین و آسمان کو ٹھیک ٹھاک طریقہ سے بنایا اور یہ بات بھی اس معاملہ پر حیرت و تعجب کے اظہار کے ذیل میں کہی گئی ہے کہ لوگ اس رب کائنات کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کر رہے ہیں جو سب کا خالق ہے، نگران ہے، کائنات کا مقتدر اعلیٰ و فرماں روا ہے، جس نے زمین اور زمین کی تمام چیزوں کو انسان کے لئے مسخر کیا ہے اور آسمانوں کو اس انداز سے بنایا ہے کہ زمین پر زندگی ممکن بھی ہوئی اور راحت بخش بھی!" (فی ظلال القرآن)

وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ وَ۔ اور، هُوَ۔ وہ۔ بِكُلِّ (بِ- كُلِّ) ساتھ۔ ہر، شَیْءٍ، چیز، عَلِیْمٌ مبالغہ کا صیغہ ہے اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ہے، وہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے، چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اس کے احاطہ علم سے باہر نہیں ہے۔

سید قطب شہید لکھتے ہیں:

"جس طرح اس کا نظم اور اس کی فرماں روائی ہر شے کو عام ہے اسی طرح اس کا علم بھی ہر شے کو عام ہے! ان سب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفات کا تقاضا یہ ہے کہ ہم صرف اس اللہ پر ایمان لائیں جو کائنات کا واحد خالق ہے صرف اس رب کی بندگی کریں جو کائنات کا یکتا و تنہا مدبر و منتظم ہے اور صرف اسی کی اطاعت کا دم بھریں جو سب کا رازق، داتا، محسن و منعم ہے کہ یہی اس کے احسانات کے اعتراف اور اس کے شکر کا صحیح طریقہ ہے!'' (فی ظلال القرآن)

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) یہ کائنات اور اس کی تمام اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بنایا ہے اور انسان کو محض اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا ہے۔

۲) اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات بے شمار اور لامحدود ہیں، جسم و جان اور اس کے لئے مادی و دنیاوی انعامات کے علاوہ علمی اور روحانی نعمتوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟

....

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ، قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ ، وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ، قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (۳۰)

اور (یاد کرو) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا ''میں زمین پر ایک نائب (خلیفہ) بنانے والا ہوں'' وہ کہنے لگے ''کیا تو زمین میں ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو زمین پر فساد مچائے اور خون بہائے جبکہ ہم تیری حمد وثنا کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں'' اللہ نے جواب دیا ''جو کچھ میں جانتا ہوں، وہ تم نہیں جانتے ہو''

وَ - اور، اِذْ ظرف زمانی ہے، جب (Shows time) وَاذْکُرْ یَا مُحَمَّدَ اِذْقَالَ ، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس وقت کو یاد کیجئے جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا۔

مَلٰئِکَةُ (فرشتے) مفرد مَلَکٌ ہے اور وہ اَلُوکٌ سے ہے جس کا معنی پیامبری یا پیغام رسانی کے ہیں، اردو میں انہیں کو فرشتہ کہتے ہیں۔ ان کی لا انتہا تعداد اللہ ہی کے علم میں ہے، وجود میں انسان پر تقدم زمانی رکھتے ہیں سرشت معصومانہ ہوتی ہے یعنی بدی کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں، خالق کے خالص فرمانبردار خادم ہوتے ہیں، مخلوق، محکوم بندے ہوتے ہیں، ایسے ہی جیسا کہ انسان اللہ کے بندے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ، وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا (النساء:۱۷۲) ''مسیح اس بات میں عار نہیں سمجھتے کہ وہ اللہ کا بندہ ہو کر رہیں اور نہ مقرب فرشتے عار سمجھتے ہیں اور جو شخص اس کی بندگی میں عار سمجھے اور تکبر کرے تو اللہ ان سب کو عنقریب اپنے ہاں اکٹھا کریگا''۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَايُؤْمَرُوْنَ (التحریم:۶) ''اللہ تعالیٰ انہیں جو حکم دے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے''۔

اِنِّیْ (بے شک میں) جَاعِلٌ (جَعَلَ يَجْعَلُ) سے اسم فاعل (بنانا) بے شک میں بنانے والا ہوں، فِیْ (میں) حروف جارہ میں سے ہے جو بعد والے اسم کو عام طور پر زیر دیتے ہیں، اَلْاَرْضِ (زمین) خَلِيْفَةً، خلف سے مشتق ہے (خَلَفَ يَخْلُفُ خَلْفًا) اس کے معنی پیچھے آنے اور (خَلَفَ يَخْلُفُ خِلَافَةً) جانشین ہونا، قائم مقام ہونا اور خلافت کے معنی، نیابت کے ہیں اور اس کی انجام دہی کرنے والا خلیفہ (a trustee) کہلاتا ہے۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

خلیفہ: وہ جو کسی کی ملک میں اس کے تفویض کردہ اختیارات اس کے نائب کی حیثیت سے استعمال کرے، خلیفہ مالک نہیں ہوتا بلکہ اصل مالک کا نائب ہوتا ہے، اس کے اختیارات ذاتی نہیں ہوتے بلکہ مالک کے عطا کردہ ہوتے ہیں، وہ اپنی منشا کے مطابق کام کرنے کا حق نہیں رکھتا بلکہ اس کا کام مالک کے منشا کو پورا کرنا ہوتا ہے، اگر وہ خود اپنے آپ کو مالک سمجھ بیٹھے اور تفویض کردہ اختیارات کو من مانے طریقے سے استعمال کرنے لگے یا اصل مالک کے سوا کسی اور کو مالک تسلیم کرکے۔ اس کی منشا کی پیروی اور اس کے احکام کی تعمیل کرنے لگے تو یہ سب غداری اور بغاوت کے افعال ہوں گے (تفہیم القرآن جلد اول)

مولانا عبدالماجدؒ دریابادی لکھتے ہیں:

(عنقریب اپنی حکومت کی تنفیذ کیلئے) اللہ اللہ! خاک کے پتلے کا یہ شرف و مرتبہ! اللہ کی مخلوق تو اس وقت تک بھی بے شمار تھی، اب ان میں انسان نامی محض ایک نئی صنف کا اضافہ نہیں ہو رہا ہے بلکہ اللہ کا نائب زمین میں پیدا کیا جا رہا ہے بعض اہل تحقیق نے یہیں سے یہ نکتہ نکالا ہے کہ تخلیق تو ساری ہی موجودات کی ہوئی۔ جنات کی بھی اور ملائکہ کی بھی، جنت کی بھی اور عرش کی بھی لیکن اور کسی کے بھی قصہ تخلیق کے ذکر کا اہتمام قرآن مجید نے نہیں کیا ہے یہ فخر صرف خلقت آدمؑ کے حصہ میں آیا ہے اور یہ دلیل ہے آدم کی افضلیت و اشرفیت کی۔ (تفسیر ماجدی حصہ اول)

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ: اَ۔ کلمہ استفہام (Interrogative)، مَنْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(جو)یُفۡسِدُ (اَفۡسَدَ یُفۡسِدُ، اِفۡسَادًا) اَلۡفَسَادُ ضِدُّ الصَّلَاحِ بگاڑخرابی(Disturbance, Disorder)،
اس مقام پر خلیفہ سے مراد صرف آدم علیہ السلام نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد جنس آدم ہے اور خلافت ارضی بھی انسان کو بخشی گئی ہے اور فرشتوں کا یہ قول بہ اعتراض یا گستاخی نہ تھا بلکہ یہ قول تمام تر وفور نیاز مندی، اقرار وفاداری اور جوش جاں نثاری کا نتیجہ تھا، ظاہر ہے کہ فرشتوں میں نافرمانی کا تو ادنیٰ سا بھی عنصر نہیں ہے، انہوں نے انسان کے وجود سے، کہ وہ آگ، پانی، مٹی اور ہوا سے مرکب ہے، اندازہ لگایا۔

وَیَسۡفِکُ الدِّمَآءَ – (سَفَکَ یَسۡفِکُ سَفۡکًا) خون بہانا(to shed blood)اَلدِّمَآءَ، (خون) اس کا مفرد دمٌ ہے۔

وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ، وَنَحۡنُ، ضمیر جمع متکلم (اور ہم سب) نُسَبِّحُ (سَبَّحَ یُسَبِّحُ، تَسۡبِیۡحًا) باب تفعیل ہے، اللہ تعالیٰ کو تمام عیوب سے پاک قرار دینا، نُقَدِّسُ، (قَدَّسَ، یُقَدِّسُ، تَقۡدِیۡسًا) باب تفعیل (ماحول کو اللہ کی نافرمانی سے پاک وصاف رکھنا) یعنی ہماری زبانیں صرف تیری حمد و ثنا کے گیت گاتی ہیں اور ہم بھی صرف تیری اطاعت و فرمانبرداری کا دم بھرتے ہیں۔

قَالَ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَالَا تَعۡلَمُوۡنَ، قَالَ (فرمایا)اِنِّیۡ (بیشک میں) اَعۡلَمُ (ع ل م) عَلِمَ یَعۡلَمُ (جاننا)اَعۡلَمُ- زیادہ جانتا ہوں، یعنی میرا علم تمام کائنات پر محیط ہے اور میری حکمت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا ہے، مـا (جو)لا (نہیں) تعلمون (تم جانتے ہو)۔

آیۂ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) اس آیہ مبارکہ سے یہ حکمت وبصیرت ملتی ہے کہ اس کائنات میں انسان کا مرتبہ ومقام یقیناً دوسری مخلوقات پر بلند ہے جبکہ وہ خلافت ارضی کا حق ادا کرے، اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو وہ سب سے کمتر بلکہ ذلیل ترین بن جاتا ہے، قرآن حکیم اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے۔

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ، ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ (التین:۴-۵)''ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا (شکل وصورت، علم وعمل میں سب سے بلند ہوسکتا ہے) پھر (اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے) اسے ادنیٰ ترین کے درجہ میں لوٹا دیا''۔

۲) زندگی کا مقصد عبادت وریاضت سے بڑھ کر اس کائنات میں رب کائنات کے نظام کو جاری وساری کرنا ہے، حقیقت میں عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ تمام نظام ہائے حیات احکام الٰہی کے مطابق ہوجائیں۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۳۱) قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ (۳۲)

''اور اللہ نے آدمؑ کو تمام (موجودات) کے نام سکھلا دیے پھر ان (موجودات) کو فرشتوں پر پیش کر کے ان سے کہا کہ ''اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتلاؤ، فرشتے کہنے لگے ''تو ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے، ہم اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے ہمیں سکھلایا ہے، بے شک تو (ہی ہر بات کا) عالم ہے (اور ہر بات کی) حکمت سے باخبر ہے

وَعَلَّمَ (ع ل م) عَلَّمَ يُعَلِّمُ، تَعْلِيْمًا باب تفعیل، فعل ماضی اہتمام سے سکھلانا، حقیقت میں علم کی تعریف اس طرح کی گئی ہے: ''اِدْرَاکُ الشَّیْئِ بِحَقِيْقَتِهٖ'' کسی چیز کی حقیقت کو جاننا، وَالْعِلْمُ. اَلْیَقِیْنُ، علم سے یقین کا حاصل ہونا، وَالْعِلْمُ نُوْرٌ، يَقْذِفُهُ اللّٰهُ فِىْ قَلْبِ مَنْ يُّحِبُّ. علم روشنی ہے اللہ جسے پسند فرماتا ہے اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ وَالْعِلْمُ. اَلْمَعْرِفَةُ، علم معرفت کا نام ہے۔ (المعجم الوسیط فی اللغة)

اٰدم. ابوالبشر آدم علیہ السلام، یہ ادیم الارض سے مشتق ہے اور ان کا نام آدم اس لئے رکھا گیا کہ ان کے جسم کو بھی اَدِيْمُ الْاَرْضِ یعنی روئے زمین کی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ (مفردات القرآن۔ امام راغب) الاسماء، اسم کی جمع ہے (بہت سے نام) اس کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے۔

اَلْاِسْمُ مَا يُعْرَفُ بِهٖ ذَاتُ الشَّیْئِ. جس سے کسی چیز کی ذات کو پہچانا جائے اسے اسم کہتے ہیں (امام راغب)

كُلَّهَا. سب کے سب یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیا کے نام اور ان کی خواص سے آگاہ فرمادیا تاکہ انسان کی اعلیٰ صلاحیت اور منصب خلافت الٰہی سے اس کی مناسبت فرشتوں پر بھی ظاہر ہو جائے۔

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ: ثُمَّ پھر (عَرَضَ. هُمْ) پیش کیا، انہیں (عَرَضَ، يَعْرِضُ، عَرْضًا) پیش کرنا، سامنے لانا، علیٰ پر ملائکة مَلَکٌ کی جمع ہے (فرشتے)۔

عَرَضَهُمْ. سوال یہ ہے کہ کیا چیز اب فرشتوں کے سامنے پیش کی جارہی ہے؟ اگر چیزوں کے محض نام مراد ہوتے تو لفظ قرآنی محض عَرَضَهَا ہوتا، ضمیر هُمْ ذوی العقول (عقل مند) کے لئے اور غیر ذوالعقول (غیر عقل مند) ضمناً اور طبعاً اس میں شامل ہو جائیں گے، یہ دلیل ہے اس پر کہ پیش صرف نام نہیں ہو رہے تھے بلکہ اصل موجودات، گویا پہلے صورت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مثالی سے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے نام اور خواص سے اطلاع بخشی گئی۔ پھر خود ان مخلوقات و موجودات کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا گیا (تفسیر ماجدی۔عبدالماجد دریابادی)

فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِیۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ: فَقَالَ (ف. قال) پس کہا اَنۡۢبِـُٔوۡنِیۡ (ن ب ء) اَنۡبَأَ یُنۡبِئُ اِنۡبَاءً (باب افعال) سے فعل امر اَنۡبِئۡ (بتلاؤ) اَنۡۢبِـُٔوۡنِیۡ (جمع کا صیغہ) تم مجھے بتلاؤ، بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ: هٰٓؤُلَآءِ، اسم اشارہ، یہ چیزیں ان چیزوں کے نام، ان اگر کنتم (تم سب ہو) صادقین (جمع) مفرد صادق (سچا) یعنی اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ان اشیاء کی حقیقت بتاؤ۔

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں: ''ہم آج بصیرت کی آنکھ سے اس منظر کی کچھ جھلکیاں دیکھ سکتے ہیں جس کا فرشتوں نے ملأ اعلیٰ میں مشاہدہ کیا، ہم اس عظیم رحمان ورحیم کے راز کو، جسے اس نے انسان کو خلافت ارضی کی کنجیاں سونپتے وقت دویعت فرمایا تھا، کچھ کچھ سمجھ سکتے ہیں۔ چیزوں کے نام رکھنے کے رمز پر انسانی قدرت کا راز! اشخاص اور اشیاء ایسے ناموں سے موسوم کرنے کا راز، جو ان اشخاص اور اشیا کے لئے علامت و رمز ہوں اور جو زبان سے بولے جانے والے الفاظ ہوں، یہ چیز زمین پر انسان کی زندگی میں بہت زیادہ قدر و قیمت کی حامل ہے! اس کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہم اس وقت کر سکتے ہیں جب ہم یہ سوچیں کہ اگر انسان میں چیزوں کا نام رکھنے کی صلاحیت نہ ہوتی تو کتنی زیادہ دشواری ہوتی! اور ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنے میں کتنی زحمت پیش آتی، ہر شخص جو دوسرے شخص کو کسی چیز کے بارے میں کچھ بتانا اور سمجھانا چاہتا وہ اس کا محتاج ہوتا کہ خود اس چیز کو اس کے سامنے حاضر کرے! مثلاً کھجور کے درخت کے بارے میں کسی سے کچھ کہنا ہوتا تو کھجور کا درخت اس کے سامنے لانا ہوتا! پہاڑ کے بارے میں کچھ بتانا ہوتا تو خود پہاڑ کے پاس جانا ہوتا! کسی شخص کے متعلق کوئی بات بتانی ہوتی تو اس وقت تک بات کو سمجھنا ممکن نہ ہوتا جب تک کہ اس شخص کو بلا نہ لیا جاتا کتنی بڑی مشقت تھی جس کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا، حقیقت یہ ہے کہ زندگی اپنے راستے پر رواں دواں نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ انسان کے اندر چیزوں کے نام رکھنے کی صلاحیت ودیعت نہ کرتا، فرشتے اس صلاحیت کے ضرورت مند نہ تھے انہیں اپنے فرائض ادا کرنے کے سلسلے میں اس صلاحیت کی ضرورت و حاجت نہ تھی، اس لئے انہوں نے اپنی بے بسی اور عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے رب کی تسبیح و تقدیس کی (فی ظلال القرآن)

قَالُوۡا سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا، اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ، قَالُوا. ان سب نے کہا، سبحانک (سبحان. ک) پاک ہے تو۔ نُسَبِّحُ سُبۡحَانَكَ، مفعول مطلق (ہم تجھے ہر عیب اور ہر نقص سے پاک قرار دیتے ہیں) فرشتوں نے کہا کہ اے اللہ! تو ہر عیب اور ہر نقص سے پاک اور منزہ ہے، ہمارا علم تو بالکل محدود ہے اور اتنا ہی ہے جتنا تو نے ہمیں عطا کیا ہے تو اَلۡعَلِيۡمُ (بے پناہ علم رکھنے والا) اَلۡحَكِيۡمُ (اور تیرا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں) ہے۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ یٰاٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ، فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (۳۳)

اللہ نے فرمایا ''اے آدم! تم (اب) فرشتوں کو ان اشیاء کے نام بتلاؤ'' جب آدم نے انہیں ان اشیا کے نام بتلا دیے تو اللہ نے فرمایا ''کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ زمین و آسمان کے تمام غیب مجھ پر روشن ہیں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو وہ بھی میرے علم میں ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو، اسے بھی میں جانتا ہوں!''

قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ، اَنْبِئْهُمْ تم انہیں بتلاؤ۔ فعل امر، واحد مذکر (ن ب ء) اس کا مادہ (Root Word) ہے۔ اَنْبَاَ یُنْبِئُ اِنْبَاءً (باب افعال) خبر دینا، بتانا، (to tell - convey) بِاَسْمَآئِهِمْ (ب - اَسْمَاءِ - هُمْ) ساتھ - نام - ان (چیزوں کے) یعنی ان اشیاء کے نام - یہاں ضمیر اشیائے کائنات اور ان کے خواص ہیں، گزشتہ آیت میں جب فرشتے اظہار عجز کر چکے، تو اب آدم سے ارشاد ہوا کہ تم اپنی معلومات کا اظہار کرو۔

فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ - فَلَمَّا (ف - لَمَّا) پھر جب، لَمَّا کلمہ شرط بمعنی حین۔ جب، جس وقت (when) اَنْۢبَاَهُمْ (اَنْبَاَ - هُمْ) بتلائے، انہیں (اشیاء کے نام اور ان کے خواص) قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ، اَ کلمہ استفہام ہے لَمْ۔ حرف جزم ہے، فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ اَلَمْ اَقُلْ (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا) اَقُوْلُ فعل مضارع متکلم، اَقُوْلُ سے پہلے لَمْ لانے سے اَقُلْ ہو گیا اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا (Did I not tell you) اِنِّیْ (اِنَّ - یْ) اِنَّ کلمہ تحقیق کلام۔ بیشک، ی (میں) اَعْلَمُ (ع ل م) عَلِمَ یَعْلَمُ (جاننا) اَعْلَمُ فعل مضارع واحد متکلم (میں جانتا ہوں) غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ غیب سے مراد وہ اشیاء جو مخلوق کی نظر سے پوشیدہ ہوں ورنہ تو اللہ تعالیٰ کیلئے غیب و شہود یکساں ہیں، اس کے ہاں ماضی، حال اور مستقبل سب کا سب حال ہے۔

''غَیْبَ السَّمٰوٰتِ'' مَا غَابَ عَنِ الْاَنْظَارِ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ -- زمین و آسمان میں جو بات نظروں سے پوشیدہ ہو وہ غائب کہلاتی ہے (أیسر التفاسیر۔ أبو بکر الجزائری)

حقیقت یہ ہے کہ غیب کا تمام علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النحل: ۷۷) ''آسمانوں اور زمین کے خفیہ حقائق کا علم اللہ ہی کو ہے''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ (الانعام:۵۹)''اورغیب کی چابیاں صرف اسی کے پاس ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے''۔

اس کی باریک بینی کی کوئی انتہا نہیں ہے سبحان اللہ!

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (الانعام:۵۹)

''اور بحر و بر میں جو کچھ ہے اسے وہ جانتا ہے اور (درختوں) سے کوئی پتہ تک نہیں گرتا جسے وہ جانتا نہ ہو اور نہ ہی زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ ہے جس سے وہ باخبر نہ ہو اور تر اور خشک جو کچھ بھی ہو سب کتاب مبین (لوح محفوظ) میں موجود ہے''۔

انسانی دلوں میں جو وسوسے (misdoubts) پیدا ہوتے ہیں رب کائنات ان سے بھی باخبر ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ -''ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جو کچھ اس کے دل میں وسوسہ گزرتا ہے ہم تو اسے بھی جانتے ہیں''۔

وَاَعْلَمُ مَاتُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ مَا ،موصول ،(جو)تُبْدُوْنَ (ب د و) اس مادہ ہے۔اَبْدٰى يُبْدِيْ اِبْدَاءً بابِ افعال (ظاہر کرنا)تُبْدُوْن۔تم ظاہر کرتے ہو Disclose، وَمَا (اور جو)تَكْتُمُوْنَ۔تم چھپاتے ہو (Hide) كَتَمَ يَكْتُمُ كِتْمَانًا (چھپانا، پردہ ڈالنا)۔

آیت مبارکہ کی حکمت وبصیرت

1- اس قصہ آدم علیہ السلام اور تعلیم اسماء کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ علم کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اسی نے آدم علیہ السلام کو اشیاء کے نام وخواص بتلائے ،ظاہر ہے کہ یہ نام کسی زبان کے ذریعہ سے ہی سکھلائے گئے ہوں گے ،اس لئے زبان اور لغت کا خالق بھی رب کائنات ہے ،پھر علاقہ ،ضرورت اور آب وہوا کے اثرات سے انسان نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ فہم وبصیرت سے تبدیلیاں پیدا کرلیں۔

2- انسان نے روز اول سے ہی رہنے سہنے ،کھانے پینے ،صحت وصفائی اور اخلاق ومعاملات کے اصول سیکھ لئے اور ڈارون کے اس نظریہ کی قطعی طور پر نفی ہوگئی کہ انسان نے حیوانیت سے ترقی کر کے انسانیت کا روپ اختیار کیا ہے۔

3- آدم علیہ اسلام کا فرشتوں کو اشیاء کے نام وخواص بتانا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ فرشتوں کا درجہ طالب علم کا اور آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کا مرتبہ معلم اور استاد کا ہوا۔

4- اولاد آدم (انسان) پر لازم ہے کہ وہ اپنی حیثیت اور مقام کو پہنچانے اور خلافت ارضی کا تمام وکمال حق ادا کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ، اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ (۳۴)

اور یاد کرو! جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے لئے جھک جاؤ تو سوائے ابلیس کے سب جھک گئے، اس نے تسلیم نہ کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں شامل ہو گیا

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ - اِذْ: وقت کو ظاہر کرتا ہے۔ اُسْجُدُوْا (س ج د) سَجَدَ يَسْجُدُ، سجودًا ۔ سے فعل امر اُسْجُدْ۔ اور جمع کے لئے اُسْجُدُوْا ۔ تم سب جھک جاؤ، تعظیم بجالاؤ، لِاٰدَمَ: آدم علیہ السلام کی (تعظیم بجالاؤ)۔

سجدہ کی لغوی حیثیت کیا ہے؟

اَلسُّجُوْدُ لُغَةً، الخُضُوْعُ وَ الْاِنْقِيَادُ وَمِنْ اَعْظَمِ مَظَاهِرِهٖ وَضْعُ الجِبْهَةِ عَلَى التُّرَابِ (المراغی)

"لغت میں سجدہ خضوع وخشوع، عاجزی وفروتنی کا نام ہے اور ظاہری طور پر اس کی سب سے نمایاں شکل اپنی پیشانی کو خاک پر رکھ دینا ہے"۔ شریعت میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کے ارادہ سے پیشانی زمین پر رکھنا ہے۔

یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ سجدہ عبادت صرف اور صرف رب کائنات، اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور کسی اور کے لئے ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔ آیت میں سجدہ سے مراد عزت وتکریم ہے۔

كَانَ السُّجُوْدُ تَحِيَّةً (مدارک) "آدم کے لیے یہ سجدہ سلام اور عزت کے طور پر تھا"۔

تَكْرِمَةً لِاٰدَمَ لَا لِعِبَادَةٍ لِاٰدَمَ (ابن جریر) "یہ سجدہ آدم کی عزت وتکریم کے لئے تھا نہ کہ آدم کی عبادت کے لئے"۔

صاحب روح المعانی علامہ آلوسی لکھتے ہیں: قِيْلَ لِلْمَعْنَى اللُّغَوِيِّ وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ وَضْعُ الْجِبَاهِ بَلْ كَانَ ذٰلِكَ مُجَرَّدُ تَذَلُّلٍ وَانْقِيَادٍ (روح) "یہ سجدہ لغوی معنی کے لحاظ سے تھا، اس میں پیشانی کا زمین پر رکھنا نہ تھا، یہ محض عزت واطاعت کے لیے تھا"

اس سے گویا آدمؑ اور ذریت آدمؑ کی عزت وسرفرازی مقصود تھی کہ خلافت ارضی کا تاج اس کے سر پر رکھا گیا تھا، شریعت محمدیؐ سے پہلے یہ سجدہ (تعظیمی) جائز تھا چنانچہ سیدنا یوسفؑ کو دربار مصر میں اللہ تعالیٰ نے انہیں بلند مقام عطا فرمایا اور ان کے والدین اور بھائی وہاں پہنچے تو بھائی عزت کے طور پر ان کے آگے جھک گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا (یوسف:۱۰۰) "(اور یوسف کے بھائی) یوسف کے سامنے جھک گئے"۔

شریعت محمدیؐ نے سجدہ تعظیمی کو بھی ممنوع قرار دیا تا کہ شرک و جہالت کے رخنے ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں۔

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ (تو سب ملائکہ جھک گئے مگر ابلیس) اِلَّا کلمہ استثنا، سوائے، اِبْلِيْس، بلس سے ہے (اَبْلَسَ يُبْلِسُ، اِبْلَاسًا) اس کا لفظی معنی، مایوس اور ناامید ہونا ہے۔ اس نام کی مناسبت غالباً یہ ہے کہ اس نے آدمؑ کی عزت و تکریم بجالانے میں حکم الٰہی کی نافرمانی کی اور وہاں سے نکالا اور راندہ گیا، اس طرح رحمت الٰہی سے مایوس اور نامراد ہوا، ابلیس کون تھا؟ قرآن میں ہے: كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ (الکھف:۵۰) "وہ جنوں میں سے تھا، اس نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی"۔

اس نافرمانی سے قبل عبادت وریاضت کی وجہ سے وہ ملائکہ کی صف میں شامل ہو چکا تھا اور اس وقت جب ملائکہ کو آدمؑ کی عزت وتکریم بجالانے کا حکم ہوا تو یہ وہاں موجود تھا۔ انسان کی تخلیق خاک سے ہوئی اور وہ آگ سے بنایا گیا تھا، جس طرح انسان کا خاکی ڈھانچہ گوشت پوست سے بنا ہوا ہے اسی طرح اسکے آگ کے ڈھانچہ کی بھی کوئی شکل ہوگی۔ خاک ہمیشہ نیچے بیٹھتی ہے اور آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے۔ اسی غرور پر اس نے کہا تھا: اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ، خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (الاعراف:۱۲) "(اے رب!) میں آدمؑ سے بہتر ہوں، کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے، اور اسے خاک سے (میں بھلا اس انسان کی عزت کیسے کرسکتا ہوں۔؟)" اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی نافرمانی پر اسے بارگاہ الٰہی سے نکل جانے کے آرڈر ملے۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ (الاعراف:۱۳)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نیچے اتر یہاں سے، تیرا حق نہ تھا کہ تو یہاں تکبر کرتا، تو ذلیل لوگوں سے ہے"۔

اس ذلت اٹھانے کے بعد ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے انسانوں کو گمراہ کرنے کی تا قیامت مہلت مانگی، جو اسے دیدی گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے، اس کی مکمل حکمت سمجھنا تو ہمارے بس سے باہر ہے، تاہم یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اس سے انسان کی آزمائش اور امتحان مقصود ہے، اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی پیروی کرتے ہیں ہمیشہ اس کی مدد کا سہارا لیتے ہیں وہ ابلیس اور اس کے لشکر سے محفوظ ہو جاتے ہیں، وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور جو لوگ خواہشات نفس کا شکار ہو جاتے ہیں اور ابلیس اور اس کے لشکر کے پیچھے چلتے ہیں وہ گمراہ اور برباد ہو جاتے ہیں۔

سید قطبؒ شہید اس سلسلہ میں بڑی خوبصورت بات لکھتے ہیں: "اب دائمی جنگ کا میدان کھل کر سامنے آ گیا۔ شر کی مجسم مخلوق ابلیس اور خلیفۃ اللہ فی الارض انسان کے مابین جنگ کا میدان! وہ جنگ جو انسانی ضمیر میں مسلسل جاری رہتی ہے اس جنگ میں خیر کو اس حد تک کامیابی ملتی ہے جس حد تک انسان اپنے ارادے اور اپنے رب سے کئے ہوئے عہد کو مضبوطی سے تھامتا ہے اور شر کو اس قدر کامیابی ہوتی ہے جس حد تک انسان اپنے آپ کو خواہشات کے حوالے کرتا اور اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب سے دور ہوتا ہے۔" (فی ظلال القرآن)

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ، كَانَ بمعنی صَارَ (ابلیس) ہوا۔ مِنْ۔سے، کافر کی جمع کافرین۔انکار کرنے والے، حکم عدولی کرنے والے، اور ابلیس انکار کرنے والوں میں سے ہوا۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

1- آدمؑ اور اس کی ذریت کا فرشتوں اور جنوں پر شرف ثابت ہوتا ہے مگر یہ اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک وہ رب کائنات کی بندگی اور اطاعت کا دم بھرتے رہیں۔

2- تکبر اور حسد سے بچو کہ یہی ابلیس کی تباہی وبربادی کا سامان ہوئے

تکبر عزازیل راخوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

تکبر نے شیطان کو ذلیل وخوار کیا اور اسے لعنت کے قید خانہ میں (ہمیشہ کیلئے) گرفتار کر دیا۔

3- ابلیس سے ہمیشہ دشمنی رکھو کہ وہ اللہ کی نافرمانی سے ناکام ونامراد ہوا۔

4- نافرمانی سے بچو کہ وہ بالآخر کفر تک پہنچا دیتی ہے۔

5- انسان خواہ کتنا ہی عبادت گزار ہو جائے پھر بھی اسے عاجز وخاکسار ہی رہنا چاہئے، جونہی غرور اور تکبر پیدا ہوتا ہے تو اس کی عبادت ضائع ہو جاتی ہے۔

....

وَقُلْنَا يٰآدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا، وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۳۵) فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ، وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ (۳۶)

پھر ہم نے کہا: اے آدمؑ! تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو سہو اور جہاں چاہو جی بھر کے کھاؤ پیو البتہ اس درخت کے پاس نہ پھٹکنا ورنہ تم دونوں ظالموں میں شمار ہو گے، آخر کار شیطان نے ان دونوں کو پھسلایا اور جس (عیش وآرام) میں وہ تھے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں وہاں سے نکلوا دیا، تب ہم نے کہا، تم سب یہاں سے نکل جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں رہنا سہنا اور گزر بسر کرنا ہوگا

وَقُلْنَا یٰآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ -- قُلْنَا فعل ماضی، جمع متکلم، ہم نے کہا (قَالَ یَقُوْلُ، قَوْلًا) اُسْکُنْ فعل امر، واحد مذکر حاضر، رہو، سکونت اختیار کرو (سَکَنَ یَسْکُنُ، سَکَنًا) اَنْتَ ضمیر مخاطب (تم) خطاب حضرت آدم علیہ السلام سے ہو رہا ہے اور حکم رب کریم سے مل رہا ہے۔ زَوْجُکَ (ز و ج ک) اے آدمؑ! تم اور تمہاری بیوی رہیں۔ اَلْجَنَّۃَ، ایسا باغ جس کے درخت زمین کو چھپالیں اس کی جمع جنات ہے۔ وَ اور، کُلَا، فعل امر تثنیہ مذکر (تم دونوں کھاؤ) اَکَلَ یَأْکُلُ، اُکُلًا -- مِنْھَا (مِنْ -- ھَا) سے، ھا کی ضمیر جنت کی طرف ہے۔ رَغَدًا (ر غ د) رَغِدَ یَرْغَدُ سے مصدر رَغَدًا اور اسم صفت بھی ہے یعنی بغیر کسی فکر کے کھانا (eat freely to your fill) حَیْثُ، ظرف مکان (جہاں سے) شِئْتُمَا (ش ئ) شَاءَ یَشَاءُ -- چاہنا پسند کرنا، شِئْتُمَا تثنیہ کا صیغہ ہے، تم دونوں چاہو، وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ -- وَلَا تَقْرَبَا (اور تم دونوں قریب بھی نہ جانا، قَرِبَ یَقْرَبُ اور قَرُبَ یَقْرُبُ، قُرْبًا) فعل نہی، تثنیہ حاضر۔ تم دونوں قریب نہ جانا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ (اس درخت کے) شجرہ نباتات میں سے ایسا پودا ہے جس کا تنا (Trunk) ہو، اس سے مراد کونسا درخت ہے؟ قرآن و حدیث میں اس کی تصریح موجود نہیں ہے۔

فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ، فَتَکُوْنَا (کَانَ یَکُوْنُ، کَوْنًا) ہونا، تکونا مضارع تثنیہ مخاطب، ف کے معنی (پس) تم دونوں ہو جاؤ گے مِنْ، سے ظَالِمٌ کی جمع ظَالِمُوْنَ اور مِنْ کی وجہ سے ظَالِمِیْنَ پڑھا جائیگا، اور کسی چیز کا محل اصلی پر نہ رکھنا ظلم کہلاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی بجائے نافرمانی پر ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

مولانا محمد حنیف ندویؒ لکھتے ہیں:

''قرآن حکیم، انسانی خلافت، انسانی علم کے بعد پہلے انسان کے لئے جو جگہ تجویز فرماتا ہے، وہ جنت ہے یعنی رضائے الٰہی کا آخری مظہر، یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ انسان کی اصل جگہ جنت ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ بارگاہ رحمت و فیض میں عیش و خلود کی زندگی بسر کرے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے کہ تم یہیں رہو، مگر اس درخت کو استعمال میں نہ لانا ورنہ رحمت الٰہی سے دور ہو جاؤ گے اور تمہیں کچھ عرصے کے لئے اپنے اصلی مقام سے الگ رہنا پڑے گا۔

یہ قید اس لئے لگا دی تاکہ آدم علیہ السلام کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ بعض افعال کے ارتکاب سے ناراض ہو جاتا ہے، اس کا خیال رہے، یہی مطلب ہے اس حدیث کا۔ اِنَّ الْجَنَّۃَ حُفَّتْ بِالْمَکَارِہِ ''کہ جنت میں آدمی ابتلاء و آزمائش میں پورا اترنے کے بعد جاسکتا ہے، ان سب آیات سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کا جو مرتبہ قرآن نے بیان کیا ہے وہ دنیا کی کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب میں مذکور نہیں ہے، قرآن کہتا ہے پہلا انسان اللہ کا نائب ہے، اشیاء و حقائق کا عالم ہے، لیکن جنت و فردوس ہے اور ساری کائنات کا مرکز مقصود ہے اور فرشتوں کا مسجود ہے"۔ (تفسیر سراج البیان)

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

"آدم اور حوا۔ دونوں کے لئے تمام پھل مباح (جائز) کر دیئے گئے، بجز ایک درخت کے، زمین کی زندگی میں انسان کیلئے جو چیزیں لازماً ممنوع ہونے والی تھیں، یہ درخت ان کیلئے ایک رمز (نشان) کی حیثیت رکھتا ہے! کسی ممنوع چیز کے سامنے آئے بغیر انسانی ارادہ کا اثبات نہیں ہوتا، نہ صاحب ارادہ انسان جانور سے جسے ہنکایا جاتا ہے ممتاز ہوتا ہے، نہ ایفائے عہد اور شرط کی پابندی کرنے کے سلسلہ میں اس کے صبر کا امتحان ہوتا ہے، ارادہ ہی انسان اور حیوان کے درمیان فرق اور امتیاز پیدا کرتا ہے، اس طرح کے عزم و ارادہ کے بغیر جو لوگ دنیا کی نعمتوں سے متمتع ہوتے ہیں وہ حیوانات کی دنیا کے ہیں، خواہ ان کی شکلیں آدمیوں جیسی ہوں"۔ (فی ظلال القرآن)

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا (ف — اَزَلَّ — هُمَا) پس، پھسلایا۔ ان دونوں کو اَزَلَّ يُزِلُّ اِزْ لَالٌ باب افعال (ز ل ل) ڈگمگانا پھسلانا امام راغب لکھتے ہیں: اَلزَّلَّةُ فِي الْاَصْلِ اِسْتِرْسَالُ الرِّجْلِ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ یعنی بغیر قصد و ارادہ کے پاؤں کی لغزش (مفردات القرآن) شیطن کا مادہ شطن ہے، اس کے معنی دور ہونا، خیر و رحمت سے دوری کے سبب اسے شیطان کہا گیا ہے، اس کا بڑا (ring leader) تو یقیناً ابلیس ہے، اس کے علاوہ جنوں اور انسانوں میں سے بے شمار ساتھی اس نے بنا لئے ہیں، وہ بذات خود جنوں میں سے ہے، عَنْهَا، عَنِ الشَّجَرَةِ، درخت سے بہکایا، اس طرح سبز باغ دکھاتے ہوئے وہ آدمؑ سے مخاطب ہوا۔

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى (طٰهٰ:۱۲۰)

"پھر شیطان نے آدمؑ کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا" آدمؑ! میں تمہیں وہ ابدی زندگی اور لازوال سلطنت کا درخت نہ بتاؤں"۔

فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ: (ف — اَخْرَجَ — هُمَا) پس۔ نکال دیا ان دونوں کو اَخْرَجَ يُخْرِجُ اِخْرَاجًا باب افعال (نکالنا) مِمَّا (مِنْ — مَّا) سے، جو کانا (وہ دونوں تھے) جس میں کہ وہ دونوں تھے، یعنی آدم و حوا عزت و تکریم کی جگہ سے نکالے گئے یعنی جنت سے زمین پر بھیجے گئے، وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ، اِهْبِطُوْا (ہ ب ط) هَبَطَ يَهْبِطُ هُبُوْطًا - امام راغبؒ لکھتے ہیں ھبوط کے معنی بے اختیاری کی حالت میں نیچے آنے کے ہیں (مفردات القرآن) بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو یعنی شیطان تمہارا ازلی دشمن ہے اور تم بھی اس کے ساتھ دشمنی کرو۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا (فاطر:۶) "شیطان یقیناً تمہارا دشمن ہے، لہٰذا اسے دشمن ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمجھو۔"

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ - وَلَكُمْ اور تمہارے لئے ،فِي الْأَرْضِ زمین میں ہے۔
مُسْتَقَرٌّ (اِسْتَقَرَّ يَسْتَقِرُّ، اِسْتِقْرَارًا) ٹھہرنا،مُسْتَقَرٌّ۔قرارگاہ،ٹھکانہ وَمَتَاعٌ، اَلْاِنْتِفَاعُ،فائدہ حاصل کرنا۔اِلٰی حِیْنٍ
ایک مدت تک یعنی جب تک اللہ تعالیٰ نے تمہاری زندگی زمین پر رکھی ہے۔

آیات کی حکمت وبصیرت:

۱) انسان کا اصلی مقام جنت ہے۔یہ دنیا عارضی اور دارالعمل ہے اور وہ صرف اچھے اعمال ہی سے اپنی جنت بنا سکتا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

۲) انسان کو ایسے اعمال سے بچنا لازم ہے جو خالق و مالک کی ناراضگی کا سبب ہوں گویا کہ ان کی حیثیت شجر ممنوعہ کی سی ہے۔

۳) شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور وہ نت نئے بہانوں اور طریقوں سے انسان کو بہکاتا اور پھسلاتا ہے بلکہ اس نے اپنے ساتھیوں (انسانوں اور جنوں میں سے) اچھا خاصا لشکر تیار کرلیا ہے جو ہمہ وقت دشمنیوں پر مامور ہیں۔لہٰذا تم بھی ان سے دشمنی رکھو۔

۴) ہمارے لئے مشعل راہ صرف ہدایت ربانی ہے اور رب کائنات کی مدد کا سہارا لے کر ہی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

....

فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ، اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (۳۷)

پھر آدم نے اپنے رب سے (معافی مانگنے کے) چند کلمات سیکھ کر توبہ کی تو اللہ نے قبول فرمالی، بلاشبہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے (نہ صرف توبہ قبول کرتا ہے بلکہ توبہ کی توفیق بھی دیتا ہے)

فَتَلَقّٰى (فَ-تَلَقّٰى) پس۔سیکھ لئے،تَلَقّٰى ماضی واحد مذکر غائب اس کا مادہ(Root word)(ل ق ی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے تَلَقّٰی یَتَلَقّٰی (بابِ تفعّل) ہے، سیکھنا، حاصل کرنا (to learn) مِنْ (سے) حروف جارہ میں سے ہے جو اپنے بعد والے اسم کو عموماً زیر دیتے ہیں۔ رَبِّہٖ مِنْ کی وجہ سے رَبِّہٖ پڑھا جا رہا ہے، ربّ، اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ہے، پروردگار، پالنہار، ہر چیز کو پیدا کرنے والا، نہ صرف پیدا کرتا ہے بلکہ زندگی کا سروسامان بھی کرتا ہے، حفاظت اور نگرانی کرتا ہے، رہبری اور رہنمائی فرماتا ہے اور ہر شے کو حدِ کمال تک پہنچاتا ہے۔ امام راغبؒ لکھتے ہیں:

''اَلرَّبُّ فِی الْاَصْلِ التَّرْبِیَۃُ وَھُوَ اِنْشَاءُ الشَّیْءِ حَالًا فَحَالًا اِلٰی حَدِّ التَّمَامِ'' (مفردات القرآن)

''اَلرَّبُّ کے اصل معنی تربیت کرنا یعنی کسی چیز کو تدریجاً نشوونما دے کر حد کمال تک پہنچانا کے ہیں'' اردو زبان میں اس کیلئے موزوں لفظ مربی ہے، اگر کوئی بندہ اس وسیع وعریض پھیلی ہوئی کائنات پر غور و فکر کرے تو ہر طرف رب العالمین کی کرشمہ سازیاں عیاں نظر آئینگی۔ کیا خوب کسی عرب شاعر نے کہا ہے

وَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَہٗ اٰیَۃٌ

تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ

کائنات کی ہر چیز اس کی یکتائی پر شہادت دے رہی ہے۔

کَلِمٰتٍ، کَلِمَہ اس کا مفرد ہے، وہ کونسے کلمات تھے جو آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے سیکھے؟ مفسرین نے لکھا ہے۔

اَیْ اَلْھَمَہُ اللّٰہُ اِیَّاھَا فَاَنَابَ اِلَیْہِ بِھَا وَھِیَ کَمَا فِیْ سُوْرَۃِ الْاَعْرَافِ – ''یعنی وہ کلمات جو آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہام کیے اور جن سے اس نے توبہ قبول فرمائی، وہ سورۃ اعراف کی اِس آیہ مبارکہ کے ہیں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (الاعراف:۲۳) ''ہمارے رب! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا، اگر تو ہمیں معاف نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ فرمائے گا تو یقیناً ہم نقصان اٹھائیں گے''۔

فَتَابَ عَلَیْہِ (تَابَ یَتُوْبُ تَوْبَۃً) اظہار ندامت اور معافی طلب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا، فَتَابَ عَلَیْہِ: اَیْ قَبِلَ تَوْبَتَہٗ مِنْہُ (راغب اصفہانی) اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کر لی، یہاں پر آدم کے ساتھ ان کی زوجہ کا ذکر نہیں ہے اس لئے کہ مرد متبوع اور زوجہ اس کی تابع ہے اور یہ عربی بلاغت کا نمونہ ہے، اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ، اِنَّہٗ ھو، بیشک وہی تو ہے التوّاب – اللہ کا صفاتی نام ہے اور مبالغہ کا صیغہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ کثرت سے قبول کرتا رہتا ہے اس لئے اسے توّاب کہا جاتا ہے (راغب اصفہانی) الرَّحیم - یہ بھی صفاتی نام ہے اور مبالغہ کا صیغہ ہے اس کی رحمت ہمیشہ جاری وساری رہتی ہے، نہ صرف اپنے بندوں کی بے حد وحساب توبہ قبول کرتا ہے بلکہ انہیں اپنے سایۂ رحمت میں ڈھانپ بھی لیتا ہے۔ سبحان اللہ!

مولانا محمد حنیف ندویؒ لفظ توبہ پر لکھتے ہیں: اَلتَّوْبَۃ – گناہ پر نادم و پشیمان ہونا اور اس کے نتیجے میں اللہ کی جانب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رجوع ہونا تَابَ۔ گناہ سے باز آیا اور نیکیوں کی طرف لپکا، توبہ کا صلہ اگر حرف اِلٰی ہو تو اس کے معنی انابت یا اللہ کی طرف لوٹنے کے ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے۔ وَتُوبُوا اِلَی اللّٰهِ جَمِيعًا (النور:۳۱) ''اور تم سب اللہ کی طرف لوٹو (رجوع کرو)''۔

اور اگر لفظ تَابَ کا فاعل اللہ ہو تو اس کے معنی اللہ تعالیٰ کے کرم و بخشش کی ارزانیاں ہوتی ہیں جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ (التوبہ:۱۱۷) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے نبی پر اور مہاجرین و انصار پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی۔ انہی معنوں میں اللہ تعالیٰ تَوّاب ہے یعنی اس کا کوئی بندہ جب گناہ کی زندگی کو ترک کر کے اللہ کی جانب بڑھتا ہے اور نیکیوں کو اپنا لینے کا قصد کرتا ہے تو اللہ کی رحمتیں جوش میں آ جاتی ہیں اور اس کی قدم قدم پر رہنمائی کرتی ہیں۔

گناہ کا اسلامی تصور بنیادی طور پر یہودیوں سے مختلف ہے اسلامی نقطہ نظر سے گناہ کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ ایک انسان صحیح راہ سے بھٹک گیا، لیکن جونہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا، اس کے قدم دوبارہ صحیح راہ پر پڑ گئے اس کا تعلق یکسر فکر و ذہن کی لغزش سے ہے جس کی تلافی ہر وقت ممکن ہے، گناہ ہرگز ایسی چیز نہیں جو انسان سے چپک جائے اور اس سے کسی طرح بھی خلاصی حاصل نہ کی جا سکے، اور قیامت تک نوع انسانی اس کی اذیتوں اور نتائج سے دوچار ہوتی رہے، اسلامی تعلیم یہ ہے کہ گناہ بہر حال قابل عفو ہے، توبہ شرط ہے، اگر ایک مسلمان گناہ کی برائیوں کو اچھی طرح سمجھ لیتا ہے، اسے ترک کر دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں نیکیوں کو اختیار کرنے کا تہیہ کر لیتا ہے تو گناہ اپنے تمام اثرات بد کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، یہی مطلب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا: التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ۔ ''کہ گناہ سے توبہ کر لینے والا ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے سرے سے کوئی گناہ کیا ہی نہیں'' (لسان القرآن جلد 1)۔

آیۃ مبارکہ کی حکمت و بصیرت:

۱) بھول اور خطا انسانی سرشت میں ہے۔

۲) اچھے انسان وہ ہوتے ہیں جنہیں اپنی غلطیوں اور خطاؤں کا احساس ہو جائے اور وہ اپنے رب کے حضور ندامت کے آنسو بہا کر سچی توبہ کر لیں۔

۳) رب کی شان کریمی ہے کہ وہ صدق دل سے توبہ کرنے والوں کو معاف فرما دیتا ہے، نہ صرف معاف فرما دیتا ہے بلکہ انہیں اپنی بے پایاں رحمتوں اور شفقتوں سے نوازتا ہے۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا، فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۳۸)

ہم نے کہا تم سب یہاں (جنت) سے نیچے (زمین پر) اُتر جاؤ، پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے، تو جو کوئی میری ہدایت کی اتباع کرے گا تو ایسے لوگوں کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے

قُلْنَا (ق و ل) قَالَ يَقُوْلُ ، قَوْلًا ، قُلْنَا ہم نے کہا فعل ماضی صیغہ جمع متکلم، اللہ تعالیٰ واحد ہے اور اس کے لئے جمع کا صیغہ عزت وعظمت کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یہ عربی زبان کا قاعدہ ہے، اِهْبِطُوْا، تم سب اترو فعل امر (هَبَطَ يَهْبِطُ هُبُوْطًا) مِنَ الْجَبَلِ پہاڑ سے اُتر آنا (مِصْبَاحُ اللُّغَاتِ) اَلْهُبُوْطُ ، اَلْاِنْحِدَارُ عَلٰى سَبِيْلِ الْقَهْرِ كَهُبُوْطِ الْحَجَرِ، اَلْهُبُوْطُ کے معنی کسی چیز کے بے اختیاری کی حالت میں نیچے اترنے کے ہیں جیسا کہ پتھر بلندی سے نیچے گر پڑتا ہے (مفردات القرآن امام راغب اصفہانی) مِنْهَا (مِنْ ـ هَا) سے، اس سے، یعنی جنت سے (اے اولاد آدم) اِهْبِطُوْا جَمِيْعًا، تم سب جنت سے اُتر جاؤ، مراد ذریت آدم ہے، وَالْمُرَادُ الذُّرِيَّةُ (ابن کثیر) مِنهَا میں ضمیر جنت کی طرف ہے۔

مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:۔

جنت سے زمین پر اترنے کا حکم اس سے پہلی آیت میں آچکا ہے اس جگہ اس کو مکرر لانے میں غالباً حکمت یہ ہے کہ پہلی آیت میں زمین پر اتارنے کا ذکر بطور عتاب اور سزا کے آیا تھا، اس لئے اس کے ساتھ انسانوں کی باہمی عداوت کا بھی ذکر کیا گیا (نیز شیطان اور انسان کی آپس میں دشمنی کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے) یہاں زمین پر اتارنے کا ذکر ایک خاص مقصد خلافت الٰہیہ کی تکمیل کے لئے اعزاز کے ساتھ ہے۔ اسی لئے اس کے ساتھ ہدایت بھیجنے کا ذکر ہے جو خلافت الٰہیہ کے فرائض منصبی میں سے ہے اس لئے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر چہ زمین پر اترنے کا ابتدائی حکم بطور عتاب اور سزا کے تھا مگر بعد ازاں جب خطا معاف کر دی گئی تو دوسری مصالح اور حکمتوں کے پیش نظر زمین پر بھیجنے کے حکم کو اس کی حیثیت بدل کر برقرار رکھا گیا ہے اور اب ان کا نزول زمین کے حاکم اور خلیفہ کی حیثیت سے ہوا اور یہ وہی حکمت ہے جس کا ذکر تخلیق آدمؑ کے وقت ہی فرشتوں سے کیا جا چکا تھا، کہ زمین کے لئے ان کو خلیفہ بنانا ہے۔ (معارف القرآن، جلد 1)

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:۔ یہ الفاظ دو مرتبہ دہرائے گئے ہیں، ایک مرتبہ حضرت آدمؑ کی لغزش کے بعد پھر دوبارہ ان کی توبہ کے بعد، لغزش کے بعد اس کا ذکر اس لغزش کا نتیجہ بیان کرنے کے لئے ہوا ہے اور توبہ کے بعد اس کی حکمت بیان کرنے کے لئے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اب تمہیں دنیا میں بھیج کر تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہے تاکہ تمہارے برے اور بھلے میں امتیاز ہو سکے تو جو اس امتحان میں پورے اتریں گے وہ اس جنت کے وارث ہوں گے، اور جو اس امتحان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں فیل ہو جائیں گے وہ اس جنت سے محروم رہیں گے۔ (تدبر قرآن، جلد 1)

سید قطب شہید لکھتے ہیں: انسان اور شیطان کے درمیان جنگ اپنے اصل میدان کی طرف منتقل ہوگئی! اس جنگ کا آغاز ہو گیا جو نہ ختم ہوتی ہے، نہ ایک لمحہ کے لئے ملتوی یا ہلکی ہوتی ہے! اور انسان نے انسانیت کے آغاز ہی میں جان لیا کہ شیطان پر غالب ہونا چاہئے تو کیسے غالب ہوتا ہے اور جب وہ اپنے لئے خسران کو پسند کرتا ہے تو کس طرح شکست کھاتا اور مغلوب ہوتا ہے۔

آگے چل کر سید شہید لکھتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا تھا ''میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں'' ان الفاظ سے واضح ہے کہ آدمؑ اولین لمحہ سے اس زمین کے لئے پیدا کئے گئے تھے تو یہ شجر ممنوعہ کس غرض سے تھا؟ آدمؑ کی آزمائش کس لئے تھی! اور ہبوطِ ارضی کس لئے؟ وہ تو ابتداہی سے زمین کے لئے پیدا کئے گئے تھے!

میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ یہ تجربہ اس خلیفہ ارضی کی تربیت اور تیاری کیلئے تھا، اس لئے تھا کہ اس کے وجود میں جو قوتیں پوشیدہ ہیں، وہ بیدار ہو جائیں! اس لئے تھا کہ وہ جان لے کہ کس طرح وہ گمراہی میں مبتلا ہوتا، اس کے انجام کا مزہ چکھتا، ندامت سے دوچار ہوتا، اپنے دشمن کو پہچانتا اور پھر اس ہستی سے پناہ چاہتا جو پناہ دہندہ اور امن کا سرچشمہ ہے!

شجر ممنوعہ، لذت کے ساتھ شیطان کی وسوسہ اندازی! اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے، انسان کا اللہ سے کئے ہوئے عہد کو فراموش کرنا، غفلت و مدہوشی کے بعد ہوش میں آنا، نادم ہونا اور پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہنا...... یہ سارا قصہ فی الواقع نوعِ انسانی کا وہ تجربہ ہے جو بار بار اور نئے نئے انداز میں اسے ہوتا رہتا ہے۔

اس مخلوق۔ انسان پر اللہ کی رحمت اس بات کی متقاضی ہوئی کہ انسان اپنی خلافت کے مستقر...... زمین...... پر اس طرح اترے کہ وہ اس تجربہ سے گزر چکا ہو جس سے وہ زمین میں مدت ہائے دراز تک دوچار ہوتا رہے گا، شیطان سے اس دائمی جنگ کے لئے وہ پوری طرح تیار ہو اور اسے شروع ہی میں اس سے آگاہ کر دیا گیا ہو اور اسے عبرت و نصیحت ہو گئی ہو! (فی ظلال القرآن، جلد 1)

فَاِمَّا (فَ۔اِنْ۔مَّا) فَ: پس۔ اِنْ شرطیہ اور ما تاکید سے مرکب ہے۔ معنی اگر۔ یَـاْتِیَنَّکُمْ (یَاْتِیَ۔نَّ۔کُمْ) اَتَـی یَـاْتِـیْ، اِتْیَانٌ آنا، نَّ (شد کے ساتھ، نونِ ثقیلہ کہلاتا ہے اور تاکید کا معنی دیتا ہے) مِنِّیْ (مِنّ۔یْ) طرف سے۔ میری۔ هُـدًی۔ هَـدٰی۔ یَهْـدِیْ۔ هُـدًی، وَهَـدْیًا وهِدْيَةً وَهِدَايَةً (مصباح اللغات) رہنمائی کرنا، ہدایت کرنا هُـدًی یعنی وہ ہدایت جو رسولوں کے ذریعے سے تمہاری طرف بھیجی جائیگی اور نون ثقیلہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ ہدایت یقیناً آکر رہے گی۔ فَـمَـنْ (فَ۔مَنْ) پس۔ جس نے، تَبِـعَ (تَبِعَ یَتْبَـعُ تَبْعًا) نقش قدم پر چلنا۔ حکم پر عمل کرنا، هُدَایَ هُدَا۔ مضاف۔ یَ مضاف الیہ۔ میری ہدایت۔ فَلَا خَوْفٌ۔ پس نہیں خوف عَلَیْهِمْ۔ ان پر۔ وَلَا هُمْ اور نہ وہ یَحْزَنُوْنَ (ح ز ن) حَزِنَ یَحْزَنُ، غمگین ہونا، پریشان ہونا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خـوف آئندہ پیش آنے والی کسی تکلیف ومصیبت کے اندیشہ کا نام ہےاور حـزن کسی مقصدومراد کے فوت ہو جانے سے پیدا ہونے والے غم کو کہا جاتا ہے، گویا خوف کا تعلق مستقبل سے ہے جبکہ حُزن کا ماضی سے۔یعنی ابرار وصالحین کو آئندہ نہ کوئی سزا اور خطرہ پیش آنے والا ہے اور نہ وہ لوگ اپنی دنیاوی زندگی پر کوئی حسرت اور افسوس ہی کریں گے بلکہ ہر طرح سے فرحاں وشاداں رہیں گے۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) انسان کو زمین کی خلافت عطا کی گئی ہے، یہ اس کا بہت بڑا شرف ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس زمین پر اللہ تعالیٰ کا نظام جاری وساری کرے۔

۲) انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کیلئے وقتاً فوقتاً انبیاء ورسل کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نسلِ انسانیت کی ہدایت کے لئے تشریف لے آئے۔

۳) اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ورحمت کا فیضان ہمیشہ جاری رہا تاکہ انسان عمل صالح کر کے ابدی ودائمی جنت کے حقدار بن جائیں۔

۴) زندگی کے غم وحزن سے چھٹکارا پانے کا صرف یہی حل ہے کہ وہ ہدایت الٰہی کے پیرو بن جائیں۔

....

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ، اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۳۹)

اور جنہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا اور انہیں جھٹلایا، وہی اہل جہنم ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

وَالَّذِيْنَ، اور وہ لوگ جنہوں نے، كَفَرُوْا، کفر کیا(ک ف ر) كَفَرَ يَكْفُرُ كُفْرًا، نعمت ایمان کو چھپانا، کفر کرنا، وَكَذَّبُوْا اور انہوں نے جھٹلایا(ک ذ ب) كَذَّبَ يُكَذِّبُ، تَكْذِيْبٌ، باب تفعیل، تکذیب کرنا، جھٹلانا بِاٰيٰتِنَا (ب۔ اٰيٰتِ۔ نَا) ساتھ، آیات، ہماری یعنی ہماری آیات کو۔آیت کی جمع آیات، قرآن کی آیات، شہادتیں، معجزات، اسباق انفس وآفاق میں بکھری ہوئی نشانیاں بلکہ ہر پتہ اور ہر ذرہ رب کائنات کی قدرت پر شاہد ہے۔

فِيْ كُلِّ شَيْئٍ لَهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهُ وَاحِدٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر چیز میں اس کی قدرت عیاں ہے اور اس کی یکتائی کی شہادت دے رہی ہے۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں: ''آیات جمع ہے آیت کی، آیت کے اصل معنی اس نشانی یا علامت کے ہیں جو کسی چیز کی طرف رہنمائی کرے، قرآن میں یہ لفظ چار مختلف معنوں میں آیا ہے۔ کہیں اس سے مراد محض علامت یا نشانی ہی ہے، کہیں آثار کائنات کو اللہ کی آیات کہا گیا ہے، کیونکہ مظاہر قدرت میں سے ہر چیز اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے جو اس ظاہری پردے کے پیچھے مستور ہے، کہیں ان معجزات کو آیات کہا گیا ہے جو انبیاء علیھم السلام لے کر آتے تھے کیونکہ یہ معجزے دراصل اس بات کی علامت ہوتے تھے کہ یہ لوگ فرمانروائے کائنات کے نمائندے ہیں کہیں کتاب اللہ کے فقروں کو آیات کہا گیا ہے کیونکہ وہ نہ صرف حق اور صداقت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں بلکہ فی الحقیقت اللہ کی طرف سے جو کتاب بھی آتی ہے، اس کے محض مضامین ہی میں نہیں اس کے الفاظ اور انداز بیان اور طرز عبارت تک میں اس کے جلیل القدر مصنف کی شخصیت کے آثار نمایاں طور پر محسوس ہوتے ہیں۔ ہر جگہ عبارت کے سیاق وسباق سے بآسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ کہاں ''آیت'' کا لفظ کس معنی میں آیا ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد 1)

آیئے اب قرآن حکیم سے آیات کے مختلف معنوں کو سمجھتے ہیں۔

1- اللہ تعالیٰ کی قدرت: وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ (الروم:۲۰)

''اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر اب تم انسان ہو جو ہر جگہ پھیل رہے ہو''۔

اس آیہ مبارک پر غور کیجئے کہ ایک انسان (حضرت آدم علیہ السلام) سے کئی بلین (Billion) کی آبادی پیدا ہو چکی ہے اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، ہر انسان دوسرے انسان سے شکل وصورت، رنگ روپ، آواز حتیٰ کہ ہاتھ کے انگوٹھے کے نشان تک میں مختلف ہے، کیا یہ اس کی کاریگری اور قدرت کے نشان نہیں ہیں۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔

2- زمین وآسمان کی تخلیق: وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ (الروم:۲۲) ''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ کہ اس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا اور تمہاری زبانیں اور تمہارے رنگ مختلف بنا دیے، اہل علم کے لئے اس میں بھی کئی نشانیاں ہیں''۔

ذرا اس وسیع وعریض پھیلی ہوئی کائنات پر غور کیجئے کہ آسمان بغیر ستونوں کے کھڑا ہے اور زمین انسان کے لئے مطیع ومنقاد بنا دی گئی ہے کہ وہ اس پر کھیتی باڑی کرتا ہے، حسب خواہش سڑکیں، پل، عمارات تعمیر کرتا جاتا ہے پھر مختلف علاقوں میں رب عظیم نے آب وہوا میں لوگوں کی زبانوں (Tongues) میں فرق پیدا کیا، اگرچہ رنگ اور نسل، خطہ اور علاقہ فضیلت اور برتری کا معیار نہیں ہے بلکہ بڑائی اور برتری انسان کا حقیقی معنوں میں اپنے رب کا بندہ بننے اور نیکی کی راہ اختیار کرنے میں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3-رات کا آرام اور دن کو کام: وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ (الروم:۲۳) ''اور تمہارا رات اور دن کو سونا اور اس کا فضل (رزق) تلاش کرنا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے، جو لوگ غور سے سنتے ہیں ان کے لئے اس میں بھی بہت سی نشانیاں ہیں''۔

انسان دن بھر کام کاج سے فارغ ہو کر تھکا ہارا گھر لوٹتا ہے تو جسم آرام کی خواہش کرتا ہے اور اگر کسی کارخانہ یا فیکٹری میں رات کی ڈیوٹی ہے تو دن کو آرام کرنے کا آرزومند ہوتا ہے، اگر انسان میں روزگار کی تلاش اور معاشی دوڑ دھوپ کا داعیہ نہ رکھا جاتا تو دنیا کی یہ ساری چہل پہل اور رونق اور گہما گہمی مفقود ہو جاتی۔

4-پانی کا برسنا اور فصلوں کا لہلہانا: وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (الروم:۲۴) ''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے جس سے تم ڈرتے بھی ہو اور امید بھی رکھتے ہو (پانی کی امید پیدا ہوتی ہے) اور وہ آسمان سے پانی برساتا ہے جس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے، سمجھنے سوچنے والوں کے لئے اس میں بھی بہت سی نشانیاں ہیں''۔

یہ ہیں وہ انفس وآفاق کی آیات (نشانیاں) جنہیں ہم روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں۔

5-قرآن حکیم کی آیات: وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ''ہم نے آپ کی طرف واضح (روشن) آیات نازل کی ہیں''۔(البقرہ:۹۹)

حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی انسان اس کائنات میں پھیلی ہوئی آیات اور قرآنی آیات پر تدبر و تفکر کرے تو یقیناً راہ حق کو پالے گا اور اسے رب کائنات کی نعمتوں کا احساس اور شعور پیدا ہوگا اور پھر بے اختیار اس کی اطاعت اور بندگی کا دم بھرے گا اور جو لوگ اندھے اور بہرے ہو کر زندگی گزارتے ہیں اور ان تمام آیات کو جھٹلا دیتے ہیں۔ ارشاد ہوا: اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ، یہ لوگ تو اہل جہنم ہیں، هُمْ: وہ، فِيْهَا: اس میں، خٰلِدُوْنَ: ہمیشہ رہیں گے، اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ۔

....

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَ اِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ (۴۰)

اے بنی اسرائیل! ذرا میری نعمتوں کو یاد تو کرو جو میں نے تمہیں عطا کی تھیں اور تمہارا مجھ سے جو عہد تھا اسے تم پورا کرو اور میرا تم سے جو عہد تھا اسے میں پورا کروں گا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یٰبَنِیۤ اِسۡرَآئِیلَ ،یا۔حرف ندا،بَنِیۤ اِسۡرَائِیل ، مُنادیٰ یعنی جس کو خطاب کیا جائے (O, children of Israelle) حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا، اسی سے یہ نسل بنی اسرائیل کہلائی، اسرائیل عبرانی زبان کا لفظ، اسر بمعنی عبد۔اِیل بمعنی اللہ،اسرائیل کے لفظی معنی عبداللہ، اللہ کا بندہ،حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ لقب تھا۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی نے اس پر خوبصورت نوٹ لکھا ہے۔

''بنی اسرائیل! مشہور و نامور پیغمبر حضرت ابراھیم علیہ السلام عراقی ثم شامی ثم حجازی سے مشہور و نامور دو نسلیں چلیں، ایک بی بی ہاجرہ علیھا السلام مصری کے بطن سے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام سے، یہ نسل بنی اسماعیل کہلائی، اور آگے چل کر قریش (مکہ) اسی کی ایک شاخ پیدا ہوئی ان کا وطن عرب رہا، دوسری بی بی سارہ علیھا السلام عراقی کے بطن سے فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں اور ان کے فرزند حضرت یعقوب عرف حضرت اسرائیل علیہ السلام سے یہ نسل بنی اسرائیل کہلائی، اس کا وطن شام رہا، قدیم جغرافیہ میں فلسطین کوئی الگ ملک نہ تھا، شام ہی کا جزو تھا، ایک تیسری نسل، تیسری بیوی حضرت قطورہ سے چلی اور بنی قطورہ کہلائی لیکن اسے تاریخ میں اس درجہ کی اہمیت حاصل نہیں۔

بنی اسرائیل کا عروج صدیوں تک رہا، توحید کی علمبردار دنیا میں یہی قوم رہی، انبیاء و مرسلین ان کے درمیان ہوتے رہے، بڑے بڑے عابد و زاہد ان میں پیدا ہوا کیے، حکمران، سلاطین اور فوجی جنرل بھی ان میں بڑے بڑے پیدا ہوتے رہے، نزول قرآن کے وقت ان کا دنیوی اقتدار مدت ہوئی رخصت ہو چکا تھا، اپنے وطن سے نکل کر عراق، مصر وغیرہ اطراف و جوانب پھیل چکے تھے اور ان کے بعض قبیلے حجاز اور اطراف حجاز خصوصاً یثرب (اسی کا نام بعد کو مدینۃ النبی پڑا) اور حوالیٔ یثرب میں آباد ہو چکے تھے،''بنی اسرائیل'' تو ایک قومی و نسلی اصطلاح ہے، مذہبی حیثیت سے یہ لوگ یہود تھے، اہل کتاب تھے، توراۃ محرف و مسخ شدہ ہو کر، لیکن بہر حال موجود ان کے درمیان تھی، سلسلہ وحی نبوت اور عقیدہ جزا و سزا کے کسی نہ کسی صورت میں قائل تھے، علوم انبیاء و معارف اولیا کے حامل تھے، مالدار تھے، ساہوکار تھے، ساتھ ہی سفلی عملیات، سحر و کہانت نیز تجارت کے بھی بڑے ماہر تھے، حجاز کی آبادی میں اسی دینی اور دنیوی تفوق کی بنا پر اہمیت انہیں اس وقت اچھی خاصی حاصل تھی، ملک کی عام آبادی مشرکوں اور بت پرستوں کی تھی، وہ لوگ ایک طرف تو یہود کے علم و فضل کے قائل اور ان کی دینی واقفیت سے مرعوب تھے اور دوسری طرف اکثر ان کے قرضدار بھی رہا کرتے تھے گویا کہ دینی و دنیوی اکثر حاجتوں میں انہیں کو مشکل کشا جانتے تھے اور جیسا کہ عام قاعدہ ہے کہ منظم و قاہر قوموں کے تمدن سے کمزور اور غیر منظم قومیں مرعوب و متاثر ہو جاتی ہیں مشرکین عرب بھی اسرائیلی اخلاق، اسرائیلی روایات بلکہ اسرائیلی عقائد سے بہت کچھ متاثر ہو چکے تھے اور بہت سے مسائل میں یہود کو اپنا استاد جانتے تھے۔ ان سب چیزوں کے علاوہ یہود کے مذہبی نوشتوں اور اسرائیلیوں کی مقدس زبانی روایتوں، دونوں میں ایک آنے والے نبی کی بشارت موجود تھی اور یہ لوگ اس نبی موعود کے ظہور کے منتظر رہتے تھے، ان اسباب عام و خاص دونوں کی بنا پر یہ بالکل قدرتی تھا کہ قرآن مجید میں تخاطب اس قوم کے ساتھ ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور خوب مفصل ہو۔

اس منزل پر پہنچ کر بہتر ہوگا کہ ایک نظر قرآن مجید کی ترتیب بیان پر بھی کر لی جائے، قرآن مجید کا اصل تخاطب ساری کائنات انسانی سے ہے، اسی مناسبت سے رکوع اول میں بیان اس کا ہوا کہ نوع انسان کی حقیقی تقسیمیں کل دو ہیں۔ ایک اچھے یا مومن، دوسرے برے یا کافر، مومن یا نیک وہ جو قرآن مجید کے دستور حیات کو تسلیم کرتے ہیں، کافر یا بد وہ جو اس سے انکار کرتے ہیں۔ دوسرے رکوع میں بیان کافروں ہی کی ایک خاص قسم، مخفی کافروں (منافقوں) کا ہوا اور یہ بتایا گیا کہ یہ لوگ بھی ایمان ونجات سے محروم ہی رہیں گے، تیسرے رکوع میں مخاطب ساری نسل انسانی کو کیا گیا ہے اور قرآن مجید کا اصل پیام یعنی توحید ورسالت بیان کر دیا گیا ہے، چوتھا رکوع تاریخ نسل انسانی پر ہے۔ اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ انسان کی اصل غرض آفرینش دنیا میں قانون الٰہی کی تنفیذ ہے اور حاکمیت الٰہی کی نیابت، ذرا سی غفلت میں نسل انسانی کا دیرینہ دشمن شیطان اسے پچھاڑ سکتا، اور حق سے باطل کی طرف، نور سے ظلمت کی جانب اسے موڑ سکتا ہے، لیکن انسان اگر ذرا بھی ہمت اور توجہ صرف کرتا رہے اور انبیاء کی بتائی ہوئی اور دکھائی ہوئی صراط مستقیم پر قائم رہے تو وہی غالب اور منصور رہے گا۔ اب پانچویں رکوع میں بیان اس کا شروع ہوتا ہے (اور اس کی تفصیل متعدد رکوعوں تک چلتی رہے گی) کہ مدت دراز ہوئی ایک بڑے مقبول برگزیدہ بندہ کی اولاد میں ایک خاص نسل کو توحید کی نعمت خاص سے سرفراز کیا گیا تھا مگر وہ قوم اس کی نااہل ثابت ہوئی، موقعے اسے بار بار دیئے گئے، رعایت اس کے ساتھ بار بار کی گئی لیکن ہر بار اس نے اس نعمت کو اپنے ہاتھوں ضائع کیا، یہاں تک کہ اپنی نسل کے آخری پیغمبر (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی مخالفت میں تو حد ہی سے گزر گئی۔ طویل اور مسلسل مراعات کے بعد اب حکومت الٰہی کا دستور ایک نیا ضابطہ اختیار کرتا ہے، اس ناشکر گزار، نافرمان، عصیان پیشہ قوم کو اس منصب سے معزول کیا جاتا ہے اور یہ نعمت اس سے چھین کر ایک اسمٰعیلی پیغمبر (خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے واسطہ سے دنیا کی تمام قوموں اور ساری نسلوں کے واسطے عام کی جارہی ہے۔ (تفسیر ماجدی جلد 1)

اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ - اُذْكُرُوْا، فعل امر جمع مذکر۔ تم سب یاد کرو (ذَكَرَ يَذْكُرُ، ذِكْرًا) یاد کرنا، نعمتوں کا احساس کر کے جذبہ شکر گزاری پیدا کرنا۔ نِعْمَتِيَ (نعمتٌ – ی) نعمت۔ میری الّتی – جو، اسم موصول اَنْعَمْتُ، واحد متکلم۔ میں نے انعام کی (اَنْعَمَ يُنْعِمُ اِنْعَامًا) باب افعال عَلَيْكُمْ، تم پر۔ اللہ تعالیٰ کے بنی نوع انسان پر ان گنت احسانات وانعامات ہیں اور ہر شخص پر نعمتوں کی بارش۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (سورۃ ابراھیم: ۳۴) "اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے ہو"۔

انفس وآفاق، جسم وجان، خوراک اور لباس، صبح وشام بے حد وحساب نعمتیں ہیں اور سب سے بڑھ کر ایمان واسلام کی نعمت ہے، بنی اسرائیل کو اور بھی کئی نعمتوں سے نوازا گیا۔ انبیاء کرام کا سلسلہ، دنیوی اقتدار و وجاہت، سیادت و قیادت، من وسلوی، فرعون کے پنجہ استبداد سے نجات، یوسف علیہ السلام کو مصر کی بادشاہت وغیرہ انہیں نصیب ہوئی جیسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ارشاد ہوا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (المائدہ:۲۰)

''(اور وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے جبکہ اس نے تم میں کئی نبی پیدا کئے اور کئی بادشاہ بنائے اور تمہیں وہ کچھ دیا جو اقوام عالم میں سے کسی کو نہ دیا تھا''۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْ۔ اَوْفٰى يُوْفِیْ اِيْفَاءً۔(افعال) سے فعل امر، اَوْفُوْا پورا کرو بِعَهْدِیْ (بِ، عَهد، ی) ساتھ۔ میرا، عہد یعنی میرے عہد کو۔ یعنی تم تورات کے احکامات کی پابندی کرو گے اور جب خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں تو ان پر ایمان لاؤ گے۔

اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ، میرا جو تم سے عہد ہے اسے میں پورا کروں گا، یعنی دنیا و آخرت میں تمہیں عزت و سربلندی عطا کروں گا۔

وَاِيَّایَ ۔وَ، اور اِیَّا۔ خاص، یَ۔ مجھ سے اور صرف مجھ ہی سے۔ فَارْهَبُوْنِ (ف۔ ارهبوا۔ نِیْ، نِ) اور، ڈرو، مجھ سے، رَهَبَ يَرْهَبُ سے فعل امر اِرْهَبْ، ایسا ڈرنا جس میں احتیاط اور اضطراب شامل ہو، اِرْهَبُوْا جمع کا صیغہ، تم سب ڈرو۔

آیۃ مبارکہ کی حکمت و بصیرت:

۱) انسان پر اللہ تعالیٰ کے بے حد انعامات ہیں اور ہر وقت اس کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

۲) انسان پر لازم ہے کہ وہ ہمہ وقت اپنے مولا و مالک کی اطاعت کا دم بھرے اور اس کے احکامات کو اس دنیا میں جاری و ساری کرنے کے لئے ہر طرح سے مستعد رہے۔

۳) رب کریم یقیناً اسے دنیا و آخرت کی کامیابی نصیب فرمائے گا۔

۴) وہ کبھی بھی تکبر و غرور کا شکار نہ ہو بلکہ اس کے تمام اعمال میں یہ نقطہ پیش نظر ہو کہ وہ مولا و مالک کی بخششوں کا طالب اور امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف اور مضطرب رہے گا۔

....

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِیْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّایَ فَاتَّقُوْنِ (۴۱)

اور میں نے جو کتاب (محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) نازل کی ہے اس پر ایمان لاؤ، یہ اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہے (یعنی توراۃ کی) لہٰذا سب سے پہلے تم ہی اس کے منکر نہ بن جاؤ، اور نہ ہی میری آیات کو تھوڑی قیمت پر بیچو اور صرف مجھ ہی سے ڈرو

وَاٰمِنُوْا، فعل امر جمع مذکر حاضر تم سب ایمان لاؤ۔ اٰمَنَ يُؤْمِنُ، اِيْمَانًا باب افعال، بِمَا (بِ، مَا) ساتھ اس کے، جو یعنی قرآن حکیم اَنْزَلْتُ، میں نے نازل کیا، صیغہ واحد متکلم (ن ز ل) اَنْزَلَ يُنْزِلُ، اِنْزَالٌ (اِفْعَالٌ) اتارنا، نازل کرنا، مُصَدِّقًا (ص د ق) صَدَّقَ يُصَدِّقُ تَصْدِيْقًا باب تفعیل، اس سے اسم فاعل مُصَدِّقٌ اور حال ہونے کی وجہ سے منصوب (ق پر زبر) مُصَدِّقًا ہے تصدیق کرنے والا لِمَا مَعَكُمْ، جو تمہارے پاس ہے، اشارہ توراۃ کی طرف ہے، وَلَا تَكُوْنُوْا فعل نہی (كَانَ، يَكُوْنُ، كَوْنًا) ہونا، وَلَا تَكُوْنُوْا اور نہ ہو جاؤ۔ اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ، اَیْ لَا تُبَادِرُوْا اِلَی الْكُفْرِ بِهٖ (المنار) یعنی کفر کی طرف سبقت سے کام نہ لو۔

مولانا امین احسنؒ اصلاحی لکھتے ہیں: ”قرآن مجید اس پیش گوئی کو سچی ثابت کر رہا ہے جو تورات میں آخری نبی کی بعثت اور اس بعثت کی خصوصیات سے متعلق وارد تھی۔ مقصود یہ ہے کہ اگر سمجھ سے کام لو تو قرآن مجید اور یہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے لئے چڑنے کی چیز نہیں ہیں بلکہ سر اور آنکھوں پر بٹھانے کی چیزیں ہیں کیونکہ ان کے ظہور سے سب سے زیادہ تمہارا ہی سر بلند ہوا ہے، تمہارے صحیفوں میں ان کی پیشین گوئیاں موجود تھیں اور یہ پیشین گوئیاں اب تک اپنے حقیقی مصداق کے ظہور کی منتظر تھیں، اب اس کتاب اور اس پیغمبر کے ظہور نے ان کا مصداق دنیا کے سامنے پیش کر کے تمہاری کتاب کو سند تصدیق عطا کر دی تو تمہیں تو سب سے پہلے اس پر ایمان لانے کے لئے آگے بڑھنا چاہیے۔

اس تصدیق کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جہاں تک تورات یا انجیل کے آسمانی ہونے کا تعلق ہے قرآن مجید آشکار طور پر ان کے آسمانی ہونے کی تصدیق کرتا ہے، ان کی تعلیمات کی بھی اصولی طور پر تصدیق کرتا ہے، قرآن اگر تردید کرتا ہے تو صرف ان چیزوں کی تردید کرتا ہے جو غلط طریقوں سے ان صحیفوں میں شامل کر دی گئی ہیں یا تحریف کر کے جن کی اصلی شکل بگاڑ دی گئی ہے، اس طرح غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ جہاں تک اصل تورات کا تعلق ہے (یعنی جو آسمان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی) قرآن مجید اس کی سچائی کا گواہ بن کر نازل ہوا ہے، وہ اس کو جھٹلاتا نہیں بلکہ ان چیزوں سے اس کو بری قرار دیتا ہے جو اس کو جھٹلانے والی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَ كَافِرٍ م بِهٖ یعنی سب سے پہلے اس کے کفر کرنے والے نہ بنو کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جب دوسرے کفر کر لیں تو تمہارے لئے کفر کرنا جائز ہو جائیگا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ یہ قرآن تمہاری کتاب کی تصدیق کرتا نازل ہوا ہے اور اس پر ایمان لانے کا تم سے اس کے نزول سے پہلے ہی عہد لیا جا چکا ہے، اس وجہ سے اس کو قبول کرنے اور اس پر ایمان لانے کی سب سے پہلے تم ہی سے توقع کی جا سکتی تھی لیکن یہ عجیب صورت حال ہے کہ دوسرے تو اس سے نا آشنا ہونے کے باوجود اس پر ایمان لانے کے لئے سبقت کریں اور تم اس سے پہلے سے آشنا ہو کر اس کی مخالفت کی راہ میں سبقت کرو (تدبر قرآن جلد 1)

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں: اسلام جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں، اللہ کا واحد دین ہے جو ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہے گا! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دائمی دین کو اس کی آخری شکل میں پیش کر رہے ہیں، وہ اس سلسلہ کی آخری کڑی ہے جو انسانیت کے آغاز سے اللہ کے عہد اور اس کی رسالت کی صورت میں جاری ہے، وہ ماضی کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے اور مستقبل میں جو کچھ ہونے والا ہے، اس کے سلسلے میں وہ انسانیت کی دستگیری و رہنمائی کرنے والا ہے، وہ پرانے عہد نامے، تورات اور نئے عہد نامہ، انجیل کی تعلیمات کو یکجا کرتا ہے۔ نیز انسانیت کے طویل مستقبل کے لئے خیر و صلاح کی مزید تعلیمات کا...... جتنا اللہ نے چاہا...... اضافہ کرتا ہے، وہ تمام انسانوں کو اللہ کے عہد اور اس کے دین کی بنیاد پر متحد کرتا ہے اور انہیں بھائی بھائی بنا دیتا ہے جو ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں، نوع انسانی کے افراد، گروہوں، جماعتوں، قوموں اور نسلوں میں بٹنے کے بجائے اس دین کی بدولت اللہ کے بندے بن کر ایک مرکز پر جمع ہو جاتے ہیں اور وہ سب مل کر اللہ کے اس عہد کو تھامے ہوئے ہوتے ہیں، جو زندگی کی صبح طلوع ہونے سے آج تک کبھی نہیں بدلا! (فی ظلال القرآن جلد 1)

وَلَا تَشْتَرُوْا فعل نہی جمع مذکر مخاطب، اور نہ بیچو اشْتَرٰی یَشْتَرِی اِشْتِرَاءٌ، خرید و فروخت کرنا، بِـاٰیٰتِیْ (بِ - آیٰتِ - یْ) ساتھ - آیات میری۔ یعنی میری آیات کو ثَمَنًا۔ قیمت، قَلِیْلًا۔ تھوڑی یاد رہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی آخرت کے مقابلے میں قلیل ہے، جیسا کہ ایک جگہ ارشاد ہوا۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (النساء:۷۷) ''آپ فرما دیجئے کہ دنیا کا فائدہ تو بہت تھوڑا ہے''۔

ایک اور مقام پر اس طرح آیا ہے:۔ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ (سورۃ الرعد:۲۶) ''اور دنیا کی زندگی (آخرت کے مقابلے) میں بہت تھوڑا فائدہ ہے''۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں: ''تھوڑی قیمت سے مراد وہ دنیوی فائدے ہیں جن کی خاطر یہ لوگ اللہ کے احکام اور اس کی ہدایات کو رد کر رہے تھے، حق فروشی کے معاوضے میں خواہ انسان دنیا بھر کی دولت لے لے، بہر حال وہ تھوڑی قیمت ہی ہے کیونکہ حق یقیناً اس سے گراں تر چیز ہے۔ (تفہیم القرآن جلد 1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاِيَّایَ (پس مجھ ہی سے) کلمہ حصر ہے، تاکید پیدا کرتا ہے فَاتَّقُوْنِ (ف، اِتَّقوا، نیٔ) پس۔ ڈرو۔ مجھ سے اِتَّقٰی یَتَّقِیْ، اِتِّقَاءً۔ باب افتعال، انجام کے خوف سے نافرمانی سے بچنا، یقیناً تمام اعمال کی اصل روح تقویٰ ہے۔

آیہ مبارکہ میں حکمت وبصیرت:

۱) خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت ہی تا قیامت نسل انسانیت کے لئے واجب الاطاعت ہے اور اسی میں اُخروی نجات مضمر ہے اور سابقہ تمام شریعتیں منسوخ ہیں۔

۲) آیات الٰہی میں کسی قسم کی تحریف کرنا (خواہ معنوی ہو یا لفظی) اور اس سے دنیا کی دولت کمانا، بے فائدہ اور لا حاصل ہے، دنیوی دولت خواہ کتنی عظیم ہو آخرت کے مقابلہ میں وہ بہر حال حقیر اور بے حقیقت ہے۔

....

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۴۲)

اور جانتے بوجھتے نہ تو حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کرو اور نہ ہی حق بات کو چھپاؤ

لَا تَلْبِسُوْا فعل نہی، جمع مذکر مخاطب، اور نہ چھپاؤ (لَبَسَ یَلْبِسُ، لَبْسًا) ملانا، خلط ملط کرنا (Intermix)،

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: اَصْلُ اللَّبْسِ سَتْرُ الشَّیْءِ (مفردات القرآن) دراصل لبس کے معنی کسی چیز کو چھپانے کے ہیں، لباس کو اس وجہ سے لباس کہا جاتا ہے کہ وہ جسم کو چھپا لیتا ہے۔

عربی محاورہ میں کہتے ہیں" لَبَسَ عَلَيْهِ الْاَمْرُ اَیْ خَلَطَهٗ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَعْرِفَ حَقِيْقَتَهٗ، یعنی خلطِ مبحث میں اس شخص پر حقیقت گم ہو گئی (المعجم الوسیط)

الْحَقُّ (حق) کے اصل معنی مطابقت اور موافقت کے ہیں۔ جیسا کہ دروازے کی چول اپنے گڑھے میں اس طرح فٹ آجاتی ہے کہ وہ استقامت اور مضبوطی کے ساتھ اس میں گھومتی رہتی ہے۔

اَصْلُ الْحَقِّ الْمُطَابَقَةُ وَ الْمُوَافَقَةُ كَمُطَابَقَةِ رِجْلِ الْبَابِ فِیْ حَقِّهٖ لِدَوَرَانِهٖ عَلَى اسْتِقَامَةٍ (مفردات القرآن) اور لفظ حق کئی طرح استعمال ہوا ہے، قرآن حکیم کی چند آیات سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۱) الْحَقُّ، اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ہے، یعنی وہ ذات جو حکمت کے تقاضوں کے مطابق اشیاء کو ایجاد کرے۔ لِمُوْجِدِ الشَّیْءِ بِسَبَبِ مَا تَقْتَضِيْهِ الْحِكْمَةُ (مفردات القرآن)

ارشاد ہوتا ہے: هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْحِسَابَ، مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ (یونس:۵) ''وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کر دیں، تاکہ تم برسوں اور تاریخوں کا حساب معلوم کر سکو اللہ تعالیٰ نے (یہ سب کچھ) تدبیر و حکمت سے پیدا کیا ہے''۔

(۲) قیامت کے متعلق فرمایا: وَيَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ، قُلْ اِىْ وَرَبِّىْ اِنَّهٗ لَحَقٌّ (یونس:۵۳) ''وہ آپ سے پوچھتے ہیں یہ واقعی سچ ہے (یعنی قیامت) کہیے، میرے رب کی قسم! سچ ہے''۔

(۳) قرآن حکیم کے متعلق فرمایا:

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْ لَا اُوْتِىَ مِثْلَ مَا اُوْتِىَ مُوْسٰى (القصص:۴۸) ''پھر جب ہماری طرف سے ان کے پاس حق (قرآن) آ گیا تو انہوں نے کہہ دیا، اسے ویسے معجزات کیوں نہ دیے گئے جیسے موسیٰ کو دیے گئے تھے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی معجزات کیوں نہ دیے گئے جو موسیٰ علیہ السلام کو دیے گئے تھے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن حکیم کی ہمیشہ کیلئے حفاظت اور سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون سا معجزہ ہو سکتا ہے؟

(۴) دین اسلام کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ''اور کہیے کہ حق (اسلام) آ گیا اور باطل (کفر) بھاگ کھڑا ہوا اور باطل تو ہے ہی بھاگ نکلنے والا۔

(۵) کہیں یہ عدل کے معنوں میں آیا ہے۔

يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ (النور:۲۵) ''اس دن اللہ انہیں وہ بدلہ دے گا جس کے وہ مستحق ہیں (ان کے ساتھ پورا پورا عدل کیا جائیگا)

(۶) الحق بمعنی توحید اس طرح آیا ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ، بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ (المومنون:۷۰) ''یا وہ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے بلکہ درحقیقت وہ ان کے پاس سچی بات (توحید) لایا ہے''۔

(۷) الحق بمعنی الصدق، سچائی۔

قَوْلُهُ الْحَقُّ (الانعام:۷۳) ''اللہ رب العزت کی بات سچی ہے''۔

(۸) الحق بمعنی مال (قرض)

وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ (البقرہ:۲۸۲) ''اور تحریر وہ شخص کروائے جس کے ذمہ قرض (مال) ہے)''۔

(۹) الحق بمعنی اَولیٰ، زیادہ مستحق

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ (التوبہ:۶۲) ''اللہ اور اس کا رسول زیادہ مستحق ہیں کہ ان کی رضامندی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاصل کریں"۔

الباطل۔ یہ حق کے بالمقابل ہے اور تحقیق کے بعد جس چیز میں ثبات اور پائیداری نظر نہ آئے، اسے باطل کہا جاتا ہے (مفردات القرآن) ارشاد ہوتا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَالْحَقُّ وَاَنَّ مَايَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ (لقمان:۳۱) "(یہ حقیقت تم جان لو) کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے اور اس کے علاوہ جنہیں وہ پکارتے ہیں سب باطل ہے"۔ اور باطل کا لفظ قول و فعل دونوں پر بولا جاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ (ال عمران:۷۱) "(اے اہل کتاب) تم سچ کو جھوٹ کے ساتھ خلط ملط کیوں کرتے ہو (یعنی تمہارا قول و فعل اس پر شاہد ہے)"۔ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ (كَتَمَ يَكْتُمُ كِتْمَانٌ) پردہ ڈالنا۔ چھپانا۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ اور تم اس بات کو جانتے بھی ہو۔

سید قطب شہید لکھتے ہیں:

یہود کو ہر موقع پر، جو ان کے سامنے آتا، حق کے ساتھ باطل کو گڈمڈ کرنے اور حق کو چھپانے کی عادت تھی!...... جیسا کہ قرآن نے بہت سے مقامات پر اس کی تفصیل بیان کی ہے...... اور وہ ہمیشہ اسلامی سماج میں فتنہ و فساد اور مسلمانوں کی صفوف میں انتشار و اضطراب پیدا کرنے کے باعث رہے ہیں۔

مولانا محمد حنیف ندوی لکھتے ہیں:

اپنے مطالب اور اپنی خواہشات کے لئے نفس مذہب کو بدل دینا بہت بری عادت ہے، یہودی اس میں مبتلا تھے، اس طرح کتمان حق کسی حالت میں بھی درست نہیں، لیکن یہودی اس سے بھی باز نہیں آتے تھے، قرآن حکیم نے انہیں اس عادت پر متنبہ کیا اور کہا، تم جانتے بوجھتے اس قسم کی بدقماشی کا ارتکاب کیوں کرتے ہو یہ تو گوارا کیا جا سکتا ہے کہ تم مجرم بن جاؤ، اللہ کے حکموں کی مخالفت کرو لیکن اللہ تعالیٰ کے حکموں کو تاویل و تعمق سے بدل ڈالنا تو کسی طرح برداشت نہیں کیا جا سکتا (تفسیر سراج البیان جلد 1)

آیۃ مبارکہ کی حکمت و بصیرت:

۱) حق اور باطل کو خلط ملط کرنا شرف انسانیت کے سراسر خلاف ہے چہ جائیکہ اہل کتاب ہوتے ہوئے ایسا کریں۔ خود بدلتے نہیں، قرآن کو بدل دیتے ہیں

۲) کتمانِ حق (سچی بات) کو چھپانا، انسان کے باطن کی خرابی کا نتیجہ اور اس کا انجام دنیا و آخرت میں تباہی و بربادی ہے۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاَقِيْمُو الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (۴۳)

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو''

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور نماز قائم کرو۔ اَقَامَ يُقِيْمُ اِقَامَةً خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور کامل اخلاص کے ساتھ اپنی جبین نیاز اس کے در پر جھکانے کا نام اقامتِ صلوٰۃ ہے۔

اَلْاِقَامَةُ هِيَ الْاِتْيَانُ بِالشَّيْئِ مُقَوَّمًا كَامِلًا (المنار) ''کسی چیز کے مکمل اور درست طور پر بجالانے کو اقامت کہتے ہیں''۔ اقامت صلوٰۃ میں (وقت کی پابندی، خشوع، تعدیل ارکان، غرض جملہ لوازم باطنی اور شرائط ظاہری شامل ہیں) صلوٰۃ کے لفظی معنی دعا کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں ایک مخصوص ہیئت کی معروف عبادت کا نام ہے اور یہ نام بھی اسی سے پڑا ہے کہ دعا ہی اس عبادت کا جزو اعظم ہے۔ (تفسیر ماجدی)

مولانا امین احسنؒ اصلاحی لکھتے ہیں:

اقامت کے معنی کسی چیز کو کھڑے کرنے یا اس طرح سیدھے کرنے کے ہیں کہ اس میں کوئی ٹیڑھ باقی نہ رہ جائے، فرمایا ہے کہ نماز قائم کرو، یہ نہیں کہا ہے کہ نماز پڑھو، قرآن نے نماز کے لئے قائم کرنے کا لفظ استعمال کر کے ایک ہی ساتھ کئی حقیقتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

پہلی چیز جس کی طرف یہ لفظ متوجہ کرتا ہے وہ نماز میں اخلاص ہے یعنی نماز صرف اللہ ہی کے لئے پڑھی جائے اور کسی کو اس میں شریک نہ کیا جائے، اس کے اندر سیدھے کرنے کا جو مفہوم ہے اس کا تقاضا اس وقت تک پورا نہیں ہوسکتا جب تک یہ پوری یکسوئی کے ساتھ اللہ ہی کے لئے نہ پڑھی جائے، دوسرے مقام پر یہ حقیقت واضح لفظوں میں بھی بیان کر دی ہے۔

وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (الاعراف:۲۹) ''اور اسی کی طرف اپنے رخ کرو ہر مسجد کے پاس، اور اسی کو پکارو اسی کے لئے اطاعت کو خاص کرتے ہوئے''۔

یہیں سے یہ بات بھی نکلی کہ نماز میں رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے کیونکہ وہی توحید اور اخلاص کا مرکز ہے، دوسری چیز جس کی طرف یہ لفظ اشارہ کرتا ہے، وہ نماز کے اصل مقصود پر دل کو پوری طرح جمانا ہے، نماز کا اصل مقصود ذکر الٰہی میں خشوع وخضوع ہے، اگر آدمی اس چیز سے غافل ہو کر نماز پڑھے تو یہ نماز کو قائم کرنا نہیں ہوا بلکہ محض چھدا اتارنا ہوا، اس حقیقت کی طرف بھی قرآن نے بعض مقامات میں توجہ دلائی ہے۔ مثلاً

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ (طٰہٰ:۱۴) ''اور نماز کو میرے ذکر کے لئے قائم کرو''۔ دوسری جگہ فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (المؤمنون :۱-۲)''ان مومنوں نے فلاح پائی جو اپنی نمازیں خضوع و خشوع سے ادا کرتے ہیں''۔

تیسری چیز یہ ہے کہ نماز بغیر کسی کمی بیشی کے اس طریقہ کے مطابق ادا کی جائے جس طریقہ پر اللہ تعالیٰ نے اس کو ادا کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ فرمایا ہے فَاِذَا اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ (بقرہ:۲۳۹)''پس جب تم امن میں ہو جاؤ تو اس طریقہ پر اللہ کو یاد کرو جو طریقہ اس نے تمھیں سکھایا ہے''۔

(اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ تم نماز اس طرح پڑھو جس طرح کہ مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو)

نماز کی صفوں کا ٹھیک کرنا اور ارکان نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنا بھی اس میں شامل ہے، اس وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ تَسْوِيَةُ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ یعنی صفوں کو برابر کرنا بھی اقامت صلوٰۃ کا ایک جزو ہے۔

چوتھی چیز اوقات نماز کی پوری پوری پابندی ہے، فرمایا ہے: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ (اسرا:۷۸)''اور نماز قائم کرو، سورج کے زوال کے وقت سے لے کر رات کے تاریک ہونے تک اور صبح کے وقت قرآن پڑھنا'' (اور حدیث مبارکہ میں ان پانچوں نمازوں کے ابتدائی اور انتہائی اوقات کا تعین کر دیا گیا ہے)

اسی چیز کو دوسرے مقامات میں ''نمازوں کی نگرانی'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ (بقرہ: ۲۳۸) نمازوں کی حفاظت کرو۔ پانچویں چیز نماز پر قائم رہنا ہے جیسا کہ فرمایا هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَائِمُوْنَ (معارج:۲۳)''وہ اپنی نمازوں پر برابر قائم رہتے ہیں''۔

چھٹی چیز جمعہ و جماعت کا قیام و اہتمام ہے، خصوصیت کے ساتھ جب امت یا امام کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہے تب تو واضح طور پر جمعہ و جماعت کا قیام و اہتمام ہی مدنظر ہوتا ہے، مثلاً ملاحظہ ہو۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (الحج:۴۱)''اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں گے تو وہ نماز قائم کریں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے روکیں گے''۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا جس میں انہوں نے اپنی ذریت کا مشن بتایا ہے، ان الفاظ میں نقل ہوئی ہے۔

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (ابراھیم:۳۸)''اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو اس بن کھیتی کی زمین میں تیرے محترم گھر کے پاس بسایا ہے، اے ہمارے رب تا کہ یہ نماز قائم کریں''۔ (تدبر قرآن جلد اول)

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ ادا کرو، فعل امر جمع مذکر (ء ت ی) اٰتٰى يُؤْتِیْ ۔ دینا، عطا کرنا، زکوٰۃ زکا سے مشتق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، پھلنا پھولنا، بڑھنا اور نشو ونما پانا اور اسی سے لفظ تزکیہ ہے صاف ستھرا بنانا، جیسا کہ تزکیہ نفس۔ نفس کو صاف ستھرا بنانا یعنی اعمال صالحہ سے اپنے نفس کی اصلاح کرنا اور عربی محاورہ ہے، زَکَا الزَّرْعُ یَزْکُو، کھیتی کا بڑھنا اور پھلنا پھولنا، زکوٰۃ، مال میں سے وہ حصہ ہے جو حق الٰہی کے طور پر نکال کر فقرا و مساکین کو دیا جاتا ہے اور اسے زکوٰۃ یا تو اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں خیر و برکت کی امید ہوتی ہے یا اس لئے کہ اس سے نفس پاکیزہ ہوتا ہے، (مفردات القرآن۔ راغب اصفہانی) گویا کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے نہ صرف مال اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑھتا ہے بلکہ دنیا سے محبت ختم ہو کر آخرت کی طرف توجہ بڑھتی ہے۔

وَارْکَعُوْا (وَ-ارْکَعُوا) اور۔ رکوع کرو، رَکَعَ یَرْکَعُ، سے ارْکَعْ اور جمع ارْکَعُوْا، تم سب رکوع کرو اسم فاعل راکع اور جمع راکعون۔ رکوع کرنے والے، رکوع ارکان نماز میں سے ایک رکن ہے مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (رکوع کرنے والوں کے ساتھ) مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھو۔

آیۃ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) نماز نہ صرف خالق و مالک کی بندگی اور اس کی مدد تلاش کرنے کا بہترین ذریعہ ہے بلکہ معاشرتی زندگی کو مضبوط بنانے کا وسیلہ بھی۔

۲) زکوٰۃ معاشی مسائل کا بہترین حل ہے، گویا کہ نماز اور زکوٰۃ کے ذریعے معاشرہ مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتا ہے، اگر پاکستان میں ان دونوں چیزوں کا عملی طور پر نفاذ ہو جائے تو ہمارے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

....

اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۴۴)

”کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو مگر خود کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب (توراۃ) پڑھتے ہو، پھر کیوں نہیں سوچتے ہو؟“

أَ کلمہ استفہام (Interrogative) ہے ”کیا“ کا معنی دیتا ہے۔ تَأْمُرُوْنَ، فعل مضارع جمع مذکر مخاطب (اَمَرَ یَأْمُرُ، اَمْرًا) حکم دینا، اَلْبِرُّ، کا لفظ تمام قسم کی نیکیوں کو شامل ہے، امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

”اَلْبِرُّ اَیْ التَّوَسُّعُ فِیْ فِعْلِ الْخَیْرِ“ (مفردات القرآن) لفظ بِرّ اعمالِ حسنہ کے لئے وسیع لفظ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَلْبِرُّ هُوَ اِسْمٌ جَامِعٌ لِاَعْمَالِ الْخَيْرِ (تفسیر کبیر) ''برّ اعمال خیر کیلئے ایک جامع نام ہے۔''
اَلْبِرُّ۔صدق، اطاعت، تقویٰ نیکی اور توسع فی الخیر کے لئے آتا ہے۔قرآن حکیم میں ہے۔
لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ...... هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (البقرہ:۱۷۷) ''(عبادت کے وقت) تمہارا مشرق اور مغرب کی طرف رخ کر لینا ہی نیکی نہیں (یہ تو نظم ملی کا تقاضا ہے) اصل نیکی تو اس شخص کی ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان ہے، ملائکہ اور کتب (سماویہ) اور انبیاء پر ایمان ہے اور جو اپنا مال اللہ کی محبت میں رشتہ داروں یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور گردن چھڑانے (قید یا قرض سے) میں خرچ کرتے رہتے ہیں، نمازیں قائم کرنے والے اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں، جو عہد کرتے ہیں تو ان کا ایفاء کرتے ہیں، نیز تنگدستی بیماری اور لڑائی کی حالت میں صبر کرنے والے ہیں، یہی لوگ تو تقویٰ شعار ہیں۔''

وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ، (ن س ی) نَسِيَ يَنْسَى نِسْيَانٌ بھول جانا، فراموش کرنا، نظر انداز کر دینا، کسی چیز کے ضبط کو ترک کرنا جو اسے ودیعت کی گئی ہو، (اَنْفُسَ - كُمْ) اپنے نفسوں کو، نفس کی جمع اَنفُس، كُمْ ضمیر جمع (متصل) مخاطب کے لئے ہے۔وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ، (وَاَنْتُمْ) اور تم سب ضمیر (متصل) جمع مخاطب تَتْلُوْنَ (ت ل و) تَلَا يَتْلُوْ، تِلَاوَةً، اس طرح پڑھنا کہ مفہوم ومعنی کو سمجھتے جانا (to follow meaning while reading)

تلاوت کا لفظ کتب سماویہ کے لئے مخصوص ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تلاوت کی اصل غرض وغایت تلاوت شدہ آیات پر تدبر وتفکر کرنا اور ان پر عمل کرنا ہے، قرآن حکیم میں ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ (البقرہ:۱۲۱) ''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے یوں پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے (حقیقت میں) یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں''۔

قرآن حکیم نے بار بار اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے کہ اسے سوچ سمجھ کر پڑھو، غور وفکر کرو اور اس کی ہدایات پر عمل کرو، اسی میں تمہاری کامیابی کا راز ہے۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اَفَلَا جملہ استفہامیہ ہے، تَعْقِلُوْنَ (ع ق ل) عَقَلَ يَعْقِلُ عَقْلًا، عَقَلَ کے اصل معنی روکنے اور پکڑ لینے کے ہیں، اسی سے عِقَالٌ اس رسی کو کہا جاتا ہے جس سے اونٹ کے زانو کو باندھا جائے، قبول علم اور عملی قوت کا نام عقل ہے، یہ وہ روشنی ہے جس سے انسان کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر بہت بڑا انعام ہے، جو لوگ اس سے ٹھیک ٹھیک فائدہ اٹھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے بصیرت حاصل کر کے عمل کرتے ہیں وہ کامیاب ہو جاتے ہیں اور جو عقل کو پس پشت ڈال دیتے ہیں وہ ناکام ہو جاتے ہیں۔

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

اس آیت کا رخ اگرچہ ابتداءً بنی اسرائیل کی اس وقت کی حالت وکیفیت کی طرف ہے لیکن اس میں جو تعلیم ہے وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوعِ انسانی کے لئے عموماً اور رجال دین کے لئے خصوصاً دائمی حیثیت رکھتی ہے! یہ ہدایت نہ کسی قوم کے لئے خاص ہے اور نہ کسی دور کے لوگوں تک محدود!

جب دین کاروبار اور پیشہ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے تو رجال دین، علماء ومشائخ، میں یہ کمزوری پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں! وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے، لوگوں کو حق شناسی کی دعوت دیتے ہیں مگر خود حق کو نہیں پہچانتے، وہ اللہ کے کلام کی تحریف کرتے، اسے اس کے مقام سے ہٹاتے اور صریح اور قطعی نصوص کی تاویل کرتے ہیں، اور یہ سب کچھ اپنی اغراض وخواہشات کی تکمیل کے لئے...... وہ ایسے فتوے دیتے اور ایسی تاویلات کرتے ہیں جو آیات الٰہی کے ظاہری مفہوم سے بظاہر اتفاق کرتی نظر آتی ہیں مگر اپنی حقیقت کے اعتبار سے وہ دین کی حقیقت سے بالکل مختلف ہوتی ہیں اور وہ یہ سب کچھ اس لئے کرتے ہیں کہ ارباب ثروت اور اصحاب اقتدار کی اغراض وخواہشات پوری ہوں۔ جیسا کہ علمائے یہود کرتے تھے۔

نیکی کی طرف دعوت دینا اور داعی کی عملی زندگی کا، اس سے مختلف ہونا، ایک ایسی علت ہے جس سے نہ صرف داعی بلکہ نفس دعوت کے سلسلے میں لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہوتے ہیں! اس سے لوگوں کے قلوب اور ان کے افکار متزلزل ہو جاتے ہیں، وہ اپنے کانوں سے عمدہ اور خوبصورت باتیں سنتے اور آنکھوں سے اعمالِ بد کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ قول وعمل کے اس تضاد سے وہ حیرت میں پڑ جاتے ہیں، عقیدہ سے ان کی روح میں جو شعلہ پیدا ہوا تھا، وہ بجھ جاتا ہے اور ایمان سے ان کے دل میں جو نور روشن ہوا تھا، وہ رخصت ہو جاتا ہے، دین کے حامل افراد پر سے ان کا اعتماد اٹھ جانے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ خود دین پر بھروسہ کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔

دعوت خواہ کتنی ہی زوردار، جوشیلی اور شعلہ بیانی سے پر کیوں نہ ہو، داعی کا دل اگر ایمان سے معمور نہیں ہے تو وہ ایک مردہ اور بے جان بات اور بجھی ہوئی آگ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ کوئی انسان کسی شخص کی دعوت کو حق تسلیم نہیں کر سکتا جب تک کہ داعی اپنی دعوت کا زندہ ترجمان اور مجسم پیکر نہ ہو، جب داعی اپنی دعوت کا چلتا پھرتا نمونہ ہوتا ہے تو لوگ اس کی دعوت پر یقین اور اس پر بھروسہ کرنے لگتے ہیں۔ اگر چہ دعوت میں جوش وخروش اور چمک دمک نہ ہو، اس دعوت کو قوت داعی کی عملی زندگی سے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ دعوت کی بلند آہنگی سے، اس دعوت کو حسن وجمال کردار کی سچائی سے ملتا ہے نہ کہ دعوت کی چمک دمک سے، یہ دعوت سرتاپا زندگی ہوتی ہے کیونکہ زندگی سے پھوٹتی ہے۔

قول وفعل میں مطابقت اور عقیدہ وعمل میں ہم آہنگی کی اس اہمیت کے باوجود کوئی آسان کام اور سہل اور ہموار راستہ نہیں ہے، اس کے لئے بڑی ریاضت، جدوجہد اور تگ ودو کی ضرورت ہے، اس کے لئے اللہ سے تعلق ضروری اور اس سے استعانت ناگزیر ہے، یہ کام اللہ کی ہدایت سے مدد حاصل کیے بغیر نہیں ہو سکتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ عملی زندگی کے حالات وضروریات اور اس کی مجبوریاں بسا اوقات ایک شخص کو اس حق سے عملاً دور کر دیتی ہیں، جس پر وہ دل کی گہرائیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے یقین رکھتا ہے یا جس کی طرف داعیان حق اسے دعوت دیتے ہیں، فانی انسان کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو، بہر حال وہ کمزور ہی ہے جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی دائمی قوت سے تعلق قائم نہ کر لے، شر، طغیان اور ضلالت وگمراہی کی طاقتیں اس سے زیادہ قوی ہیں، حق پرست انسان اگرچہ ان طاقتوں سے جنگ میں بار بار غالب وفتح مند ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ کمزوری وناتوانی کا شکار ہوکر لڑکھڑاتا اور پستیوں میں جا گرتا ہے اور پھر ماضی، حال اور مستقبل، سب کا زیاں اس کے حصے میں آتا ہے، ہاں! جب وہ اللہ تعالیٰ کی ازلی وابدی قوت سے رشتہ جوڑ لیتا ہے تو وہ سراپا طاقت بن جاتا ہے۔ ہر طاقت ور سے زیادہ طاقت ور، وہ اپنی خواہشات اور ضعف پر قابو پالیتا ہے اور اپنی ضروریات اور مجبوریوں پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے، وہ ان تمام ارباب طاقت واقتدار سے زیادہ طاقتور ہو جاتا ہے جو (راہ حق میں) اس کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوں۔ (فی ظلال القرآن جلد 1)

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) دعوتِ حق صرف اور صرف اسی وقت کامیاب ہوسکتی ہے جبکہ داعی کی اپنی زندگی اخلاق حسنہ کا نمونہ ہو اور اسی کا اجر اللہ تعالیٰ کے یہاں ثبت ہوتا ہے۔

۲) عمل اور اخلاق کے حصول کے لئے رب کائنات سے مدد اور استعانت ناگزیر ہے کہ بندہ صرف اسی کی رحمت اور مدد کے سہارے اس کمال سے آراستہ ہوسکتا ہے۔

....

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ، وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ (۴۵) الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلٰقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رٰجِعُونَ (۴۶)

(ہر حال میں اللہ ہی سے) مدد چاہو صبر اور نماز سے، بلاشبہ نماز بھاری ہے مگر ان لوگوں پر نہیں (جو اللہ کے آگے) عاجزی اختیار کرنے والے ہیں۔ (یہی وہ لوگ ہیں) جو یقین رکھتے ہیں کہ انہیں اپنے رب کے روبرو حاضر ہونا ہے اور بلاشبہ اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (اِسْتَعَانَ يَسْتَعِينُ، اِسْتِعَانَةٌ) باب استفعال، مدد طلب کرنا، الصبر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقل و شریعت دونوں یا ان میں سے کسی ایک کے تقاضا کے مطابق اپنے آپ کو روک رکھنا، صبر ایک عام لفظ ہے جو مختلف مواقع پر استعمال کے اعتبار سے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے، چنانچہ کسی مصیبت پر نفس کو روک رکھنے کو صبر کہا جاتا ہے۔ یہ جزع فزع (چیخ و پکار) کی ضد ہے، اور جنگ میں نفس کو روک رکھنے کو شجاعت کہا جاتا ہے اس کی ضد جُبن (بزدلی) ہے، یعنی صبر اگر کسی پریشان کن حادثہ کو برداشت کرنے کی صورت میں ہو تو اسے رَحبُ الصَّدرِ (کشادہ دلی) کہتے ہیں جس کی ضد ضَجُورٌ (تنگ دلی) ہے، مفردات القران (راغب اصفہانی)

قرآن حکیم کی چند آیات پر غور کیجئے۔

(۱) جان و مال کے نقصان پر صبر: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ، وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ (البقرہ:۱۵۳)

''اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک، مال اور جانوں کے نقصان، نیز میووں اور (فصلوں) کے خسارے سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صابرین کو (اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی) بشارت سنا دیجئے''۔

(۲) دشمن کے مقابلے میں صبر: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا، وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (ال عمران:۲۰۰)

''اے اہل ایمان (کفار کے مقابلے میں) ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور (مورچوں پر) جمے رہو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ مراد حاصل کرو''۔

(۳) دعوت و تبلیغ میں صبر: يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ، اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (سورۃ لقمان:۱۷)

''(لقمان نے کہا) بیٹا! نماز کی پابندی رکھنا اور (لوگوں کو) اچھے کام کرنے کا حکم دینا اور بری باتوں سے منع کرتے رہنا اور (اس سلسلہ میں) جو مصیبت تجھ پر واقع ہو اس پر صبر کرنا، بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں''۔

(۴) دوسروں کو معاف کر دینا بھی صبر ہے: وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ، وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (سورۃ النحل:۱۲۶)

''اگر تم ان کو تکلیف دینی چاہو تو اتنی ہی دو جتنی تکلیف تم کو ان سے پہنچی ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت اچھا ہے (اللہ انہیں اجر عظیم سے نوازے گا)''۔

غرضیکہ صبر زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کی سنہری کلید ہے (Golden Key) ہے، صبر کے ساتھ الصَّلٰوۃ (نماز) کا ذکر آیا ہے، صلٰوۃ کے لغوی معنی دعا مانگنے اور رحمت طلب کرنے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں اس طرح نماز ادا کرنا ہے جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کر دکھائی ہے۔ (صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي اُصَلِّيْ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

اگر تمہیں نیکی کے راستے پر چلنے میں دشواری محسوس ہوتی ہے تو اس دشواری کا علاج صبر اور نماز ہے، ان دو چیزوں سے تمہیں وہ طاقت ملے گی جس سے یہ راہ آسان ہو جائیگی (تفہیم القرآن جلد 1)

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

"صبر سے استعانت کی ضرورت بار بار پڑتی ہے، یہی وہ زادراہ ہے جو ہر مشقت کا مقابلہ کرنے کے لئے ناگزیر ہے اور سب سے زیادہ مشقت کا کام یہ ہے کہ انسان حق کے احترام، اس کے ایثار اور حقیقت کے اعتراف اور اس کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے کے لئے سرداری و پیشوائی کے منصب اور اس سے وابستہ مفادات ومنافع سے دست بردار ہو جائے اور نماز سے استعانت کیا ہے؟ نماز بندے اور رب کے مابین ربط وملاقات کا نام ہے، ایسا ربط جس سے دل کو قوت حاصل ہوتی ہے اور روح، اللہ تعالیٰ سے تعلق کا احساس کرتی ہے، نماز سے انسان کو (راہِ حق کے لئے) وہ زادِ راہ ملتا ہے جو دنیا کے تمام ساز وسامان سے زیادہ قیمتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ نماز کی طرف لپکتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ سے آپ کا تعلق بہت پختہ تھا اور آپ کی روح وحی والہام کے ذریعہ اللہ سے مربوط تھی، یہ سرچشمہ حیات آج بھی ہر اس مومن کے دسترس میں ہے جسے راہِ حق کے لئے توشہ درکار ہو، دوپہر کی شدید گرمی میں سیرابی کا طالب ہو، ہر طرف سے مدد کے مسدود ہونے پر مدد کا طالب ہو اور سامانِ سفر کے ختم ہو جانے کے بعد اسے زادراہ کی ضرورت ہو۔ (فی ظلال القرآن جلد اول)

وَاِنَّهَا کی ضمیر کا مرجع الصلوٰۃ ہے، لَكَبِيْرَةٌ یہاں پر لام تاکید کے لئے آیا ہے، كَبِيْرَةٌ کے معنی ثقیل اور بوجھل کے ہیں یعنی نماز طبیعت پر گراں اور بھاری ہے، کس کے لئے؟ جس کی زندگی میں دین رچا بسا نہ ہو اور وہ شخص جو اسلام اور ایمان کی چاشنی سے محروم ہو، اس پر نماز کی پابندی شاق گزرتی ہے۔ اِلَّا کلمہ استثنا (مگر) خاشعین اسم فاعل (ڈرنے والے، عاجزی کرنے والے) خَشَعَ يَخْشَعُ، خَشْعًا وَ خُشُوْعًا عجز وانکساری کا اظہار کرنا، خَاشِعٌ عاجزی اختیار کرنے والا اور جمع خَاشِعُوْنَ، اور اِلَّا کی وجہ سے خَاشِعِيْنَ ہوا۔

خشوع اختیار کرنے والے کون لوگ ہیں؟ اَلَّذِيْنَ وہ لوگ جو يَظُنُّوْنَ (ظ ن ن) ظَنَّ يَظُنُّ ظَنًّا یقین کرنا، يَظُنُّوْنَ - اَیْ يَعْلَمُوْنَ وَيَسْتَيْقِنُوْنَ جو جانتے اور یقین کرتے ہیں۔ اَنَّهُمْ (اَنَّ-هُمْ) بلاشبہ، وہ مُلَاقُوْا (ل ق ی) لَاقٰی يُلَاقِيْ (ملنا، کسی کے سامنے آنا) اس سے اسم فاعل مُلَاقُوْنَ، حاضر ہونے والے، سامنے آنے والے، مضاف ہونے کی وجہ سے 'ن' گر گیا ہے۔ رَبِّهِمْ (رَبِّ-هِمْ) رب، اپنے کے، یعنی جو لوگ اپنے رب کے پاس حاضر ہونے والے ہیں، وَاَنَّهُمْ اور بیشک وہ اِلَيْهِ (اِلٰى-هٖ) طرف، اس کے، رَاجِعُوْنَ (ر ج ع) رَجَعَ يَرْجِعُ رَجْعًا (لوٹنا، واپس ہونا) اس سے اسم فاعل رَاجِعُوْنَ۔ لوٹنے والے، عبادت میں خشوع وخضوع وہی لوگ اختیار کرتے ہیں کہ جنہیں اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب کے حضور کھڑے ہونے کا قوی یقین ہوتا ہے اور یہ یقین ان کے لئے مشکلات ومصائب پر صبر اور صلاۃ سے آسان ہو جاتا ہے۔

آیات کی حکمت وبصیرت:

۱) صبر اور صلوٰۃ مسلمانوں کے دکھوں اور پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین انعام ہے اور خصوصاً آج جبکہ عالم اسلام پر نکبت وادبار کی گھٹائیں چھارہی ہیں۔ ان کے لئے یہ آیات روشنی فراہم کرتی ہیں۔

۲) نماز کی فیوض وبرکات سے حقیقی طور پر وہی لوگ فیضیاب ہوسکتے ہیں جنہیں آخرت میں اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے اور زندگی کے ہر معاملے میں جوابدہی کا یقین کامل ہو۔

....

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (۴۷) وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (۴۸)

اے بنی اسرائیل! میرے ان احسانات کو یاد کرو جو میں نے تم پر کئے اور (خاص طور پر) اس بات کو کہ میں نے تمہیں اہل جہاں پر فضیلت عطا کی تھی اور اس دن سے ڈرتے رہو جب نہ تو کوئی کسی دوسرے کے کام آسکے گا، نہ اس کے حق میں سفارش قبول ہوگی، نہ کسی سے فدیہ لیا جائے گا اور نہ (کسی اور طرح) کسی کی مدد ہوسکے گی

"یَا" حرف ندا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْل یہ ترکیب اضافی، مُنادیٰ ہے "بنی" اِبْنٌ کی جمع اَبْنَاءٌ اور بَنُوْنَ دونوں طرح آتا ہے۔ بَـنِـیْ چونکہ منادیٰ مضاف ہے اس لئے نصب (زبر کی حالت) میں ہے اور مضاف ہونے سے نون ساقط ہوگیا۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے، یا بنی اسرائیل، اے اولادِ یعقوب! اُذْكُرُوا (ذ ک ر) ذَكَرَ يَذْكُرُ ذِكْرًا، سے فعل امر اُذْكُرْ اور جمع مذکر حاضر کا صیغہ اُذْكُرُوْا (تم سب یاد کرو) نِعْمَتِیْ (نِعْمَةِ–یْ) میری نعمتیں، میرے احسانات اَلَّتِیْ (جو) اسم موصول اَنْعَمْتُ ماضی واحد متکلم (میں نے انعام کیں) اَنْعَمَ يُنْعِمُ اِنْعَامًا باب انعال، عَلَيْكُمْ (عَلٰی–کم) تم پر وَاَنِّیْ، (اَنِّ–یْ) بلاشبہ، میں نے، اَنَّ کے بعد یای متکلم اس میں تاکید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ صرف میری ذات نے تمہیں یہ نعمتیں عطا کی ہیں۔ فَضَّلْتُكُمْ (فَضَّلْتُ ۔ كُمْ) میں نے فضیلت دی۔ تمہیں فَضَّلَ يُفَضِّلُ ، تَفْضِيْلُ ، باب تفعیل ،فضیلت عطا کرنا، برتری دینا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ، عَالَمٌ کی جمع عَالَمِيْنَ، بہت سے جہاں، اقوام عالم یعنی دنیا کی قوموں پر تمہیں برتری اور فضیلت عطا کی۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

''یہ اس دور کی طرف اشارہ ہے جب کہ تمام دنیا کی قوموں میں ایک بنی اسرائیل کی قوم ہی ایسی تھی، جس کے پاس اللہ کا دیا ہوا علم حق تھا اور جسے اقوام عالم کا امام و رہنما بنا دیا گیا تھا، تاکہ وہ بندگی رب کے راستے پر سب قوموں کو بلائے اور چلائے۔'' (تفہیم القرآن جلد 1)

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اقوام عالم پر فضیلت عطا کی تھی (کہ پے در پے انبیاء کرام کا سلسلہ ان میں جاری رہا، رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ ہی فضیلت کا باعث بنا) انہیں اس بات کی یاد دہانی اس لئے کرائی گئی کہ وہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس سے کئے ہوئے عہد کو یاد کریں، اس میں اس بات کی ترغیب بھی ہے کہ دعوتِ اسلامی نے ان کے لئے جو سنہری موقع فراہم کیا ہے، وہ آگے بڑھ کر اس سے فائدہ اٹھائیں اور اللہ نے ان کے آباؤ و اجداد کو جو فضیلت بخشی تھی، اس کا شکر ادا کرتے ہوئے اللہ کے عہد کی طرف واپس آ جائیں، اس طرح وہ اس مقام عزت کے بھی مستحق ہوں گے جو اہل ایمان کو ملنے والا ہے۔'' (فی ظلال القرآن جلد اول)

وَاتَّقُوْا (اور ڈرو) فعل امر جمع مذکر، اِتَّقٰی يَتَّقِيْ، اِتِّقَاءٌ باب افتعال، يَوْمًا (اس دن سے) یعنی روز جزا و سزا سے، لَا تَجْزِيْ (نہ فائدہ دے گا) فعل مضارع واحد مونث غائب، جَزٰى يَجْزِيْ جَزَاءً، جزاء کے اصل معنی کافی ہونے، یا فائدہ دینے کے ہیں یعنی روز قیامت کوئی نفس کسی دوسرے نفس کو کچھ بھی فائدہ نہ دے سکے گا۔ شَيْئًا اسم نکرہ، کچھ بھی، ذرہ بھر بھی اس لفظ نے معاملہ کو واشگاف کر دیا ہے۔ وَلَا يُقْبَلُ اور نہ قبول کی جائیگی (قَبِلَ يَقْبَلُ، قَبُوْلًا) سے يُقْبَلُ فعل مضارع مجہول (قبول کیا جانا) مِنْهَا (مِنْ ۔ هَا) سے، اس ھا کی ضمیر نفس کی طرف جاتی ہے یعنی اس نفس سے، شَفَاعَةٌ، درخواست، سفارش، وَلَا يُؤْخَذُ اور نہ لیا جائیگا، مضارع مجہول فعل نفی (اَخَذَ يَأْخُذُ اَخْذًا) لینا، حاصل کرنا يَأْخُذُ سے مجہول کا صیغہ يُؤْخَذُ، مِنْهَا، اس نفس سے عَدْلٌ کے معنی عوض، بدلہ، فدیہ اور معاوضہ کے ہیں، وَلَا هُمْ اور نہ ہی ان کی، يُنْصَرُوْنَ، ان کی مدد کی جائیگی۔ مضارع مجہول جمع مذکر غائب، نَصَرَ يَنْصُرُ، نَصْرًا يَنْصُرُ سے جمع کا صیغہ يَنْصُرُوْنَ اور مجہول کا صیغہ۔

علامہ بیضاویؒ فرماتے ہیں: یہ آیہ مبارکہ ہر لحاظ سے عذاب کو دور کرنے کی کلی طور پر نفی کرتی ہے۔

غور کیجئے کہ کوئی شخص کسی جرم کا مرتکب ہو اور اسے عدالت میں پیش کیا جائے تو سزا سے بچنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

(الف) کوئی دوسرا شخص مجرم کی جگہ اپنے آپ کو پیش کر دے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(ب) کسی بڑے کی سفارش ہو جائے اور یوں مجرم کی نجات ہو جائے۔

(ج) جرمانہ اور معاوضہ ادا کر کے مجرم کو چھڑا لیا جائے۔

(د) یار و مددگار آ کر اپنی قوت و طاقت سے کام لے کر ملزم کو چھڑا لیں۔

یوم جزا و سزا مندرجہ بالا تمام باتیں بے سود اور بے اثر ہو جائیں گی صرف اور صرف ایمان اور اعمال صالحہ نجات کا ذریعہ ہوں گے۔ قرآن حکیم نے اس حقیقت کو کئی مقامات پر واضح کیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہوا۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَ صَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ (سورہ عبس: ۳۴ تا ۳۷)

''(اس دن ایسی نفسا نفسی پڑے گی) کہ آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا۔ ان میں سے ہر شخص کو اپنی اپنی نجات کا غم ہو گا کہ وہ اس کو بس کرتا ہے'' (بھلا وہاں سوائے اعمال حسنہ کے اور کون کام آ سکتا ہے؟)

دوسری جگہ فرمایا: لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (الْمُمْتَحِنَة: ۳)

''(یوم قیامت) نہ تمہارے رشتے ناتے کچھ فائدہ دیں گے اور نہ تمہاری اولاد۔ وہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا (اور یاد رکھو) جو کچھ بھی تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اسے باریک بین نگاہوں سے دیکھ رہا ہے''۔

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت:

۱) انسانوں پر اللہ تعالیٰ کے ان گنت احسانات و انعامات ہیں جن میں سے انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری اور جو کتب ان پر نازل کی گئیں نیز ان نفوس قدسیہ کی پاکیزہ سیرتیں، احسانات ربانی میں سے سرفہرست ہیں۔

۲) قیامت میں نجات کے لئے حسب و نسب، قبیلہ اور برادری، مال و دولت اور زور و زر کام نہ آئیں گے بلکہ صرف اور صرف نیک اعمال کامیابی کا ذریعہ بنیں گے۔

....

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ (۴۹) وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (۵۰)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(اے آل یعقوب اس دن کو یاد کرو) جب ہم نے تمہیں فرعون کے اعوان وانصار سے نجات دی تھی، یہ لوگ تمہیں سخت دکھ دیتے تھے، تمہارے بیٹوں کو ذبح کرڈالتے اور (خدمت گزاری کے لئے) تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی اور جب ہم نے تمہاری خاطر دریا کو پھاڑا، ہم نے تمہیں نجات دی اور فرعون کے اعوان و انصار کو تمہارے دیکھتے دیکھتے غرق کردیا

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ اور جب ہم نے نجات دی تمہیں (نجینا ــ کم) ہم نے نجات دی۔ تمہیں (ن ج ی) نَجّٰی یُنَجِّی سے جمع متکلم کا صیغہ نَجَّیْنَا، نجات کے معنی اَلْاِرْتِفَاعُ مِنَ الْهَلَاکِ، ہلاکت سے رفعت کو نجات کہتے ہیں (راغب اصفہانی) مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ، فرعون کے اعوان وانصار سے، اٰل اور اَھْل قریب قریب معنی رکھتے ہیں، ان میں فرق یہ ہے کہ اٰل صرف معرفہ کی طرف منسوب ہوتا ہے اور اہل عام ہے جیسا کہ فلاں شخص کے اہل وعیال اور یہ معرفہ اور نکرہ دونوں کی طرف منسوب ہوسکتا ہے، جبکہ اٰل صرف خصوصیت اور اہمیت رکھنے والوں کے لئے آتا ہے خواہ وہ خصوصیت قریبی قرابت کے لحاظ سے ہو یا دین وایمان کے لحاظ سے ہو، مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں۔ "اٰل فرعون (قوم فرعون) اٰل سے مراد صرف کسی شخص کی اولاد نہیں ہوا کرتی بلکہ یہ لفظ آل واولاد، قبیلہ وقوم اور اتباع وانصار سب پر حاوی ہے (تدبر قرآن)۔ قرآن حکیم میں ہے۔"

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (الاعراف:۱۳۰) "اور پھر ہم نے فرعونیوں کو کئی سال تک قحط اور پیداوار کی کمی میں مبتلا رکھا کہ شاید وہ کوئی سبق حاصل کریں۔

اس آیہ مبارکہ میں جس عذاب کا ذکر ہے ظاہر ہے کہ وہ فرعون اور اس کی ساری قوم ہی پر آیا، اور سورہ بقرہ آیت نمبر ۵۰ میں وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ سے مراد فرعون اور اس کا لاؤلشکر ہے۔ یَسُوْمُوْنَكُمْ (س و م) سَامَ یَسُوْمُ، سَوْمًا وَسَامٌ، تکلیف دینا، سُوْٓءَ الْعَذَابِ یعنی اس کے لئے شدید اور رسوا کن عذاب یُذَبِّحُوْنَ (ذ ب ح) ذَبَّحَ یُذَبِّحُ تَذْبِیْحٌ باب تفعیل ذبح کرنا، اَبْنَآءَكُمْ (اَبْنَآءَ ــ كُمْ) بیٹے تمہارے یعنی فرعون تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتا وَیَسْتَحْیُوْنَ (ح ی ی) اِسْتَحْیٰ یَسْتَحْیِیْ اِسْتِحْیَآءً، زندہ رکھنا، باب استفعال ہے نِسَآءَكُمْ (نِسَآءَ ــ كُمْ) عورتیں تمہاری، اِمْرَاَۃٌ۔ عورت اور اس کی جمع نسآءٌ ہے۔ وَفِیْ ذٰلِكُمْ اور اس بات میں بَلَآءٌ (ب ل و) بَلَا یَبْلُوْ، آزمانا، آزمائش کرنا، اور بَلَآءٌ آزمائش، مِنْ رَّبِّكُمْ تمہارے رب کی طرف سے، عَظِیْمٌ بہت بڑی، یعنی اس بات میں تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی آزمائش تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد حنیف ندوی لکھتے ہیں:

''یوسف علیہ السلام کے زمانہ سے بنی اسرائیل مصر میں آ کر آباد ہوئے، موسیٰ علیہ السلام تک ان کو تقریباً چار صدیاں ہوئیں، اس عرصے میں قبطیوں نے تمام مناصب پر قبضہ جما لیا اور سارے نظام حکومت پر چھا گئے، بنی اسرائیل کے لئے سوائے محنت و مزدوری اور کوئی کام باقی نہ رہا، ادھر فراعنہ نے جب یہ دیکھا کہ بنی اسرائیل زیادہ قوی اور ذہین ہیں تو انہیں خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ساری حکومت ہی ان کے ہاتھ میں نہ آ جائے، عموماً حکومتیں زور آور اور توانا قوموں سے خائف رہتی ہیں، اس لئے انہوں نے اور زیادہ مظالم توڑے تاکہ ان میں رہی سہی قوت بھی جاتی رہے، بالآخر جب کاہنوں نے فرعون کو ڈرایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شان دار انسان پیدا ہونے والا ہے جس سے تیری جابرانہ حکومت خطرہ میں پڑ جائے گی تو اس نے بچوں کے قتل عام کا حکم دے دیا اور بچیوں کو خدمت وغیرہ کے لئے زندہ باقی رکھا، ان آیات میں ان ہی واقعات کی طرف اشارہ ہے کہ دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس ذلت و خفت سے نجات دی تم میں موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا جس نے تمہیں آزادی و حریت کی نعمتوں سے بہرہ ور کیا (سراج البیان جلد اول)۔

خواجہ عبدالحیٰ فاروقی لکھتے ہیں:- ایک مرتبہ مصر کے بادشاہ (فرعون) نے ایک خواب دیکھا، صبح کو تمام کاہنوں کو جمع کر کے ان سے اس کی تعبیر پوچھی کہ میں نے بیت المقدس کی طرف ایک آگ آتے دیکھی ہے، جس نے تمام مصر کو گھیر لیا ہے اور چن چن کر ایک ایک قبطی کو جلا دیا ہے یہ سن کر کاہنوں نے کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہوگا جو آپ کی ہلاکت اور سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا، فرعون نے ملک کی تمام دائیوں کو جمع کر کے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو، فوراً قتل کر دیا جائے البتہ لڑکی کو زندہ چھوڑ دیا جائے، اس حکم کے مطابق بنی اسرائیل کے ہزاروں بچے پیدا ہوتے ہی قتل کر دیئے گئے۔ (درس قرآن جلد اول)

وَاِذْ فَرَقْنَا اور جب ہم نے پھاڑا (ف ر ق) فَرَقَ یَفْرِقُ، جدا کرنا، الگ الگ کرنا، بِکُمْ (بِ- کُمْ) لئے۔ تمہارے اَیْ فَرَقْنَا بِسَبَبِکُمْ وَ بِسَبَبِ اِنْجَائِکُمْ (کشاف) یعنی تمہاری وجہ سے اور محض تمہیں نجات دینے کے لئے اَلْبَحْرَ، ایسی وسیع جگہ جہاں بہت سا پانی جمع ہو، یہ لفظ بڑے دریا اور سمندر دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، اَلْبَحْرُ۔ سمندر۔ بڑا دریا (مصباح اللغات) فَاَنْجَیْنٰکُمْ (فَ- اَنْجَیْنَا- کُمْ) پس۔ بچایا ہم نے۔ تمہیں (ن ج و) اَنْجٰی یُنْجِیْ۔ نجات دینا، وَاَغْرَقْنَا اور ہم نے غرق کیا (غ ر ق) اَغْرَقَ یُغْرِقُ اِغْرَاقًا (باب افعال) غرق کرنا۔ اٰلَ فِرْعَوْنَ اور فرعون کے لاؤ لشکر کو، فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب تھا اور ہر حکومت کرنے والے بادشاہ کے لئے بولا جاتا تھا جیسا کہ چین کے بادشاہ کو خاقان اور روم کے بادشاہ کو قیصر اور ایران کے بادشاہ کو کسریٰ کہتے تھے، وَاَنْتُمْ اور تم سب، تَنْظُرُوْنَ (نَظَرَ یَنْظُرُ- نَظْرًا) دیکھنا یعنی یہ سب کچھ تمہارے سامنے ہوا اور تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

مولانا محمد حنیف ندوی لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البحر سے مراد یہاں دریائے قلزم ہے، موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو آمادہ کرلیا کہ وہ راتوں رات ارض مصر سے نکل جائیں۔ یہ ہجرت اس لئے تھی تا کہ فرعون کے اثر سے الگ رہ کر ان میں صحیح طریقہ پر دین کی روح پھونکی جائے، غلامی سے دماغی اور ذہنی قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضرورت تھی کہ آزاد آب و ہوا میں انہیں لے جایا جائے، فرعون کو جب یہ معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل ہاتھ سے نکلے جاتے ہیں تو اس نے باقاعدہ بنی اسرائیل کا تعاقب کیا اور دریائے قلزم پر ان کو جالیا (وہ اللہ کے حکم سے) دریا پھٹ جانے کی وجہ سے پار اتر گئے اور فرعون مع اپنے لشکر کے دریا میں ڈوب گیا، یہ اس لئے تھا کہ بنی اسرائیل اپنی آنکھوں سے دشمن کا عبرتناک انجام دیکھ لیں۔ (سراج البیان جلد اول)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) جو قوم اپنی فلاح و بہبود کے لئے تگ ودو کرتی ہے اللہ کی رحمتیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔

۲) مصائب و مشکلات سے نکالنے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اور جب کسی قوم پر نکہت واد بار کی گھٹائیں چھا رہی ہوں تو افرادِ قوم کو اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر کے اپنا راستہ سیدھا کرنا ضروری ہے۔ تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے حقدار ٹھہریں، آج پاکستانی قوم کا حال شاید ایسا ہی ہے۔

۳) ظالموں کا انجام بالآخر فرعون اور اس کے لاؤ لشکر ایسا ہوتا ہے، حکمرانوں اور خاص طور پاکستانی حکمرانوں کو ان آیات سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

....

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ (۵۱) ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۵۲)

اور جب ہم نے موسیٰؑ کو چالیس راتوں کے وعدہ پر بلایا، پھر ان کی غیر موجودگی میں تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا اور تم فی الواقع ظالم تھے، پھر اس کے بعد ہم نے تمہارا یہ جرم بھی معاف کر دیا، کہ شاید تم شکر گزار بن جاؤ

وَاِذْ وٰعَدْنَا۔ اور جب ہم نے وعدہ کیا۔ (و ع د) وَاعَدَ يُوَاعِدُ۔ ایک دوسرے سے وعدہ کرنا (باب مفاعلہ) موسیٰ علیہ السلام نے حاضری کا اور اللہ تعالیٰ نے کتاب عطا فرمانے کا وعدہ کیا، موسیٰ بن عمران، سلسلہ اسرائیلی کے سب سے زیادہ مشہور وجلیل القدر پیغمبر کا نام ہے، آپ کا زمانہ مؤرخین کا تخمینہ ہے کہ پندرھویں اور سولہویں صدی قبل مسیح کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔(تفسیر ماجدی، عبدالماجد دریابادی)

اکثر مفسرین کا خیال ہے یہ عبرانی لفظ ہے، بعض محققین نے مصری لفظ بیان کیا ہے، جس کے معنی بچہ یا بیٹا ہیں، آپ کے والد کا نام عمران تھا، آپ کی بہن مریم اور بھائی ہارون تھے اور یہ دونوں آپ سے بڑے تھے، آپ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلائی (درس قرآن خواجہ عبدالحی فاروقی)

اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً، چالیس راتیں، غروب آفتاب سے صبح صادق تک کے وقت کو لیل کہا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ وعدے کا زمانہ ذوالقعدہ کا پورا مہینہ اور دس دن ذوالحجہ کے تھے(تفسیر ابن کثیر)

جب بنی اسرائیل فرعون کے پنجہ استبداد سے نجات پاکر جزیرہ نمائے سینا میں پہنچ گئے تو وہ اب ایک آزاد قوم تھے، جن کے لئے زندگی گزارنے کے لئے قانون اور دستور العمل کی ضرورت تھی، ورنہ ضابطہ نہ ہونے کی وجہ سے اندیشہ تھا کہ ان کے خیالات میں انتشار اور روز مرہ کے معاملات میں فساد نہ پھیل جائے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ کوہ طور پر آکر چالیس روز تک اعتکاف کریں کہ ذکر وفکر سے روح اپنے کمال کو پہنچتی ہے۔ یہ مدت گزرنے کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ہدایت تورات سے نوازا کہ اس کی تعلیمات سے اپنی قوم کو آگاہ فرمائیں۔

ثُمَّ ۔ پھر۔ حرف عطف ہے، ترتیب اور تراخی کے لئے مستعمل ہے(مصباح اللغات) اِتَّخَذْتُمْ تم نے بنایا، پکڑا۔ ماضی جمع مذکر مخاطب (اِتَّخَذَ یَتَّخِذُ، اِتِّخَاذٌ) باب افتعال، اَلْعِجْلَ، بچھڑا، گائے کا بچہ فرعون کی قوم گوسالہ پرستی میں مبتلا تھی، شاید ان کے دیکھا دیکھی یہ بھی اس برائی میں مبتلا ہوئے، مِنْۢ بَعْدِهٖ، اَیْ مِنْ بَعْدِ ذَهَابِ موسیٰ یعنی موسیٰ علیہ السلام کے جانے کے بعد، وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ اور تم سب ظالم تھے، گائے کو معبود بنانا صریحاً شرک تھا اور قرآن شرک کو ظلم عظیم قرار دیتا ہے، اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمن:۱۳)

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام تو وہاں مصروف ذکر اللہ تھے، ان کی غیر حاضری میں بنی اسرائیل کی قوم نے سونے چاندی کا بچھڑا پوجنا شروع کر دیا، اور اس کے مختلف اسباب تھے۔

(۱) یہ لوگ مصر میں قریباً چار سو سال سے مقیم تھے، مصری گائے کی پرستش کیا کرتے تھے، بنی اسرائیل نے انہیں دیکھا، تو انہوں نے بھی اس کی پوجا شروع کر دی اور یہ ان کی صحبت وہم نشینی کا اثر تھا۔

(۲) بنی اسرائیل مدت ہائے دراز سے مصریوں کے ماتحت زندگی بسر کر رہے تھے، فرعون نے تمام جلیل القدر عہدے اپنی قوم کے لئے مخصوص کر لئے تھے اور ادنیٰ ترین کام ان کے سپرد تھے، ان کی آمدنی کے اسباب وذرائع بند تھے، جس قدر ملتا تھا، ان کی ضروریات کے لئے کافی نہ ہوتا تھا، اس لئے انہیں دولت کے ساتھ الفت ودلبستگی ہوگئی اور یہ ہر غلام ومحکوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے امتیازات میں سے ہے کہ اسے دولت سے محبت پیدا ہو، پھر روپیہ ان کا امام و پیشوا ہوتا ہے اور یہی ان کا قبلہ و کعبہ اور مسجود، ان کی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے

گر جاں طلبی مضائقہ نیست
گر زر طلبی سخن دریں است

بنی اسرائیل آزاد ہو چکے ہیں، اب ان پر کسی انسان کی حکومت نہیں، ایک اللہ کے غلام ہیں، آزاد سرزمین ہے اور وہ ہیں، مگر غلامی کے اثرات اب تک ان کے دل و دماغ پر حاوی ہیں اور ان کے رگ و پے میں جاری و ساری، جس وقت انہوں نے سونے چاندی کا بچھڑا دیکھا، فوراً سجدے میں گر پڑے کہ اس کی بندگی ان کا مایۂ حیات ہے، چنانچہ ان کی آئندہ قومی زندگی میں اس قسم کے بکثرت واقعات پیش آئے جن سے یہ حقیقت بالکل واضح ہوگئی کہ ان کا مقصد حیات صرف مال و دولت جمع کرنا تھا، کہیں ان کے بارے میں ان کا یہ قول نقل ہوا۔

اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۤءُ (آل عمران:۱۸۱)

اللہ تو محتاج ہے (نعوذ باللہ) اور ہم غنی ہیں۔

اور کہیں انہیں تنبیہ ہو رہی ہے:

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا (البقرہ:۴۱)

اور نہ میری آیات کو تھوڑی قیمت پر نہ بیچو۔

صدیاں گزر گئیں، مگر یہ خصوصیت کبریٰ اب تک یہودیوں میں علی وجہ الکمال دکھائی دیتی ہے، ان سے بڑھ کر اور کوئی قوم صاحب دولت وثروت نظر نہیں آتی (امریکہ کی معیشت پر یہی لوگ چھائے ہوئے ہیں)

(۳) جب ایک قوم ترقی کرنے لگتی ہے تو قانون نہ ہونے کی شکل میں اس سے دو قسم کی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں (یا قانون موجود ہو اور وہ اسے پس پشت ڈالے رکھے)

(الف) افراط، روحانیت میں جائز حدود سے تجاوز کر جانا، نصاریٰ نے عبداللہ کو ابن اللہ بنا دیا (اور یہودی بھی اس بارے میں نصاریٰ سے پیچھے نہ رہے)

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ...... قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ، اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (التوبہ:۳۰) ''یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے...... اللہ انہیں غارت کرے یہ کہاں بہکے جا رہے ہیں''۔

(ب) تفریط، مادیت میں بہت دور نکل جانا، یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو تاریخ مرتب کی ہے، اس کی بہترین مثال ہے، یہی دونوں اصولی غلطیاں ہیں جن سے سورۃ فاتحہ میں پناہ مانگی گئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (الفاتحہ:۷)

یہودی تفریط کی وجہ سے ہلاک ہوتے ہیں کہ وہ سرے سے مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں اور عیسائی افراط میں مبتلا ہوتے کہ ایک بشر (عیسیٰ علیہ السلام) کو خدا بناتے ہیں۔

یہ لوگ (قوم موسوی) دونوں غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں (یعنی افراط وتفریط) سونے کا بچھڑا پوجنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات (جو ہر قسم کے شرک سے منزہ ہے) بچھڑے میں حلول کر گئی ہے...... بت پرست یہی خیال کرتے ہیں، پیر پرست اور قبروں کو پوجنے والے اس سے عبرت اندوز ہوں (یہ تفریط کی مثال ہے) افراط کی مثال آگے آئے گی جبکہ انہوں نے کہا۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً (البقرہ:۵۵)

اور جب تم نے موسیٰ سے کہا کہ ''ہم تو جب تک اللہ کو علانیہ دیکھ نہ لیں تجھ پر ایمان نہ لائیں گے'' [الفرقان فی معارف القران-خواجہ عبدالحی فاروقی]

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ، ثُمَّ حرف عطف پھر، عَفَوْنا، ہم نے معاف کیا فعل ماضی، جمع متکلم (ع ف و) عَفَا، يَعْفُوْ، عَفْوًا، معاف کرنا، عَنْكُمْ (عَنْ-كُمْ) سے، تم یعنی تمہیں معاف کر دیا، مِنْ م بَعْدِ ذٰلِكَ، سے، پیچھے، اس کے، یعنی اس ظلم وشرک کے بعد، لَعَلَّكُمْ (لَعَلَّ-كُمْ) شاید، تم تَشْكُرُوْنَ شکر بجالاؤ (ش ک ر) شَكَرَ يَشْكُرُ، شُكْرًا شکر کرنا، شکر اظہار نعمت ہے جبکہ اس کے مقابل کفران نعمت لایا جاتا ہے، قوم موسیٰؑ کو سمجھایا جارہا ہے کہ باوجود اتنی بڑی جرات کے تمہیں تھوڑی سی سزا دے کر معاف کر دیا جس کی تفصیل آگے آئے گی اور پھر تمہیں زندگی کے نشیب وفراز سمجھنے کے لئے مکمل دستور العمل عنایت کیا۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) جو قوم اللہ کا قانون (دستور حیات ملنے کے بعد بھی اس سے منہ موڑے اس سے زیادہ ظالم اور خاسر قوم اور کوئی نہیں ہوسکتی، یہ حال موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا تھا اور یہی حال اب امت مسلمہ کا ہو رہا ہے، اسی وجہ سے اس پر نکبت وادبار کی گھٹائیں چھا رہی ہیں۔

۲) جو قوم اللہ کی بندگی ترک کر دیتی ہے پھر وہ کوئی باطل معبود بنا لیتی ہے جیسا کہ قوم موسیٰؑ نے کیا، اس وقت مسلمانوں کا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ وہ خواہشات نفس کے پجاری بن چکے ہیں، کاش کہ ہم حقیقت کی طرف لوٹنے کی کوشش کریں۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (۵۳) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ، ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ، فَتَابَ عَلَيْكُمْ، اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (۵۴)

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب اور قانونِ فیصل دیا، تاکہ تم ہدایت پاسکو، اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا "اے میری قوم! تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر بڑا ظلم ڈھایا ہے، لہٰذا اپنے خالق کے حضور توبہ کرو اور اپنی جانوں کو (بطور سزا) ہلاک کرو، اسی میں تمہارے خالق کے نزدیک تمہاری بہتری ہے، پھر اس نے تمہاری توبہ قبول فرمالی، یقیناً وہ بڑا توبہ قبول فرمانے والا، بہت مہربان ہے۔

وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ، اور، جب ہم نے دی، موسیٰ کو کتاب، جو حق و باطل اور حلال و حرام میں فرق کرنے والی ہے، اِذْ بمعنی اُذْكُرُوْا، اور یاد کرو، اٰتَيْنَا فعل ماضی جمع متکلم اٰتٰی يُؤْتِيْ، اِيْتَاءٌ، دینا، عطا کرنا، اَلْكِتٰبَ، اس سے مراد خاص کتاب کیونکہ ال معرفہ کے لئے آتا ہے، خاص کتاب سے مراد "التوراۃ" ہے، اَلْفُرْقَان، تورات کی صفت ہے جو حق و باطل اور حلال و حرام میں فرق پیدا کرے، قرآن حکیم اور انجیل کو بھی فرقان سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ (سورۃ الفرقان:۱) "بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان (قرآن) نازل فرمایا"۔

یوم بدر کو یوم الفرقان اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ وہ تاریخ اسلام میں پہلا دن ہے جس میں حق و باطل میں کھلا کھلا امتیاز ہو گیا تھا۔

لَعَلَّكُمْ (لَعَلَّ ۔ كُمْ) شاید۔ تم تَهْتَدُوْنَ، مضارع جمع مذکر مخاطب تم ہدایت پاجاؤ (ہ د ی) اِهْتَدٰى، يَهْتَدِيْ، اِهْتِدَاءٌ، باب اِفتعال۔ راہ ہدایت پر چلنا، ہدایت پانا۔

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

"فرقان اس قوت کو کہتے ہیں جس سے حق و باطل، نیک و بد اور اسلام و کفر میں تمیز ہو، ہر کتاب الٰہی کے نزول سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبل لوگوں میں ایک قوی احساس پیدا کر دیا جاتا ہے، وہ اپنے روزمرہ کے اعمال دیکھتے ہیں تو معلوم کر لیتے ہیں کہ ان میں بہت زیادہ اصلاح وتہذیب کی ضرورت ہے، اپنے آپ کو کسی مصلح اور ریفارمر کا محتاج سمجھتے ہیں، حق کے لئے ان کے اندر تشنگی پیدا ہوتی ہے اور اب وہ اس چشم آب کی تلاش میں نکلتے ہیں جو ان کی پیاس کو دور کر دے۔ اگر فرقان پہلے سے نہ پیدا کر دیا جائے تو کتاب بیکار ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب لوگ ضرورت اصلاح ہی محسوس نہیں کرتے تو انہیں اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے، اگر پیاس نہ ہو تو کتنے ہی برف سے ٹھنڈے کئے ہوئے گلاس بھر بھر کر پیش کیجئے، کسی کی نگاہ بھی نہ اٹھے گی، جب بھوک نہیں تو کھانے کی ہر چیز بیکار ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ فَعَلِمُوْا مِنَ الْكِتَابِ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ

''لوگوں کے سویدائے قلب میں امانت کا نزول ہوا، اس لئے انہوں نے کتاب وسنت کی تعلیم حاصل کی اور ان سے بہرہ اندوز ہوئے۔''

اس میں امانت سے مراد یہی فرقان ہے جو نبی کی بعثت سے قبل نازل ہوتا ہے اور جس کی وجہ سے لوگ نبی کے لئے سراپا انتظار بن جاتے ہیں، رسول اللہ کی بعثت سے قبل عرب میں اس قسم کے لوگ موجود تھے جو دین جاہلیت کو چھوڑ کر یہ خبریں دیا کرتے تھے کہ عنقریب ایک رسول ظاہر ہونے والا ہے جو ابلیس اور اس کے لشکر پر غالب ہوگا۔ ان اشخاص میں عثمان بن حریث، عبید، زید بن عمرو اور ورقہ بن نوفل کے نام خصوصیت سے مشہور ہیں، زید بن عمرو تو وہ بزرگ ہیں جنہوں نے رسولِ موعود کی تلاش میں دور دور کے سفر کئے اور آخر یہ معلوم کر کے کہ وہ مکہ میں پیدا ہوں گے، اسی مبارک انتظار میں رہ کر انتقال کر گئے، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔

اسی فرقان سے مراد وہ تشنگی ہے جو بنی اسرائیل میں قانون الٰہی کے لئے پیدا کر دی گئی تھی، بعض لوگوں نے اس سے نجاتِ موسیٰ اور تباہی فرعون بھی مراد لی ہے مگر بعد کی آیت پہلے معنی کی زیادہ مؤید ہے، ہر نبی کے ساتھ دونوں چیزیں نازل کی جاتی ہیں، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی نوازش کی گئی کہ بنی اسرائیل راہ حق اپنے سامنے دیکھ لیں اور آئندہ کسی غلط کاری کے مرتکب نہ ہوں۔'' (الفرقان فی معارف القرآن)

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰ علیہ السلام نے کہا، لِقَوْمِهٖ اپنی قوم سے، لفظ قوم اسم جمع (Collective noun) ہے، مرد اور عورت دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، يٰقَوْمِ یا حرف ندا اور قوم مُنادیٰ ہے، اے میری قوم! اِنَّكُمْ (اِنَّ۔ كُمْ) بیشک تم نے ظَلَمْتُمْ تم نے ظلم کیا۔ صیغہ مذکر مخاطب (ظَلَمَ يَظْلِمُ ظُلْمًا) اَنْفُسَكُمْ (اَنْفُسَ۔ كُمْ) جانوں، اپنی (پر) نَفْسٌ مفرد ہے بِاتِّخَاذِكُمُ (بِ۔ اتِّخَاذِ۔ كُمْ) ساتھ، بنانے، تمہارے، الْعِجْلَ۔ بچھڑا یعنی بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، فَتُوْبُوْا، پس توبہ کرو فعل امر جمع مذکر (تَابَ، يَتُوْبُ، تَوْبَةٌ) توبہ کرنا، رجوع کرنا، اِلٰى، طرف بَارِئِكُمْ (بَارِئ۔ كُمْ) پیدا کرنے والا، خالق، اپنے یعنی اپنے خالق کے حضور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

توبہ کرو، بَرَاَ یَبْرَءُ سے اسم فاعل بَارِئٌ، اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے جو بغیر مادہ (matter) کے حرف کن فرما کر اشیاء کو وجود میں لاتا ہے۔ فَاقْتُلُوْا، پس تم قتل کرو فعل امر جمع مذکر (قَتَلَ یَقْتُلُ، قَتْلًا) اَنْفُسَکُمْ۔ اپنی جانوں کو ذٰلِکُمْ۔ یہ (بات)، خَیْرٌ، بہتر ہے لَکُمْ، تمہارے لئے عِنْدَ بَارِئِکُمْ تمہارے خالق کے نزدیک، فَتَابَ، پس اس نے توبہ قبول کی، ماضی واحد مذکر (تَابَ، یَتُوبُ، تَوْبَۃً) فَتَابَ عَلَیْکُمْ پس اللہ نے تمہاری توبہ قبول کی۔ اِنَّہٗ ھُوَ بلاشبہ وہی تو ہے۔ اَلتَّوَّابُ الرَّحِیْمُ دونوں اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں اور مبالغہ کے صیغے میں بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا، بہت زیادہ مہربان یعنی صرف وہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور انہیں اپنی رحمتوں سے نوازتا ہے۔

فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ (اپنی جانوں کو مار ڈالو) یعنی جن لوگوں نے بچھڑے کو سجدہ نہیں کیا تھا، وہ سجدہ کرنے والوں کو قتل کریں۔

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

''دنیا کے پردہ پر وہ کونسی پاگل گورنمنٹ ہے جو اپنے قانون فوجداری کے شدید مجرموں، لٹیروں، ڈاکوؤں، نقب زنوں کو محض معافی طلب کرنے پر چھوڑ دیتی ہے؟

ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ، اور اس خیریت اور بہتری کا ظہور آخرت میں ہوگا۔ خیر سے اشارہ یہاں نجات، مغفرت اور گناہ کی گندگی سے پاک صاف ہونے سے ہے، یہاں ذکر تو ایک اسرائیلی ضابطہ شریعت کا ہے، لیکن خود اسلامی شریعت کا ضابطہ بھی اس سے ملتا جلتا ہے۔ رہزنی، سرقہ، زناکاری وغیرہ جن جن جرائم کے لئے حدود مقرر ہیں وہ دنیا میں معاف نہیں ہو سکتے، خواہ مجرم صدق دل سے تائب ہی کیوں نہ ہو، البتہ اجرائے حد کے بعد یہ امید ضرور قائم ہو جاتی ہے کہ وہ نادم و تائب حشر میں دھلا دھلایا، پاک وصاف حاضر ہوگا۔'' (تفسیر ماجدی جلد اول)

آیات کی حکمت وبصیرت:

۱) وہ اقوام اور افراد نعمت فرقان (حق و باطل، سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے کی صلاحیت) سے بہرہ ور رہتے ہیں جو تقویٰ (اللہ تعالیٰ سے ہروقت خوف) کی راہ اختیار کرتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا (الانفال:۲۹)

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے تو اللہ تمہیں (حق و باطل) میں قوت تمیز عطا فرمائے گا۔''

۲) اور جو قوم یا افراد نعمت فرقان سے محروم ہو جاتے ہیں پھر وہ خرافات اور لایعنی اور بے مقصد باتوں کا شکار ہو جاتے ہیں جیسا کہ بنی اسرائیل ہوئے اور یہی بات آج ہماری قوم میں نظر آتی ہے، نمازیں ضائع ہو رہی ہیں اور افراد قوم ٹی وی، کیبل کے بیہودہ کھیل تماشوں میں مصروف ہیں۔ دوسرے الفاظ میں بچھڑے کی جگہ ان کی پرستش ہو رہی ہے، پرستش صرف بتوں کی ہی نہیں ہوتی بلکہ خواہشات کے پیچھے چلنا بھی ہوائے نفس کی پرستش ہے۔ ارشاد ہوا: وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوٰہُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ (القصص:٥٠)''اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی ہدایت چھوڑ کر محض اپنی خواہش کے پیچھے لگا ہوا ہو۔''

....

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (٥٥) ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ ۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ(٥٦)

اور یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ ہم تو جب تک اللہ کو علانیہ دیکھ نہ لیں تجھ پر ایمان نہ لائینگے، پھر تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے تمہیں برقِ صاعقہ (گرنے والی بجلی نے) آلیا، پھر تمہاری موت کے بعد ہم نے تمہیں زندہ کر اٹھایا کہ شاید اب تم شکر گزار بن جاو

وَاِذْ (وَاذْكُرُوْا) اور وہ وقت یاد کرو، قُلْتُمْ تم سب نے کہا۔ ماضی جمع مذکر مخاطب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) يٰمُوْسٰى – يا حرف ندا، موسیٰ، منادی، لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ ہرگز یقین نہ کرینگے تیرے ساتھ، لَنْ حروف ناصبہ میں سے ہے یعنی وہ حروف جو فعل مضارع کے شروع میں آئیں تو انہیں زبر دیتے ہیں اور 'ن' جمع کا یا 'ن' تثنیہ کا ہو تو وہ گر جاتا ہے اور استقبال کے معنی پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (ال عمران:٩٢)''تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو''۔

نُؤْمِنُ تھا، لَنْ کی وجہ سے نُؤمِنَ، کے نون پر زبر آیا، ہم ہرگز ایمان نہ لائینگے (اٰمَنَ يُؤْمِنُ، اِيْمَانًا) باب افعال ہے ایمان لانا، اعتبار کرنا، حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً، یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں، اللہ کو علانیہ، حَتّٰى کلمہ ناصبہ ہے یعنی اپنے بعد والے لفظ کے آخری حرف کو زبر دیتا ہے جیسا کہ نَرٰى کی 'ر' پر زبر ہے۔ نَرَى، ہم دیکھ لیں، فعل مضارع جمع متکلم (رَاٰى يَرٰى) جَهْرَةً۔ علانیہ، برملا، فَاَخَذَتْكُمْ (فَ – اَخَذَتْ – كُمْ) پس۔ پکڑا تم کو، الصّٰعِقَةُ، ہولناک آواز۔ الصَّاعِقَةُ – نَارٌ مِّنَ السَّمَاءِ اَوْ صَيْحَةٌ مِنْهَا، آسمان سے آگ یا زوردار کڑک کو صاعقہ کہتے ہیں (کلمات القرآن، الشیخ حسنین محمد مخلوف) وَاَنْتُمْ، اور تم سب۔ ضمیر متصل جمع مذکر مخاطب، تَنْظُرُوْنَ، فعل مضارع جمع مذکر مخاطب، تم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دیکھ رہے تھے (نَظَرَ یَنْظُرُ، نَظَرًا) دیکھنا، ثُمَّ، حرف عطف ہے، ترتیب اور تراخی کے لئے مستعمل ہے۔ بَعَثْنٰکُمْ اَیْ اَحْیَیْنَا کُمْ، یعنی تم کو زندہ کیا، فعل ماضی جمع متکلم (بَعَثَ یَبْعَثُ بَعْثًا) اٹھانا، زندہ کرنا، مِنْ- سے، بَعْدِ۔ بعد مَوْتِکُمْ (مَوْتِ- کُمْ) موت۔ تمہاری یعنی تمہاری موت کے بعد، لَعَلَّکُمْ (لَعَلَّ- کُمْ) شاید کہ۔ تم، تَشْکُرُوْنَ شکر گزار بنو (شَکَرَ یَشْکُرُ، شُکْرًا) شکر ادا کرنا۔

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام توراۃ لینے کے لئے کوہ طور پر گئے تو اپنے ساتھ بنی اسرائیل میں سے بہترین دل و دماغ کا انتخاب کیا، اور ان میں سے ستر اشخاص کو اپنے ساتھ لیتے گئے مگر انہوں نے صاف کہہ دیا کہ جب تک ہم ان آنکھوں سے کھلم کھلا اللہ کو نہ دیکھ لیں گے تمہاری کبھی تصدیق نہ کرینگے۔ چونکہ انہوں نے بے انتہا گستاخی سے کام لیا اور موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر ایمان لانے سے انکار کر دیا حالانکہ وہ بکثرت نشانات دیکھ چکے تھے، اس سے صاعقہ حق نے ان کو آلیا اور ان پر بیہوشی طاری ہوگئی۔

تمام محققین کا اتفاق ہے کہ صاعقہ سے موت نہیں ہوتی، اس سے انسان بیہوش ہو جاتا ہے، البتہ اگر وقت پر خبر نہ لی جائے تو اس کی موت کا باعث ہو جائیگی جب سب پر غشی طاری ہوگئی تو موسیٰ علیہ السلام سخت پریشان ہوئے، انہیں اس امر کا اندیشہ ہوا کہ اگر یہ لوگ مر گئے تو قوم بغیر کسی نگران کار و محافظ کے رہ جائیگی، جب کام کرنے والے دماغ نہ رہیں گے تو قوم خود بخود فنا ہو جائیگی، اس لئے انہوں نے والہانہ و مضطربانہ دعا کی۔

وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ، قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَ اِیَّایَ، اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا، اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ، تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ، اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ (الاعراف:۱۵۵)

”اور ہماری طے شدہ میعاد کے لئے موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر آدمی چن لیے، پھر جب انہیں زلزلے نے آلیا تو موسیٰ نے عرض کی: اے رب! اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے انہیں اور مجھے بھی ہلاک کر سکتا تھا، کیا تو ہم سب کو اُس پر ہلاک کرتا ہے جو ہم میں سے کچھ احمقوں نے کیا؟ یہ تیری ایک آزمائش تھی جس سے تو جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دکھا دیتا ہے۔ تو ہمارا سرپرست ہے، لہٰذا ہمیں معاف فرما اور ہم پر رحم کر اور تو ہمارا سرپرست ہے، لہٰذا ہمیں معاف فرما اور ہم پر رحم کر اور تو بہترین معاف کرنے والا ہے۔“

اس بیہوشی سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات دی اور دوبارہ ان کے اندر احساس پیدا ہو گیا، تاکہ پھر اس غلط کاری میں مبتلا نہ ہوں اور (راہ راست پر آجائیں) (الفرقان فی معارف القرآن)

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''بہت سے معجزات، اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اور ان کی مسلسل اور پیہم نافرمانیوں سے اللہ تعالیٰ کا عفو و درگزر، ان میں سے کوئی چیز ان کی سخت اور درشت فطرت کو بدل نہ سکی، ان کی فطرت محسوسات کے علاوہ کسی چیز کو ماننے کے لئے تیار نہ تھی، وہ اللہ کے احکام میں مسلسل ٹال مٹول اور بحث و جدل کے عادی تھے اور سخت دار و گیر اور شدید تازیانہ عذاب کے بغیر احکام الٰہی کی اطاعت کے لئے آمادہ نہ تھے، دراصل ظالم و جابر فرعون کے ظالمانہ اقتدار کے تحت غلامی و ذلت کے جس طویل دور سے وہ گزرے تھے، اس نے ان کی فطرت میں عمیق فساد پیدا کر دیا تھا، حقیقت یہ ہے کہ طویل ظالمانہ و جابرانہ نظام جس ذلت و پستی کو جنم دیتا ہے، اس سے زیادہ انسانی فطرت کو بگاڑنے والی کوئی چیز نہیں، غلامی انسانی فطرت کی تمام صفات کو تہس نہس کر دیتی ہے، فطرت کے بنیادی عناصر و جذبات کو تباہ کر دیتی ہے اور اس کے اندر غلامانہ فطرت پیوست کر دیتی ہے، اس کے بعد انسان کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ وہ جلاد کے کوڑے کے تحت عاجزی و تذلل کا رویہ اختیار کرتا ہے لیکن جونہی کوڑا ہٹ جاتا ہے وہ سرکش اور ہٹ دھرم ہو جاتا ہے اور جب اسے دولت و اقتدار سے کچھ حصہ مل جاتا ہے تو وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ یہی حال بنی اسرائیل کا تھا اور یہی حال بنی اسرائیل کا ہمیشہ رہا ہے۔ (فی ظلال القرآن جلد اول)

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت:

۱) جب کوئی قوم ایمان و اخلاق کے تقاضوں کو فراموش کر ڈالتی ہے تو ان کا انجام قوم موسوی کی طرح ہو جاتا ہے۔ کبھی یہ برق صاعقہ کی شکل میں عذاب ہوتا ہے اور کبھی یہ بھوک اور قحط سالی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور کبھی ان پر ظالم و جابر حکمران مسلط کر دیئے جاتے ہیں جیسا کہ اس وقت پاکستانی قوم کے ساتھ ہو رہا ہے۔

۲) گنہگار بندوں کو رحمت الٰہی بار بار اپنی جانب متوجہ کرتی ہے اور وہاں سے مایوسی اور نامرادی کا سامنا کرنا نہیں پڑتا۔

۳) بنی اسرائیل کی طرح شاید ہم نے بھی غلامانہ ذہنیت کا پھندا اپنے گلے سے نہیں اتارا، ہماری تہذیب و ثقافت اس کی آئینہ دار ہے اور ہمارے حکمرانوں کے صلاح و مشورے بھی وہیں سے ہوتے ہیں جس سے مایوسیاں روز بروز بڑھ رہی ہیں اور معاشی و اخلاقی لحاظ سے روبہ زوال ہیں، انگریز کی صد سالہ غلامی کے بعد آزاد ہونے پر ہمیں اللہ تعالیٰ کے ہر لحاظ سے شکر گزار بندوں کی حیثیت سے زندگی گزارنی چاہئے تھی، مگر ایسا نہیں ہوا۔ اب ہم کہاں کھڑے ہیں؟

۴) جو قوم یا افراد متواتر اور لگاتار نافرمانیوں کا شکار رہیں بالآخر تباہی و بربادی ان کا مقدر ٹھہرتا ہے اور وہاں سے زندگی کا سکون رخصت ہو جاتا ہے، کیا ہماری کیفیت کچھ ایسی ہی نہیں ہے؟

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَارَزَقْنٰكُمْ، وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (۵۷)

(اے بنی اسرائیل! فرعون سے نجات دلانے کے بعد) ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا (اور صحرائے سینا میں) مَن وسلویٰ اتارا (اور کہا) یہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں (مگر انہوں نے ناشکری اور حکم عدولی کی) اور اس سے انہوں نے ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اپنی ہی جانوں پر ستم ڈھاتے رہے۔

وَظَلَّلْنَا ۔ اور ہم نے سایہ کیا، فعل ماضی جمع متکلم، اللہ تعالیٰ واحد ہے اور جمع متکلم کا صیغہ بطور عزت کے لئے آیا ہے۔ (ظَلَّلَ يُظَلِّلُ، تَظْلِيْلًا) باب تفعیل، سایہ کرنا اور ظِلٌّ سایہ کو کہتے ہیں، الغَمَام جمع ہے اس کا مفرد غمامہ ہے (بادل)، بادلوں کیلئے قرآن حکیم میں سَحَابٌ، عَارِضٌ، مُعْصِرَات، مُزْنٌ اور صَيِّبٌ کے الفاظ بھی آئے جس میں تھوڑے تھوڑے فرق سے عربی زبان کی وسعت اور فصاحت کا پتہ چلتا ہے، مولانا عبدالرحمٰن کیلانی لکھتے ہیں: سحاب (سحب بمعنی گھسیٹنا اور کھینچنا) بادل کے لئے اس کا استعمال عام ہے، ہر قسم کے بادل کو سحاب کہہ لیتے، تاہم اس لفظ کا اطلاق اس بادل پر ہوتا ہے، جسے ہوائیں اٹھا کر آسمان پر پھیلا دیتی ہیں، گویا یہ ہر بادل کی ابتدائی شکل ہے۔

قرآن میں ہے: وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا (فاطر:۳۵) ''اور اللہ ہی تو ہے جو ہوائیں چلاتا ہے پھر وہ بادل اٹھالاتی ہیں''۔

غَمَام: وہ بادل ہے جو تہہ بہ تہہ گاڑھا ہو جائے اور سورج کی روشنی کو زمین تک آنے سے روک دے آج کے الفرقان میں انہیں بادلوں کا ذکر ہے۔

عَارِض: جب گاڑھے اور پھیلے ہوئے بادل سے بونداباندی شروع ہو جائے تو وہ عارض ہوتا ہے، قرآن حکیم میں ہے۔

قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا، بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (الاحقاف:۲۴) ''(قوم ہود نے) جب بادل اپنے میدانوں میں بڑھتے دیکھے تو کہنے لگے ''یہ بادل ہم پر برسے گا'' بلکہ یہی چیز تھی جس کے لئے تم جلدی مچار ہے تھے یعنی آندھی جس میں المناک عذاب تھا''

مُعْصِرَاتٌ: مُعْصِرَةٌ کی جمع ہے یعنی ایسے بادل جو پانی سے لدے ہوئے اور برسنے والے ہوں (نچڑنے والے بادل)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡمُعۡصِرَاتِ مَآءً ثَجَّاجًا (النبا:۱۴)''اور نچڑنے والے بادلوں سے لگا تار بارش نازل کی''۔

مُزۡنٌ: سفید اور چمک دار بادلوں کو کہتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے: ءَ اَنۡتُمۡ اَنۡزَلۡتُمُوۡهُ مِنَ الۡمُزۡنِ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡزِلُوۡنَ (الواقعہ:۶۹)'' (کیا پانی جو تم پیتے ہو) کیا اسے بادل سے تم نے اتارا یا اتارنے والے ہم ہیں؟''

صَيِّبٌ: سخت گرجدار بادلوں کو صیب کہتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے: اَوۡ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيۡهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعۡدٌ وَّ بَرۡقٌ (البقرہ:۱۹)''یا جیسے آسمان سے زوردار بارش ہو جس میں تاریکیاں، بجلی کی گرج اور چمک ہو''۔ (مترادفات القرآن)

وَاَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡمَنَّ وَ السَّلۡوٰى اور ہم نے نازل کیا تم پر من اور سلوی (اَنۡزَلَ، يُنۡزِلُ، اِنۡزَالًا) باب افعال، اتارنا، نازل کرنا الۡمَنَّ، اسم جنس، امام راغب لکھتے ہیں: اَلۡمَنُّ شَیۡءٌ فِيۡهِ حَلَاوَةٌ يُسۡقُطُ عَلَى الشَّجَرِ (مفردات القران) میٹھی چیز جو درختوں پر گرائی جاتی تھی۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:''مَنّ کے اصل معنی فضل و احسان کے ہیں، لیکن یہاں اس سے مراد وہ خاص غذا ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے صحرائے سینا میں خاص اپنے فضل سے مہیا فرمائی، جس کے لئے نہ انہیں ہل چلانے پڑے، نہ تخم ریزی اور آب پاشی کی زحمتیں اٹھانی پڑیں (تدبر قرآن)

سَلۡوٰى، مَنّ کی طرح سلویٰ بھی عربی میں اہل کتاب کے واسطہ سے آیا ہے اور اہل عرب نے اس کو اپنے اشعار میں استعمال کیا ہے، یہ لفظ ان پرندوں کے لئے استعمال ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ نے صحرائے سینا میں بنی اسرائیل کے لئے بھیجے، یہ بٹیروں سے ملتے جلتے تھے اور بٹیروں ہی کی طرح ان کا شکار نہایت آسان تھا (ایضاً)

كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ، کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو کہ رزق دیا ہم نے تم کو، كُلُوۡا، فعل امر جمع مذکر (اَكَلَ يَاۡكُلُ اَكۡلًا) طَيِّب اس چیز کو کہتے ہیں جو فی نفسہ حلال ہو اور اس کے حصول کے ذرائع بھی جائز اور حلال ہوں (رشوت، چوری، ڈاکہ اور غبن سے نہ حاصل کیا گیا ہو)، مَا موصولہ جو رَزَقۡنٰكُمۡ، جمع متکلم (رَزَقۡنَا - كُمۡ) ہم نے رزق دیا تمہیں، وَمَا ظَلَمُوۡنَا اور انہوں نے ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا، وَلٰكِنۡ اور لیکن ''لٰكِنۡ'' کلمہ استدراک کلام ہے (اصل حقیقت کو جاننے کے لئے استعمال ہوتا ہے) اَنۡفُسَهُمۡ (اَنۡفُسَ - هُمۡ) اپنے نفسوں پر يَظۡلِمُوۡنَ وہ ظلم ڈھاتے تھے، مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''یہاں کلام کا سیاق و سباق اس امر کو واضح کر رہا ہے کہ بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی ان عظیم نعمتوں کا حق نہیں پہچانا، وہ ان نعمتوں کو پا کر شکر گزار بننے کی بجائے ان کی ناقدری اور اللہ کی نافرمانی کرتے رہے، یہ بات چونکہ سیاق کلام سے واضح ہے اس وجہ سے لفظوں میں ظاہر نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ اس کی جگہ پر یہ بات کہہ دی گئی ہے کہ انہوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے (تدبر قرآن)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آیۂ مبارک کی حکمت وبصیرت:

۱) جولوگ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی ناقدری کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑتے بلکہ اپنا ہی بگاڑتے ہیں۔

۲) کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ملک عطا فرمایا، حصول وطن کے لئے ان گنت جانی اور مالی قربانیاں دی گئیں، مگر افسوس کہ ہم سب کچھ بھلا کر ناشکریوں پر اتر آئے، اور آج ہم کہاں کھڑے ہیں؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

....

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ (۵۸) فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (۵۹)

اور جب ہم نے انہیں کہا کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ اور اس کی پیداوار میں سے جہاں سے جی چاہے سیر ہو کر کھاؤ اور جب اس کے دروازے سے گزرو تو سر جھکائے ہوئے گزرنا اور (زبانوں پر) حِطَّةٌ حِطَّةٌ (ہمارے گناہ معاف ہوں) کے الفاظ جاری وساری ہوں، ہم تمہاری خطاؤں سے درگزر کریں گے (اور خلوص قلب سے) نیکی کرنے والوں کو مزید فضل وکرم سے نوازیں گے، مگر جو بات کہی گئی تھی، ظالموں نے اسے بدل کر کچھ سے کچھ کر دیا، تو ہم نے ان ظالموں پر ان کی نافرمانیوں کی بنا پر آسمان سے عذاب نازل کیا

وَإِذْ قُلْنَا، إِذْ (واذْكُرُوا) اور یاد کرو، اِذْ عربی زبان میں وقت اور زمانے کو ظاہر کرتا ہے (Refers time) قُلْنَا ہم نے کہا (قَالَ يَقُولُ قَوْلًا) کہنا، ادْخُلُوا، تم سب داخل ہو جاؤ، فعل امر، جمع مذکر (دَخَلَ يَدْخُلُ، دُخُوْلًا) داخل ہونا، هٰذِهِ، اسم اشارہ قریب، الْقَرْيَةَ، بستی، گاؤں۔

هِيَ أَرِيْحَا، قَرْيَةٌ مِّنْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ (ابن جریر)

''اس سے بیت المقدس کی بستی اریحا مراد ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَكُلُوْا ،تم سب کھاؤ فعل امر جمع مذکر (اَكَلَ يَأْكُلُ اَكْلًا) کھانا مِنْهَا (مِنْ-هَا) سے،اس سے (یعنی بستی کی پیداوار میں سے)حَيْثُ ،ظرف مکان (Place) کو ظاہر کرتا ہے، جہاں اور جس جگہ سے شِئْتُمْ۔تم چاہو صیغہ ماضی جمع مذکر مخاطب (ش ی ء)شَاءَ يَشَاءُ چاہنا، پسند کرنا،رَغَدًا، بافراغت، اچھی طرح، وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا، وَادْخُلُوْا ،تم سب داخل ہو جاؤ (دَخَلَ يَدْخُلُ دُخُوْلًا)اَلْبَابَ ،دروازہ (شہر کا) The main gate سُجَّدًا ،سجدہ کرتے ہوئے یعنی سر جھکائے ہوئے، عاجزی کے ساتھ وَقُوْلُوْا اور کہو، فعل امر جمع مذکر (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) حِطَّةٌ

مولانا محمد حنیف ندوی لکھتے ہیں:" (ح ط ط) حَطَّ يَحُطُّ ، بوجھ ہلکا کرنا، بھاؤ کا کم ہو جانا،کہا جاتا ہے۔حَطَّ السِّعْرُ، بھاؤ کم ہو گیا،گر گیا۔

حَطَّ اللّٰهُ اَوْزَارَهُمْ، اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ معاف کر دیئے یعنی گناہوں کے بوجھ کو ہلکا کر دیا، اَلْحِطَّةُ، طلب مغفرت،توبہ۔

وَقُوْلُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ

''اور کہتے جاؤ،توبہ ہے،ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔''

بنی اسرائیل کو طویل دشت نوردی کے بعد جب ان کی خواہش و آرزو کے تحت اریحا کے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی،تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے از راہ نصیحت کہا کہ اس شہر میں آباد ہونے کے بعد پہلے کی طرح سرکشی و نافرمانی کی زندگی بسر نہ کرنا بلکہ ہمیشہ سلامتی و مغفرت اور انابت و توبہ کا شیوہ اختیار کرتے رہنا تاکہ شہری زندگی کا آغاز تمہاری دنیاوی و روحانی کامرانیوں کا آئینہ دار بن سکے حِطَّةٌ عربی لفظ ہے اور بنی اسرائیل کی زبان عبرانی تھی۔معلوم ہوتا ہے عبرانی کا جو لفظ اس وقت بولا گیا اس کے معنی عربی میں توبہ و انابت کے اظہار ہی کے ہوں گے،غرض یہ نہیں کہ تم بعینہ یہ لفظ دہراتے ہوئے شہر میں داخل ہو، بلکہ یہ ہے کہ شہر میں داخلے کے وقت تمہاری زبان پر بخشش و انابت اور توبہ و استغفار کے کلمات جاری ہوں۔(لسان القرآن۔جلد دوئم)

نَغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ (غ ف ر) غَفَرَ يَغْفِرُ، غُفْرَانَ ،ڈھانپنا، چھپانا،معاف کر دینا،(خَطَايَا- كُمْ) گناہ۔ تمہارے،خَطَايَا جمع ہے اس کا مفرد خَطِيْئَةٌ ہے،وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ، زَادَ يَزِيْدُ زیادہ عطا کرنا،نَزِيْدُ،ہم زیادہ عطا کریں گے نَزِيْدُ پرس ' کا اضافہ مستقبل قریب کا معنی دیتا ہے،یعنی عنقریب اضافہ کریں گیا اَلْمُحْسِنِيْنَ، اس کا مفرد اَلْمُحْسِنُ ہے یعنی نیکوکار،ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا۔

سید مودودیؒ حِطَّةٌ کی تشریح میں لکھتے ہیں:حکم یہ تھا کہ جابر و ظالم فاتحوں کی طرح اکڑتے ہوئے نہ گھسنا، بلکہ خدا ترسوں کی طرح منکسرانہ شان سے داخل ہونا، جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے اور حِطَّةٌ" کے دو مطلب ہو سکتے ہیں،ایک یہ کہ خدا سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے ہوئے جانا۔دوسرے یہ کہ لوٹ مار اور قتل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عام کی بجائے بستی کے باشندوں میں درگزر اور عام معافی کا اعلان کرتے جانا (اخلاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چمن بھی فتح مکہ پر اسی اعلان سے مہک اٹھا تھا)

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوْا، پس تبدیل کر دیا (خلاف ورزی کی)۔ ان لوگوں نے جو ظالم تھے، بَدَّلَ يُبَدِّلُ، تَبْدِيْلًا، بدلنا، حکم عدولی کرنا، ظَلَمُوْا ماضی جمع مذکر غائب، انہوں نے ظلم کیا۔ ظلم کسے کہتے ہیں۔

اَلظُّلْمُ وَضْعُ الشَّئِ عَلٰى غَيْرِ مَحَلِّهٖ "کسی چیز کو غلط جگہ پر رکھنے کو ظلم کہتے ہیں مثلاً سچ کی جگہ جھوٹ، انصاف کے مقام پر ناانصافی کرنا ظلم ہے۔"

قَوْلًا (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا) مصدر ہے بات چیت، غَيْرَ، سوائے، علاوہ، الَّذِیْ، جو، قِيْلَ، فعل ماضی مجہول، کہی گئی یعنی جو کلمات استغفار انہیں تلقین کیے گئے تھے انہیں چھوڑ کر وہ بے مقصد اور مہمل کلمات زبان سے ادا کرنے لگے۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم یہ دیا گیا تھا کہ شہر کے دروازے میں جھک کر داخل ہونا اور زبان سے حِطَّةٌ" کہنا (یعنی گناہوں کی بخشش مانگنا) مگر وہ اپنی سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور حِطَّةٌ کی بجائے حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ (دانہ بالی کے اندر) کہنے لگے۔ (بخاری...... بحوالہ حاشیہ تیسیر القرآن-عبدالرحمٰن کیلانی)

فَاَنْزَلْنَا ماضی جمع متکلم، ہم نے نازل کیا (اَنْزَلَ، يُنْزِلُ، اِنْزَالًا) نازل کرنا اتارنا۔ عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا، ان لوگوں پر جنھوں نے نافرمانی کی، رِجْزًا، عذاب، اَلرِّجْزُ - اَلْعِتَابُ (تفسیر المراغی) رِجْزًا میں تنوین عذاب کی شدت اور ہولناکی پر دلالت کرتی ہے، اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ وہ طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو گئے اور دشمنوں کا رعب ودبدبہ ان پر طاری ہو گیا (المراغی)

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (بِ- مَا) اس لئے کہ "ب" یہاں پر وجہ کو ظاہر کر رہا ہے ای بَسَبَبِ فِسْقِهِمْ (جلالین) یعنی یہ عذاب ان کے مسلسل انکار اور سرکشی کی وجہ سے تھا۔

يَفْسُقُوْنَ مضارع جمع مذکر غائب وہ سب فسق کرتے (عہد و پیمان کو توڑتے) فَسَقَ يَفْسُقُ، فِسْقًا، فسق اختیار کرنا راہ حق کو چھوڑ کر من مانی کرنا۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

ا) جب افراد اور قوموں کو اللہ تعالیٰ فتح ونصرت سے ہمکنار فرمائے تو کسی تکبر اور غرور کو قریب بھی نہیں پھٹکنے دینا چاہئے بلکہ عجز وخاکساری سے رب تعالیٰ کے حضور جھک جانا چاہیے کہ کامیابی اور کامرانی صرف اور صرف اسی نے عطا فرمائی ہے، پھر اس کے اس لطف واحسان پر اس کے حضور اپنی سابقہ غلطیوں اور خطاؤں پر توبہ واستغفار کرتے ہوئے سیدھی اور سچی راہ اختیار کرنی چاہیے، بنی اسرائیل نے مسلسل اور پیہم راہ حق سے تجاوز کیا اور عذاب الٰہی کا شکار ہو گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲) حصول وطن کے لئے ہم نے بھی لاتعداد جانی و مالی قربانیاں دی، اور ہماری زبانوں پر یہی بات تھی ''پاکستان کا مطلب کیا لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ'' جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابی سے ہمکنار کر دیا اور یہ وطن معرض وجود میں آ گیا تو ہم نے (بنی اسرائیل کی طرح) نافرمانی اور سرکشی کا راستہ اختیار کر لیا، اب غور کریں تو ہمارے اوپر بھی طرح طرح کے عذاب مسلط ہیں...... قحط سالی، مہنگائی، بے روزگاری، مار دھاڑ، دنگہ فساد، ظالم و جابر حکمران وغیرہ، اسلام نے اس دلدل سے نکلنے کا راستہ بھی بتایا ہے کہ ہم سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کریں اور آئندہ قرآن و سنت کے مُصفّٰی اور پاکیزہ اصولوں پر عمل پیرا ہو جائیں۔

....

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ، فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا، قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ، كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (۶۰)

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کیلئے (لق و دق صحرا میں) پانی کیلئے درخواست کی، تو ہم نے (موسیٰ سے) کہا ''فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو'' تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے نے اپنا اپنا گھاٹ جان لیا (ہم نے انہیں کہہ دیا) اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق سے کھاؤ پیو (مگر دوسروں کی چیزیں غصب کر کے) زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو

وَاِذْ ــ وَاذْكُرُوْا اور یاد کرو اس وقت کو، اِسْتَسْقٰى ماضی واحد مذکر غائب اس نے پانی مانگا (پانی کے لئے درخواست کی) اِسْتَسْقٰى يَسْتَسْقِيْ، اِسْتِسْقَاء باب استفعال، فَقُلْنَا (فَ ــ قُلْنَا) پس، ہم نے کہا فعل ماضی جمع متکلم، اللہ تعالیٰ واحد ہے، اس کے لئے جمع کا صیغہ عزت و تعظیم کے لئے آتا ہے۔ اِضْرِبْ (ضَ رَ بَ) ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا فعل امر اِضْرِبْ تم مارو، واحد مذکر حاضر، بِعَصَاكَ (بِ ــ عَصَا ــ كَ) ساتھ، لاٹھی اپنی، یعنی اپنی لاٹھی کے ساتھ۔ اَلْحَجَرَ، چٹان، پتھر، اس سے مراد وہ خاص چٹان ہے جو اس وقت (درخواست کے وقت) موسیٰ علیہ السلام کے قریب تھی۔ فَانْفَجَرَتْ (فَ ــ انْفَجَرَتْ) پس، پھوٹ نکلے۔ اِنْفَجَرَ يَنْفَجِرُ اِنْفِجَارًا، باب انفعال، بہنا، پھوٹ نکلنا (ف ج ر) فجر صبح کو بھی کہتے ہیں جو رات کی تاریکی کو پھاڑتی ہے اور فاجر اس شخص کو کہتے ہیں جو امانت اور دیانت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

داری کے پردے کو پھاڑتا ہے۔مِنْهُ (مِنْ-ہ) اس یعنی اس چٹان سے۔اِثْنَتَا عَشْرَةَ بارہ،عَیْنًا چشمے،قوم بنی اسرائیل بارہ قبیلوں میں بٹی ہوئی تھی، ہر قبیلہ کیلئے الگ چشمہ اس لئے مقرر کیا گیا تا کہ ان کے درمیان کوئی جھگڑا اور فساد پیدا نہ ہو۔

قَدْ عَلِمَ تحقیق جان لیا،کلمہ تحقیق کلام ہے یعنی گفتگو پر زور دیتا ہے۔ (عَلِمَ، یَعْلَمُ، عِلْمًا) حقیقت کو پالینا، پہچاننا، جاننا، ادراک کرنا۔(مصباح اللغات)

کُلُّ اُنَاسٍ ہر قبیلہ اور ہر گروہ نے،مَشْرَبَهُمْ (مَشْرَبَ - هُمْ) پینے کی جگہ۔اپنی،یعنی (اس میں سے ہر گروہ نے اپنے پینے کی جگہ کو جان پہچان لیا)شَرِبَ یَشْرَبُ (پینا)اس سے اسم ظرف مکان مَشْرَبُ (گھاٹ)ہوا،کُلُوْا وَاشْرَبُوْا، کھاؤ اور پیو،مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ، مِنْ (سے)رِزْقِ اللّٰهِ، اللہ تعالیٰ کا رزق،اللہ تعالیٰ کے رزق سے کھاؤ اور پیو۔ وَلَا تَعْثَوْا، اور نہ تجاوز کرو(فتنہ وفساد میں)فعل نہی جمع مذکر مخاطب۔ عَثَا یَعْثُوْا عَثْوًّا وَ عُثُوًّا، اَفْسَدَ اَشَدَّ الْاِفْسَادِ، فتنہ وفساد میں تجاوز کر جانا(المعجم الوسیط)،فِی حروف جارہ میں سے ہے جو اپنے بعد والے اسم کو زیر دیتے ہیں فِی الْاَرْضِ زمین میں مُفْسِدِیْنَ،اسم فاعل،خرابی اور فساد پیدا کرنے والے(ف س د) اَفْسَدَ یُفْسِدُ اِفْسَادٌ،باب افعال سے اسم فاعل مُفْسِدٌ”اس کا جمع مُفْسِدُوْنَ ہے اور حال ہونے کی وجہ سے مُفْسِدِیْنَ حالت نصبی میں آیا ہے۔

مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

”یہ قصہ بھی وادی تیہؔ میں ہوا، وہاں پیاس لگی تو (قوم موسوی) نے پانی مانگا۔موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو ایک خاص پتھر کو صرف عصا مارنے سے قدرت خداوندی سے بارہ چشمے نکل پڑے اور ان کے بارہ خاندان اس طرح تھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ فرزند تھے، ہر ایک کی اولاد کا ایک ایک خاندان تھا،ان کو انتظامی معاملات میں الگ الگ ہی رکھا جاتا تھا،سب کے افسر بھی جدا جدا تھے،اس لئے چشمے بھی بارہ ہی نکلے،کھانے سے مراد مَنّ و سَلْوٰی اور پینے سے مراد یہی پانی تھا اور نافرمانی اور ترک احکام کو فتنہ وفساد سے تعبیر فرمایا۔“(معارف القرآن جلد اول)

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعض پتھروں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں اس کا ذکر قرآن حکیم کے دوسرے مقام پر اس طرح آیا:وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ، وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ (البقرہ:۷۴) ”پتھروں میں سے تو کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی ابلنے لگتا ہے۔“

عاجز کو خود اس کا تجربہ ہوا،ایوبیہ سے نتھیا گلی جاتے ہوئے ایک پہاڑ سے صاف وشفاف،ٹھنڈا اور میٹھا پانی نیچے آ رہا تھا،سیر وتفریح میں جانے والے وہاں کچھ دیر کیلئے رک جاتے ہیں،نہ صرف رب کائنات کی قدرت کا نظارہ کرتے ہیں بلکہ اس صحت بخش مشروب سے لطف اندوز بھی ہوتے ہیں،یقیناً یہ پانی سالہا سال سے بہہ رہا ہوگا۔ فتبارک اللّٰهُ اَحسن الخالقین

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

''وہ چٹان (جس پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عصا کی ضرب لگائی تھی) اب تک جزیرہ نمائے سینا میں موجود ہے، سیاح اسے جا کر دیکھتے ہیں اور چشموں کے شگاف اس میں اب بھی پائے جاتے ہیں۔'' (تفہیم القرآن جلد اول)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے کھاؤ پیو اور زمین میں فساد مچاتے ہوئے نہ پھیلو، اس پر مولانا امین احسنؒ اصلاحی لکھتے ہیں۔

''یہ اس عظیم نعمت کا حق بیان ہوا جس کا ذکر اوپر ہوا (من وسلویٰ کا نزول اور چشمے بہہ نکلنا) اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت جو ہمیں حاصل ہوتی ہے زبان حال سے ہمیں اس حق کی یاددہانی بھی کراتی ہے جو اس سے بہرہ مند ہونے کے سبب سے ہم پر عائد ہوتا ہے یہ اس حق کی تعبیر ہے اور انسان کی فطرت اگر کفران نعمت کی سیاہی سے مسخ نہ ہو چکی ہو تو اس حق سے انکار نہیں کر سکتا ہے، یہ اس کی فطرت ہی کی صدا ہے جو وحی الٰہی اس کے کانوں کو سنا رہی ہے۔'' (تدبر قرآن جلد اول)

آیۃ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پانے کے بعد اس کا شکر گزار بندہ بننا ضروری ہے، اس سے مزید انعامات ملنے کی توقع ہوتی ہے، اور اگر ناشکری ہوتی رہے تو اس کی سزا بھی مل جاتی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ'' (ابراھیم: ۷) ''اور جب تمہارے رب نے اعلان کیا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے تو تمہیں اور زیادہ دونگا اور اگر ناشکری کرو گے تو پھر میرا عذاب بھی بڑا شدید ہے (ناشکری کرنے والے ہمیشہ گھاٹے میں رہتے ہیں)

۲) اس آیہ مبارکہ کی روشنی میں ہم اپنے احوال کا جائزہ لیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزادی سے ہمکنار فرمایا، چاہیے یہ تھا کہ ہم اس کا شکر ادا کرتے ہوئے اس ملک میں اسی کا قانون جاری وساری کرتے، مگر ایسا نہ ہوا۔ نتیجۃً ملک کا آدھا حصہ ہم سے کٹ گیا جو یقیناً بہت بڑا المیہ ہے اور بقیہ حصہ گزشتہ کئی برسوں سے معاشی اور سیاسی، اخلاقی اور روحانی بحران کا شکار ہے کیا قرآن حکیم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مشعل راہ بناتے ہوئے ہم اپنے حالات کو سدھارنے کی فکر کریں گے؟ تاکہ آئندہ تباہی وبربادی سے محفوظ رہ سکیں!

....

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا، قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ، اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَاَلْتُمْ، وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ،
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ،
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (۶۱)

اور جب تم نے کہا ''اے موسیٰ! ہم سے تو (روز، روز) ایک ہی طرح کے کھانے پر نہیں رہا جائیگا، لہٰذا ہمارے لئے اپنے رب سے ان چیزوں کے لئے دعا کرو جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں جیسے ساگ پات، کھیرا ککڑی لہسن، مسور اور پیاز (وغیرہ) موسیٰ نے انہیں کہا (ناسمجھو!) کیا تم بہتر چیز کے بدلے گھٹیا چیز تبدیل کرنا چاہتے ہو؟ (یہی بات ہے تو) کسی شہر کی طرف نکلو، جو مانگتے ہو، تمہیں ملے گا اور (انجام کار) ان پر ذلت و خواری اور پستی و بدحالی مسلط کر دی گئی، وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں گھر گئے جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور انبیا کو ناحق قتل کرنے لگے تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرتے اور (حدود شریعت) سے آگے نکل جاتے تھے

وَاِذْ، اور جب (وہ وقت یاد کرو) قُلْتُمْ۔ تم نے کہا، فعل ماضی جمع مذکر مخاطب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) کہنا، لَنْ نَصْبِرَ، ہرگز ہم صبر نہ کرینگے۔ فعل مضارع منفی مؤکد، مضارع کے شروع میں ''لَنْ'' لائیں تو وہ اس پر زبر دیتا ہے جیسا کہ نَصْبِرُ سے نَصْبِرَ ہوا، اور زور بیان پیدا کرتا ہے یعنی ہرگز ہرگز صبر نہ کرینگے، عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ ایک ہی قسم کے کھانے پر (جو مَنّ و سَلْوٰی) روزانہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے آسمان سے نازل فرماتا اس پر ناک بھوں چڑھانے لگے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

''بنی اسرائیل عرصہ دراز تک ایک ہی قسم کی غذا (من وسلوی) کھاتے کھاتے اکتا گئے تھے اور اب اپنے پیغمبر سے فرمائش کر رہے تھے کہ اس بیابان سے نکال کر کہیں دوسری جگہ لے چلیے جہاں قسم قسم کے شہری اور دیہاتی کھانے موجود ہوں، (تفسیر ماجدی جلد اول)

فَادْعُ لَنَا، پس دعا کیجئے، لَنَا ہمارے لئے (دَعَا يَدْعُوْ، دَعْوَةً) سے فعل امر واحد مذکر اُدْعُ ہے تو پکار، مِمَّا (مِنْ - مَا) سے، جو یعنی اس چیز سے جو، تُنْبِتُ الْاَرْضُ، اگاتی ہے، زمین۔ (ن ب ت) اَنْبَتَ، يُنْبِتُ اِنْبَاتٌ، باب افعال، اگانا، اور تُنْبِتُ فعل مضارع واحد مونث غائب، زمین (الارض) عربی میں مونث استعمال ہوتی ہے اس لئے اس کا صیغہ مونث غائب کا ہوا، مِنْ (سے) بَقْلٌ کا لفظ سبزیوں اور ترکاریوں کے تمام اقسام کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے عام ہے (تدبر قرآن) بَقَّال" عربی میں سبزی فروش کو کہتے ہیں، قِثَّاءٌ، ککڑی اور کھیرے، فُوْمٌ اور ثومٌ ایک ہی چیز ہے اس کے معنی لہسن کے ہیں، اہل عرب 'ث' کو کبھی کبھی 'ف' سے بدل دیتے ہیں۔ (تدبر قرآن)

عَدَس"، مسور اور بَصَلٌ، پیاز کو کہتے ہیں، ان الفاظ کے ساتھ ھا کی ضمیر الارض (زمین) کی طرف اشارہ ہے اور زمین عربی میں مؤنث ہے، قَالَ۔ کہا (قَالَ يَقُوْلُ. قَوْلًا) أ کلمہ استفہام (کیا) تَسْتَبْدِلُوْنَ۔ تم بدلتے ہو فعل مضارع جمع مذکر مخاطب (اِسْتَبْدَلَ يَسْتَبْدِلُ، اِسْتِبْدَال") باب استفعال کسی چیز کا کسی دوسری چیز سے بدلنا۔

اِسْتِبْدَالُ: طَلَبُ الشَّيءِ بَدَلًا مِنَ الآخرِ (المنار) استبدال میں یہ مفہوم ایک چیز کو دوسری چیز کے عوض تبدیل کرنا۔

اَدْنٰی اس کا مادہ دُنُوٌّ ہے جس کا معنی نزدیکی اور قرب کے ہیں اور اس سے مراد حقیر چیز کے بھی ہیں۔

بِالَّذِی (بِ - الَّذِی) ساتھ۔ اس کے، ب کا یہاں مفہوم بدلے کے ہیں، ھُو، وہ، خیر"، بہتر اچھی یعنی من وسلویٰ جیسی بہترین نعمتوں کو چھوڑ کر تم ادنیٰ درجہ کی اشیاء طلب کرتے ہو۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

"اَدْنٰی" دناء ت سے ہے یعنی کیا تم ایک اعلیٰ غذا کو ایک ادنیٰ اور گھٹیا غذا سے بدلنا چاہتے ہو، یہ من وسلویٰ کی غذا تمہارے لئے تمہارے پروردگار نے مہیا فرمائی ہے اور تمہیں اس صحرا میں اس حالت میں مل رہی ہے کہ تم فرعونیوں کی غلامی اور شرک وکفر کی اطاعت کی ذلت سے بالکل آزاد ہو، روکھی پھیکی غذا جو آزادی کے ساتھ نصیب ہو رہی ہے غلامی اور ذلت کے حلوے سے ہزار درجے بڑھ کر ہے لیکن یہ تمہاری بدقسمتی ہے کہ تم چٹخاروں کے ایسے رسیا ہو کہ ان کے پیچھے تمہاری نگاہوں میں اس آزادی کی بھی، جس میں اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارے اوپر کسی کی حکومت باقی نہیں رہی ہے۔ کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ (تدبر قرآن جلد اول)

اِهْبِطُوْا تم سب اترو، فعل امر جمع مذکر (ہ ب ط) هَبَطَ يَهْبِطُ سے امر کا صیغہ اِهْبِطْ (اترنا) مِصْرًا، اور مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے، کوئی بھی شہر جس کی حد بندی ہو چکی ہو مصر کہلاتا ہے۔ فَاِنَّ، پس بیشک لَكُمْ تمہارے لئے (ہے) مَّا (جو) سَاَلْتُمْ تم نے سوال کیا۔ ماضی جمع مذکر مخاطب (سَأَلَ، يَسْأَلُ، سُؤَالًا) وَضُرِبَتْ اور مسلط کی گئی فعل ماضی مجہول صیغہ واحد مونث غائب ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا۔ مارنا بھی اس کے معنی بیان کرنے اور مسلط کرنے کے بھی آتے ہیں۔ ضَرَبَ سے مجہول کا صیغہ ضُرِبَ ہوا، اور اس سے واحد مونث غائب کا صیغہ ضُرِبَتْ بنا، عَلَيْهِمْ، ان پر، اَلذِّلَّةُ، الذُّلُّ وَالْهَوْنُ (المراغی) ذلت وخواری الْمَسْكَنَةَ۔ الفقر (مسکنت کا معنی فقر کے ہیں) والمُرَادُ هُنَا فَقْرُ النَّفْسِ وشُحُّهَا، اور اس سے یہاں مراد نفس کی ذلت اور خود غرضی ہے۔ وَبَآءُوْ (بَاءَ يَبُوْءُ بَوْءً وَبُوْءً) لوٹنا۔ اتر نا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ، اللہ کے غضب کے ساتھ، یعنی وہ اللہ تعالیٰ کا غضب لے کر لوٹے۔ ذٰلِكَ اسم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشارہ بعید، گزشتہ واقعہ یا بات کی طرف اشارہ بھی مقصود ہوتا ہے۔ بِـاَنَّهُـمْ، بـا یہاں پر سبب اور وجہ کو ظاہر کر رہی ہے بِسَبَبِ كُـفْرِهِمْ، یعنی ان کے کفر کے سبب، كَـانُـوْا يَكْفُرُوْنَ تھے، وہ کفر کرتے بِـاٰيٰتِ اللّٰهِ، اللہ تعالیٰ کی آیات (احکامات) کا، آیَۃ" نشانی، قرآن حکیم کی آیہ مبارکہ اور اس کی جمع آیات ہے، انفس و آفاق میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں (آیات) بکھری ہوئی ہیں۔ وَيَـقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ اور وہ قتل کرتے تھے انبیا کرام کو النَّبِيّٖنَ اس کا مفرد نَبِیّ" ہے اور یہ نَبَاء" سے مشتق ہے اس کا معنی عظیم خبر ہے نَبِیّ "فَعِیل بمعنی فاعل، خبر دینے والا، اصطلاح شریعت میں اللہ کی طرف سے براہ راست بذریعہ وحی پیغام لانے والے کو نبی کہا جاتا ہے۔ نبوت کسبی (کوشش) سے نہیں ملتی بلکہ وہبی (اللہ تعالیٰ کی عطا اور بخشش کا نتیجہ) ہوتی ہے۔ بِـغَيْـرِ الْحَقِّ بغیر حق کے یعنی ناحق، ذٰلِـكَ، اسم اشارہ بعید، یعنی ان پر غضب نازل ہوا۔ حدود الٰہی توڑنے کی وجہ سے، بِـمَا (بـا یہاں پر وجہ کو ظاہر کر رہا ہے) بِـمَا اس وجہ سے جو عَـصَـوْا، انہوں نے نافرمانی کی، (عَـصٰی يَعْصِيْ عِصْيَان) نافرمانی کرنا، حکم نہ ماننا، وَكَانُوْا اور وہ تھے۔ يَعْتَدُوْنَ، وہ حد سے تجاوز کرتے، اِعْتَدٰى يَعْتَدِیْ اِعْتِدَاءً باب افتعال، حد سے بڑھنا، سرکشی اختیار کرنا۔

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

وَضُـرِبَـتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَـنَةُ وَ بَاءُوْا بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ

یہ ہولناک حادثہ کہ بنی اسرائیل پر ذلت و مسکنت مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہو گئے، تاریخی اعتبار سے اس دور کا واقعہ نہیں ہے جبکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے، مسور، پیاز اور سبزی ترکاری وغیرہ کا مطالبہ کیا تھا، یہ تو بہت بعد کے زمانے کا واقعہ ہے جبکہ ان سے ان جرائم کا صدور ہوا جن کا ذکر آیت کے آخری حصہ میں ہے یعنی

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ، ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ

بنی اسرائیل نے جس سنگ دلی، انکار و جحود اور ظلم و ستم کے ساتھ حق کے داعیوں اور ہادیوں کا استقبال کیا، اس کی کوئی مثال کسی امت کی تاریخ میں نہیں ملتی، انہوں نے کتنے ہی انبیاء کو قتل اور ذبح کیا اور آروں سے انہیں چیرا...... بد ترین حرکت جو کوئی قوم حق کے مخلص داعیوں کے ساتھ کر سکتی ہے...... انہوں نے بدترین کفر، حدود الٰہی سے انتہائی انحراف اور اللہ تعالیٰ کی شدید ترین نافرمانی کی...... ان میں سے ہر میدان میں ان کے بدترین سیاہ کارنامے ہیں جن کی کوئی مثال کسی قوم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

ان بدترین سیاہ کارناموں کے باوجود بنی اسرائیل کے لمبے چوڑے اور عجیب و غریب دعوے تھے۔ وہ ہمیشہ اس بات کا دعویٰ کرتے تھے کہ صرف وہی ہدایت یافتہ ہیں، وہی اللہ کی منتخب اور چہیتی قوم ہے، تنہا وہی اللہ کے ہاں اجر و ثواب پائیں گے اور بلا شرکت غیرے وہی اللہ کے فضل و کرم کے مستحق ہیں (فی ظلال القرآن جلد اول)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیۃ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) بنی اسرائیل کے اس رویہ میں ان مسلمان قوموں کے لئے ایک بہت بڑا درس عبرت ہے، جنہوں نے تمدن ومختلف تلذذات کے پیچھے اپنی آزادی کی نعمت خطرے میں ڈال دی اور اس بات پر دھیان نہ کیا کہ جس طرح لذائذ دنیا انہوں نے حاصل کئے ان کے ساتھ ذلت کے کتنے گھناؤنے مفاسد چپکے ہوئے ہیں، قرآن مجید کے اس مقام سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انسان کا ضمیر زندہ ہو تو وہ کھانے کی لذت دسترخوان کے تنوعات کے اندر نہیں ڈھونڈتا بلکہ ضمیر اور ارادہ کی آزادی کے اندر ڈھونڈھتا ہے، یہ چیز اگر اس کو حاصل ہو تو خشک روٹی بھی اس کے لئے جملہ الوان نعمت فراہم کرتی ہے

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاج ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم
دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامان موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

ہمارے اسلاف دل کی آزادی اور صرف رب کائنات کی غلامی کے ساتھ کس عزت وعظمت کے مقام پر تھے اور ہم سامان شکم کے پیچھے لگ کر کہاں جا گرے ہیں، جسم تو خوب تنومند ہیں مگر روحیں بیمار اور افسردہ ہو چکی ہیں جس سے تمام تر عظمت وشوکت رخصت ہو چکی ہے اور ذلت وخواری درآئی ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟

۲) جو قوم بھی اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتی ہے اور انبیا کرام کے اسوہ حسنہ کو نظر انداز کر کے ان نفوس قدسیہ پر دست درازی کرتی یا عملاً اس کا رویہ نافرمانی اور زیادتی کا ہو جاتا ہے وہ کبھی راہ یاب نہیں ہو سکتی، تباہی وبربادی، رسوائی اور خواری اس کا مقدر ہوتا ہے جیسا کہ آج کل ہمارا ہو رہا ہے، کیا تباہی کے عمیق گڑھے میں گرنے سے پہلے ہم اپنے آپ کو سنوار لیں گے؟

....

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، وَالَّذِيْنَ هَادُوْا، وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِئِيْنَ، مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا، فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۶۲)

بے شک جو لوگ مسلمان ہوئے اور (اسی طرح) یہود، نصاریٰ اور صابئین سے جو لوگ بھی اللہ پر ایمان لائے (جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے) اور روز آخرت پر بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کا یقین کامل ہے (کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہونا ہے) اور نیک اعمال بھی کیئے تو ایسے ہی لوگوں کو اپنے رب کے ہاں اجر ملے گا اور انہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غم سے دوچار ہوں گے

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور جولوگ ایمان لائے، اٰمَنُوْا ماضی جمع مذکر غائب (اٰمَنَ يُؤْمِنُ، اِيْمَانًا) ایمان لانا، دل و جان سے تسلیم کرنا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی شریعت پر ایمان لانے والے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا...... اَیْ اِنَّ الْمُصَدِّقِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا اٰتَاهُمْ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (المراغی) ''وہ لوگ جو اس حق کو تسلیم کرتے ہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیکر تشریف لائے۔'' اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الْمُرَادُ بِالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الَّذِيْنَ صَدَّقُوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ صَارُوْا مِنْ جُمْلَةِ اَتْبَاعِهٖ ''اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے مراد وہ نفوس قدسیہ ہیں جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور آپ کے اصحاب میں شامل ہو گئے'' (فتح القدیر--امام شوکانی)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ رسول جو پیغام حق لے کر آتا ہے اس کی ذات گرامی کو بھی سچ تسلیم کرنا لازمی امر ہے، اور اس کی زندگی تو لوگوں کے لئے نمونہ ہوتی ہے، ہر رسول کی یہی پکار رہی۔

اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ'' اَمِيْنٌ''، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (الشعراء:۱۲۶) ''میں تمہارے لئے امین رسولؐ ہوں لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو'' اور خاتم النبیین محمدؐ کی حیات طیبہ تو نسل انسانیت کے مومنوں کے لئے نمونہ ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ'' حَسَنَةٌ'' (الاحزاب:۲۱) ''تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات) بہترین نمونہ ہے'' آج کے درس کے حوالے سے یہ بات سمجھائی جارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کامیابی کا ضابطہ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ کے ساتھ ساتھ زندگی کو اعمال صالحہ سے آراستہ کرنا بھی ہے اور یہ دین مسلمانوں کے لئے ہی خاص نہیں ہے بلکہ یہود و نصاریٰ اور فرقہ صابئین (یا کسے باشد) جو بھی صدق دل سے اسے قبول کرتا ہے، اسے لازوال اجر و ثواب سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں۔

''اور اس قانون میں بظاہر تو مسلمانوں کے ذکر کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ تو مسلمان ہیں ہی لیکن اس سے کلام پاک میں ایک خاص بلاغت اور مضمون میں ایک خاص وقعت پیدا ہوگئی ہے، اس کی ایسی مثال ہے کہ کوئی حاکم یا بادشاہ کسی ایسے ہی موقع پر یوں کہے کہ ہمارا قانون عام ہے، کوئی موافق ہو یا مخالف، جو شخص بھی اطاعت کرے گا مورد عنایت ہوگا، اب ظاہر ہے کہ موافق تو اطاعت کر ہی رہا ہے، سنانا تو اصل میں مخالف کو ہے، لیکن اس میں نکتہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کو جو موافقین پر عنایت ہے سو اس کی علت ان سے کوئی ذاتی خصوصیت نہیں بلکہ ان کی صفت موافقت پر مدار ہے، ہماری عنایت کو، سو اگر مخالف بھی اختیار کرلے تو وہ بھی اس موافق کے برابر ہو جائے گا، اس لئے مخالف کے ساتھ موافق کا بھی ذکر کر دیا گیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(معارف القرآن جلد اول)

وَالَّذِينَ هَادُوْا اور جولوگ یہودی ہوئے۔ هَادُوْا اَوْ تَهَوَّدَ اِذْ دَخَلَ فِي الْيَهُوْدِيَةْ (بیضاوی) هَادُوْا کا معنی یہودیت اختیار کرنا ہے۔ هَادُوْا أَیْ وَالَّذِيْنَ دَخَلُوا فِي الْيَهُوْدِيه (المراغی) یہ لوگ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی امت میں سے تھے مگر اصل دین کو چھوڑ کر بدعات وخرافات کا شکار ہو گئے۔ مفسرین کے نزدیک ان میں سے اکثر یہودا بن یعقوب کی نسل میں سے تھے۔

وَالنَّصَارٰی، نصرانی کی جمع ہے اور یہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے گاؤں ناصرہ سے مشتق ہے، سُمُّوْا بِذٰلِکَ اِنْتِسَابًا اِلٰی قَرْیَةٍ یُقَالُ لَهَا نَصْرَانَ (راغب اصفہانی) نصران گاؤں سے انتساب کی وجہ سے انہیں نصرانی اور جمع نَصَارٰی کہا جاتا ہے، ان میں سے ایسے بھی تھے جنہوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دین کے معاملے میں مدد کی، ہر رسول اور ہر نبی کا دین اسلام تھا، قرآن حکیم میں آتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔

قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰهِ، قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ، اٰمَنَّا بِاللّٰهِ، وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (ال عمران:۵۲) ”(عیسیٰؑ نے کہا) کوئی ہے جو اللہ (کے دین) کے لئے میری نصرت کرے۔ حواری (ایماندار ساتھی) کہنے لگے، ہم اللہ کے انصار (اس کے دین کے مددگار ہیں) اور گواہ رہیے کہ ہم مسلمان ہیں۔“

یہودیت ہو یا نصرانیت یہ خود ساختہ نام ہیں، اللہ تعالیٰ کا دین روز اول سے ایک ہی رہا ہے اور وہ دین اسلام ہے۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران:۱۹) ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین، اسلام ہے۔“

یہود ونصاریٰ دونوں سیدنا ابراھیم علیہ السلام کو اپنا پیشوا اور امام تسلیم کرتے تھے اور ان میں سے ہر ایک کو دعویٰ تھا کہ وہ (ابراھیمؑ) ہمارے مذہب پر تھے۔ قرآن حکیم ان دونوں کی تردید اس طرح کرتا ہے۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا، وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (ال عمران:۶۷) حضرت ابراھیمؑ نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ وہ سب سے ہٹ کر اللہ ہی کا حکم ماننے والے (یعنی مسلم) تھے اور وہ ہرگز مشرک نہ تھے۔

وَالصّٰبِئِيْنَ اور اس کا مفرد صَابِیٌ جس کا معنی اپنے دین کو چھوڑنے والا قِيْلَ لِكُلِّ خَارِجٍ مِنَ الدِّيْنِ اِلٰی دِيْنٍ اٰخَرَ، صَابِیٌ“ (راغب اصفہانی) ”ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں داخل ہونے والے کو ’صابی‘ کہتے ہیں“ چنانچہ قریش مکہ میں سے جو شخص اسلام قبول کر لیتا اسے صابی کہتے تھے۔

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

”یہ وہ لوگ ہیں جو یقیناً ابتداء دین حق کے پیرو رہے ہوں گے (اسی لئے قرآن میں یہودیت ونصرانیت کے ساتھ ان کا ذکر کیا گیا ہے) لیکن بعد میں ان کے اندر فرشتہ پرستی اور ستارہ پرستی آگئی یا یہ کسی دین کے پیرو نہ رہے، اس لئے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لا مذہب لوگوں کو صابی کہا جانے لگا۔" (تفسیر احسن البیان)

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا، ان میں سے جو کوئی بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے اور اعمال صالحہ پر گامزن ہو جائے فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ، ان کے لئے ان کے رب کے ہاں ان کا اجر ہے۔ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ "پھر نہ تو ان پر کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

خوف و اندیشہ کا تعلق مستقبل سے ہے اور غم و حزن کا ماضی سے، یعنی اہل ایمان کو نہ اپنے ماضی پر حسرت ہوگی نہ اپنے مستقبل کی طرف سے تشویش۔ (تفسیر ماجدی)

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نام، خاندان اور نسل کی بڑائی کی غلط فہمی کو دور کیا اور یہ اعلان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نام اور لقب کوئی چیز نہیں اور نہ اس کے ہاں کسی مخصوص نسل یا قوم کی خاندانی عزت اور امتیاز قابل اعتبار ہے، لوگ خواہ کسی نسل یا قوم سے تعلق رکھتے ہوں اور خواہ ان کا لقب کچھ بھی ہو، ان کی نجات کے لئے دو باتیں ضروری ہیں ایک یہ کہ وہ اللہ اور آخرت کو دل سے مانیں اور دوسرے یہ کہ نیک کام کریں، اللہ کو مانیں گے تو اس کے احکام کو بھی مانیں گے، اللہ کے احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے معلوم ہوئے، اس لئے رسول کا ماننا اس میں شامل ہے، آخرت کو مانیں گے تو عذاب ثواب مانیں گے۔" (درس قرآن جلد اول)

آیۃ مبارکۃ کی حکمت وبصیرت:

ا) اسلام کی دعوت، عام اور عالمگیر ہے تمام فرقے اور ٹولے خود ساختہ ہیں اور ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ، دین بھی، ایمان بھی ایک

حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

آج دنیا بھر میں مسلمان اسی فرقہ بندی کے سبب ذلیل و خوار ہو رہا ہے اور پاکستان میں بھی اسلامی نظام الٰہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرقوں کی وجہ سے آج تک قائم نہ ہوسکا۔

۲) آخرت میں کامیابی صرف ایمان اور عمل صالح کی بنیاد پر ہوگی، وہاں کوئی سفارش، کوئی امارت بجز نیک اعمال کے کام نہ آئے گی۔

....

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ، خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَافِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۶۳) ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ، فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ (۶۴)

اور یاد کرو وہ وقت! جب ہم نے تم پر طور پہاڑ کو بلند کر کے اس طرح پختہ عہد لیا تھا "جو کتاب (توراۃ) ہم نے تمہیں دی ہے، اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو جاؤ اور جو احکام و ہدایات اس میں ہیں انہیں یاد رکھو، اس طرح تم متقی بن جاؤ گے" پھر تم اس عہد و پیمان سے پھر گئے اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو تم تباہ و برباد ہو چکے ہوتے!

وَاِذْ، وَاذْكُرُوْا (اور اس وقت کو یاد کرو) اَخَذْنَا، ہم نے لیا ماضی جمع متکلم، اللہ تعالیٰ، واحد ہے اور اس کے لئے جمع کا صیغہ عزت و عظمت کے لئے آتا ہے (اَخَذَ، يَاْخُذُ، اَخْذًا) پکڑنا، ٹھہرانا، لینا، طے کرنا۔ مِيْثَاق، پختہ عہد و بیان اَلْعَهْدَ عَلَيْكُمْ بِالْعَمَلِ بِمَا فِي التَّوْرٰةِ (کلمات القرآن۔ الشیخ حسنین محمد مخلوف) یعنی وہ عہد یہ تھا کہ تورات کے احکام و ہدایات پر عمل پیرا ہو جاؤ گے۔ وَرَفَعْنَا اور ہم نے بلند کیا، فعل ماضی صیغہ جمع متکلم (رَفَعَ، يَرْفَعُ، رَفْعًا) بلند کرنا، اٹھانا، سامنے لانا۔

فَوْقَكُمْ (فَوْقَ - كُمْ) اوپر۔ تمہارے، اَلطُّوْرُ جَبَلٌ" اَوْ هُوَ الْجَبَلُ الَّذِيْ نَاجَى اللّٰهُ تعالٰى عَلَيْهِ مُوْسٰى عليه السلام (ایسر التفاسیر۔ ابوبکر جابر الجزائری)

پہاڑ یا وہ خاص پہاڑ جہاں اللہ تعالیٰ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ہمکلام ہوا۔ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ، تھام لو (عمل پیرا ہو جاؤ) مَا (جو (کتاب) کہ) اٰتَيْنٰكُمْ (اٰتَيْنَا - كُمْ) ہم نے عطا کی۔ تمہیں بِقُوَّةٍ (مضبوطی کے ساتھ) یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پوری طرح عمل پیرا ہو جاؤ وَاذْکُرُوْا- اور یاد کرو۔ (ذَکَرَ، یَذْکُرُ، ذِکْرًا وَتِذْکَارًا) ذِکْرُ اللّٰہِ، اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تمجید کرنا، ذَکَرَ الشَّئَ، دل میں یاد کرنا۔

ذَکَرَ الْاَمْرَ۔ اچھی طرح سمجھنا اور فہم حاصل کرنا (مصباح اللغات) وَاذْکُرُوْا مَا فِیْہِ اور اچھی طرح فہم و ادراک حاصل کرو ان باتوں کا کہ جو کچھ (توراۃ) کتاب میں درج ہیں، یہی بات قرآن حکیم کے بارے میں کہی گئی ہے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ (الزمر:۲۷) ''ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں بیان کر دی ہیں تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔''

امام غزالیؒ نے بغیر سوچے سمجھے محض کتاب اللہ کی تلاوت کرنے پر ایک مثال بیان کی ہے کہ ایک آقا نے اپنے چند غلاموں کو اپنے ایک باغ کی اصلاح اور دیکھ بھال کے لئے مقرر کیا اور اس کے لئے انہیں ایک تحریری کتابچہ بھی دیا کہ اس کے مطابق اس کی اصلاح کریں، باغ کے پھلوں سے استفادہ کے ساتھ اپنے کام کو اچھی طرح سرانجام دینے پر انہیں اجر و انعام کا بھی وعدہ کیا۔ لیکن آقا کی طرف سے اس دی ہوئی کتاب سے ان کا تعلق صرف یہ تھا کہ وہ اس (تحریری کتابچہ) کی صرف تعظیم کرتے اور محض اس کے الفاظ کا تکرار کرتے اور لکھی ہوئی ہدایات کی پروا نہ کرتے، اس طرح انہوں نے اپنی غفلت سے اس باغ کو تباہ کر دیا، پس اس غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے سزا کے مستحق ٹھہرے اور وہ کتابچہ ان کے خلاف حجت بنا...... یہی حال کتاب الٰہی سے غفلت کرنے والوں کا ہے، کتاب الٰہی کا صحیح علم اور اس کے مطابق عمل ہی باعث نجات ہے، ورنہ بقول شاعر

خود بدلتے نہیں، قرآن بدل دیتے ہیں

اور یاد رکھیے کہ جو افراد یا قومیں احکام الٰہی کے مطابق اپنے اعمال نہیں بناتیں، ذلت و رسوائی ان کا مقدر ٹھہرتا ہے۔

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تا کہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ (یہ اسی صورت ممکن ہے کہ احکام الٰہی پر عمل پیرا ہو جاؤ)

مولانا عبدالحیؒ فاروقی لکھتے ہیں:

''بنی اسرائیل حضرت موسیٰ سے بار بار اصرار کرتے تھے کہ ہمارے لئے احکام کی ایک مستند کتاب لا دیجئے تا کہ اس پر عمل کر سکیں، یہ لوگ وعدے کرتے تھے کہ دین کی پوری پوری پیروی کریں گے، لیکن جب انہیں تورات دی گئی، تو اس کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ تورات کے حکم تو بڑے بھاری اور مشکل ہیں۔ ہم سے ان پر عمل نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ نے انہیں اس نافرمانی اور بغاوت سے روکنے کیلئے کوہ طور کو حکم دیا جو ان سب کے سروں پر بلند ہو گیا۔ وہ ڈر کے مارے کانپنے لگے، اس وقت حکم ہوا کہ ''اس آسمانی کتاب کے احکام اور مضامین کو زندگی بسر کرنیکا قانون بناؤ اور ان پر پابندی سے عمل کرو۔'' (درس قرآن)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہاڑ کا سروں پر معلق ہونے کا ذکر سورۃ الاعراف میں بھی آتا ہے۔

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (الاعراف:۱۷۱)

''اور جب ہم نے ان پر پہاڑ کو اس طرح لا دیا تھا گویا کہ وہ سائبان ہے اور انہیں یقین ہو چلا تھا کہ وہ ان پر گرنے والا ہے اور (حکم دیا کہ) جو کتاب ہم نے تمہیں دی ہے، اسے مضبوطی سے پکڑو اور جو اس میں لکھا ہے اسے یاد رکھو تا کہ تم متقی بن سکو۔''

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ، پھر تم پھر گئے اس واقعہ کے بعد تَوَلَّيْتُمْ۔ جمع مذکر حاضر۔ تم سب پھر گئے۔

فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ، پس اس کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی، لَوْ کلمہ شرط، لَا کلمہ نفی، فَضْلُ اللّٰهِ اللہ کا فضل وَرَحْمَتُهٗ اور اس کی رحمت، لَكُنْتُمْ (لَ - كُنْتُمْ) لَ (منصوب) زبر والا تاکید پیدا کرتا ہے (كَانَ يَكُوْنُ) ہونا، كُنْتُمْ تم سب ہوئے، جمع مذکر حاضر، خٰسِرِيْنَ اس کا واحد خَاسِر'' ہے، اسم فاعل، خسارہ اٹھانے والے۔

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) عالم ارواح میں بحیثیت مجموعی نسل انسانیت کے ہر ہر فرد نے رب تعالیٰ سے وفاداری کا عہد کیا تھا جس کا نبھانا ہر انسان کی ذمہ داری ہے۔

۲) کلمہ طیبہ کے اقرار کے بعد ہر مسلمان روز ازل کے عہد کی تجدید کرتا ہے۔ اب اس کا اولین فرض بنتا ہے کہ شریعت اسلامیہ کو نہ صرف اپنی زندگی میں بلکہ رب کی دھرتی میں رب ہی کا قانون جاری وساری کرنے کی ہر ممکن سعی وجستجو کرے۔

۳) حصول پاکستان کے وقت بھی ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ تیرے عطا کردہ وطن میں تیرا ہی قانون نافذ کریں گے۔ ہم نے اس عہد کی پاسبانی کہاں تک کی ہے؟

۴) مختلف ادوار اور اوقات میں ہمیں ہلایا اور جھنجھوڑا گیا...... زلزلے، قحط سالیاں، بیروزگاری اور ظالم حکومتیں۔ عوام کے لئے قہر بن کر نازل ہوئیں اور محض رب کریم کی رحمت اور فضل سے ہم ابھی تک بچے ہوئے ہیں۔

۵) بقول سید قطب شہید، اس معاہدے کے کرنے والے کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ راحت وآرام، سہولت وتن آسانی کی زندگی کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ رہا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ...... جب ان پر دعوت حق کی ذمہ داری ڈالی گئی...... فرمایا تھا ''سونے کا زمانہ گزر گیا! خدیجہؓ!'' اور جیسا کہ ان کے رب نے ان سے فرمایا تھا: اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا (مزمل:۵) ''ہم عنقریب تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے''۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خُذُوا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ وَّاذْکُرُوْا مَافِیْهِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (فی ظلال القرآن جلد اول)

اور اسی آیہ مبارکہ کی روشنی میں ہمیں بھی آگاہ کیا جا رہا ہے کہ قرآن حکیم ایسی عظیم کتاب کو ہم اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔

....

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْکُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ کُوْنُوْا قِرَدَۃً خٰسِئِیْنَ (٦٥) فَجَعَلْنٰهَا نَکَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَۃً لِّلْمُتَّقِیْنَ (٦٦)

اور تم اپنے ان لوگوں کا حال جانتے ہی ہو جنہوں نے "سبت" کے بارے میں زیادتی کی، لہٰذا ہم نے ان سے کہا کہ ہو" جاؤ ذلیل وخوار بندر!" پھر ہم نے اس واقعہ کو موجودہ اور بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت کا سامان اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے موعظت ونصیحت کا واقعہ بنا دیا

(وَلَقَدْ) لَ اور قَدْ دونوں جملے کے شروع میں تاکید کے لئے آتے ہیں۔ عَلِمْتُمْ، ماضی جمع مذکر مخاطب، تم سب نے جان لیا (عَلِمَ یَعْلَمُ عِلْمًا) جاننا پہچاننا، الَّذِیْنَ، اسم موصول (Relative Pronoun) وہ لوگ جنہوں نے اِعْتَدَوْا، ماضی جمع مذکر غائب، تجاوز کیا، زیادتی کی (اِعْتَدٰی یَعْتَدِی اِعْتِدَاءً) باب افتعال اس کا مادہ (ع د و) ہے، زیادتی کرنا، تجاوز کرنا) پس ہم نے کہا عَدُوّ" دشمن کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ زیادتی کر جاتا ہے۔ مِنْکُمْ (مِنْ ـ کُمْ) سے، تم یعنی تم میں سے فِی السَّبْتِ (ہفتہ کے دن کو) یہود کے لئے ہفتہ کا دن عبادت کے لئے مخصوص تھا اور اس دن کاروبار ممنوع تھا۔ فَقُلْنَا، (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا) کہنا، کُوْنُوْا فعل امر۔ تم سب ہو جاؤ (کَانَ یَکُوْنُ کَوْنًا) ہونا۔ قِرَدَۃً" (بندر) اس کا مفرد قِرْدٌ" ہے، خٰسِئِیْنَ ذلیل وخوار اس کا مادہ (خ س ء) ہے خَسَأَ یَخْسَأُ سے اسم فاعل خَاسِئٌ" اور جمع خَاسِئُوْنَ اور حالت نصبی ہونے کے سبب خَاسِئِیْنَ ہوا۔

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

"بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ سے ایک دن چاہا تھا جو ان کے لئے آرام کا دن ہو، ساتھ ہی مقدس ہو! اللہ تعالیٰ نے ان کی درخواست قبول فرمالی اور سبت (ہفتہ) کے دن کو ان کے لئے مقدس اور آرام کا دن قرار دیا اور حکم دیا کہ اس دن وہ اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاش کے لئے کوئی کام نہ کریں، پھر اللہ تعالیٰ نے مچھلیوں کے ذریعہ ان کا امتحان لیا! ہفتہ کے روز مچھلیاں کثرت سے سطح آب پر نظر آتیں اور بقیہ دنوں میں چھپ جاتیں، اس آزمائش میں بنی اسرائیل ثابت قدم نہ رہ سکے، وہ سامنے کے شکار کو ہاتھ سے کس طرح جانے دیتے! کیا وہ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد و پیمان کی خاطر اتنی بہت سی مچھلیوں کو کھو دیتے؟ یہ یہود کی فطرت نہیں ہے؟ انہوں نے سبت (ہفتہ) کی بے حرمتی کی! انہوں نے احکام الٰہی کی خلاف ورزی حیلے اور بہانے سے کی! وہ سبت کے دن مچھلیوں کو گھیر لیتے اور آڑ کھڑی کر کے انہیں سمندر سے الگ کر لیتے، البتہ اس دن ان کا شکار نہ کرتے، جب سبت کا دن ختم ہو جاتا تو (شام) کو جلدی سے ان گھیری ہوئی مچھلیوں کو پکڑ لیتے۔ (فی ظلال القرآن جلد اول)

فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ''تو ہم نے ان سے کہا ہو جاؤ ذلیل و خوار بندر!'' اللہ سے انہوں نے جو عہد کیا تھا، اسے توڑنے کی سزا انہیں مل کر رہی، وہ جانور بنا دیئے گئے کیونکہ وہ ارادہ و اختیار رکھنے والے انسان کے مقام سے گر کر حیوانات کی دنیا میں شامل ہو گئے تھے، جانور ارادہ و اختیار نہیں رکھتا، جانور پیٹ کی خواہش اور پکار سے اوپر نہیں اٹھتا، ان لوگوں نے ارادہ و اختیار کی خصوصیت کو کھو دیا تھا جس کے ذریعہ انسان عہد الٰہی کے سلسلے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتا ہے، اور وہ جانور کے پست مقام پر جا گرے تھے۔

ضروری نہیں ہے کہ وہ جسمانی اعتبار سے بھی بندر ہو گئے ہوں، وہ اپنی روح اور اپنے طرز فکر کے اعتبار سے بندر ہو گئے تھے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کے طرز فکر کا، اس کے چہرے، اس کے ظاہر اور اس کے خد و خال پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔

انسانوں کے بندر بنائے جانے کا یہ واقعہ تمام مخالفین حق کے لئے، جو اس دور میں تھے یا اس سے متصل ادوار میں ہوئے، عبرت کا سامان بنا اور اہل ایمان کے لئے تو وہ ہر دور میں موعظت و نصیحت کا حامل واقعہ تھا۔ (فی ظلال القرآن جلد اول)

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''انسان کی اصلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی کوئی خواہش پوری کرتے وقت پہلے یہ دیکھتا ہے کہ اس خواہش کو پورا کرنا جائز بھی ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو اس کے لئے کیا شرعی اور اخلاقی حدود و قیود ہیں؟ (انسان میں جب واقعی اخلاق و انسانی شعور ہو) برعکس اس کے بندر کی کسی خواہش اور اس کے فعل کے درمیان اخلاقی حدود و قیود کی کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی جس چیز کو اس کا نفس چاہ بیٹھتا ہے اس کو وہ فوراً کر گزرتا ہے۔ اگر یہی حالت اپنی خواہشات نفس کی پیروی میں کسی انسان کی یا کسی انسانی گروہ کی ہو جائے تو اس کے درمیان اور بندر کے درمیان کوئی معنوی فرق نہیں رہ جاتا ہے صرف ایک ظاہری فرق تھوڑا سا رہ جاتا ہے جو صرف اس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک عقلی اور اخلاقی زوال اپنی آخری حد کو نہیں پہنچ جاتا۔ جب یہ زوال آخری حد کو پہنچ جاتا ہے تو یہ تھوڑا سا ظاہری فرق بھی بالآخر مٹ ہی کے رہتا ہے۔'' (تدبر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قرآن، ج: اول)

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

''ان کے اخلاق جانوروں کی طرح ہو گئے، وہ اگرچہ انسانوں کی صورت میں تھے، مگر اب ان میں اور حیوانوں میں کوئی چیز مَا بہ الْاِفْتِراق (ممیز کرنے والی) نہ رہی تھی، اب وہ خَیرُ الْبَرِیَّه کی بجائے شَرُّ الْبَرِیَّه (بدترین مخلوق) اَلْاَعْمٰی (اندھے) اَلَّذِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ (بے خبر، عقل سے عاری انسان) تھے، انجام کار قوم کی قوم زنا کی عادی بن گئی اور جس کی آخری کڑی یہ تھی کہ وہ بندر اور سور بنا دیئے گئے کیونکہ بعض امراض اس قسم کے ہوتے ہیں کہ انسان کی صورت مسخ ہو جاتی ہے اور وہ بالکل جانوروں کے مشابہ ہو جاتا ہے (الفرقان فی معارف القرآن)

عاجز کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، بداعمالیوں کی سزا وہ جیسے اور جس طرح چاہے دے سکتا ہے، ایک مقام پر ارشاد ہوا۔

مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ، اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ (المائدہ:٦٠)

''وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر اس کا غضب نازل ہوا پھر ان میں سے بعض کو اس نے بندر اور سؤر بنا دیا اور بعض کو طاغوت (شیطان) کے بندے بنا دیا، یہی لوگ درجہ کے لحاظ سے بدتر اور سیدھی راہ سے بہت بہکے ہوئے ہیں''

اور پھر ایک دوسرے مقام پر ان لوگوں کا حال بتایا جو صراط مستقیم سے بھٹک، خواہشات نفس کے بندے ہیں:

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (الاعراف:١٧٩) ''ایسے لوگ چوپایوں کی طرح ہیں (نہیں نہیں) بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔''

فَجَعَلْنٰهَا (فَ۔جَعَلْنٰهَا) پس، بنایا ہم نے ھا کی ضمیر سزا یافتہ قوم بنی اسرائیل کی طرف جاتی ہے وَجَعَلْنَا تِلْكَ الْعَقُوْبَةَ (ابن جریر) اور ہم نے اس سزا کو بنایا، نکالا، عبرتناک سزا۔

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَ مَا خَلْفَهَا، مَا یہاں پر دونوں جگہ مَنْ کا معنی دیتا ہے یعنی (جو) لِلْاُمَمِ الَّتِيْ فِيْ زَمَانِهَا وَبَعْدِهَا (جلالین) یعنی وہ لوگ جو ان کے ہمعصر تھے یا بعد میں آنے والے، یعنی ان سے یہ ہمعصر اور بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے یہ سزا باعث عبرت بنی۔

وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ (وَعَظَ يَعِظُ وَعْظًا، اور مَوْعِظَةً نصیحت، مُتَّقِیْ مفرد اور جمع مُتَّقِيْن پرہیزگار، پرہیزگاروں کے لئے یہ سزا یا قوم بنی اسرائیل باعث نصیحت بنی تاکہ ویسی غلطی کا ارتکاب نہ کریں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کا دم بھرتے رہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) جوافراد یا جوقومیں خلاقی حدود وقیود سے تجاوز کرتی ہیں، جلد یا بدیر وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکتی ہیں، اس کا قانون اٹل اور یقینی ہے، کیا پاکستانی قوم گمراہی اور تباہی کا شکار نہیں ہو چکی ہے؟ کیا حکمران اور کیا عوام شب وروز دھن دولت کے چکر میں نہیں؟ کتنے دولت لوٹ کر باہر جا چکے ہیں اور ملک کو کنگال بنا گئے ہیں اور کتنے سمیٹنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ کیا آزادی کی قدر وقیمت ہم نے یہی ڈالی ہے؟

۲) ہمارے یہاں روزمرہ کے جھگڑے اور فسادات سے نہ معلوم کتنے خاندان برباد اور کتنے گھرانے اجڑ رہے ہیں، یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم میں انسانیت کی کوئی رمق باقی نہیں رہی ہے، یہاں پر مجھے پھر شاعر کا ہمنوا ہونا پڑتا ہے ؎

اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

....

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً، قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا، قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (۶۷) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَاهِيَ، قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌ، عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ، فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ (۶۸)

اور یاد کرو اس بات کو کہ جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا ''کہ اللہ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے، تو وہ کہنے لگے ''کیا ہم سے مذاق کرتے ہو؟'' موسیٰ نے جواب دیا ''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہل و نادان بنوں'' وہ کہنے لگے (اچھا!) تو اپنے رب سے درخواست کیجیے، کہ وہ ہم پر واضح کرے کہ وہ کیسی ہے؟ موسیٰ نے کہا ''وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہونی چاہئے جو نہ بوڑھی ہو نہ بچھیا، بلکہ اوسط عمر کی ہو، لہٰذا جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرو

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ وَاِذْ (Shows time) اور وہ وقت یاد کرو قَالَ (کہا)، موسیٰ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سلسلہ بنی اسرائیل کے سب سے زیادہ مشہور اور جلیل القدر پیغمبر کا نام ہے۔ لِقَوْمِهٖ (لِ۔قَوْمِ۔ہٖ) کو، قوم، اپنی یعنی اپنی قوم کو کہا اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً، بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو، اِنَّ جملے کے شروع میں زور کلام کیلئے آتا ہے يَاْمُرُكُمْ فعل مضارع، واحد مذکر غائب (اَمَرَ۔ يَاْمُرُ۔ اَمْرًا) حکم دینا (يَاْمُرُ۔كُمْ) حکم دیتا ہے تمہیں، اَنْ (کہ) ذَبَحَ يَذْبَحُ، ذَبْحًا۔ ذبح کرنا یہ لفظ تَذْبَحُوْنَ تھا اَنْ آنے کی وجہ سے ن گر گیا اور تَذْبَحُوْا رہ گیا بَقَرَةً کوئی سی گائے۔

یہاں پر اس واقعہ کا بیان ہو رہا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص قتل ہو گیا، قاتل کا پتہ نہیں چل رہا تھا، قاتل کی نشاندہی کے لئے گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا، بنی اسرائیل میں عرصہ دراز مصر میں رہنے کی وجہ سے بہت سی شرکیہ رسومات پیدا ہو چکی تھیں، ان میں سے گائے کا تقدس بھی تھا، ہندوستان کی طرح مصر میں بھی گائے کی تقدیس اور پرستش کی جاتی تھی، گاؤ پرستی کے شرک کو توڑنے کے لئے ضروری تھا کہ ان کے ہاتھوں گاؤ کشی کا عمل تسلسل کے ساتھ کروایا جائے تا کہ اس جانور کی عظمت و تقدیس دلوں کی کمین گاہوں سے نکل جائے، یہی وجہ ہے کہ تورات میں گائے کی قربانی کا حکم کئی مقامات پر ہے۔

قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا انہوں نے کہا، کیا ہم سے مذاق کرتے ہو؟ کلمہ استفہام ہے، تَتَّخِذُنَا مضارع جمع مخاطب تم مذاق کرتے ہو ہمارے ساتھ (اِتَّخَذَ يَتَّخِذُ، اِتِّخَاذٌ) پکڑنا۔ بنانا، هُزُوًا، استہزاء، مذاق۔ بنی اسرائیل ایسے مقدس جانور کے ذبح کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، انہوں نے بس یہی سمجھا کہ موسیٰ علیہ السلام ان سے ہنسی مذاق کر رہے ہیں۔

قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (فرمایا) (موسیٰ علیہ السلام نے) اَعُوْذُ (عَاذَ، يَعُوْذُ، اِعَاذَةً) پناہ مانگنا، اَعُوْذُ مضارع واحد متکلم کا صیغہ ہے میں پناہ مانگتا ہوں، اَنْ (کہ) اَكُوْنَ (میں ہو جاؤں) مِنَ (سے) الجٰهِلِيْنَ، جَاهِلٌ، کسی کام کو صحیح طریق کے برخلاف کرنے والا، یعنی اجڈ شخص، اس کی جمع جَاهِلُوْنَ مِنْ کی وجہ سے جَاهِلُوْنَ کی بجائے جَاهِلِيْنَ آیا ہے۔

انبیاء کرام کی تعلیم و تربیت کا نگران رب العالمین ہوتا ہے اس لئے کہ ان نفوس قدسیہ کی زندگیاں لوگوں کے لئے نمونہ قرار پاتی ہیں، بھلا ان سے جہالت اور نادانی کا صدور کیونکر ہو سکتا ہے؟

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ، انہوں نے کہا اپنے رب سے ہمارے لئے درخواست کیجئے کہ وہ ہمیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بتائے کہ وہ گائے کیسی ہو؟اُدْعُ فعل امر واحد مذکر غائب (بَيَّنَ يُبَيِّنُ، تَبْيِيْنٌ) بیان کرنا، لَنَا، ہمارے لئے مَاهِيَ؟کیسی ہے،وہ (گائے)۔

قَالَ کہا (موسیٰ نے) اِنَّهٗ (اِنَّ-هٗ) بلاشبہ۔وہ يَقُوْلُ (وہ کہتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ) اِنَّهَا (اِنَّ-هَا) بیشک۔وہ گائے، ھا کی ضمیر گائے کی طرف جاتی ہے۔فَارِضٌ" (ف ر ض) فَرَضَ يَفْرِضُ گوشت کا گھٹ جانا یا کم ہو جانا یعنی عمر کا وہ حصہ جس میں گوشت گھلنا اور کم ہونا شروع ہو جائے اشارہ اس سے بڑھاپے کی طرف ہے۔بِكْرٌ ایسی گائے جس نے ابھی بچہ نہ جنا ہو، لَا فَارِضٌ" وَلَا بِكْرٌ "یعنی اوسط عمر کی گائے۔

عَوَانٌ"- "اَلْعَوَانُ" النِّصْفُ فِي السِّنِّ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَهَائِمِ (المنار)"عورتوں اور بہائم میں سے درمیانی عمر والے کو عوان کہتے ہیں۔"

فَافْعَلُوْا (فَعَلَ يَفْعَلُ) کرنا، پس تم سب کر دو مَا (جو، جس کا) مخاطب (اَمَرَ يَأْمُرُ، اَمْرًا) حکم دینا، يَأْمُرُ سے مجہول يُؤْمَرُ اور اس سے مخاطب، تُؤْمَرُ اور جمع تُؤْمَرُوْنَ ہے۔

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

"جب قانون پر عمل کرنا منظور نہ ہو تو اس میں فلسفیانہ موشگافیوں سے کام لیا جاتا ہے بال کی کھال اتاری جاتی ہے اور مقصد یہی ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس سے نجات مل جائے، سوالات کثرت سے کیے جاتے ہیں، باتیں بہت سی پوچھی جاتی ہیں فرضی صورتیں پیش کرتے ہیں اور ان تمام کا ماحصل ترک قانون کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

اگر وہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حکم سنتے ہی گائے ذبح کر دیتے تو انہیں اتنی تکالیف برداشت کرنے کی نوبت ہی نہ آتی مگر ان کی نیت نہ تھی، اس لئے کثرت سوال سے موسیٰ کو تنگ کر دیا، پس خود تنگی میں مبتلا ہو گئے، قاعدہ ہے کہ قانون اپنی ابتدائی شکل میں بہت سادہ اور سہل ہوتا ہے مگر جوں جوں آپ سوالات کرتے جائیں گے، قیود اور پابندیاں بڑھتی جائیں گی اور اس کا دائرہ تنگ ہوتا جائے گا۔" (الفرقان فی معارف القرآن)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

www.KitaboSunnat.com

۱) جب کوئی قوم فسادی اور جھگڑالو ہو جائے تو اس کی اصلاح کی آسان ترین صورت یہ ہے کہ وہ اپنی خطاؤں پر نادم و شرمسار ہو، اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کے بعد اپنی اصلاح کرے اور اس کی اطاعت اور غلامی کا دم بھرنا شروع کر دے، وہ نہ صرف راہ راست پر آ جاتی ہے بلکہ اسے دنیا و آخرت میں کامیابی کی نوید بھی ملتی ہے۔افراد یا قوموں کی ذلت و رسوائی اس میں ہے کہ وہ خطا کار بھی ہوں اور اپنی خطاؤں پر پردہ ڈالنے کے لئے حیل و حجت سے بہانے بھی تلاش کرتے پھریں، جن پر چوری اور سینہ زوری کا محاورہ صادق آتا ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کا حال ہو چکا تھا۔

کچھ ایسا ہی ہمارا حال ہے پاکستان کو معرض وجود میں آئے چون برس ہونے کو ہیں اللہ تعالیٰ سے اس وعدہ پر یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملک ملا تھا کہ اس میں نظام اسلام کا نفاذ ہوگا اور زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام ہی کا عادلانہ قانون جاری وساری ہوگا مگر افسوس کہ ہم نے ایفائے عہد کی پاسداری نہ کی جس کے نتیجہ میں آدھا ملک ہاتھ سے جاتا رہا اور بقیہ حصہ ڈانوال ڈول ہے۔ ابھی مرے کہ مرے، کیونکہ جب کوئی قوم اخلاقی لحاظ سے تباہ وبرباد ہو جاتی ہے تو اس کا وجود ہمیشہ خطرے میں رہتا ہے۔

ملک کا نصف حصہ ضائع ہونے کے بعد بھی ہمیں نصیحت نہیں مل رہی ہے، سود کے معاملہ کو ہی لیجئے کہ عرصہ سے اخبارات میں آرہا ہے کہ فلاں ماہ سے سودی کاروبار ختم کر دیا جائے گا مگر ''ہنوز دلی دوراست'' سود کیا ہر طرف اسلام سے بغاوت ہے اور ہر طرف ہم نے اپنے لئے کانٹے بور کھے ہیں، ہمارا مشورہ قرآن وسنت سے نہیں بلکہ امریکہ اور برطانیہ سے ہوتا ہے۔ سچ ہے

بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!

....

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا، قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ، فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ (٦٩) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَاهِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا، وَإِنَّآ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ (٧٠) قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيْرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِى الْحَرْثَ، مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا، قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ، فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ (٧١)

وہ کہنے لگے (موسیٰ علیہ السلام سے) اپنے رب سے درخواست کیجئے، کہ وہ ہمارے لئے اس (گائے) کے رنگ کی وضاحت کر دے، موسیٰ نے کہا کہ اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایسے شوخ زرد رنگ کی ہو جو دیکھنے والوں کو خوش کر دے'' (اب بھی اطمینان نہ ہوا تو) کہنے لگے موسیٰ! ہمارے لئے اس کی مزید وضاحت کی درخواست کیجئے کیونکہ ایسی گائے ہم پر مشتبہ ہوگئی ہے، اگر اللہ نے چاہا تو ہم ضرور اس کا پتہ لگالیں گے۔ موسیٰ نے جواب دیا ''اللہ کہتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہے جس سے کوئی خدمت نہیں لی جاتی، نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمین جوتی ہے، نہ پانی کھینچتی ہے، صحیح وسالم اور بغیر داغ دھبہ کے ہے'' اس پر وہ پکار اٹھے کہ ہاں! اب تم نے ٹھیک بتلایا ہے، پھر انہوں نے گائے ذبح کی ورنہ وہ ایسا کرتے معلوم نہ ہوتے تھے

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا، انہوں نے (موسیٰ سے) کہا کہ وہ رب سے درخواست کر کے گائے کا رنگ پوچھیں (بَیَّنَ یُبَیِّنُ، تَبْیِیْنٌ) باب تفعیل بیان کرنا، وضاحت کرنا (لَوْنُ۔هَا) رنگ، اس کا، ھا کی ضمیر گائے کی طرف جاتی ہے۔قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ، فَاقِعٌ '' لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ کہا بیشک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اِنَّ۔هٗ) بیشک وہ، ہٗ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے یَقُوْلُ فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب (قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا) کہنا بَقَرَةٌ (گائے) صَفْرَآءُ (زرد رنگ) اَصْفَرُ سے مونث صَفْرَآءُ بنا، بَقَرَةٌ چونکہ مونث ہے اس لئے اس کی صفت بھی صَفْرَآءُ (مونث) آتی ہے، عربی میں صفت موصوف کی حالت یکساں ہوتی ہے۔فَاقِعٌ لَّوْنُهَا گہرا اور کھلتا ہوا رنگ، تَسُرُّ (خوش کرے، اچھی لگے) (سَرَّ یَسُرُّ، سُرًّا) خوشنما دکھائی دے، خوش کرے، اَلنّٰظِرِیْنَ نَظَرَ یَنْظُرُ (دیکھنا) اسم فاعل، نَاظِرٌ (دیکھنے والا) اس کی جمع نَاظِرِیْنَ ہے (بہت سے دیکھنے والے)

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

'' چونکہ ان لوگوں کو یعنی بنی اسرائیل کو اپنی ہمسایہ قوموں سے گائے کی عظمت و تقدیس اور گاؤ پرستی کے مرض کی چھوت لگ گئی تھی، اس لئے ان کو حکم دیا گیا کہ گائے ذبح کریں۔ان کے ایمان کا امتحان ہی اس طرح ہوسکتا تھا کہ اگر وہ واقعی اب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہیں سمجھتے تو یہ عقیدہ اختیار کرنے سے پہلے جس بت کو معبود سمجھتے رہے ہیں اسے اپنے ہاتھ سے توڑیں، یہ امتحان بہت کڑا امتحان تھا، دلوں میں پوری طرح ایمان اترا ہوا نہ تھا، اس لئے انہوں نے ٹالنے کی کوشش کی اور تفصیلات پوچھنے لگے مگر جتنی جتنی تفصیلات وہ پوچھتے گئے اتنے ہی گھرتے چلے گئے یہاں تک کہ آخر کار اسی خاص قسم کی سنہری گائے پر جسے اس زمانے میں پرستش کے لئے مختص کیا جاتا تھا، گویا انگلی رکھ کر بتادیا گیا کہ اسے ذبح کرو۔ بائبل میں بھی اس واقعے کی طرف اشارہ ہے مگر وہاں یہ ذکر نہیں ہے کہ بنی اسرائیل نے اس حکم کو کس کس طرح ٹالنے کی کوشش کی تھی۔'' (تفہیم القرآن ج:۱)

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ، کہنے لگے (اے موسیٰ) اُدْعُ، پکاریئے، درخواست کیجئے (د ع و) دَعَا یَدْعُوْا، پکارنا، اس سے فعل امر اُدْعُ، لَنَا (ہمارے لئے) رَبَّکَ (رَبَّ۔کَ) رب، تیرا، یعنی اپنے رب سے، یُبَیِّنْ (وہ واضح کرے) مَا (کیسی؟) هِیَ (وہ گائے ہے)

اِنَّ الْبَقَرَ بیشک وہ گائے، تَشٰبَهَ عَلَیْنَا، ہمیں اشتباہ پڑ گیا ہے، (ش ب ہ) تَشَابَهَ یَتَشَابَهُ تَشَابُهًا (باب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تفاعل)شبہ کا پیدا ہونا، مشتبہ ہونا، وَاِنَّـــا (بلا شبہ ہم)اِنْ شرطیہ، شَـــاءَ یَشَـــاءُ (چاہنا)ان شاءاللہ، اگر اللہ نے چاہا، لَمُهْتَدُوْنَ (لَ- مُهْتَدُوْنَ) ضرور بضرور- راستہ پانے والے ہیں (ہ د ی) اِهْتَدٰی یَهْتَدِی، اِهْتَدَاءً باب افتعال، ہدایت پانا اس سے اسمِ فاعل مُهْتَـــدِی ہدایت پانے والا اور جمع مُهْتَـــدُوْنَ، اس سے پہلے ل زیر کے ساتھ تاکید پیدا کرتا ہے۔ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ، موسیٰ نے کہا اِنَّهٗ، بیشک وہ، ہٗ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے یَقُوْلُ، (وہ کہتا ہے) اِنَّهَا، بیشک وہ گائے، لَا ذَلُوْلٌ" (نہیں، محنت کرنے والی) (ذ ل ل") ذَلَّ یَذُلُّ سے مبالغہ کا صیغہ ذَلُوْلٌ" کمزور ہونا، خستہ حال ہونا، محنت کر کے تھک جانا، یعنی وہ گائے کھیتی باڑی اور پانی نکالنے کے عمل سے خستہ حال نہ ہو، تُثِیْـرُ الْاَرْضَ (ث و ر) اَثَارَ یُثِیْرُ اِثَارَةً۔ زراعت کے لئے زمین کو پھاڑنے کو کہتے ہیں، اَلْاَرْض (زمین) وَلَا تَسْقِیْ اور نہ وہ سیراب کرتی ہو، (س ق ی) سَقٰـی یَسْقِیْ سَقَاءً، سیراب کرنا، پانی دینا اَلْحَرْثُ کھیتی، زراعت مُسَلَّمَةٌ" صحیح وسلامت (س ل م) سَلَّمَ یُسَلِّمُ، تَسْلِیْمًا (باب تفعیل) محفوظ رکھنا، اس سے اسم مفعول مُسَلَّمَةٌ"، لَا نفی جنس کے لئے ہے شِیَةَ (داغ دھبہ) لَاشِیَةَ یعنی وہ گائے ایک ہی رنگ کی ہو اور اس کے رنگ میں کسی اور رنگ کی آمیزش نہ ہو، قَـالُوْا، کہا انہوں نے اَلْئٰنَ، اب جِئْتَ تو آیا ہے (جَاءَ، یَجِیْءُ، سے فعل ماضی واحد مذکر حاضر کا صیغہ۔ بِالْحَقِّ (بِ- الْحَقّ) ساتھ حق کے یعنی واضح اور سچی بات کے ساتھ فَـذَبَحُوْ هَا (فَ- ذَبَحُوْا- هَا) پس، ذبح کیا انہوں نے، اس گائے کو هَا کی ضمیر گائے کی طرف ہے، وَمَـا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ مَا۔ کلمہ نفی کا ہے، کَادَ یَکَادُ، سے کَادُوْا فعل ماضی جمع مذکر غائب ممکن ہونا، کسی کام کو عنقریب سرانجام دینے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ وَمَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ، یعنی وہ ایسا کرنے کے قریب نہ تھے۔ (انہوں نے بادل نخواستہ حکم الٰہی کی تعمیل کی)

آیات کی حکمت وبصیرت:

۱) افراد یا اقوام کا سرکشی اور اخلاقی جرائم کا شکار ہونا تباہی و بربادی کا نشان ہے، بجائے ندامت اور شرمساری کے ان جرائم پر پردہ ڈالنا اور بھی بڑا گناہ ہے۔

۲) توبہ وندامت کے ساتھ ساتھ احکام الٰہی کی بے چون و چرا اطاعت ہی نجات اور سلامتی کی راہ ہے، غرور اور کٹ حجتی میں سراسر نقصان اور خسارہ ہے۔

۳) راہ نجات اس میں ہے کہ پیغام ہدایت کے سیدھے اور سچے اصولوں کو کھلے دل سے مان لیا جائے اور جب افراد قوم میں تفصیل طلبی کا جذبہ پیدا ہو جائے تو وہ عمل سے محروم ہو جاتی ہے، جب تک مذہب اپنی سادہ حالت میں رہے، لوگوں میں جوش عمل موجود رہتا ہے اور جب وہ کج بحثیوں میں مبتلا ہو جائیں تو وہ عمل سے محروم ہو جاتے ہیں۔

۴) ہمارے لئے یہ آیات عبرت و موعظت کا عظیم پیغام رکھتی ہیں، اسلام کے سچے اور کھرے اصولوں کو بلا حیل و حجت اپنی انفرادی اور قومی زندگی میں نافذ کر ڈالیں، ورنہ بنی اسرائیل کی طرح سوائے تباہی و بربادی کے اور کچھ ہاتھ نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئے گا، حق تو یہ ہے کہ قرآن کے اصول سادہ، سہل، آسان اور قابل عمل ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر:۱۷) ''ہم نے قرآن کو نصیحت کیلئے یقیناً آسان بنا دیا ہے، پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟''

یہ حقیقت ہے کہ قرآن حکیم کی زریں ہدایات پر عمل کرنے سے زندگی دنیا اور آخرت میں مسرتوں اور شادمانیوں سے ہمکنار ہو جاتی ہے مگر کیا کیجئے کہ انسان اپنی سرکشیوں میں تباہی و بربادی کی طرف جا رہا ہے

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے؟ رہرو منزل ہی نہیں
تربیت عام تو ہے، جوہر قابل ہی نہیں
جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گل ہی نہیں

....

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا، وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (۷۲) فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا، كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (۷۳)

(اور تمہیں وہ واقعہ یاد ہے) جب تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا، پھر تم الزام ایک دوسرے کے سر تھوپ رہے تھے (اور یہ نہیں جانتے تھے کہ) جو تم چھپانا چاہتے تھے، اللہ اسے ظاہر کرنے والا تھا، سو ہم نے حکم دیا کہ اس کا ایک ٹکڑا لاش پر مارو، اللہ اسی طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے تاکہ تم سمجھو (کہ قیامت کا ہونا خلاف قیاس نہیں ہے)

وَاِذْ (اور اس وقت کو یاد کرو) قَتَلْتُمْ تم نے قتل کیا، فعل ماضی جمع مذکر مخاطب (قَتَلَ يَقْتُلُ، قَتْلًا) قتل کرنا، جان سے مار ڈالنا نَفْسًا، کسی نفس کو، کسی جان کو، فَادّٰرَءْتُمْ، (فَ۔اِدّٰرَءْتُمْ) پس۔ایک دوسرے پر الزام دھرنے لگے (درء) اِدَّارَاَ، يَدَّارَاُ آپس میں الزام لگانے کو کہتے ہیں دَرَء'' کے معنی دفع کرنے اور پھینکنے کے ہیں اسی سے تَدَّارَاْتُمْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے جوادغام کے قاعدے سے اِدّارء تـم ہوگیا ہے اس کے معنی آپس میں ایک دوسرے پر الزام لگانے کے ہیں (تدبر قرآن) فِیْھَا (فِیْ-ھَا) میں اس جان یعنی اس جان میں، ھَا کی ضمیر نفس یا جان کی طرف ہے۔

وَاللّٰہُ مُخْرِجٌ" مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ، اور اللہ نکالنے والا تھا جو تم چھپاتے تھے، مُخْرِجٌ"، اسم فاعل، نکالنے والا، (خ ر ج) اَخْرَجَ یُخْرِجُ، اِخْرَاجًا نکالنا، مَا (جو) کُنْتُمْ فعل ماضی جمع مذکر مخاطب، تم تھے (کَانَ یَکُوْنُ کَوْنًا) ہونا، اسے فعل مضارع کے شروع میں لائیں تو ماضی استمراری کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے، مضارع کے ساتھ ساتھ کَانَ کے صیغے بھی بدلتے جاتے ہیں جیسا کہ کَانَ یَکْتُمُ- کَانَا یَکْتُمَانِ، کَانُوْا یَکْتُمُوْنَ سے جمع مذکر مخاطب کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ، تم سب چھپاتے تھے کَتَمَ یَکْتُمُ، کِتْمَانًا۔ چھپانا، پردہ ڈالنا۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْہُ بِبَعْضِھَا، تو ہم نے حکم دیا کہ اس کا ایک ٹکڑا (یعنی گائے کے گوشت کا) لاش پر مارو، (ف-قُلْنَا) پس، کہا ہم نے قَالَ، یَقُوْلُ، قَوْلًا، کہنا اِضْرِبُوْہُ، اسے مارو (ضَرَبَ یَضْرِبُ ضَرْبًا) ہٗ کی ضمیر مقتول کی طرف ہے بِبَعْضِھَا یعنی اس گائے کے بعض اجزا میں سے مقتول پر مارو، ھَا کی ضمیر گائے کی طرف ہے {Strike him (the dead) with a piece of the cow}

کَذٰلِکَ یُحْیِ اللّٰہُ الْمَوْتٰی اللہ اسی طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے، کَذٰلِکَ، کلمہ تشبیہ، یُحْیِیْ زندہ کرتا ہے فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب (اَحْیٰ، یُحْیِیْ، اِحْیَاءٌ) زندہ کرنا الْمَوْتٰی (مردے) اس کا مفرد مَیِّت" ہے یعنی اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرتا ہے، وَیُرِیْکُمْ، اور وہ دکھاتا ہے تمہیں (یُرِیْ- کُمْ) (اَرٰی، یُرِیْ، اِرَاءَ ۃ") باب افعال ہے دکھانا (to show) اور رَاٰی، یَرٰی کے معنی ہیں دیکھنا (to see) اٰیٰتِہٖ (اٰیٰتِ- ہٖ) آیات۔ اپنی، ہٖ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور جمع مؤنث سالم ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں زبر کی بجائے زیر استعمال ہوئی ہے۔ آیات کا مفرد، اٰیَۃٌ" ہے، اس کے معنی، قرآن حکیم کی آیات، اسباق، نشانات اور انفس و آفاق کے شواہد ہیں (Proofs, evidences, verses, Lessons, Signs revelations etc.) غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ ہوا کا ہر جھونکا، پانی کی ہر لہر، ریت کا ہر ذرہ اور درخت کا ہر پتہ رب کائنات کی کبریائی و عظمت پر شاہد ہے کیا خوب کسی نے کہا ہے

"وَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَہٗ اٰیَۃٌ" تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ"

کائنات کی ہر چیز میں اس کی کاریگری عیاں ہے

اور اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ وہ یکتا ہے

لَعَلَّکُمْ (لَعَلَّ-کُمْ) شاید۔ تم، تَعْقِلُوْنَ، مضارع جمع مذکر مخاطب (عَقَلَ، یَعْقِلُ، عَقْلًا) عقل سے کام لینا، تدبر و تفکر کرنا۔

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

''ان آیات میں گزشتہ آیات کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص قتل ہوگیا تھا لیکن قاتل کا پتہ نہیں چلتا تھا، کیونکہ مشتبہ لوگ ایک دوسرے پر الزام دھرنے لگے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اصل قاتل کا نام بتانے کے لئے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ ایک گائے ذبح کریں، انہوں نے ٹال مٹول کی، جب کافی حیلے بہانے کر کے وہ اس پر تیار ہوئے، تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس مقتول کی لاش پر مارو۔ گوشت کا مارنا تھا کہ مقتول زندہ ہوگیا اور اس نے قاتل کا نام و پتہ سب بتا دیا اور اس طرح ایک بہت بڑی مشکل حل ہوگئی اور مقتول یہ بتانے کے بعد مر گیا۔

(اس بات سے) اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا کہ انسان کو مار کر جگانا ہمارے بس کی بات ہے اور جس طرح اس مقتول نے دوبارہ زندہ ہو کر اپنی پہلی زندگی کے حالات بتا دیئے تھے، اسی طرح ہم تمام انسانوں کو جب قیامت کے دن زندہ کریں گے تو وہ خود اپنے اعمال کی گواہی دیں گے۔'' (درس قرآن، جلد اول)

الاستاذ محمد امین الشنقیطی لکھتے ہیں:

''یہ آیات مرنے کے بعد زندہ ہونے پر شاہد ہیں، اس لئے کہ جو رب ایک جان کو زندہ کر سکتا ہے وہ تمام لوگوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے، اس حقیقت کو قرآن حکیم میں ایک دوسرے مقام پر بیان کیا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے۔

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ (لقمٰن: ۲۸) ''تمہیں پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کر کے اٹھا لینا ایسا ہے جیسا کہ ایک نفس کو پیدا کرنا ہے''۔ (اضواء البیان)

آیات کی حکمت وبصیرت:

۱) حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

یہ قتل کا وہی واقعہ ہے جس کی بنا پر بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس قتل کا راز فاش کر دیا دراں حالیکہ وہ قتل رات کی تاریکی میں لوگوں سے چھپ کر کیا گیا تھا، مطلب یہ ہوا کہ نیکی یا بدی تم کتنی بھی چھپ کر کرو، اللہ کے علم میں ہے اور اللہ تعالیٰ اسے لوگوں پر ظاہر کرنے کی قدرت رکھتا ہے، اس لئے خلوت ہو یا جلوت ہر وقت اور ہر جگہ اچھے کام ہی کیا کرو تا کہ اگر وہ کسی وقت ظاہر بھی ہو جائیں اور لوگوں کے علم میں آ جائیں تو شرمندگی نہ ہو بلکہ اس کے وقار و احترام میں اضافہ ہی ہو اور بدی کتنی بھی چھپ کر کیوں نہ کی جائے اس کے فاش ہونے کا امکان ہے جس سے انسان کی بدنامی اور ذلت و رسوائی ہوتی ہے۔ (تفسیر احسن البیان)

۲) قیامت کے روز مردوں کا دوبارہ زندہ ہونا منکرین قیامت کے لئے ہمیشہ حیرت و استعجاب کا باعث رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے کو بھی قرآن کریم میں جگہ جگہ مختلف اسلوب اور پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔

مندرجہ بالا واقعہ کے علاوہ سورۃ بقرہ میں ہی آیت نمبر ۵۶، ۲۴۳، ۲۵۹، ۲۶۰ میں ملاحظہ کیجئے۔

۳) کتمان جرم سے معاشرتی زندگی تہہ و بالا ہو جاتی ہے جس کا ثبوت مندرجہ بالا واقعہ سے ہوتا ہے اور یہی حال اب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے اس وطن میں ہے، مجرم، جرم کر کے راہِ فرار اختیار کرتے ہیں اور حکومت کی گرفت اتنی کمزور ہے کہ وہ مزید جرم کیلئے دلیر ہو جاتے ہیں۔

۴) مجرمین کو سزا دینے میں تاخیر کرنا انصاف کے سراسر خلاف ہے (Delay in justice, Deny in Justice) اور مجرموں کی پشت پناہی کرنا اس سے بھی بڑا جرم ہے۔

....

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ م بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً، وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ، وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ، وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۷۴)

(مگر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی) آخر کار تمہارے دل سخت ہو گئے، اتنے سخت جیسے پتھر ہوں یا ان سے بھی سخت تر، کیونکہ پتھروں میں سے تو کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی رِسا کرتا ہے اور کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے ڈر سے (لرز کر) گر پڑتے ہیں اور جو کچھ بھی تم کر رہے ہو اس سے اللہ بے خبر نہیں ہے

ثُمَّ حروف عطف میں سے ہے، اور پہلی چیز سے دوسری متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے (مفردات القرآن)
قَسَتْ سخت ہو گئے۔ ماضی واحد مونث غائب (قَسٰى يَقْسُوْ، قَسْوَةً) صلابت اور سختی کو کہتے ہیں قُلُوْبُكُمْ (قُلُوْب-كُمْ) دل تمہارے، قلب۔ مفرد ہے مِّنْ م بَعْدِ ذٰلِكَ یعنی یہ تمام روشن معجزات دیکھنے کے بعد، فَهِيَ (فَ-هِيَ) پس، یہ ھِیَ کی ضمیر قُلُوْب کی طرف جاتی ہے، كَالْحِجَارَةِ (كَ-الْحِجَارَةِ) مانند، پتھروں (کے) کَ تشبیہ کے لئے استعمال ہوا ہے، حَجَر" مفرد ہے، اَوْ یا (or) بلکہ اَشَدُّ، شَدِيْد "سخت، اس سے اسم تفضیل (Comparative degree) قَسْوَةً، تمیز ہے اس لئے حالتِ نصب میں ہے، تمیز حالت اور کیفیت کو ظاہر کرتا ہے۔

مولانا امین احسنؒ اصلاحی لکھتے ہیں:

"یہاں ثُمَّ کے استعمال سے یہ بات نکلتی ہے کہ دین کے معاملہ میں تمہاری اس قسم کی کٹ حجتیوں اور فرار پسندیوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ تمہارے دل سخت ہو گئے، یہاں اگرچہ تصریح نہیں ہے لیکن سیاق کلام دلیل ہے کہ بنی اسرائیل نے جس طرح گائے کے ذبح کے حکم کی تعمیل میں بہت سی حجتیں پیدا کیں اسی طرح اس کے ذبح کے بعد بھی اس قربانی کا صحیح احترام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملحوظ نہیں رکھا بلکہ جھوٹی قسمیں کھا کر قاتل کو چھپانے کی کوشش کی، کسی جرم کے ساتھ جب حیلہ بازی اور کٹ حجتی اور پھر مزید برآں ڈھٹائی اور جسارت بھی شامل ہو جائے تو ایسے مجرموں کے دل قانون الٰہی کے مطابق پتھر کے مانند سخت ہو جایا کرتے ہیں جس کے بعد نیکی اور تقویٰ کی روئیدگی کی صلاحیت ان کے اندر بالکل ہی ختم ہو جاتی ہے۔ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً، (پس وہ پتھر کی مانند ہو گئے یا پتھر سے زیادہ سخت) یہ اس طرح کا اسلوب کلام ہے جیسا کہ دوسری جگہ وارد ہے اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (اعراف:۱۷۹) ''یہ لوگ (جو احکام الٰہی کو توڑتے ہیں) چوپایوں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ''۔ یہ محض مبالغہ کا ایک اسلوب بیان نہیں ہے بلکہ یکسر تعبیر حقیقت ہے، جمادات وغیرہ میں جو سختی ہوتی ہے، وہ سختی ان کو ان صلاحیتوں سے محروم نہیں کرتی جو قدرت کی طرف سے ان کے اندر ودیعت ہوتی ہیں، برعکس اس کے انسان اگر اپنے آپ کو بگاڑتا ہے تو اس کا بگاڑ آہستہ آہستہ قانون الٰہی کے بموجب ان تمام صلاحیتوں سے اس کو محروم کر دیتا ہے جو فطرت کی طرف سے اس کو ودیعت ہوئی ہوتی ہیں، پتھر سخت سے سخت ہو کر بھی پتھر ہی رہتا ہے اس کی رگوں کے اندر پانی کی سوت جاری کرنے کی صلاحیت اگر قدرت نے رکھی ہوتی ہے تو اس سختی کے باوجود یہ چیز اس کے اندر باقی رہتی ہے برعکس اس کے انسان کا دل اگر کسی اخلاقی بیماری کے سبب سخت ہو جائے تو اس کے دل کی تمام سوتیں بالکل خشک ہو جاتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ بگڑے ہوئے انسان کے بگاڑ کا مقابلہ دنیا کی کوئی چیز بھی نہیں کر سکتی اگرچہ وہ کتنی ہی بگڑی ہوئی کیوں نہ ہو۔'' (تدبر قرآن، جلد اول) کیا خوب کسی نے کہا ہے

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ، اِنَّ بلاشبہ، جملے میں تاکید اور زور پیدا کرتا ہے، مِنَ الْحِجَارَةِ پتھروں میں سے، لَمَا (لَ - مَا) لَ ۔ تاکید کے لئے مَا۔ جو، یعنی پتھروں میں سے کچھ ایسے ہیں جن سے یقیناً، يَتَفَجَّرُ پھوٹ بہتے ہیں (تَفَجَّرَ يَتَفَجَّرُ، تَفَجُّرًا) اس کا مادہ فجر ہے اس کے معنی وسیع شگاف کے ہیں، اَلْاَنْهٰرُ، اس کا مفرد نَهَرٌ پانی کی نہر، (چشمے) یعنی بعض پتھر باوجود سختی کے نفع رسانی سے خالی نہیں ہیں مگر افسوس کہ یہ دل ان سے بھی گئے گزرے ہیں وَاِنَّ مِنْهَا اور بلاشبہ ان میں سے، هَا کی ضمیر پتھروں کی طرف جاتی ہے لَمَا جن سے یقیناً۔ يَشَّقَّقُ، (اِشَّقَّقَ، يَشَّقَّقُ) اصل میں تَشَقَّقَ يَتَشَقَّقُ تھا (پھٹنا)، فَيَخْرُجُ (فَ - يَخْرُجُ) پس، نکلتا ہے، صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع، خَرَجَ يَخْرُجُ خُرُوْجًا (نکلنا) مِنْهُ (مِنْ. هُ) سے، اس یعنی اس پتھر میں سے۔ الْمَآءُ، پانی، وَاِنَّ اور بیشک مِنْهَا (مِنْ. هَا) سے، وہ (پتھر) لَمَا جو کہ يَهْبِطُ گرتا ہے (هَبَطَ يَهْبِطُ هُبُوْطًا) گرنا، مِنْ (سے) خَشْيَةِ اللّٰهِ، (اللہ تعالیٰ کی ہیبت) یعنی پتھروں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے، آخر دریاؤں میں جو ریت ملتی ہے وہ پانی کے ساتھ ان پتھروں میں سے بہہ کر آتی ہے۔ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ، اور اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہارے اعمال سے غافل اور بے خبر نہیں ہے، مَا نافیہ ہے، نفی کا معنی دیتا ہے کبھی مَا سوالیہ ہوتا ہے جیسا کہ مَا اسْمُکَ؟ آپ کا نام کیا ہے؟ بِغَافِلٍ (بِ. غَافِلٍ) سے غافل یعنی تمہارے اعمال سے وہ غافل نہیں ہے۔ عَمَّا (عَنْ. مَا) سے، جو اس سے جو تَعْمَلُوْنَ، تم عمل کرتے ہو (عَمِلَ يَعْمَلُ، عَمَلًا) عمل کرنا۔

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

''بنی اسرائیل کے دلوں کا مقابلہ جب پتھروں اور چٹانوں سے کیا جاتا ہے تو ان کے دل چٹانوں سے زیادہ سخت اور بنجر ثابت ہوتے ہیں، بہت سی چٹانوں کا، خود بنی اسرائیل کو تجربہ تھا! انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ ایک چٹان سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے، انہوں نے یہ بھی دیکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی تجلی سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا اور موسیٰ علیہ اسلام بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے لیکن بنی اسرائیل کے دل تو چٹانوں سے بھی زیادہ سخت ہیں، وہ نہ نرم ہوتے ہیں، نہ پسیجتے ہیں، نہ ان میں اللہ کا خوف اور تقویٰ پیدا ہوتا ہے، سخت بنجر، کفر و انکار سے بھرے ہوئے دل، اسی لئے اللہ تعالیٰ کی تہدید ان الفاظ میں سامنے آتی ہے۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ

ان الفاظ کے ساتھ بنی اسرائیل کی تاریخ کا...... جو کفر، انبیاء کی تکذیب، کج روی، کٹ حجتی، قساوتِ قلب، سرکشی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے پر ہے...... ایک باب اختتام پذیر ہوتا ہے (فی ظلال القرآن، جلد اول)

آیت کی حکمت وبصیرت:

۱) جو قوم ایمان وعمل، عقل وشعور اور اطاعت وفرمانبرداری ایسی صفات سے عاری ہو جائے، وہ پھر لایعنی باتوں میں مبتلا ہو جاتی ہے، اسے اخلاقی زوال آ گھیرتا ہے، لوگ مختلف جرائم کا شکار ہوتے ہیں اور انہیں چھپانے کے لئے نت نئے حربے تلاش کرتے ہیں، جیسا کہ قوم بنی اسرائیل ہوئی اور ٹھیک یہی صورت حال ہماری موجودہ قوم کی ہے۔

۲) بنی اسرائیل میں قساوتِ قلبی کیونکر پیدا ہوئی؟ قرآن اس کا ذکر اس طرح کرتا ہے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً (المائدہ:۱۳) ''پھر چونکہ انہوں نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا، لہٰذا ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دل سخت کر دیئے''۔

قساوتِ قلبی سے مزید برائیاں در آئیں، بخل، سود خوری، حرام مال کھانا (رشوت وغیرہ)، انبیا کرام ایسے نفوس قدسیہ کے ساتھ گستاخی، ضد اور ہٹ دھرمی، باہمی منافرت وغیرہ غرضیکہ زندگی گزارنے کا صالح تصور غائب ہو گیا اور یہ نتیجہ ہوتا ہے حدود الٰہی کو پس پشت ڈالنے کا۔ کیا ہم بھی اپنے اخلاقی انحطاط کا عکس ان آیات کی روشنی میں دیکھ سکتے ہیں؟

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (۷۵)

(مسلمانو!) اب بھی کیا تمہیں (ان یہودیوں سے) توقع ہے کہ تمہارے کہنے سننے سے اسلام کو قبول کرلیں گے حالانکہ ان میں سے ایک گروہ کا شیوہ یہ رہا ہے کہ اس نے اللہ کا کلام سنا، پھر جانتے بوجھتے اس میں تحریف کی

اَفَتَطْمَعُوْنَ، کیا تم توقع رکھتے ہو، مضارع جمع مذکر حاضر (اَ۔ف۔تَطْمَعُوْنَ) کیا تم توقع رکھتے ہو (ط م ع) طَمِعَ، يَطْمَعُ، طَمْعًا، لالچ کرنا، توقع رکھنا اَنْ يُّؤْمِنُوا لَكُمْ، یہ کہ وہ ایمان لائینگے تمہارے ساتھ (اٰمَنَ، يُؤْمِنُ، اِيْمَانًا) ایمان لانا، يُؤْمِنُوْنَ تھا اَنْ آنے کی وجہ سے ن جمع کا گر گیا، لَكُمْ، یعنی تمہاری خاطر سے، تمہارے کہنے سے یا تمہاری دعوت پر، لِاَجْلِ دَعْوَتِكُمْ وَيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ (کشاف) یعنی تمہاری دعوت (اسلام) اور اسے قبول کرنے کے لئے، وَ قَدْ كَانَ فَرِيْقٌ" مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ اور تحقیق ان میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جس نے اللہ کا کلام سنا، قَدْ کلمہ میں زور پیدا کرتا ہے، (كَانَ يَكُوْنُ، كَوْنًا) ہونا، فَرِيْقٌ"، جماعت، گروہ يَسْمَعُوْنَ، مضارع جمع مذکر غائب سنتے ہیں (سَمِعَ يَسْمَعُ، سَمْعًا) سننا، یہودیوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو سنتے ہیں كَلٰمَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کا کلام، ثُمَّ (پھر) یعنی سننے کے بعد، يُحَرِّفُوْنَهٗ (يُحَرِّفُوْنَ.هٗ) وہ بدل ڈالتے ہیں اسے۔ هٗ کی ضمیر کلام اللہ کی طرف جاتی ہے، مِنْۢ بَعْدِ اس کے بعد مَا (کہ۔جو) عَقَلُوْهُ۔ سمجھ لیا۔ اس کو، هٗ کی ضمیر کلام اللہ کی طرف جاتی ہے۔ (عَقَلَ يَعْقِلُ، عَقْلًا) سمجھنا بوجھنا، وَهُمْ۔ اور وہ (لوگ) يَعْلَمُوْنَ وہ اچھی طرح اس بات کو جانتے ہیں (عَلِمَ يَعْلَمُ عِلْمًا) جاننا۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوا لَكُمْ [مسلمانو! اب بھی کیا تمہیں (ان یہودیوں سے) توقع ہے کہ تمہارے کہنے سننے سے اسلام قبول کرلیں گے] سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

"یہ خطاب مدینے کے ان نو مسلموں سے ہے جو قریب کے زمانے ہی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے، ان لوگوں کے کان میں پہلے سے نبوت، کتاب، ملائکہ، آخرت، شریعت کی جو باتیں پڑی ہوئی تھیں، وہ سب انہوں نے اپنے ہمسایہ یہودیوں ہی سے سنی تھیں، اور یہ بھی انہوں نے یہودیوں ہی سے سنا تھا کہ دنیا میں ایک پیغمبر اور آنے والے ہیں (خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم) اور یہ کہ جو لوگ ان کا ساتھ دیں گے وہ ساری دنیا پر چھا جائیں گے، یہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلومات تھیں جن کی بنا پر اہل مدینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا سن کر آپ کی طرف خود متوجہ ہوئے اور جوق در جوق ایمان لائے، اب وہ متوقع تھے کہ جو لوگ پہلے ہی سے انبیا اور کتب آسمانی کے پیرو ہیں اور جن کی دی ہوئی خبروں کی بدولت ہی ہم کو نعمت ایمان میسر ہوئی ہے، وہ ضرور ہمارا ساتھ دیں گے بلکہ اس راہ میں پیش پیش ہوں گے، چنانچہ یہی توقعات لے کر یہ پر جوش نومسلم اپنے یہودی دوستوں اور ہمسایوں کے پاس جاتے تھے اور ان کو اسلام کی دعوت دیتے تھے پھر جب وہ اس دعوت کا جواب انکار سے دیتے تو منافقین اور مخالفین اسلام اس سے یہ استدلال کرتے تھے کہ معاملہ کچھ مشتبہ ہی معلوم ہوتا ہے، ورنہ اگر یہ واقعی نبی ہوتے تو آخر کیسے ممکن تھا کہ اہل کتاب کے علماء اور مشائخ اور مقدس بزرگ جانتے بوجھتے ایمان لانے سے منہ موڑتے اور خواہ مخواہ اپنی عاقبت خراب کر لیتے، اس بنا پر بنی اسرائیل کی تاریخی سرگزشت بیان کرنے کے بعد اب ان سادہ دل مسلمانوں سے کہا جارہا ہے کہ جن لوگوں کی سابق روایات یہ کچھ رہی ہیں، ان سے لمبی چوڑی توقعات نہ رکھو ورنہ جب ان کے پتھر دلوں سے تمہاری دعوت حق ٹکرا کر واپس آئے گی تو دل شکستہ ہو جاؤ گے، یہ لوگ تو صدیوں کے بگڑے ہوئے ہیں، اللہ کی جن آیات کو سن کر تم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے، یہ انہی سے کھیلتے اور تمسخر کرتے ان کی نسلیں بیت گئی ہیں، دین حق کو مسخ کر کے یہ اپنی خواہشات کے مطابق ڈھال چکے ہیں اور اسی مسخ شدہ دین سے یہ نجات کی امیدیں باندھے بیٹھے ہیں، ان سے یہ توقع رکھنا فضول ہے کہ حق کی آواز بلند ہوتے ہی ہر طرف سے دوڑے چلے آئیں گے۔"
(تفہیم القرآن ج:اول)

وَ قَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهٗ ، حالانکہ ان میں سے ایک گروہ کا شیوہ یہ رہا ہے، جس نے اللہ کا کلام سنا پھر (خوب سمجھ بوجھ) کر اس میں تحریف کی، سید مودودیؒ اس پر لکھتے ہیں:

"ایک گروہ، سے مراد ان کے علماء اور حاملین شریعت ہیں 'کلام اللہ' سے مراد تورات، زبور اور وہ دوسری کتابیں ہیں جو ان لوگوں کو ان کے انبیا کے ذریعے سے پہنچیں، تحریف کا مطلب یہ ہے کہ بات کو اصل معنی و مفہوم سے پھیر کر اپنی خواہش کے مطابق کچھ دوسرے معنی پہنا دینا، جو قائل کے منشا کے خلاف ہوں، نیز الفاظ میں تغیر و تبدل کرنے کو بھی تحریف کہتے ہیں۔ علمائے بنی اسرائیل نے یہ دونوں طرح کی تحریفیں کلام الٰہی میں کی ہیں۔" (تفہیم القرآن ج:اول)

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) یہود ہوں یا نصاریٰ ان سے کسی بھی خیر کی کبھی بھی توقع نہیں کی جا سکتی، قرآن حکیم نے آج سے چودہ سو برس پہلے بتا دیا تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصٰرٰى أَوْلِيَآءَ ، بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ، وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهٗ مِنْهُمْ ، إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ (المائدہ:۵۱) "اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، یہ تو ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا، بیشک اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

مگر افسوس کہ آج بھی اکثر مسلم ملکوں کا برسر اقتدار طبقہ امریکہ اور برطانیہ کے حکمرانوں سے خائف اور متاثر ہے اور ان کے اشاروں پر چلنے کی کوشش کرتا ہے، جس کے فائدے کم اور نقصانات زیادہ ہیں، شاید اس لئے بھی کہ ان سے سود پر قرضہ جات لئے جاتے ہیں حالانکہ اسلامی ملکوں کا بلاک بننے سے نہ صرف فوجی استحکام ہوسکتا ہے بلکہ معاشی استحکام بھی ہوسکتا ہے اور بلاسود آپس میں ایک دوسرے کی مدد ہوسکتی ہے اور جہاں تک سیاسی معاہدوں کا تعلق ہے اس سے اسلام کبھی نہیں روکتا ہے وہ کسی سے بھی ہوسکتے ہیں۔

۲) کلام اللہ میں لفظی اور معنوی تحریف بہت بڑا جرم ہے، الحمد للہ قرآن حکیم کی حفاظت کی پوری ذمہ داری تا قیامت رب العالمین نے اپنے ذمہ لی ہے، اور قیامت تک حفاظ اور علماء کرام کا حق پرست طبقہ اس کی خدمت میں کوشاں رہے گا۔

ہاں! مسلمانوں کی عملی زندگی میں قرآن حکیم کی تعلیمات کا فقدان ضرور نظر آتا ہے جس کا نہ انہیں خود نقصان ہو رہا ہے بلکہ اس کے اثرات دور و نزدیک پہنچ رہے ہیں، کاش کہ مسلمان اس حقیقت کو جاننے کی کوشش کریں!

....

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا، وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (٧٦) اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ (٧٧)

یہ جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب علیحدہ ہوتے ہیں تو (آپس میں) کہتے ہیں، کیا تم مسلمانوں کو وہ (راز کی) باتیں بتلاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس تمہارے خلاف پیش کردیں، تمہیں کچھ بھی عقل نہیں، کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اللہ کو سب باتوں کی خبر ہے؟

وَاِذَا ۔ اور جب، اِذَا، کلمہ شرط، لَقُوا، وہ ملتے ہیں، ملاقات کرتے ہیں، ماضی جمع مذکر غائب (لَقِیَ، یَلْقٰی، لِقَاءَ) ملنا ملاقات کرنا۔ اَلَّذِيْنَ ۔ اسم موصول وہ لوگ (ان لوگوں سے) جو۔ اٰمَنُوْا، ایمان لائے (اٰمَنَ يُؤْمِنُ اِيْمَانًا) ایمان لانا، حق بات کو تسلیم کرلینا، قَالُوْا، کہا انہوں نے ۔ فعل ماضی جمع مذکر غائب (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) کہنا اٰمَنَّا، ماضی جمع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متکلم، ہم ایمان لائے، یہود میں سے منافقین کا ذکر ہے کہ جب یہ مومنوں سے ملتے تو کہتے ہم بھی ایمان لے آئے ہیں۔ جبکہ ان کے دل کفر سے بھرے ہوئے ہوتے تھے، وَاِذَا اور جب، خَلَا، الگ ہوتے، خلوت میں ہوتے، (خ ل و) خَلَا، یَخْلُوْ، خَلَاءً" وَخَلْوَۃً"، تنہا ہونا، الگ ہونا بَعْضُھُمْ (بَعْضُ-ھُمْ) بعض ان میں سے اِلٰی طرف، بَعْضٍ (بعض) یعنی جب وہ آپس میں اکٹھے ہوتے (When they (Jews) meet one another in private) قَالُوْا۔تو کہتے (قَالَ. یَقُوْلُ. قَوْلًا) کہنا أ۔کلمہ استفہام (کیا؟) تُحَدِّثُوْنَ، تم بیان کرتے ہو، فعل مضارع جمع مذکر مخاطب (حَدَّثَ یُحَدِّثُ، تَحْدِیْثٌ") بات کرنا۔بتانا، بِمَا (ب.مَا) ساتھ۔اس کے یعنی وہ بات جسے تم (جانتے ہو) فَتَحَ، واحد مذکر غائب کھولا ہے (فَتَحَ یَفْتَحُ، فَتْحًا) کھولنا، ظاہر کرنا، فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ یعنی وہ بات جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں علم دیا ہے، مراد یہ ہے کہ تورات میں خاتم النبیین محمد ﷺ کی صفات اور تشریف آوری کا ذکر تھا، یہود میں سے بعض اپنے ساتھیوں پر اعتراض کرتے کہ تم مسلمانوں کو تورات کی خوشخبریاں کیوں بتاتے ہو؟ لِیُحَآجُّوْکُمْ (لِ.یُحَاجُّوْ. کُمْ) تاکہ۔حجت قائم کریں۔تم پر، لام تعلیل، وجہ بیان کرتا ہے (حَاجَّ یُحَاجُّ، مُحَاجَۃً) جھگڑا کرنا، اَلْحُجَّۃُ، دلیل اور برھان یُحَاجُّوْنَ تھا لام تعلیل کی وجہ سے، یُحَاجُّوْ حالت نصب میں ہے اس لئے نون جمع کا گر گیا ہے، بِہٖ (ب.ہٖ) ساتھ۔اس کے، یعنی اس کلام الٰہی کے ساتھ، عِنْدَ رَبِّکُمْ، تمہارے رب کے ہاں۔تاکہ مسلمان رب کریم کے یہاں قرآن حکیم سے تم پر حجت قائم کریں کہ تورات کے یہ بیان قرآن کے مطابق ہیں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ، أ۔کلمہ استفہام، اَفَلَا، کیا تم نہیں؟ تَعْقِلُوْنَ۔عقل رکھتے ہو (عَقَلَ یَعْقِلُ، عَقْلًا) عقل کرنا شعور سے کام لینا۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

"وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ تورات اور دیگر کتب آسمانی میں جو پیشین گوئیاں اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق موجود ہیں یا جو آیات اور تعلیمات ہماری مقدس کتابوں میں ایسی ملتی ہیں جن سے ہماری موجودہ روش پر گرفت ہوسکتی ہے، انہیں مسلمانوں کے سامنے بیان نہ کرو، ورنہ یہ تمہارے رب کے سامنے ان کو تمہارے خلاف حجت کے طور پر پیش کریں گے، یہ تھا اللہ کے متعلق ان ظالموں کے فساد عقیدہ کا حال، گویا وہ اپنے نزدیک یہ سمجھتے تھے کہ اگر دنیا میں وہ اپنی تحریفات اور اپنی حق پوشی کو چھپا لے گئے، تو آخرت میں ان پر مقدمہ نہ چل سکے گا اسی لئے بعد کے جملہ معترضہ میں ان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ کیا تم اللہ کو بے خبر سمجھتے ہو؟" (تفہیم القرآن ج:۱)

اَوَلَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَایُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں، اللہ کو سب باتوں کی خبر ہے، اَوَ، کلمہ استفہام، لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ہیں فعل مضارع منفی جمع مذکر غائب (عَلِمَ یَعْلَمُ عِلْمًا) جاننا پہچاننا، مَا (جو) موصولہ (Relative pronoun) یُسِرُّوْنَ چھپاتے ہیں مضارع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمع مذکر غائب (اَسَرَّ یُسِرُّ، اِسْرَارًا) چھپانا، دل میں راز رکھنا وَمَا (اور جو) یُعْلِنُوْنَ وہ ظاہر کرتے ہیں مضارع جمع مذکر غائب (اَعْلَنَ یُعْلِنُ، اِعْلَانًا) ظاہر کرنا، دل کی بات زبان پر لانا۔

مولانا امین احسنؒ اصلاحی لکھتے ہیں:

''یوں تو یہ جملہ عام ہے، اللہ تعالیٰ ہر ظاہر و باطن کو جانتا ہے لیکن یہاں موقع کلام اس بات کی طرف نہایت لطیف اشارہ کر رہا ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ بازی کرتے ہوئے اس بات پر غور نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس 'اٰمَنَّا' کی حقیقت سے بھی اچھی طرح واقف ہے جس کو وہ ظاہر کرتے ہیں اور ان کی خاص مجلسوں میں آپس میں ایک دوسرے کو مسلمانوں کے سامنے افشائے راز پر جو سرزنشیں اور ملامتیں ہوتی ہیں ان کو بھی وہ خوب جانتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ احمق لوگ مسلمانوں کے سامنے تو اپنے آپ کو ظاہر داری کے اس لبادہ میں چھپا سکتے ہیں لیکن اس اللہ سے انہوں نے اپنے آپ کو چھپانے کی کیا تدبیر سوچی ہے جو ان کی خلوت و جلوت ہر جگہ موجود ہے اور جس پر ظاہر و خفی سب کچھ روشن ہے۔'' (تدبر قرآن ج:۱)

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت:

۱) زبانی دعویٰ ایمان کی کوئی حقیقت نہیں، وہی ایمان قابل قبول ہے جس پر دل اور زبان سے اقرار کے علاوہ اعمال صالحہ سے بھی مہر تصدیق ثبت کی جائے۔

۲) منافقین کا ٹولہ مسلمانوں کے اندر ہمیشہ موجود رہا ہے جو ظاہر میں تو مسلمانوں کا ہم نوالہ و ہم پیالہ ہوتا ہے مگر ان کا دلی لگاؤ کہیں اور ہوتا ہے۔ اپنے وطن میں ہمیں ایسے حکمرانوں سے سابقہ رہا ہے جو بظاہر تو مسلمانوں کے ہمدرد اور اسلام کا دم بھرتے رہے ہیں مگر عملی طور پر قانون اسلام سے گریزاں رہے ہیں اور وہ اطاعت کسی اور کی کرتے ہیں جسے قرآن کی اصطلاح میں طاغوت کی پیروی کہتے ہیں۔

۳) ہم کسی بات میں خواہ کیسے حیلے بہانے کریں، نفس کی خباثتیں اور خرابیاں بالآخر ظاہر ہو کر رہتی ہیں۔

۴) دنیا کی سزا سے کسی نہ کسی طرح بچ بھی نکلیں مگر آخرت کی سزا سے بچنا محال ہی نہیں ناممکن ہے۔

....

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ (۷۸)

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ، ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا، فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَكْسِبُوْنَ (٧٩)

اوران میں ایک گروہ ان پڑھ لوگوں کا ہے جو کتاب (تورات) کا علم نہیں رکھتے مگر صرف جھوٹی آرزوئیں (لئے بیٹھے) ہیں اور صرف وہم وگمان کی بات کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جو کتاب (یعنی تورات بدل کر) اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ یہی اللہ کی طرف سے (نازل شدہ) ہے، تاکہ اس سے تھوڑے دام لے سکیں، ان کے ہاتھوں کی لکھائی کی وجہ سے ان کے لئے ہلاکت ہے اورافسوس ہے جو وہ کمائی کررہے ہیں

وَمِنْهُمْ (مِنْ – هُمْ) (سے، ان) اوران میں سے یعنی یہود میں سے۔ اُمِّيُّوْنَ، ان پڑھ اس کا مفرد اُمِّي "مَنْ لَا يَقْرَءُ وَلَا يَكْتُبُ" جو پڑھنا لکھنا نہ جانتا ہو (المعجم الوسیط) اُمّ"، ماں کو بھی کہتے ہیں یعنی اُمِّي وہ شخص کہلاتا ہے جیسے ماں کے بطن سے پیدا ہوا تھا ویسے ہی ہے۔ لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ہیں مضارع جمع مذکر غائب (عَلِمَ يَعْلَمُ، عِلْمًا) جاننا، الْكِتٰبَ (التوراة) ال لگنے سے خاص کتاب ہوگئی، اِلَّا کلمہ استثناء (مگر) اَمَانِيَّ خواہشات، آرزوئیں اس کا مفرد اُمْنِيَّة" ہے اس سے فعل تَمَنّٰى يتمنّٰى خواہش کرنا، تمنا کرنا، جو غلط سلط باتیں انہوں نے اپنے علماء سے سن رکھی ہیں اور پھر بطور تقلید انہیں نقل کرتے رہتے ہیں، وَاِنْ هُمْ (اور نہیں وہ) اِلَّا مگر، يَظُنُّوْنَ وہ وہم وگمان کرتے ہیں (ظَنَّ يَظُنُّ، ظَنًّا) گمان کرنا، تخمینہ سے کام لینا (یقین سے نہیں بلکہ اٹکل پچو) سے کام لینا۔

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

"گویا لکھنا پڑھنا جانتے نہیں مگر خواہشات بڑی بڑی ہیں، اپنے علماء سے جو کچھ سن رکھا ہے اسی کو مایۂ ناز و سرمایۂ آخرت تصور کرتے ہیں۔ ان کی آرزو ہائے باطلہ ملاحظہ ہوں کہ جنت میں یہودی اور نصرانی کے سوا دوسرا کوئی شخص جا نہیں سکتا۔

لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى، تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ (البقرہ:١١١)" (اہل کتاب کہتے ہیں) کہ جنت میں صرف وہی شخص داخل ہوگا جو یہودی ہو یا عیسائی ہو، یہ (محض) ان کی جھوٹی تمنائیں ہیں"۔

اور اگر بہ فرضِ محال یہودی جہنم میں گئے بھی تو صرف چندروز کے لئے۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً (البقرہ:٨٠) "اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ چند ایام کے سوا انہیں آگ ہرگز نہ چھوئے گی"۔

اس قسم کے خیالات فاسدہ ہیں جو ان کو خوش رکھتے ہیں حالانکہ جنت میں جانے کا قاعدہ یہ ہے کہ صرف ایک اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی غلامی کی جائے اور قلب سلیم لیکر اس کے حضور میں حاضر ہوا جائے، ارشاد ہوتا ہے:

يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَّ لَابَنُونَ، اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (الشعراء:۸۹) ''جس دن نہ مال کوئی فائدہ دے گا اور نہ اولاد إلا یہ کہ کوئی سلامتی والا (اطاعت گزار) دل لے کر اللہ کے حضور حاضر ہو''۔

نیز فرمایا:

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ اَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (البقرہ:۱۱۲) ''بات دراصل یہ ہے کہ (جو کوئی) اپنے آپ کو اللہ کا فرمانبردار بنادے اور وہ نیکوکار بھی ہے تو اس کا اجر اس کے رب کے ہاں ضرور ملے گا اور انہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔'' (الفرقان فی معارف القرآن)

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيهِمْ، (فَ-وَيْلٌ) پس خرابی ہے، وَيْلٌ عظیم ہلاکت اور تباہی، وَيْلٌ۔ کلمة العذاب عذاب اور ہلاکت کا کلمہ ہے (المعجم الوسیط) لِلَّذِينَ (لِ-لَّذِينَ) لئے، (ان لوگوں کے) یعنی ان لوگوں کے لئے (يَكْتُبُونَ) جو لکھتے ہیں (كَتَبَ يَكْتُبُ، كِتَابَةً) لکھنا الْكِتَابَ (خاص کتاب) یعنی تورات بِاَيْدِيهِمْ (بِ-اَيْدِيهِمْ) (ساتھ، اپنے ہاتھوں کے) يَدٌ مفرد اَيْدِي۔ جمع، جہاں بس چلا ''تورات'' میں لفظی تبدیلی پیدا کردی یا معنی بدل ڈالے، ثُمَّ، پھر يَقُوْلُوْنَ، کہتے ہیں مضارع جمع مذکر غائب، هٰذَا یہ بات مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، (نعوذ باللہ) اپنے ہاتھوں سے لکھی بات کو اللہ تعالیٰ کا کلام کہتے ہیں لِيَشْتَرُوْا (لِ-يَشْتَرُوْا) تاکہ خریدیں مضارع جمع مذکر غائب (اِشْتَرٰى يَشْتَرِي اِشْتِرَاءً) لام مکسور (زیروالا) آنے سے 'ن' جمع کا گر گیا ہے، يَشْتَرُوْنَ تھا اور اس سے لِيَشْتَرُوْا ہوا، بِهٖ (بِ-هٖ) (ساتھ۔ اس کے) یعنی اس تحریف شدہ کلام سے، ثَمَنًا قَلِيْلًا، (قیمت تھوڑی) دنیا کا بہت زیادہ فائدہ بھی آخرت کے مقابلہ میں قلیل اور حقیر ہے، صرف حق ہی وہ متاع گراں مایہ ہے جس کے مقابلہ میں پوری دنیا کا مال و دولت ہیچ اور حقیر ہے، فَوَيْلٌ پس تباہی ہے لَّهُمْ ان کے لئے مِمَّا (مِنْ-مَا) (سے، جو) یعنی اس بات سے جو كَتَبَتْ لکھا ماضی واحد مونث غائب اَيْدِيهِمْ ان کے ہاتھوں نے، وَيْلٌ (خرابی) دوبارہ لانے سے عذاب کی شدت کی طرف اشارہ ہے لَهُمْ ان کے لئے مِمَّا، (اس سے جو) يَكْسِبُوْنَ وہ کماتے ہیں مضارع جمع مذکر غائب (كَسَبَ يَكْسِبُ، كَسْبًا) کمانا، یعنی جو وہ حرام مال کماتے ہیں۔

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

''یہ یہود کے علماء کی جسارت اور خوف الٰہی سے بے نیازی کی وضاحت ہے کہ اپنے ہاتھوں سے مسئلے گھڑتے ہیں اور بہ بانگ دہل یہ باور کراتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں (جس کے نتیجہ میں انہیں ویل کی سزا مل رہی ہے)۔''

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) دین کی بنیاد علم و یقین پر ہے نہ کہ ظن و تخمین پر۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۲) دنیا کی زندگی محض عارضی اور ناپائیدار ہے جبکہ آخرت کی زندگی ابدی اور لازوال ہے، چند عارضی چمکتے ہوئے سکوں کی خاطر آخرت کونظر انداز کر دینا عقلمندی کی دلیل نہیں ہے۔

۳) یقین وعمل کے بغیر محض جھوٹی آرزوؤں اور خواہشات کو یہود نے اپنے سینوں میں سجا رکھا تھا جبکہ آخرت میں کامیابی کی بنیاد صرف ایمان اور اعمال صالحہ پر ہے کچھ ایسا ہی اب مسلمانوں کا حال ہے۔ جھوٹے پیروں نے نہ معلوم اپنے مریدوں کو کیسی کیسی طفل تسلیاں اور دلاسے دے رکھے ہیں۔

۴) اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مفہوم ومطالب کو بدلنا بہت بڑا جرم ہے جس کی سزا ''ویل'' (جہنم اور عذاب) ہے۔

....

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً، قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (۸۰) بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ، هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۸۱)

(یہودی) کہتے ہیں کہ ہمیں (دوزخ) کی آگ سوائے گنتی کے (چند) دنوں کے ہرگز نہیں چھوئے گی (یہ ان کی خام خیالی ہے) آپ پوچھئے کہ ''کیا تم نے اللہ سے کوئی ایسا عہد لے رکھا ہے جس کی وہ خلاف ورزی نہ کرے گا؟ یا (خواہ مخواہ) بے جانے بوجھے اللہ کی ذمہ ایک بات کہے اور لگائے دیتے ہو'' بات (تو دراصل) یہ ہے کہ جو گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں اور گناہوں میں گھرتے چلے جاتے ہیں، وہ دوزخی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَقَالُوْا۔ اور انہوں نے کہا (یعنی یہود نے) (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) کہنا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ ہرگز نہ ہمیں چھوئے گی، آگ (مَسَّ يَمَسُّ، مَسًّا) چھونا، مس کرنا، مضارع سے پہلے لَنْ لگانے سے جملہ میں تاکید اور زور پیدا ہوتا ہے اِلَّا کلمہ استثنا سوائے، (Except) اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً، دن۔ گنے چنے، يَوْم'' کی جمع اَيَّام'' ہے مَّعْدُوْدَةً، عَدَدٌ سے (عَدَّ، يَعُدُّ) گننا، اور مَّعْدُوْدَةً گنے ہوئے اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً (a few numbered days)، یہود کا یہ وہم باطل تھا کہ چالیس دن جس میں انہوں نے بچھڑے کی پرستش کی تھی وہی گنے چنے دن انہیں دوزخ میں رکھا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَدْرَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا الَّتِي عَبَدَ فِيهَا اٰبَاءُ نَا الْعِجْلَ (ابن عباسؓ) ''یعنی صرف چالیس دن جن ایام میں ہمارے آباء واجداد نے بچھڑے کی پرستش کی تھی۔''

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

''یہود کہتے تھے کہ دنیا کی کل عمر سات ہزار سال ہے اور ہم ہزار سال کے بدلے ایک دن جہنم میں رہیں گے۔ اس حساب سے صرف سات دن جہنم میں رہیں گے، کچھ کہتے تھے کہ ہم نے چالیس دن بچھڑے کی عبادت کی تھی، چالیس دن جہنم میں رہیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تم نے اللہ سے عہد لیا ہے؟ یہ بھی استفہام انکاری ہے؟ یعنی یہ غلط کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس قسم کا کوئی عہدو پیمان نہیں ہے۔'' (تفسیر احسن البیان)

قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا، آپ پوچھیے ''کیا تم نے اللہ سے کوئی ایسا عہد لے رکھا ہے'' قُلْ فعل امر واحد مذکر (قَالَ يَقُوْلُ قَوْلًا) کہنا، اَتَّخَذْتُمْ تم نے لیا ہے، ماضی جمع مذکر مخاطب (اِتَّخَذَ يَتَّخِذُ) پکڑنا، لینا۔ عِنْدَ اللّٰهِ، اللہ کے یہاں (سے) عَهْدًا۔ کوئی وعدہ، فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ تو اللہ اپنے وعدہ کی ہرگز خلاف ورزی نہ کرے گا (ف۔ لن) پس ہرگز (اَخْلَفَ يُخْلِفُ اِخْلَافًا) خلاف ورزی کرنا۔ ''لَنْ'' مضارع پر نصب (زبر) دیتا ہے۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یا (خواہ مخواہ) بے جانے بوجھے اللہ کے ذمہ ایک بات کہے اور لگائے دیتے ہو اَمْ بمعنی یا (or) حرف عطف تَقُوْلُوْنَ، مضارع جمع مذکر مخاطب: تم کہتے ہو قَال کے بعد عَلٰی آجائے تو اس کے معنی خواہ مخواہ کسی کے ذمہ کوئی بات لگانا ہے مَا جو، لَا تَعْلَمُوْنَ، تم جانتے نہیں ہو۔

مولانا صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

''یعنی تمہارا یہ دعویٰ کہ ہم اگر جہنم میں گئے بھی تو صرف چند دن ہی کے لئے جائیں گے، تمہاری اپنی طرف سے ہے اور اس طرح تم اللہ کے ذمہ ایسی باتیں لگاتے ہو جن کا تمہیں خود بھی علم نہیں ہے، اگلی آیۃ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنا وہ اصول بیان فرما رہا ہے جس کی رو سے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نیک وبدکو ان کی نیکی اور بدی کی سزائیں دے گا۔'' (احسن البیان)

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً ہاں، (اصل بات یہ ہے) جو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں، عربی زبان کا اصول ہے کہ جس استفہام کے شروع میں انکار ہو اس کے لئے 'بَلٰى' لایا جاتا ہے اور ایسا جملہ جہاں استفہام میں انکار نہ ہو سکے اس کے لئے 'نَعَمْ' لایا جاتا ہے۔ یہاں پر بَلٰى ان کے دعویٰ کو رد کرنے کے لئے ہے۔ كَسَبَ (اس نے کمایا) ماضی واحد مذکر غائب، ایسا عمل جو ارادے کے ساتھ کیا جائے كَسَبَ کہلاتا ہے (كَسَبَ يَكْسِبُ، كَسْبًا، وَاكْتَسَبَ) كَسَبَ لِاَهْلِهٖ۔ اس نے بال بچوں کے لئے محنت سے رزق حاصل کیا، كَسَبَ الْاِثْمَ گناہ کا ارتکاب، (المعجم الوسیط) سَيِّئَةً، برائی، گناہ، حَسَنَةً کی ضد ہے اس کا مادہ سُوْء'' جس کا اطلاق ہر قسم کے شر وفساد، بدی اور برائی پر ہوتا ہے، وَ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ اور احاطہ کر لیا۔ اُس کا۔ اس کی خطاؤں نے، (اَحَاطَ يُحِيْطُ، اِحَاطَةً) گھیرنا احاطہ کرنا، بِهٖ (ب۔ ہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ۔اس کے، خَطِیْٓئَتُهٗ (خطیئة"—ہ) خطاؤں۔اس کی،یعنی وہ شخص خواہشات کا غلام اوراسیر ہوگیااور ہر طرف سے اپنی خطاؤں میں جکڑا گیا اوراس نے کبھی انہیں دور کرنے کی کوشش اور جستجو نہ کی اور نہ کبھی ندامت اور شرمساری کے آنسو خالق و مالک کے حضور بہائے کہ اس کی رحمت اور بخشش کا سمندر تو ہر وقت ٹھاٹھیں ماررہا ہے،اورصدا آتی ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّه هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (الزمر:۵۳)''آپ لوگوں سے کہہ دیجئے 'اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے آپ پرزیادتی کی ہے،اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا،اللہ یقیناً تمام کے تمام گناہ معاف کردیتا ہے کیونکہ وہ غفورورحیم ہے۔''

یہ دنیا دارالعمل ہے اورآخرت دارالجزاء ہے،نیکوں کو آخرت میں اچھا بدلہ اور بروں کو ان کی برائیوں کا بدلہ دیا جائے گا،جو گناہوں اور خطاؤں میں ڈوبارہا اوراس نے توبہ نہ کی تو فرمایا:

فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ، هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ، وہی لوگ دوزخی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، صَاحِبٌ کی جمع اصحاب (ساتھی) خَلَدَ یَخْلُدُ، خلُوْدًا۔ہمیشہ رہنا اس سے اسم فاعل خالِد''، ہمیشہ رہنے والا۔جمع خالِدُون ہے۔

آیت مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) جب کوئی شخص بدی کا ارتکاب کرتا ہے اوراس میں کوئی عبرت اور ندامت کا احساس تک نہیں ہوتا تو وہ مزید دلیر ہو جاتا ہے یہاں تک کہ رشد و ہدایت کے تمام راستے بند ہوجاتے ہیں بلکہ یوں کہئے کہ وہ تکبر،غرور،ضد اور ہٹ دھرمی سے خیر کی تمام راہیں اپنے اوپر بند کرلیتا ہے تو پھر بڑی سے بڑی طاقت بھی اس کی نجات کا ذمہ نہیں لے سکتی ہے،اللہ تعالیٰ کے دربار میں صرف اورصرف اعمال صالحہ ہی نجات کا ذریعہ ہیں،ارشاد ہوتا ہے:

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ" وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ" (الشعراء:۸۸)

''جس روز نہ مال کوئی فائدہ دے گا اور نہ اولاد اِلا یہ کہ کوئی اطاعت گزار دل لے کر اللہ کے حضور حاضر ہو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّمَا هِیَ اَعْمَالُکُمْ تَرُدُّ عَلَیْکُمْ فَمَنْ وَجَدَ خَیْرًا فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ غَیْرَ ذٰلِکَ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ (بحوالہ الفرقان فی معارف القرآن)

''یہ تمہارے اپنے اعمال ہیں جن کا حساب کیا جارہا ہے،اگر حسن ثواب ملا تو اللہ کا شکرادا کرو،ورنہ تم خود ملامت کے قابل ہو''۔

قرآن حکیم نے جہاں کفارہ کارد کیا (کہ کوئی شخص کسی کے گناہ بخشوالے)

وَلَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا، وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (الانعام:۱۶۴)''اور جو کوئی برا کرے گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو اس کا بار اسی پر ہوگا، کوئی شخص کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔" (یعنی ہر شخص اپنی بدیوں اور نیکیوں کا بوجھ خود اٹھائے ہوگا)۔
وہاں یہ بات بھی واضح کر دی ہے کہ کسی بزرگ کی اولاد میں سے ہونا یا کسی ولی کی طرف منسوب ہونا نجات کا باعث نہیں ہوسکتا، غور کیجئے کہ نوح جیسے جلیل القدر پیغمبر نے اپنے بیٹے کی نجات کے لئے اللہ تعالیٰ سے التجا کی تو وہاں سے جواب ملا:

اِنَّہ لَیۡسَ مِنۡ اَھۡلِکَ، اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ (ھود:۴۶) وہ تیرے اہل سے نہیں تھا کیونکہ اس کے عمل اچھے نہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخت جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یوں مخاطب ہوتے ہیں:
یَا فَاطِمَۃُ بنت محمد اَنۡقِذِی نَفۡسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیۡ لَا اَمۡلِکُ لَکِ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا۔" اے فاطمہ! محمدؐ کی بیٹی اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچالے، اس لئے کہ میں تیرے نفع وضرر کا ذرہ برابر بھی مالک نہیں ہوں۔

....

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ، اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ھُمۡ، فِیۡھَا خٰلِدُوۡنَ (۸۲)

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے، تو یہی لوگ جنت کے مستحق ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے

وَالَّذِیۡنَ ۔ اور وہ لوگ، اٰمَنُوۡا، ایمان لائے فعل ماضی جمع مذکر غائب (اٰمَنَ، یُؤۡمِنُ، اِیۡمَانًا) ایمان لانا، سچے دل سے یقین کرنا، وَعَمِلُوۡا، اور انہوں نے اچھے کام کئے (عَمِلَ، یَعۡمَلُ، عَمَلًا) عمل کرنا، الصّٰلِحٰتِ، نیک کام صالح اس کا مفرد ہے، نیک کام وہی کہلاتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوں اور ٹھیک قرآن اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوں۔ ایمان کے ساتھ عمل صالح کی قید لگائی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ کے ساتھ ہی ایمان کی تکمیل ہوتی ہے، ایمان کی مثال بیج کی سی ہے جو قلب میں بویا جاتا ہے اور اعمال صالحہ کی مثال شاخوں کی سی ہے جو بیج سے پھوٹتی ہیں، پھر وہ سدابہار تناور درخت بن جاتا ہے، قرآن اس شجر طیبہ کا ذکر اس طرح کرتا ہے۔
اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصۡلُھَا ثَابِتٌ" وَفَرۡعُھَا فِی السَّمَآءِ، تُؤۡتِیۡۤ اُکُلَھَا کُلَّ حِیۡنٍ بِاِذۡنِ رَبِّھَا، وَیَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ (ابراھیم:۲۴، ۲۵)
"آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ (توحید) کی کیسی عمدہ مثال بیان کی ہے جیسے وہ ایک پاکیزہ درخت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جس کی جڑ (زمین میں خوب) جمی ہوئی اور شاخیں آسمان میں ہوں، وہ اپنے رب کے حکم سے ہر آن پھل دے رہا ہے اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں اس لئے بیان کرتا ہے کہ وہ سبق حاصل کریں''۔

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

''اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کی جو ترتیب یہاں ہے، قرآن نے ہر جگہ اور بڑی کثرت سے ملحوظ رکھی ہے اور اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ گو عمل صالح اپنی جگہ پر نہایت اہم اور ضروری ہے لیکن ایمان کی حقیقت نیت عمل اور فکر کی تصحیح ہے اور قرآن مجید نے بالکل فطری ترتیب کے مطابق تصحیح فکر کو تصحیح عمل پر مقدم رکھا ہے، محض عمل، اگر نیت سے قطع نظر کر لی جائے تو صرف صورت عمل رہ جاتی ہے، حقیقت عمل نہیں۔'' (تفسیر ماجدی، ج:اول)

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

''یہ بات ایمان کے تقاضوں میں سے ہے کہ اس سے عمل صالح کا پودا پھوٹ کر باہر آئے! جو لوگ ایمان کے مدعی ہیں، ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں ......اور ہم لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، سب سے زیادہ اس بات کو جاننے اور اس پر یقین رکھنے کے ضرورت مند ہیں...... کہ اگر ایمان سے عمل صالح کا پودا نہ پھوٹے تو اس ایمان کی کوئی حقیقت نہیں ہے! جو لوگ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوں مگر زمین پر فساد پھیلاتے ہوں اور خیر وصلاح کی اس اولین حقیقت سے کہ زندگی میں اسلامی نظام اور اسلامی شریعت اور سماج میں اسلامی اخلاق کا قیام ہو، بر خلاف ہوں (یعنی ان کی تمام جدوجہد نظام اسلام کے نفاذ میں حائل ہو رہی ہو) ان کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں اللہ کے اجر میں ان کا کوئی حصہ نہیں اور اللہ کے عذاب سے انہیں کوئی بچانے والا نہیں، خواہ وہ یہود کی طرح خوش عقیدگیوں کا سہارا لیں جن کی حقیقت کی وضاحت اللہ نے یہود اور عام انسانوں کے لئے ان آیات میں کر دی ہے۔'' (فی ظلال القرآن، ج:اول)

سچے دل سے ایمان قبول کرنے کے بعد ایک بندہ مومن کو ان تمام صفات سے آراستہ ہونا چاہئے جن کا قرآن و حدیث میں ذکر آیا ہے، جس میں سے چند اس طرح ہیں۔

-- اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الانعام:۸۲)

''جو لوگ ایمان لائے پھر اپنے ایمان کو ظلم (شرک و کفر) سے آلودہ نہیں کیا انہیں کے لئے امن وسلامتی ہے اور یہی لوگ ہدایت پر ہیں۔''

-- وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ:۱۶۵)

''اور اہل ایمان سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں (اور اس کی راہ پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں)''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

-- يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً (البقرہ:۲۰۸)

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔''

-- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (البقرہ:۱۵۳)

''اے ایمان والو! (مصائب کے وقت) صبر اور نماز سے مدد لو۔''

-- يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰى اَوْلِيَاءَ (المائدہ:۵۱)

''اے ایمان والو! یہودیوں اور عیسائیوں کو (کبھی بھی) اپنا دوست نہ بناؤ (وہ تمہارے کبھی خیر خواہ نہیں ہو سکتے ہیں)''

سورۃ المجادلۃ کی ایک طویل آیت میں اہل ایمان کا ذکر اس طرح آیا ہے۔

-- ''جو لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں، تم ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو باغات میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی داخل کرے گا اور وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش، یہی گروہ اللہ کا لشکر ہے اور سن رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے'' (المجادلہ:۲۲)

اب چند احادیث مبارکہ سے ایمان کی حقیقت جانتے ہیں۔

-- عَنْ اَبِىْ أُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا الْاِيْمَانُ؟ قَالَ اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَ تْكَ سَيِّئَتُكَ، فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ'' (رواہ احمد)

''حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم کو اپنے اچھے عمل سے مسرت ہو اور برے کام سے رنج وقلق ہو، تو تم مومن ہو۔''

-- عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ رَضِىَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا (رواہ مسلم)

''حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ ''ایمان کا مزہ اس نے چکھا اور اس کی لذت اسے ملی، جو اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول اور ہادی ماننے پر دل سے راضی ہو گیا۔''

-- عَنْ اَنَسٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ لَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (متفق علیہ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اس کو اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ ہو۔''

-- عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمَنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ" (رواہ الترمذی)

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مسلم وہ ہے جس کی زبان درازیوں اور دست درازیوں سے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس کی طرف سے اپنی جانوں اور مالوں کے بارے میں لوگوں کو کوئی خوف وخطرہ نہ ہو۔''

تکمیل ایمان کے لئے اور بہت سی باتیں ہیں جو قرآن وحدیث میں پھیلی ہوئی ہیں جن کو جاننے کیلئے ضروری ہے کہ مسلمان صبح وشام اس کے مطالعہ کیلئے وقت نکالیں اور اللہ تعالیٰ سے عمل کی توفیق مانگیں، تو ان کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

أُولٰئِکَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ۔ (یہی لوگ جنت کے مستحق ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے)

اُوْلٰٓئِکَ، اسمِ اشارہ جمع بعید، اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ جنت کے ساتھی هُمْ۔ وہ، اسم ضمیر جمع کے لئے، فِیْهَا، (فِیْ - هَا) میں، اس یعنی اس جنت میں، ھا کی ضمیر جنت کی ہے، خٰلِدُوْنَ (خَالِد''، خَالِدَانِ خَالِدُوْنَ) اسم فاعل ہے، وہ سب ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (They will dwell there in forever)

آیۂ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) ایمان کی تکمیل اعمال صالحہ سے ہوتی ہے، قرآن حکیم کے اکثر مقامات پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا، ایمان اور اعمال صالحہ لازم وملزوم ہیں۔

۲) ایمان میں حلاوت اور لذت اعمال صالحہ سے پیدا ہوتی ہے۔ بندہ مومن کیلئے صوم وصلوٰۃ کی پابندی، زکوٰۃ اور فریضہ حج کی ادائیگی، ذکر واذکار، لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، والدین کی خدمت، پڑوسیوں سے ہمدردی، مریضوں کی تیمارداری، مہمانوں کی خاطر تواضع وغیرہ تمام باتیں ایمان کو قوی اور مضبوط بناتی ہیں۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ، وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۸۳)

(اور وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو گے اور والدین سے، رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں سے اچھا برتاؤ کرو گے اور عام لوگوں سے بھلی باتیں کہو گے (خوش اخلاقی سے پیش آؤ گے)، نماز کو قائم کرو گے اور زکوۃ دیتے رہو گے، پھر ماسوائے چند آدمیوں کے باقی عہد سے پھر گئے (یہ تو تمہاری عادت بلکہ طبیعت ہوگئی ہے)

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآئِيْلَ اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا اِذْ (جب) وقت کو ظاہر کرتا ہے (Shows time) اَخَذَ، يَأْخُذُ (پکڑنا، لینا) مِيْثَاقَ ایسا عہد جو قسم کے ذریعے پختہ کیا جائے (to take a bond) بَنِيْۤ اِسْرَآئِيْلَ، حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد، لَا تَعْبُدُوْنَ تم عبادت نہیں کرو گے، صیغہ جمع مذکر مخاطب (عَبَدَ يَعْبُدُ، عِبَادَةً) عبادت کرنا، انتہائی عجز و انکساری کا اظہار کرنا، امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

''اَلْعُبُوْدِيَّةُ کے معنی کسی کے سامنے ذلت اور انکساری ظاہر کرنا ہے مگر اَلْعِبَادَةُ کا لفظ انتہائی درجہ کی ذلت اور انکساری ظاہر کرنے پر بولا جاتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ معنوی اعتبار سے اَلْعِبَادَةُ کا لفظ اَلْعُبُوْدِيَّةُ سے زیادہ بلیغ ہے، لہٰذا عبادت کی مستحق بھی وہی ذات ہوسکتی ہے جو بے حد صاحب افضال و انعام ہو اور ایسی ذات صرف ذاتِ الٰہی ہی ہے۔ اسی لئے فرمایا: اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ (اسرائیل:۲۳) ''کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو'' (مفردات القرآن)

قرآن حکیم نے اس حقیقت کو متعدد مقامات پر بیان کیا ہے اور مذکورہ آیت:۸۳ میں بھی فرمایا، لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ، کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ (ہرگز) کسی کی عبادت نہ کرو گے، وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک، اَلْاِحْسَانُ اِلَى الْوَالِدَيْنِ مَعَاشَرَتُهُمَا بِالْمَعْرُوْفِ وَالتَّوَاضُعُ لَهُمَا، وَ اِمْتِثَالُ اَمْرِهِمَا (زبدۃ التفسیر من فتح القدیر امام شوکانی) والدین سے احسان یہ ہے کہ کھانے پینے اور بود و باش میں ان کے ساتھ نیکی اور بھلائی اور عجز و خاکساری سے پیش آنا (اور دنیاوی معاملات) میں ان کی فرمانبرداری کرنا۔

جہاں تک احکام دین اور عبادت و ریاضت کا تعلق ہے وہ صرف اور صرف رب العالمین کی بجا لائیں گے، مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کے حق کے بیان کے بعد یہ معاً والدین کے حق کا ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کے بعد سب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑا حق انسان پر اگر کوئی ہے تو ماں باپ ہی کا ہے اور کسی کا بھی نہیں ہے، لیکن یہ حق صرف احسان یعنی حسن سلوک کا متقاضی ہے عبادت کا نہیں، اس سے یہ بات صاف نکلتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عبادت میں والدین کو شریک کرنے کی اجازت نہیں دی جن کا درجہ خدا کے بعد سب سے اونچا ہے تو تا بہ دیگراں چہ رسید! (تدبر قرآن ج:اول)

وَ ذِی الْقُرْبٰی اور قرابتداروں (رشتہ داروں) کے ساتھ حسن سلوک ذُوْ صاحب، مالک، حالت رفعی میں ذُوْ، حالت نصبی میں ذَا اور حالت جری میں ذِی استعمال ہوتا ہے، وَ الْیَتٰمٰی، یتیم کی جمع ہے،اَلْیَتِیْمُ نابالغ بچہ جس کا باپ فوت ہو گیا ہو وَالْمَسٰکِیْنَ اور مساکین (کی خدمت)مِسْکِیْنَ اس کا مفرد ہے، ایسا شخص جو کھانے کمانے سے عاجز ہو اور لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے (مصباح اللغات) رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور مروت کرنے کا دوہرا اجر و ثواب ہے ایک تو صدقہ کرنیکا اور دوسرا رشتہ جوڑنے کا۔

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم لوگ افطار کرو تو کھجور سے کرو، اس میں برکت ہے، اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے روزہ کھولو، پانی پاک کرنے والا ہے اور صدقہ مسکین پر باعث اجر ہے اور رشتہ داروں پر (جبکہ وہ مستحق ہوں) صدقہ کرنے میں دو فضیلتیں ہیں صدقہ اور رشتہ جوڑنا (ترمذی۔ ریاض الصالحین باب برالوالدین وصلۃ الارحام)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے رزق میں کشائش چاہتا ہو اور اپنی عمر میں ترقی کا خواہشمند ہو وہ صلہ رحمی کرے (رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے) (بخاری، مسلم، حوالہ ایضاً)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یتیم کی کفالت کرنے والا اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے، انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی میں کچھ فرق رکھ کر بتایا کہ اس طرح (یعنی جس طرح ہاتھ کی انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہیں، اسی طرح جنت میں رفاقت نصیب ہوگی)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یتیم کی کفالت کرنے والا خواہ اس کا (قریبی) ہو یا دوسرے کا وہ اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے، راوی نے انگشت شہادت ملا کر بتایا کہ اس طرح اور وہ راوی مالک بن انسؒ تھے (مسلم، ریاض الصالحین باب ملاطفۃ الیتیم)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے کہ ایک لقمہ یا دو لقمے، ایک کھجور یا دو کھجوریں اس کو پلٹا دیں، (حقیقت میں) مسکین وہ ہے جو محتاط رہے۔

لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِی تَرُدُّہُ التَّمْرَۃُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَۃُ وَاللُّقْمَتَانِ، اِنَّمَا الْمِسْکِیْنُ الَّذِی یَتَعَفَّفُ (متفق علیہ۔ ریاض الصالحین، باب ایضاً)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بیوہ اور مسکین کی خبر لینے والا، اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے راستے میں لڑنے والے کی طرح ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ بھی فرمایا، ایسے عابد کی طرح ہے جو ست نہ پڑے یا ایسے روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہ کرے (متفق علیہ۔حوالہ ایضاً)

وَ قُولُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا، "اور کہو لوگوں سے اچھی بات"، یعنی ماں باپ ہوں، یا عزیز واقارب، یا پھر یتامیٰ اور مساکین جن کا اوپر ذکر آ چکا ہے۔ان سے بالخصوص اور عام لوگوں سے بالعموم انتہائی ادب و لحاظ سے، نرم اور شائستہ لب و لہجہ میں گفتگو کرنی ہے البتہ حق وصداقت کو ہر حال میں پیش نظر رکھنا ہے۔

وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ (اَقَامَ، يُقِيْمُ، اِقَامَةٌ) قائم کرنا، اِقَامَةُ الصَّلٰوةَ میں وقت کی پابندی، خشوع وخضوع، دوام اور باجماعت نماز ادا کرنا ہے (حضرات مسجد جبکہ خواتین گھروں میں نماز ادا کریں) وَاٰتُوا (اٰتٰى، يُؤْتِيْ، اِيْتَاءٌ) ادا کرنا، الزَّكٰوة لفظی معنی نشو ونما اور چیز کا عمدہ حصہ جبکہ شرعی طور پر صدقہ و خیرات جو رزق حلال میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے غربا اور مساکین کو دیا جاتا ہے، ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ (تَوَلّٰى يَتَوَلّٰى) پھر جانا، منحرف ہونا اِلَّا، کلمۂ استثناء مگر اور سوائے کا معنیٰ دیتا ہے (except) قَلِيْلًا مِّنْكُمْ تھوڑے تم میں سے، وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور تم ہو، پھر جانے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصر یہود سے خطاب ہے کہ ان میں سے اکثر نے اسلام سے اعراض اور مسلمانوں سے دشمنی کی اور تھوڑے ہی اسلام کی طرف مائل ہوئے جن میں سے مشہور صحابی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) اس آیہ مبارکہ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے سلسلہ میں جو ہدایات دی گئی ہیں، اگر چہ ان کے مخاطب بنی اسرائیل ہیں لیکن بعینہ یہی ہدایات امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ہیں۔

۲) ان ہدایات کو پس پشت ڈالنے سے بنی اسرائیل خائب وخاسر ہوئے تو اگر ہم بھی ان ہدایات کو نظر انداز کر دینگے تو سراسر نقصان اٹھائیں گے۔(العیاذ باللہ)

....

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ (۸۴)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا تھا کہ تم آپس میں خونریزی نہ کرو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے اور نہ اپنے بھائی بندوں کو ان کے گھروں سے جلاوطن کرو گے، تم نے اقرار کیا تھا اور اس بات کی تم خود گواہی بھی دیتے ہو

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ اور جب ہم نے لیا پختہ عہد تم سے وَاِذْ (اور یاد کرو) اَخَذْنَا، ہم نے لیا (اَخَذَ يَاْخُذُ، اَخْذًا) لینا، پکڑ نا مِيْثَاق۔ پختہ عہد، لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ، نہ تم بہاؤ گے خون اپنا تَسْفِكُوْنَ، مضارع جمع مذکر مخاطب (سَفَكَ يَسْفِكُ، سَفْكًا) بہانا (دِمَاءَ. كُمْ) خون اپنا دَمُ کی جمع دِمَاء" (Shed not the blood of your people) انسانی جان کی قدر و قیمت ہمیشہ رہی ہے، بنی اسرائیل کو ایک مقام پر اس طرح حکم ہوا۔

كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا، وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (سورة المائدہ:۳۲)"ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جس شخص نے کسی دوسرے کو جان کے بدلہ کے علاوہ یا زمین میں فساد بپا کرنے کی غرض سے قتل کیا تو اس نے گویا سب لوگوں کو مار ڈالا اور جس نے کسی کو (قتل ناحق سے) بچالیا تو وہ گویا سب لوگوں کی حیات کا موجب ہوا۔"

اس آیہ مبارکہ نے ناحق قتل کی کس قدر مذمت کی ہے کہ اثرات کے اعتبار سے پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے، ایسا قاتل گویا کہ پوری انسانیت اور امن عامہ کا دشمن ہے، دوسرے لوگ بھی اسے قتل کرتے ہوئے یا فساد پھیلاتے ہوئے دیکھ کر جرائم کرنے میں دلیر ہو جاتے ہیں اور یہ نسل انسانیت سے دشمنی ہے۔

سید مودودی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نوع انسانی کی زندگی کا بقا منحصر ہے اس پر کہ ہر انسان کے دل میں دوسرے انسانوں کی جان کا احترام موجود ہو اور ہر ایک دوسرے کی زندگی کے بقا و تحفظ میں مددگار بننے کا جذبہ رکھتا ہو جو شخص ناحق کسی کی جان لیتا ہے، وہ صرف ایک ہی فرد پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ اس کا دل حیات انسانی کے احترام سے اور ہمدردی نوع کے جذبہ سے خالی ہے، لہٰذا وہ پوری انسانیت کا دشمن ہے کیونکہ اس کے اندر وہ صفت پائی جاتی ہے جو اگر تمام افراد انسانی میں پائی جائے تو پوری نوع کا خاتمہ ہو جائے، اس کے برعکس جو شخص انسان کی زندگی کے قیام میں مدد کرتا ہے، وہ درحقیقت انسانیت کا حامی ہے کیونکہ اس میں وہ صفت پائی جاتی ہے جس پر انسانیت کی بقا کا انحصار ہے۔"

(تفہیم القرآن ج:اول)

ناحق کسی جان کو مارنا، اسلام کے نزدیک بہت برا عمل ہے جس کے متعلق آپ مندرجہ بالا آیت میں پڑھ چکے ہیں۔ چہ جائیکہ کسی مسلمان اور مومن کی ناحق جان لینا، ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (سورة النساء:۹۳)"اور جو شخص کسی مسلمان کو عمداً قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

مسلمانوں کے باہم حسن سلوک اور جان و مال کی حفاظت کے متعلق ارشاد رسولؐ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان بھائی بھائی ہیں نہ ان کی خیانت کریں، نہ ان سے جھوٹ بولیں نہ ان کو رسوا کریں، ہر مسلمان پر مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت حرام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقویٰ یہاں (یعنی دل میں) ہے اور انسان کے لئے اتنی ہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر خیال کرے۔ (ترمذی۔ ریاض الصالحین) [تعظیم حرمات المسلمین و بیان حقوقهم]

وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ اور نہ نکالو گے اپنے نفسوں کو اپنے گھروں سے، تُخْرِجُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (اَخْرَجَ يُخْرِجُ، اِخْرَاجًا) نکالنا، (اَنْفُسَ – كُمْ) نفس۔ اپنے، یعنی اپنے بھائی بندوں کو مِنْ۔ سے (دِيَارِكُمْ) گھروں اپنے، دار کی جمع دیار یعنی اپنے بھائی بندوں کو ان کے گھروں سے نکال کر وطن سے بے وطن نہ کرو گے، ثُمَّ پھر، اَقْرَرْتُمْ۔ تم سب نے اقرار کیا ماضی جمع مذکر مخاطب (اَقَرَّ يُقِرُّ، اِقْرَارًا) اقرار کرنا وَ اَنْتُمْ اور تم سب، تَشْهَدُوْنَ شہادت دیتے ہو مضارع جمع مذکر مخاطب (شَهِدَ، يَشْهَدُ، شَهَادَةً) گواہی دینا یعنی اپنے اعمال پر خود گواہ ہو، مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں۔

"اس سورۃ کے پانچویں رکوع سے مسلسل یہود کا ذکر ہو رہا ہے، یہودی اپنے اصل دین سے بھٹک چکے تھے، اللہ کی دی ہوئی کتاب تورات میں تحریف و تبدیل کرتے تھے، اللہ کے احکام سن کر اور ان کی تعمیل کا وعدہ کر کے اس سے پھر جاتے تھے اور وہ جھوٹے اور من گھڑت عقیدوں میں مبتلا تھے، انہیں یہ گمان تھا کہ وہ خواہ کتنے ہی گناہ کریں اور معصیت کے مرتکب ہوں، انہیں ہرگز سزا نہ ہوگی بلکہ ان کے بزرگ انہیں دوزخ کی آگ سے بچالیں گے۔

یہود کے ان غلط عقائد کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ ظاہر کر دیا کہ نجات کا اصل قانون کیا ہے؟ صرف وہی لوگ جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں، جنت کے مستحق ہوں گے، ان کے علاوہ جو شخص معصیت میں گھر گیا، وہ ہر حالت میں دوزخ میں داخل ہوگا، نجات کا قانون بیان فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے صالح اور نیک بندے بننے کا طریقہ بتایا اور ان کے میثاق کی طرف انہیں توجہ دلائی۔

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے دو اور باتوں کا وعدہ بھی لیا تھا یعنی یہ کہ ایک تو وہ آپس میں خونریزی نہ کریں گے، دوسرے یہ کہ اپنی قوم کو ناحق جلاوطن نہ کریں گے کیونکہ اس سے قوم کا اجتماعی رعب ختم ہو جائے گا، مخالفوں کو موقع ملے گا کہ وہ حملہ کر کے ان پر تسلط جمالیں اور حاکم بن بیٹھیں۔" (درس قرآن ج: اول)

آیہ مبارکہ کی حکمت و بصیرت:

ا) کلمہ طیبہ کا اقرار کرنے کے بعد ہر شخص احکام الٰہی کا پابند ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے گا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کی اتباع نہ کرے گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی قرآن حکیم کی جیتی جاگتی تصویر ہے اور جب تک مسلمانوں نے کتاب وسنت کی پیروی کی وہ راہ راست پر رہے اور جونہی اس صراط مستقیم کو چھوڑا وہ بھٹک گئے۔

۲) یہود کی طرح بھٹکی ہوئی امت مسلمہ کئی خرابیوں کا شکار ہوگئی اور اس کے سامنے مسائل کا انبار بھی لگ گیا

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

....

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۤءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ، تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ، اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ، فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۸۵)

پھر تم ہی وہ لوگ ہو جو اپنے بھائی بندوں کو قتل کرتے ہو، برادری کے کچھ لوگوں کو بے خانماں (جلا وطن) کر دیتے ہو، اور حق تلفی اور ظلم وسرکشی کر کے ان کے خلاف (ان کے دشمنوں کو) مدد دیتے ہو، اگر وہ قیدی بن کر آئیں تو (ناک کٹتی دیکھ کر) فدیہ ادا کر کے انہیں چھڑا بھی لیتے ہو، حالانکہ ان کی بستیوں سے انہیں نکالنا ہی تم پر حرام تھا...... کیا تم کتاب الٰہی کے ایک حصے پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصے کا انکار کرتے ہو؟ تم میں سے جو لوگ اس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں، ان کی سزا اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ دنیا میں ذلت وخواری سے دو چار ہوں اور قیامت کے دن شدید ترین عذاب میں جھونک دیئے جائیں۔ اور اللہ ان اعمال سے بے خبر نہیں ہے جو تم کرتے ہو۔

ثُمَّ، حرف عطف ہے، ترتیب کے لئے استعمال ہوتا ہے، اَنْتُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب۔ تم سب (لوگ) هٰٓؤُلَاۤءِ، اسم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشارہ جمع، تم سب تَـقْـتُلُوْنَ قتل کرتے ہو مضارع جمع مخاطب (قَتَلَ يَقْتُلُ قَتْلًا) قتل کرنا، اَنْـفُسَكُمْ (اَنْـفُسَ - كُمْ) نَـفْسٌ کی جمع اَنْـفُسٌ - جانیں، اپنی یعنی اپنی بھائی بندوں کو مارتے ہو، تُـخْرِجُوْنَ مضارع جمع مذکر مخاطب (اَخْرَجَ يُـخْرِجُ، اِخْرَاجًا) نکالنا جلاوطن کرنا، فَرِيْقًا ـ گروہ، جماعت، مِـنْ دِيَارِهِمْ، مِنْ سے دَارٌ کی جمع دِيَارٌ (دِيَارِ - هِمْ) (گھروں، ان کے) یعنی انہیں ان کے گھروں سے نکالتے ہو، زبردست زیردستوں کو وطن سے بے وطن کر دیتے ہیں، تَـظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ چڑھائی کرتے ہوان پر (تَـظَاهَرَ، يَتَظَاهَرُ، تَظَاهُرٌ) اصل میں تَتَظَاهَرُوْنَ تھا ثقالت دور کرنے کیلئے ایک تاء کو حذف کر دیا گیا، تَـظٰهَرُوْنَ فعل جمع مذکر حاضر، (چڑھائی کرنا، فوقیت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کے سامنے آنا) تَـظَـاهَـرَ باب تفاعل ایک دوسرے کی مدد کرنا (مصباح اللغات) بِـالْاِثْـمِ وَالْـعُـدْوَانِ (بِ - الْاِثْمِ) ساتھ۔ گناہ کے، وَالْعُدْوَانِ اور ظلم وتعدی سے) اِثْمٌ کی تعریف حدیث شریف میں اس طرح آئی ہے۔ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ قَلْبِكَ وَ كَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ النَّاسُ عَلَيْهِ ”جو چیز تیرے دل میں خلش پیدا کرے اور تو اس پر لوگوں کے مطلع ہونے کو ناپسند کرے۔“

عُدْوَانٌ، ظلم وزیادتی، اسی سے عَدُوٌّ، جس کے معنی دشمن کے ہیں۔

گویا کہ اثم وہ گناہ ہے کہ جس سے کوئی شخص دل سے گنہگار ہوتا ہے اور عدوان کا تعلق دوسروں پر ظلم وزیادتی کر کے مزید اپنے سر گناہوں کا بوجھ اٹھانا ہے، اس طرح ظاہر وباطن دونوں طرح سے وہ گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔

اِنْ ۔ (حرف شرط ہے) اگر يَّاْتُوْكُمْ (يَاْتُوْ - كُمْ) وہ آئیں۔ تمہارے پاس (اَتٰى، يَاْتِيْ، اِتْيَانٌ“) آنا، اُسٰرٰى ،قیدی اَسِيْرٌ“ کی جمع ہے، تُفٰدُوْهُمْ (تُفٰدُوْ - هُمْ) تم فدیہ دیتے ہو ان کو، اس کا مادہ فَدٰى ہے، کسی کو بچانے کیلئے فدیہ (رقم) دینا، یعنی جب وہ قید ہو کر تمہارے پاس پہنچتے ہیں تو فدیہ دے کر انہیں چھڑا لیتے ہو۔

وَهُوَ ۔ اور وہ (بات) یعنی ان کا اخراج (نکالنا) مُحَرَّمٌ“ (حرام) حَرَّمَ يُحَرِّمُ تَحْرِيْمًا، حرام کرنا، مُحَرَّمٌ“ جو بات حرام ہو، اِخْـرَاجُهُمْ (اِخْـرَاجُ - هُمْ) (نکالنا، ان کا) حالانکہ ان کا گھر سے بے گھر کرنا تمہارے لئے حرام تھا، اَفَتُؤْمِنُوْنَ اَ ۔ کلمۂ استفہام، تُـؤْمِـنُوْنَ تم ایمان لاتے ہو، مضارع جمع مخاطب (اٰمَـنَ يُـؤْمِـنُ، اِيْـمَـانًـا) ایمان لانا وَتَكْفُرُوْنَ تم کفر کرتے ہو مضارع جمع مذکر مخاطب (كَفَرَ يَكْفُرُ. كُفْرًا) کفر کرنا، یعنی اللہ کی کتاب (تورات یا قرآن) کے بعض احکام مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف وہی ایمان قابل قبول ہے جسے پوری طرح مانا جائے۔ فَـمَا جَـزَآءُ، پس کیا ہے جزا (بدلہ) مَنْ (جو) اسم موصول ہے يَّـفْعَلُ (کرتا) مضارع واحد مذکر غائب (فَعَلَ يَفْعَلُ) کرنا ذٰلِكَ (وہ، ویسی بات جو شریعت کے خلاف ہو) اِلَّا ـ کلمہ استثناء (سوائے) خِزْيٌ“، رسوائی، ذلت، یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعض حصوں کو ماننا اور بعض سے انکار (قولی یا عملی طور پر) رسوائی اور ذلت کا باعث ہے۔

فِـي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا. فِي ، میں۔ حَيَاةِ الدُّنْيَا ـ دنیا کی زندگی، ایسے افراد یا اقوام دنیا کی زندگی میں رسوائی اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ذلت اٹھاتے ہیں۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور قیامت کے دن، يُرَدُّوْنَ وہ لوٹائے جائیں گے فعل مضارع مجہول (رَدَّ، يَرُدُّ، رَدًّا) واپس کرنا، لوٹانا اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ، شدید ترین عذاب کی طرف، اس عذاب کی ہولناکی اور شدت کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے!

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ اور نہیں اللہ تعالیٰ غافل، مَا نافیہ ہے (کبھی ماسوالیہ کا معنی دیتا ہے) بِغَافِلٍ (غافل، بے خبر) عَمَّا (عَنْ. مَا) اس سے۔ جو، تَعْمَلُوْنَ۔ تم عمل کرتے ہو، مضارع جمع مذکر مخاطب (عَمِلَ يَعْمَلُ، عَمَلًا) عمل کرنا، وہ باریک بین ہے، ہر چھوٹی بڑی بات کی ہمہ وقت خبر رکھتا ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں انصار (جو اسلام سے قبل مشرک تھے) کے دو قبیلے تھے۔ اوس اور خزرج، ان کی آپس میں آئے دن جنگ رہتی تھی، اسی طرح یہود مدینہ کے تین قبیلے تھے......بنو قینقاع بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ یہ بھی آپس میں لڑتے رہتے تھے، بنو قریظہ اوس کے حلیف (ساتھی) تھے اور بنو قینقاع اور بنو نضیر، خزرج کے حلیف (ساتھی) تھے، جنگ میں یہ اپنے اپنے حلیفوں (ساتھیوں اور دوستوں) کی مدد کرتے اور اپنے ہی ہم مذہب، یہودیوں کو قتل کرتے، ان کے گھروں کو لوٹتے اور انہیں جلا وطن کر دیتے۔ حالانکہ تورات کے مطابق ایسا کرنا ان کے لئے حرام تھا، پھر انہی یہودیوں کو جب وہ مغلوب ہونے کی وجہ سے قیدی بن جاتے تو فدیہ دے کر چھڑاتے اور کہتے کہ ہمیں تورات میں یہی حکم دیا گیا ہے، ان آیات میں یہودیوں کے اسی کردار کو بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے شریعت کو موم کی ناک بنا لیا تھا، کسی حکم پر عمل کر لیتے اور کسی وقت شریعت کے حکم کو کوئی اہمیت ہی نہ دیتے قتل، اخراج اور ایک دوسرے کے خلاف مدد کرنا، ان کی شریعت میں حرام تھا، ان امور کا تو انہوں نے بے محابا (کھلم کھلا) ارتکاب کیا اور فدیہ دے کر چھڑا لینے کا جو حکم تھا اس پر عمل کیا حالانکہ اگر وہ پہلے تین امور کا لحاظ رکھتے (قتل و غارت گری سے باز رہتے، دوسروں کو جلا وطن نہ کرتے، ظلم و ستم سے رک جاتے) تو فدیہ دے کر چھڑانے کی نوبت ہی نہ آتی"۔

آیہ مبارکہ کی حکمت و بصیرت:

مندرجہ بالا آیہ مبارکہ ہمارے لئے عبرت و موعظت کا عظیم پیغام رکھتی ہے، سچ بات تو یہ ہے کہ قوم بنی اسرائیل سے ہم دو چار قدم آگے بڑھ چکے ہیں، وہ تو پھر کتاب (تورات) کے بعض حصوں کو مانتے اور بعض کا انکار کرتے تھے (تو اس پر ان کا انجام اچھا نہ ہوا) یہاں پر سرے سے کتاب (قرآن حکیم) کا انکار ہی انکار ہے (اگر چہ زبان سے نہ سہی مگر عمل سے تو آشکارا ہے) گزشتہ چون برس سے اسلام کے عادلانہ نظام کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترس گئی ہیں، کسی بھی حکومت کو نفاذ شریعت کی توفیق نہ مل سکی نتیجتاً ہم قعر مذلت میں گر چکے ہیں اگر بنی اسرائیل نے احکام الٰہی کی خلاف ورزی سے نقصان اٹھایا تو کیا ہمارا طرز عمل ہمیں کامیاب بنا دے گا؟ قرآن زبان حال سے پکار رہا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے، قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں، ایسے بھی ستایا جاتا ہوں

....

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ، فَلَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ(۸۶)

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی کو خریدا، لہٰذا ان سے نہ تو عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں کوئی مدد مل سکے گی

اُولٰٓئِکَ، اسم اشارہ بعید جمع کے لئے، اَلَّذِیْنَ، اسم موصول وہ لوگ اِشْتَرَوْا، خریدا فعل ماضی جمع مذکر غائب (اِشْتَرٰی، یَشْتَرِیْ، اِشْتِرَاء) خریدنا، اَلْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا۔ زندگی، دنیا کی۔ بِالْاٰخِرَۃِ (ب۔ اُلْاٰخِرَۃِ بدلے، آخرت کے، اَلْبَاءُ لِلْعِوَضِ، یعنی بدلے کا معنی دیتا ہے، جن اہل کتاب کا اس سے قبل کی آیات میں ذکر آیا ہے کہ من چاہی زندگی ان کا دستور العمل رہا، کتاب الٰہی کے بعض حصوں کو تسلیم کیا اور بعض کا انکار کیا، انہیں دنیا اور آخرت میں ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور عذاب الٰہی ان کا مقدر ٹھہرا۔ یہ اس لئے کہ دنیا کی زندگانی ہی ان کو مقصود تھی۔

قرآن حکیم کی متعدد آیات میں دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے دوام کا ذکر آیا ہے اور اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ یہ عارضی اور ناپائیدار ہے جبکہ آخرت دائمی اور پائیدار ہے، اب یہ انسان کی اپنی سوچ ہے کہ وہ کس کو اختیار کرتا ہے، یہ دنیا دار العمل ہے جبکہ آخرت دار الجزاء ہے، چند آیات پر غور کیجئے۔

اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ، فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَلِیْلٌ، (التوبہ:۳۸)

''(جہاد الٰہی قیمتی نعمت کو چھوڑ کر تمہیں دنیا سے لگاؤ ہو گیا) کیا تم آخرت (کی نعمتوں) کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھے ہو، دنیا کی زندگی کے فائدے تو آخرت کے مقابل بہت ہی کم ہیں۔''

مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا نُوَفِّ اِلَیْھِمْ اَعْمَالَھُمْ فِیْھَا، وَھُمْ فِیْھَا لَا یُبْخَسُوْنَ، اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ، وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْھَا وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (ھود:۱۵-۱۶)

''جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب وزینت کے طالب ہوں (اور ایمان کے ساتھ آخرت کے لئے اعمال حسنہ کی مطلق فکر نہ ہو) تو ہم ان کے اعمال کا بدلہ (جو تھوڑے بہت عزت وشہرت کی خاطر اعمال کئے) دنیا ہی میں دے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آتش جہنم کے سوا اور کچھ نہیں اور جو عمل انہوں نے (بغیر ایمان) کے دنیا میں کئے سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے رہے سب ضائع ہوا۔"

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا (الکهف : ۴۶)

"مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی (رونق) وزینت ہیں اور باقی رہ جانے والی نیکیاں (اعمال حسنہ) ہی ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور امید (کامیابی) کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔"

وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (القصص:۶۰)

"اور جو چیزیں (بود و باش اور کھانے پینے کے لئے) تم کو دی گئی ہیں وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ اور اس کی زینت ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے کیا تم (اس حقیقت کو) کو سمجھتے نہیں ہو؟"

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا، وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (الاعلیٰ:۱۶-۱۷)

"(لوگو!) تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو (اسی میں مصروف اور مگن رہتے ہو) حالانکہ آخرت بہت بہتر اور پائندہ تر ہے۔"

اب چند احادیث پر نظر ڈالتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف رکھتے تھے اور (صحابہ اکرامؓ) آپ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا:

"اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِىْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا" (متفق علیه. ریاض الصالحین باب فضل الزھد) "مجھے یہ ڈر رہتا ہے کہ میرے بعد تم پر دنیا کی آرائش اور اس کی زینت نہ کھول دی جائے۔"

اور ایک روایت میں اس طرح آیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ (رواہ مسلم۔ ریاض الصالحین باب ایضاً)

"دنیا سرسبز اور شیریں ہے، اللہ تعالیٰ تم کو اس میں جانشین بنائے گا پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیا کرتے ہو، پس تم دنیا اور عورتوں (کے فتنہ) سے ڈرنا۔"

"مَا الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلَ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ فِى الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ" (رواہ مسلم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاض الصالحین، باب ایضاً)

''آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو ایسی ہی نسبت ہے جیسے سمندر میں کوئی انگلی ڈالے اور دیکھے کہ اس پر کیا تری لگی رہ گئی۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے یہ دعا بھی تھی:

''اَللّٰهُمَّ لَاعَيْشَ اِلَّاعَيْشَ الْآخِرَةِ'' (متفق علیہ حوالہ ایضاً)

اے اللہ! اصلی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، جن لوگوں نے حصول دنیا ہی کو مقصد حیات بنا لیا اور ہر جائز و ناجائز طریقے سے اسے حاصل کرنے میں لگ گئے، ان کے بارے میں ارشاد ہوا فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ پس نہ خفیف (ہلکا) کیا جائے گا ان سے عذاب (خَفَّفَ يُخَفِّفُ تَخْفِيْفًا) ہلکا کرنا، يُخَفَّفُ مضارع واحد مذکر مجہول یعنی ان کے برے اعمال کی وجہ سے ان کے عذاب میں تخفیف نہ کی جائے گی۔ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور نہ وہ مدد دیے جائیں گے (نَصَرَ . يَنْصُرُ . نَصْرًا) مدد کرنا، يَنْصُرُ سے مجہول کا صیغہ يُنْصَرُ اور جمع يُنْصَرُوْنَ

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

خواہشات کی پیروی سے دین کی حقیقت بھول جاتی ہے یہود دنیا حاصل کرنے میں اتنے مگن ہوئے کہ آخرت کی جواب دہی نظر سے اوجھل ہوگئی، آج کل کی اصطلاح میں موقع شناسی ان کا فن بن گیا تھا، دنیا کے چند چمکتے سکوں کے عوض آخرت کی لازوال نعمتوں کو وہ بھلا بیٹھے تھے، کچھ ایسا ہی حال آج مسلمانوں کا ہو چکا ہے، (العیاذ باللہ)

....

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ قَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ، اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ، فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ (۸۷)

اور بلا شبہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی پھر اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور عیسیٰ ابن مریم کو واضح معجزے عطا کیے اور روح القدس (جبریل امین) سے ان کی تائید کی، پھر کیا (بارہا ایسا نہ ہوا) کہ جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسا حکم لایا جو تمہارے جی کو نہ بھایا تو تم تکبر کرنے لگے، پھر (رسولوں کی) ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو تم نے قتل کر ڈالا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ. لَقَدْ جملے میں تاکید پیدا کرتا ہے(لَ-قَدْ)البتہ۔بیشک۔لام زبر والا بھی جملے میں زور اور تاکید پیدا کرتا ہے، قَدْ بھی تحقیق کلام کے لئے آتا ہے گویا کہ لَقَدْ میں انتہائی زور کلام ہے، اٰتَيْنَا،ہم نے عطا کی (اٰتٰی يُؤْتِي، اِيْتَاءٌ) عطا کرنا،موسیٰ،سیدنا موسیٰ علیہ السلام،سلسلہ اسرائیلی کے سب سے زیادہ مشہور اور جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ الْكِتٰبَ خاص کتاب (یعنی تورات)، وَقَفَّيْنَا اور ہم نے پے در پے بھیجے ماضی جمع متکلم (قفّٰی يُقَفِّيْ، تَقْفِيَةٌ) پیچھے بھیجنا،مِنْ بَعْدِهٖ،ان کے بعد یعنی موسیٰ علیہ السلام کے بعد بِالرُّسُلِ (بہت سے رسول)رَسُول کی جمع رُسُل" ہے وَاٰتَيْنَا اور ہم نے عطا کیا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ عیسیٰ ابن مریم۔سیدنا عیسیٰؑ مریم کے بیٹے،مریم بنت عمران،قوم اسرائیل کے ایک بڑے معزز خاندان سے تھیں اور بڑی باعصمت تھیں،ابن مریم کے لفظ میں اشارہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ اپنی پیغمبرانہ عظمت کے باوجود محض بشری تھے اور ایک عورت کے بطن سے پیدا ہوئے اور شان الوہیت سے بالکل مبرا،عیسیٰ بروزن فعلیٰ......بعض کے نزدیک یہ لفظ عجمی ہے۔سریانی میں الیسوع اور انجیل میں یسوع آیا ہے جس کے معنی سید یا مبارک کے ہیں،مریم کے معنی سریانی میں خادمہ اور عابدہ کے ہیں،بعض کے نزدیک مریم عربی لفظ ہے اس عورت کو کہتے ہیں:" اَلَّتِي لَا تُحِبُّ مُحَادَثَةَ الرِّجَالِ وَلَا تَفْجُرُ" جو نہ تو مردوں سے ہم کلامی کو پسند کرے اور نہ ہی فاجرہ ہو۔الْبَيِّنٰتُ واضح ،بَيِّنَةٌ" مفرد،صریح اور کھلے معجزے وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ، اور ہم نے تائید کی،ان کی روح القدس (جبریل امین) کے ساتھ۔حضرت جبریل انبیاء کرام اور رسولوں کے پاس اللہ کا پیغام لاتے تھے اور بینات سے وہ معجزات مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے تھے جیسے مردوں کو وہ کہتے کہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ تو وہ زندہ ہو جاتے یا اللہ کے حکم سے کوڑھی اور اندھے کو صحت یاب کر دیتے۔دیکھئے آل عمران آیت نمبر ۴۹ (اَيَّدَ، يُؤَيِّدُ، تَاْيِيْدًا) تائید کرنا۔

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

قَفَّيْنَا (ہم نے پے در پے بھیجے) بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد انبیاء کا سلسلہ برابر جاری رہا،جن میں بعض مشہور نبی یہ ہیں......حضرت یوشع،داؤد،زکریا،یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام عیسیٰ،بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے آخری نبی ہیں،بنی اسرائیل میں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوا،اس کے بعد نبوت بنو اسماعیل کی طرف چلی گئی،اس خاندان میں حضرت محمد صلی اللہ علی وسلم پیدا ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا اور نہ آئیگا یعنی آپ ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاص طور پر آپؐ کے تشریف فرما ہونے کی بشارت دے گئے تھے۔سن عیسوی حضرت عیسیٰ کے نام سے ہی جاری ہے،ملک شام میں ایک قصبہ ناصرہ ہے جو آپ کا آبائی وطن تھا،اسی نسبت سے آپ کو مسیح ناصری کہتے ہیں۔(درس قرآن ج:اول)

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ" بِمَا لَا تَهْوٰى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ، جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(احکام) کے ساتھ آیا جو تمہارے نفس کو نہ بھائے تو تم تکبر اور غرور کا شکار ہوئے۔ أ بطور استفہام استعمال ہوتا ہے اور تعجب پر دلالت کرتا ہے کُلَّمَا (کلّ - مَا) جس وقت، جب بھی (Whenever) جَآءَ کُمْ (جَاءَ - کُمْ) آیا۔ تمہارے پاس (جَاءَ یَجِیْءُ) آنا رَسُوْلٌ (کوئی رسول) اسم نکرہ ہے، بِمَا (بِ - مَا) ساتھ۔اس چیز کے (جسے) لا تَھْوٰی، نہ پسند کرتے (ھَوِیَ یَھْوٰی، ھَوًی) چاہنا، پسند کرنا، اَنْفُسُکُمْ (اَنْفُسُ - کُمْ) نفس تمہارے نفس کی جمع اَنْفُس اِسْتَکْبَرْتُمْ تم نے غرور کیا (اِسْتَکْبَرَ. یَسْتَکْبِرُ، اِسْتِکْبَارًا) بابِ استفعال۔ تکبر اور غرور کرنا۔

قوم بنی اسرائیل نے رسولوں کی دعوت حق کو غرور اور تکبر سے ٹھکرا دیا اور اپنی آرزوؤں اور خواہشات کے پیچھے چل پڑے۔

فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ، (رسولوں کی) ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک فریق کو تم قتل کرتے رہے، فریق۔گروہ۔جماعت کَذَّبْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب تم سب نے جھٹلایا (کَذَّبَ یُکَذِّبُ، تَکْذِیْبًا) بابِ تفعیل، جھٹلانا تَقْتُلُوْنَ (تم قتل کرتے تھے) (قَتَلَ یَقْتُلُ) قتل کرنا جیسا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا اور حضرت زکریا اور یحییٰ علیہم السلام نے ان کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) انسانوں کی رہبری اور رہنمائی کے لئے جب سے دنیا بنی ہے، رسول اور انبیاء تشریف لاتے رہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا دین لوگوں تک پہنچایا اور ان کی اپنی زندگیاں سیرت وکردار کا عمدہ نمونہ ٹھہریں یہاں تک کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تا قیامت ابدیت حاصل رہے گی۔ ان میں سے بعض رسولوں کو معجزات سے نوازا گیا کہ عقیدہ کے کمزور اور پست ہمت، لوگوں پر حجت قائم ہو جائے۔

۲) انسان کی شقاوت اور بدبختی کی بھی کوئی انتہا نہیں ہے جب وہ خواہشات کا غلام بن جاتا ہے اور فہم وبصیرت اور عقل وشعور سے کام لینا چھوڑ دیتا ہے، تو وہ اوج ثریا سے قعر مذلت میں جا گرتا ہے، پھر وہ حیوانوں اور درندوں کو بھی مات کر دیتا ہے، غور کیجئے کہ انبیاء کرام پیکر صدق وصفا ہوتے ہیں اور ان پاکبازوں کی بے داغ زندگیاں لوگوں کے لئے روشنی کا مینار ہوتی ہیں۔ وہ لوگوں کو نیکی اور راستبازی کا سبق سکھاتے ہیں۔ اخلاق ومروت سے آراستہ کرتے ہیں اور انسانیت کے بلند مقام پر کھڑا کرنا چاہتے ہیں مگر بدبخت انسان ان نفوس قدسیہ پر ظلم وستم ڈھاتے ہیں اور اپنی دنیا وعاقبت تباہ وبرباد کرتے ہیں۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ، بَل لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ(۸۸) وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ، وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا، فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهٖ، فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِينَ(۸۹)

اور کہتے ہیں ہمارے دلوں پر غلاف ہیں، نہیں بلکہ ان کے کفر کی بنا پر اللہ نے ان پر لعنت کی، پس بہت کم ایمان لاتے ہیں اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب (قرآن حکیم) پہنچ گئی جو اس کتاب (تورات) کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس ہے اور اس سے قبل وہ کفار کے مقابلہ میں فتح ونصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے تو جب ان کے پاس وہ (آخری فرمان الٰہی) پہنچ گیا جسے انہوں نے جان پہچان کر (از راہ تکبر) انکار کر دیا، سو ایسے کافروں پر اللہ کی لعنت ہے

وَقَالُوْا، اور انہوں نے کہا (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلاً) کہنا، اردو میں قول و قرار مقولہ، مقالہ کثیر الاستعمال الفاظ ہیں،

قُلُوْبُنَا (قلوب...... نا) دل، ہمارے، قلب مفرد ہے غُلْفٌ غلاف میں ہیں جمع اغلف و غلاف،

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

”یہود فخریہ اور اعلانیہ کہتے تھے کہ یہ نئے پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کچھ بھی کر ڈالیں ہم ان کے کہنے میں نہیں آنے کے، ہمارے دل گنجینہ علوم ہیں، معارف موسوی سے لبریز ہیں۔ ہمیں ضرورت کسی نئی تعلیم کے قبول کرنے کی نہیں ہے۔“ (تفسیر ماجدی)

یہ محض ان کا زبانی جمع خرچ تھا اور ان کی عملی زندگی شریعت موسوی سے کہیں دور تھی، اگر وہ تورات کی اصل تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے تو انہیں شریعت محمدی قبول کرنے میں قطعی کوئی اعتراض نہ ہوتا کیونکہ قرآن حکیم سابقہ کتب آسمانی کے حقائق کا علمبردار ہے۔

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں۔

”جن لوگوں کا یہ دعویٰ ہو کہ وہ مذہبی امام و پیشوا ہیں، ان کے پاس اللہ کی کتاب ہے اور بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے ان کا اولین فرض یہ ہونا چاہئے کہ حق بات کو جاننے کے لئے تیار رہیں اور اس کو اس طرح لبیک کہیں جیسے بھوکا کھانے کو اور پیاسا پانی کو لینے کے لئے لپکتا ہے، مگر ان بدبختوں کی حالت یہ ہے کہ ایسی تعلیم صحیح کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں جو دنیا اور آخرت کی ترقی کا ذمہ لیتی ہے اور تمسخر و استہزاء کے طور پر کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مضامین سے کیا تعلق۔ گویا دوسرے الفاظ میں ان کا فیصلہ یہ ہے کہ جس جگہ آج ہیں اس سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھیں گے، پھر جس قوم نے خود ہی ترقی نہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہو، اپنے پاؤں میں اندھی تقلید کی بوجھل زنجیریں ڈال لی ہوں، ان سے اب کیا توقع ہوسکتی ہے۔ وہ تنزل وانحطاط کو پسند کرتے ہیں، پس اس جمود واستبداد کی بناپر، جس کا سبب وحید وہ کفر و عصیان ہے جس کا انہوں نے پہلے ارتکاب کیا، ان پر اللہ کی لعنت نازل ہوچکی ہے، ان کے دل حق بات قبول کرنے کیلئے تیار نہیں اور اس کی رحمت ان سے روٹھ گئی ہے۔ (الفرقان فی معارف القرآن)

بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ بلکہ لعنت کی ان پر اللہ نے بوجہ ان کے کفر کے بَلْ ،حرف عطف ہے سابق سے اضراب کے لئے آتا ہے جیسا کہ مَاذَهَبَ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو (زید نہیں بلکہ عمرو گیا)۔

(لَعَنَ.....هُمْ) لعنت کی، ان پر، لعنت رحمت الٰہی سے بُعد اور توفیق الٰہی سے دوری کا نام ہے (بِكُفْرِ.....هِمْ) بسبب کفران کے 'ب' یہاں پر وجہ اور سبب کو ظاہر کرتا ہے (فَ.....قَلِيْلًا) پس، بہت تھوڑے، ما (جو) يُؤمِنُوْنَ ایمان لاتے ہیں قلیل کے بعد ما مزید قلت کا معنی دیتا ہے۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب (قرآن حکیم) پہنچ گیا جو اس کتاب (تورات) کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس ہے لَمَّا.....کلمہ شرط ہے (جَآءَ.....هُمْ) آئی۔ ان کے پاس کِتَابٌ مِنْ عِندِاللّٰهِ (کتاب، اللہ کی طرف سے) مراد قرآن حکیم ہے۔ مُصَدِّقٌ ،اسم فاعل، تصدیق کرنے والا (صَدَّقَ، يُصَدِّقُ، تَصْدِيقًا) تصدیق کرنا، باب تفعیل ہے لِمَا (لِ...... ما) واسطے، اس کے جو (مَعَ...... هُمْ) ہیں۔ ان کے (تورات) یعنی قرآن حکیم تورات کی تصدیق کرتا مگر اس کتاب کی جو ٹھیک ٹھیک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھی نہ کہ تحریف شدہ کتاب کی۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور اس سے قبل وہ کفار کے مقابلہ میں فتح و نصرت کی دعائیں، مانگا کرتے تھے۔

وَكَانُوْا اور تھے وہ، كَانَ مضارع کے شروع میں لائیں تو ماضی استمراری بن جاتا ہے اور كَانَ کا صیغہ بھی فعل کے ساتھ بدلتا جاتا ہے، (اِسْتَفْتَحَ، يَسْتَفْتِحُ، اِسْتِفْتَاحٌ) فتح طلب کرنا عَلَى الَّذِيْنَ...... اوپر ان لوگوں کے کہ جنہوں نے (یعنی ان لوگوں کے خلاف) جنہوں نے كَفَرُوْا، کفر کیا، فعل ماضی جمع مذکر غائب۔ یہود مشرکین کو بتاتے کہ وہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر ان پر فتح حاصل کرلیں گے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ تو جب ان کے پاس وہ پہنچ گیا (قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جسے انہوں نے پہچان لیا تو (ازراہ تکبر) اس سے انکار کردیا۔ فَلَمَّا کلمہ شرط (جَآءَ.....هُمْ) آیا، ان کے پاس...... مَاعَرَفُوْا، جسے انہوں نے پہچان لیا (عَرَفَ ، يَعْرِفُ، عِرْفَانٌ) جاننا پہچاننا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن کی حقانیت کو پالیا، کَفَرُوْا بِہٖ...... فَلَعْنَةُ اللّٰهِ ، پس اللہ کی لعنت ہے (یعنی رحمت سے دوری ہے) عَلَى الْكَافِرِيْنَ... کفار پر۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے حد وحساب انعامات ملتے رہے، روحانی اصلاح کے لئے ، انبیاء کرام، مختلف اقوام اور مختلف ادوار میں تشریف لاتے رہے یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔ اس طرح جسمانی اور مادی انعامات بھی ان گنت اور بے شمار ہیں، مگر بہت کم ہی انسان ان نعمتوں پر شاکر اور احسان مند ہوتے ہیں۔

۲) ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی آیات کا کفر کریں، یا ان میں تحریف وتبدل کریں، یا مسلسل ناشکری اور نافرمانی کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے محروم ہوجاتے ہیں اور پھر یہ لوگ ایمان اور دین سے خالی اور اخلاق واچھے اعمال سے تہی دامن بھی ہوجاتے ہیں جیسا کہ یہود کا حال ہو چکا تھا کہ دین حق روز روشن کی طرح واضح ہونے کے باوجود وہ اس سے فیض یاب نہ ہو سکے، وہ اپنے پندار اور غرور میں مارے گئے، ضد اور حسد سے صداقت اور سچائی سے دور رہے، اگر نافرمانی سے یہود اس خسارے اور نقصان سے دوچار ہوئے تھے تو آج کے مسلمان اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن حکیم اور آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے منہ موڑ کر سرخرو ہو سکتے ہیں؟ ہمارے اسلاف کیوں معزز تھے اور ہم کیوں ذلیل وخوار ہیں؟

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

....

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (۹۰)

بہت بری ہے وہ قیمت جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کا سودا کیا کہ انہوں نے اللہ کی نازل کردہ کتاب (القرآن) کا انکار کردیا اس ضد (اور اس جلن) میں کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے کیوں اپنے فضل سے (اپنی کتاب) نازل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے! (سوانکار کے سبب) غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے اور ایسے کفار کیلئے سخت ذلت آمیز سزا مقرر ہے

بِئْسَمَا (بِئْسَ – مَا) بری ہے۔ وہ چیز جو، بئس کا مادہ بوس ہے جس کے معنی شدت کراہت کے ہیں۔

بَأْسٌ وَ بأساء سختی، جنگ، عذاب۔ زجاج کا کہنا ہے کہ بأس" کے معنی بھوک کے ہیں اور بأساء اس تکلیف کو کہتے ہیں جس کا تعلق مالی مشکلات سے ہو، قرآن حکیم میں ہے۔

وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ (البقرہ:۱۷۷) ''اور سختی اور تکلیف اور معرکہ جنگ میں ثابت قدم رہیں''۔

لَا بَأْسَ محاورہ ہے جس کے معنی میں کوئی حرج نہیں، کوئی مضائقہ نہیں بِئْسَ کلمہ ذم ہے (مذمت کے لئے بولا جاتا ہے) ایسے ہی عربی میں نِعْمَ (تعریف کے لئے بولا جاتا ہے)، اَلْبَائِسَ فقیر اور درماندہ، زبوں حال شخص کو کہتے ہیں جیسا کہ وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ وَالْفَقِيْرَ (الحج:۲۸) ''اور فقیر اور درماندہ کو بھی کھلاؤ''۔ (لسان القرآن۔ محمد حنیف ندوی)

اِشْتَرَوْا، فعل ماضی جمع مذکر غائب، ان سب نے خریدا (اِشْتَرٰی، يَشْتَرِيْ، اِشْتِرَاءٌ) باب افتعال ہے خرید و فروخت دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے، یہاں پر بیچنے کے معنی میں ہے مَعْنَاهُ بَاعُوْا (بیضاوی) بِهٖ (بِ – ہ) بدلے۔ اس کے اَنْفُسَهُمْ (اَنْفُسَ – هُمْ) جانوں، اپنی۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ بہت بری ہے وہ قیمت جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کا سودا کیا (Vile is that for which they have bartered their souls) یعنی انہوں نے قرآن حکیم ایسی عظیم کتاب اور خاتم النبیین ایسے جلیل القدر نبی کا انکار کیا۔ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ یہ کہ کفر کیا ساتھ اس کے جو اللہ نے نازل کیا، بَغْيًا۔ مفعول لہٗ فساد اور ظلم کی وجہ سے (grudging) (بَغٰی، يَبْغِيْ، بَغْيًا) حد سے بڑھ جانا، سرکشی اور ظلم پر اتر آنا، بغاوت کرنا۔ اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ، یہ کہ نازل کرتا ہے اللہ اپنے فضل سے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے (نَزَّلَ، يُنَزِّلُ، تَنْزِيْلًا) باب تفعیل نازل کرنا۔ مِنْ۔ سے (فَضْلِ۔ ہٖ) فضل، اپنے سے، عَلٰی۔ پر، مَنْ يَّشَاءُ جس پر وہ چاہے (شَاءَ۔ يَشَاءُ، مَشِيْئَةٌ) چاہنا عِبَادَهٗ (عِبَادَ – هٗ) بندوں، اپنے عَبْدٌ کی جمع عِبَادٌ۔ فَبَاءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ، پس وہ لوٹے پے در پے غضب کے ساتھ (بَاءَ، يَبُوْءُ، بُوْءًا) لوٹنا، واپس ہونا، عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا انکار کیا تو خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو بھی نظر انداز کر دیا، اس طرح غضب در غضب کے مستحق ٹھہرے۔ وَلِلْكٰفِرِيْنَ (لِ۔ كٰفِرِيْنَ) لئے، کفار کے، عَذَابٌ، عذاب مُّهِيْنٌ، رسوا کرنے والا۔ اسم فاعل، (اَهَانَ يُهِيْنُ اِهَانَةً) رسوا کرنا، ذلیل کرنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ یہودی حد درجہ خود غرض اور نفس پرست لوگ ہیں، وہ اس کے ساتھ ہی ضدی اور حاسد بھی ہیں وہ ہر بات کو حتی کہ اللہ کے احکام کو بھی تجارتی اور قومی نقطہ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ان کا فائدہ ان احکام کی پیروی میں ہے یا ان کی نافرمانی میں، اگر ان احکام کو بدل کر یا ان سے سرکشی کر کے ان کی ذاتی غرضیں پوری ہوتی دکھائی دیں تو وہ ایسا کرنے سے ہرگز نہیں چوکتے۔

تعصب اور نفس پرستی کے نتیجہ میں ان کے اندر حسد بڑی شدت سے پیدا ہوا، چونکہ وہ چاہتے تھے کہ ہر قسم کی نعمت ان کے حصہ میں آئے گویا یہ ان کا پیدائشی حق ہے، ان کے اعمال کچھ بھی ہوں، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ان کے شامل حال رہیں گی۔

جب حضرت محمد نبی آخرالزمان کی حیثیت سے مبعوث ہوئے تو یہود نے بہت پیچ وتاب کھائے، ان کے اندر حسد کی آگ بھڑک اٹھی کہ نبوت ان کے اپنے خاندان سے نکل کر بنی اسماعیل میں کیوں چلی گئی، حالانکہ انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے اور اس کو نبوت ورسالت عطا کرتا ہے لیکن یہودیوں نے ضد میں آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے سے انکار کر دیا اور حق کی طرف رخ نہ کیا۔

یہود کے مسلسل کفر وانکار کی پاداش میں دنیا کے اندر اللہ کا غصہ ان پر نازل ہوا اور قیامت میں بھی ان پر بڑی ذلت اور رسوائی والا عذاب ہوگا کیونکہ وہ منکر ہونے کے علاوہ ضدی اور حاسد بھی ہیں۔'' (درس قرآن/ج:اول)

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) شعور اور بصیرت سے عقل وفہم سے انسان کے لئے کامیابی کی منزل روشن اور واضح ہو جاتی ہے، قرآن حکیم نے بار بار انسانوں کے دلوں پر دستک دی ہے، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ، اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ؟ کیا تم عقل وفکر سے کام نہیں لیتے، کیا تم دیکھتے بھالتے نہیں؟

۲) ضد اور حسد سے کبھی حق کی روشنی نہیں مل سکتی، یہود اور نصاریٰ (اہل کتاب) کو یہی روش سچائی سے دور لے گئی، اگر آج کے مسلمان بھی اسی طریق کار کو اختیار کریں گے تو ذلت اور تباہی ان کا بھی مقدر ٹھہرے گی، سچائی اور راست بازی کسی کی میراث نہیں جو بھی اسے اختیار کرے گا کامیابی اس کے قدم چومے گی اور جو بھی اس سے روگردانی کرے گا خائب وخاسر ہوگا۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ، قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ
بِمَا وَرَآءَهٗ، وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ، قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ
قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۹۱)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ اس کتاب پر جو اللہ نے (محمد ﷺ) پر نازل فرمائی ہے تو وہ (یہود) کہتے ہیں کہ ہم (تو صرف) اس کو مانتے ہیں جو ہم پر اتری ہے (یعنی تورات) اور اس کے علاوہ (جو کتب سماویہ ہیں) ان کو وہ نہیں مانتے حالانکہ وہ (قرآن) برحق ہے جو اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے (یعنی اصل تورات کی نہ کہ تحریف شدہ نسخہ کی) جو ان کے پاس ہے، آپ پوچھئے کہ اگر تم ایمان لانے والے ہو تو اس سے قبل اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے رہے ہو (یہ تو سراسر ایمان کے منافی عمل ہے)

اِذَا، کلمہ شرطیہ، قِيْلَ، فعل ماضی مجہول کہا جاتا ہے، اِذَا کے بعد ماضی کا ترجمہ حال میں کیا جاتا ہے (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا اٰمِنُوْا۔ تم سب ایمان لاؤ فعل امر جمع مذکر (اٰمَنَ يُؤْمِنُ، اِيْمَانًا) ایمان لانا، بِمَآ (بِ ـ مَا) ساتھ۔ اس پر جو اَنْزَلَ اللّٰهُ، اللہ نے نازل کیا (یعنی قرآن حکیم خاتم النبیّن محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ نے نازل کیا)، قَالُوْا۔ انہوں نے (یعنی یہود) نے کہا، نُؤْمِنُ ہم ایمان لائیں گے، بِمَآ۔ ساتھ اس پر جو اُنْزِلَ۔ نازل کیا گیا (اَنْزَلَ يُنْزِلُ اِنْزَالَ) نازل کرنا، ماضی مجہول اُنْزِلَ نازل کیا گیا عَلَيْنَا (علیٰ۔ نَا) پر، ہم یعنی ہم پر تورات نازل کی گئی (سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ انہیں تورات دی گئی) وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ، وَ يَكْفُرُوْنَ اور وہ کفر کرتے ہیں انکار کرتے ہیں، مضارع جمع مذکر غائب (كَفَرَ۔ يَكْفُرُ، كُفْرًا) بِمَا (بِ۔ مَا) ساتھ اس کے۔ جو، وَرَآءَهٗ (وَرَاءِ۔ هٗ) علاوہ (سوا) اس کے (یعنی تورات کے) تورات کے علاوہ دوسری کتب سماویہ کا انکار کرتے ہیں، وَهُوَ الْحَقُّ (قرآن) الحق۔ حق اور ثابت شدہ امر ہے مُصَدِّقٌ، اسم فاعل تصدیق کرنے والا ہے (صَدَّقَ، يُصَدِّقُ، تَصْدِيْقًا) باب تفعیل ہے، تصدیق کرنا، سچ گردانا لِمَا (لِ ـ مَا) واسطے اس کے۔ جو، یعنی اس کتاب کی جو مَعَهُمْ، (مَعَ ـ هُمْ) پاس، ان کے یعنی قرآن تورات کی تصدیق کرتا ہے (وہ نسخہ جو آسمان سے نازل ہوا تھا نہ کہ اس تحریف شدہ نسخہ کی جو ان کے پاس ہے) قُلْ فعل امر واحد مذکر۔ کہہ دیجئے (قَالَ يَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا، فَلِمَ (فَ ـ لِمَ) پس۔ کیوں؟ حرف استفہام، تَقْتُلُوْنَ۔ تم قتل کرتے ہو جمع مذکر مخاطب۔ فعل مضارع (قَتَلَ، يَقْتُلُ، قَتْلًا) اَنْبِيَآءَ اللّٰهِ اللہ کے نبیوں کو، نبیٌّ مفرد ہے، احکام الٰہی کی خبر دینے والا مِنْ قَبْلُ اس سے قبل، اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم تھے مومن۔ اِنْ حرف شرط، اگر، كُنْتُمْ، ماضی جمع مذکر مخاطب، (كَانَ يَكُوْنُ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَوْنًا) ہونا، مُؤْمِنِيْنَ مومن کی جمع۔

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

''نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہودیوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے دل تو پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کے ان احکام سے بھرے ہوئے ہیں جو ہماری آسمانی کتاب تورات میں موجود ہیں۔ اس لئے ہمیں کسی نئی تعلیم اور نئی وحی وغیرہ کی ضرورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ ظاہر فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کیونکہ وہ اپنی آسمانی کتاب کو بھی پوری طرح سے نہیں مانتے اور اس کے احکام کی پیروی نہیں کرتے اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے نبیوں کو جھٹلاتے رہے ہیں بلکہ بعض کو انہوں نے قتل ہی کر دیا ہے، اگر اس کتاب اور اس کے احکام پر ان کا ایمان پختہ ہوتا تو وہ ہرگز ایسے نافرمان نہ ہوتے۔

یہ دلیل پیش کر کے اللہ تعالیٰ انہیں یہ تنبیہ کرتا ہے، کہ تم راہ راست سے بالکل بھٹک چکے ہو اور دین حق کو چھوڑ چکے ہو، اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ دین اسلام کو اختیار کر لو، اور قرآن مجید کو مان لو، یہ آخری آسمانی کتاب ہے، یہ کتاب خود تمہاری کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور (مسائل) اصلاح شدہ شکل میں پیش کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب کو مانے بغیر تمہارا اپنی کتاب (تورات) کے ماننے کا دعویٰ بالکل غلط ہے۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) قرآن حکیم ان تمام صداقتوں کی تصدیق کرتا ہے جو سابقہ کتب آسمانی میں موجود تھیں اور صداقت ہمیشہ صداقت ہی رہتی ہے، خواہ وہ تورات میں ہو یا انجیل میں، زبور میں ہو یا قرآن میں، ان سب کو ماننا اور تسلیم کرنا ہی حقیقی ایمان ہے، اگر اس میں سے کسی کتاب کا انکار کر دیا جائے تو گویا اس صداقت کی نفی ہو جائیگی جس کی تصدیق قرآن کر رہا ہے، اس طرح ایمان ضائع ہو جائے گا مگر ہمارا ایمان ٹھیک ان الفاظ اور ان کتب آسمانی پر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کرام پر نازل کی گئی تھیں نہ کہ ان تحریف شدہ نسخوں پر جو یہود ونصاریٰ کے پاس ہیں جن کی اصل زبان تک محفوظ نہیں ہے، جبکہ قرآن حکیم زبان عربی میں نازل ہوا اور الحمدللہ آج تک محفوظ ہے۔ اس کی حفاظت نہ صرف کتابی شکل میں ہے بلکہ یہ سینوں میں بھی محفوظ ہے اور ننھا سا بچہ جس کی عمر بمشکل چھ سات برس ہوتی ہے اسے اللہ کے فضل سے ضبط کر لیتا ہے اور بعد ازاں رمضان المبارک میں ہزاروں لوگوں کی امامت میں اسے سناڈالتا ہے۔

۲) اگر یہود نے انبیاء کرام کے ساتھ گستاخی کر کے ذلت وخواری اٹھائی اور اپنی آخرت کو تباہ وبرباد کیا تو کیا مسلمان سیدالمرسلین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وسیرت سے روگردانی کر کے سرخروئی حاصل کر سکتے ہیں؟

....

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ جَآءَ كُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ م بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ(۹۲) وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ، خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اسْمَعُوْا، قَالُوْا سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا، وَ اُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ، قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ(۹۳)

تمہارے پاس موسیٰ کیسے واضح معجزے لے کر آئے تھے پھر تم نے ان کی عدم موجودگی میں (یعنی کوہ طور پر جانے کے بعد) بچھڑے کو معبود بنالیا اور تم ہی تو ظالم لوگ ہو (کہ شرک ظلم عظیم ہے) اور (یاد کرو) جب ہم نے طور کو تمہارے اوپر اُٹھا کر تم سے اقرار لیا کہ جو کتاب (تورات) ہم نے تمہیں دی ہے اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہونا اور غور سے سننا (خوف کے مارے) زبان سے تو کہہ دیا کہ ہم نے سن لیا اور (دل سے کہا) ہم مانیں گے نہیں، (اس لئے کہ) کفر کے سبب بچھڑے (کی محبت) ان کے دلوں میں رچ بس گئی تھی، آپ ان سے کہئے اگر تم مومن ہو (تو سن لو) کہ تمہارا ایمان تمہیں بری باتوں کا حکم دیتا ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَ كُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ اور بے شک آئے تمہارے پاس موسیٰ واضح نشانیاں لے کر، لَقَدْ (لَ-قَدْ) البتہ بیشک، لام زبر کے ساتھ تاکید کے لئے آتا ہے، قَدْ بھی تحقیق پیدا کرتا ہے، گویا لَقَدْ جملے کے شروع میں زبردست تاکید پیدا کر دیتا ہے، (جَآءَ- كُمْ) آئے تمہارے پاس (جَاءَ، يَجِيْءُ) آنا، موسیٰ۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام، (بِ- الْبَيِّنٰتِ) ساتھ۔ واضح معجزات کے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کھلے ہوئے نشانات اور معجزات جو فرعون کے مقابلہ میں تھے۔ عَصَا اور يَدِ بَيْضَا وغیرہ وہ تو مشہور ہی ہیں لیکن جَآءَ كُمْ سے اشارہ یہ نکلتا ہے کہ کچھ معجزات موسوی خود بنی اسرائیل کے لئے بھی تھے (تفسیر ماجدی جلد اول)

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ۔ پھر تم نے ٹھہرالیا (معبود) بچھڑے کو ثُمَّ حرف عطف ہے، ترتیب کے لئے آتا ہے، اِتَّخَذْتُمْ ماضی جمع مذکر مخاطب (اِتَّخَذَ، يَتَّخِذُ، اِتِّخَاذًا) پکڑنا ٹھہرانا الْعِجْلَ، بچھڑا، اِتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ تم نے بچھڑے کو معبود بنالیا مِنْ م بَعْدِهٖ ان کے بعد یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد، وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ اور تم ظلم کرنے والے ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''یہ یہود کے دعوائے ایمان کی مزید تردید ہے اور اس تردید کا خاص پہلو یہ ہے کہ ان کی ابتدائی تاریخ کے واقعہ گوسالہ پرستی کو یاد دلا کر ان کی سرزنش کی گئی ہے کہ آج تم نے اپنے ایمان اور اپنی دینداری کی حکایت اتنی بڑھا رکھی ہے کہ نہ قرآن کو خاطر میں لانے کے لئے تیار ہو نہ پیغمبر آخر الزمان کو، حالانکہ تمہارے اس ایمان کا حال آج تو درکنار شروع سے یہ رہا ہے کہ عین موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں، ان کے کھلے کھلے معجزات کو دیکھتے ہوئے تم نے اپنے رب کو چھوڑ کر ایک بچھڑے کی عبادت شروع کر دی۔

یہود کے اسی قسم کے فخر پر بعض پچھلے انبیاء نے بھی ان کو سرزنش کی ہے اور اس واقعہ گوسالہ پرستی کی طرف تعریض کرتے ہوئے یہ الفاظ تک فرمائے ہیں کہ ''اے اسرائیل (بنی اسرائیل) تو، تو وہ ہے کہ تو نے پہلی شب میں بے وفائی کی' قرآن کے الفاظ اس کے اپنے مرتبہ کے شایان شان ہیں لیکن بات وہی کہی گئی ہے جو سابق انبیاء نے فرمائی تھی۔ وَاَنۡتُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ٹھیک ٹھیک وَاَنۡتُمۡ مُشۡرِکُوۡنَ کے معنی میں ہے، قرآن میں شرک کو متعدد مقامات میں ظلم کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، ظلم کا اصلی مفہوم حق تلفی ہے، حقوق اللہ اور خود اپنے نفس کی جو حق تلفی، آدمی شرک کا ارتکاب کر کے کرتا ہے وہ کسی بھی اور دوسرے طریقہ سے نہیں کرتا، اس کی وضاحت قرآن مجید نے متعدد مقامات میں کی ہے، اِنَّ الشِّرۡکَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ'' (تدبر قرآن، ج: اول)

وَاِذۡ اور جب، اور وہ وقت یاد کرو اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَکُمۡ ہم نے لیا پختہ وعدہ (اَخَذَ، یَاۡخُذُ، اَخۡذًا) لینا، (مِیۡثَاقَکُمۡ) پختہ عہد۔ تم سے and (remember) when we took your covenant وَ رَفَعۡنَا فَوۡقَکُمُ الطُّوۡرَ، اور ہم نے بلند کیا، اوپر تمہارے کوہ طور کو رَفَعۡنَا (رَفَعَ یَرۡفَعُ، رَفۡعًا) بلند کرنا، اٹھانا، رَفَعۡنَا، صیغہ ماضی جمع متکلم اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ بطور عزت آتا ہے، بلاشبہ وہ واحد ہے، اَلطُّوۡرَ، ہر پہاڑ کو طور کہہ سکتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں طور سے مخصوص پہاڑ جبل سینا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے سروں پر جبل سینا کو سائبان کی طرح لا کر کھڑا کر دیا کہ شاید خوف سے احکامات الٰہی کو سنیں اور اطاعت کریں، وقتی طور پر تو انہوں نے عہد کر لیا مگر جونہی وہ پہاڑ رب کریم کے حکم سے سروں سے ہٹ گیا تو نافرمانی پر اتر آئے (خلاصہ تفسیر ابن کثیر) خُذُوۡا مَاۤ اٰتَیۡنٰکُمۡ بِقُوَّۃٍ پکڑو (عمل پیرا ہو جاؤ) اس کو جو (یعنی تورات) ہم نے دی تم کو، مضبوطی کے ساتھ، (اَخَذَ۔ یَاۡخُذُ اَخۡذًا) پکڑنا، پکڑنے سے مراد عمل پیرا ہونا ہے مَا (جو) (اٰتَیۡنَا۔ کُمۡ) ہم نے عطا کی تمہیں (اٰتٰی، یُؤۡتِیۡ) دینا، عطا کرنا، بِقُوَّۃٍ، قوت کے ساتھ پختہ عزم سے Hold firmly to what we have given to you (act upon its teachings) وَ اسۡمَعُوۡا، اور سنو (سَمِعَ، یَسۡمَعُ، سَمۡعًا) سننا، یعنی سن کر دل میں جگہ دینا، قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ عَصَیۡنَا، ان لوگوں نے کہا ہم نے سنا (زبان سے) اور نافرمانی کی (دل سے)، (قَالَ، یَقُوۡلُ، قَوۡلًا) کہنا، (سَمِعَ، یَسۡمَعُ، سَمۡعًا) سننا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(عَصٰی، یَعْصِیْ، عِصْیَانٌ) نافرمانی کرنا، گویا کہ انہوں نے سنی ان سنی کردی، کسی فرد اور قوم کی یہ حرکت انتہائی مذموم ہے، کہ وہ حق بات کو سمجھتے بوجھتے نافرمانی پر اُتر آئیں، وہ شرف انسانیت سے محروم ہیں، اور اجر و ثواب سے یکسر خالی ہیں، وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِهِمْ، اور وہ پلائے گئے (اور ڈال دی گئی) ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت ان کے کفر کی وجہ سے، (اَشْرَبَ یُشْرِبُ) باب افعال، پلانا اُشْرِبُوْا، فعل ماضی مجہول جمع مذکر غائب۔فِیْ قُلُوْبِهِمْ، قلب کی جمع قلوب، دل، اَلْعِجْلَ، بچھڑا، شَرِبَ یَشْرَبُ۔خود پانی پینا اور اَشْرَبَ یُشْرِبُ۔کسی کو پلانا، شَرَابٌ شربت، مشروب پینے کی چیز، جس طرح پانی جسم کی رگ رگ میں سرایت کر جاتا ہے اسی طرح عربی زبان میں کسی چیز سے انتہائی محبت کو پینے کی چیز سے تشبیہ دی گئی ہے، وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ کے معنی یوں ہوئے کہ بچھڑے کی محبت ان کے دلوں میں سرایت کرگئی (رچ بس گئی) بِکُفْرِهِمْ (بِ- کُفْرِهِمْ) بسبب ان کے کفر کے، ب وجہ اور سبب کو ظاہر کرتا ہے، قُلْ کہو (قَالَ، یَقُوْلُ، قَوْلًا اور اس سے فعل امر قُلْ) بِئْسَمَا (بِئْسَ-مَا) برا ہے۔جو، بِئْسَ کلمہ مذمت ہے یَاْمُرُکُمْ (یَاْمُرُ- کُمْ) حکم دیتا ہے، تمہیں بِهٖ ساتھ اس کے اِیْمَانُکُمْ (اِیْمَانُ-کُمْ) ایمان۔تمہارا یعنی تمہارا طرز عمل سراسر ایمان کے منافی ہے اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ، اگر تم مومن ہو، ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے خلاف ایمان عمل کرنا گویا کہ عملی طور پر ایمان کی نفی ہے۔

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) جب انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل و شعور کی نعمت پس پشت ڈال دیتے ہیں اور وحی الٰہی جو اس شعور پر دستک دیتی ہے اسے بھی نظر انداز کر دیتے ہیں تو پھر وہ قعر مذلت میں جا گرتے ہیں (جیسا کہ قوم بنی اسرائیل) پھر ان کی روح اس قدر کمزور ہو جاتی ہے کہ اپنے سے حقیر چیز کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام قوم کے لئے نسخہ ہدایت لینے کیلئے کوہ طور پر گئے اور ان کی عدم موجودگی میں قوم مٹی کے بنے ہوئے بچھڑے کی پرستش کرنے لگی۔

۲) کتاب الٰہی دلوں کے لئے روشنی کا سامان ہوتی ہے، اس کی پاکیزہ اور مصفیٰ تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہی دنیا و آخرت میں کامیابی کی نوید ہے، مسلسل اور پیہم نافرمانی اور سرکشی سے دل سخت ہو جاتے ہیں اور حق و صداقت کی راہ روشن ہونے کے باوجود اچھی نہیں لگتی اور برائیوں میں مزا آنے لگتا ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کے لئے شرک ایسی برائی ہی پسندیدہ عمل بن گئی تھی، آج امت مسلمہ بھی کتاب الٰہی اور اس کی روشن تعلیمات سے منہ موڑ چکی ہے، یہی سبب اس کی ذلت و رسوائی کا ہے۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَاللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ(۹۴) وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالظّٰلِمِيْنَ(۹۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان یہود سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ تمہارے سوا کوئی بہشت میں نہ جائیگا) اور اللہ کے ہاں آخرت کا گھر دوسرے تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے ہی لئے مخصوص ہے، تم اگر اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو تو پھر مرنے کی تمنا کرو (کہ جلد وہاں پہنچ جاؤ) یقین جانو کہ یہ لوگ ایسی تمنا کبھی نہیں کریں گے کیونکہ انہوں نے (گناہوں کے کام) آگے بھیجے ہیں (مرنے کے نام ہی سے تھراتے پھرتے ہیں) اللہ تو ظالموں کے (چھپے ڈھکے) حال سے باخبر ہے

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ، قُلْ۔ فعل امر واحد مذکر (قَالَ، يَقُوْلُ قَوْلًا) کہنا، اِنْ شرطیہ ہے، كَانَتْ ہے، واحد مونث غائب (كَانَ، يَكُوْنُ كَوْنًا) ہونا الدَّارُ الْاٰخِرَةُ، آخرت کا گھر، اس سے مراد جنت اور وہاں کے انعامات ہیں، عِنْدَاللّٰهِ، اللہ کے پاس خَالِصَةً، (خ ل ص) اس کا مادہ (Root Word) خَلَصَ يَخْلُصُ مخصوص ہونا، اس سے اسم فاعل خَالِصٌ اور خَالِصَةٌ، واحد مونث کا صیغہ کیونکہ دار عربی میں مونث استعمال ہوتا ہے خَالِصَةً، كَانَتْ کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے، مِنْ دُوْنِ النَّاسِ لوگوں کو چھوڑ کر، فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ، پس تم تمنا کرو، موت کی، (تَمَنّٰى، يَتَمَنّٰى، تَمَنِّيًا) باب تفعّل ہے، خواہش کرنا، تمنا کرنا (فَ۔ تَمَنَّوْا) پس تم تمنا کرو، فعل امر جمع مذکر حاضر، اِنْ حرف شرط ہے، كُنْتُمْ كَانَ، يَكُوْنُ، كَوْنًا) ہونا، صٰدِقِيْنَ، سچے، صَادِقُوْنَ اسم فاعل ہے، حالت نصبی ہونے کی بنا پر صَادِقُوْنَ، صَادِقِيْنَ میں تبدیل ہوا۔

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ایک اور عقیدے کی تردید فرمائی ہے، یہودیوں نے من گھڑت اور جھوٹی آرزوئیں قائم کر رکھی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ موت کے بعد صرف وہی جنت میں جائیں گے اور وہ جنت کے تنہا وارث ہوں گے، ان کے سوا دنیا کی کوئی قوم نہ بخشی جائے گی اور نہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ملاحظہ ہو سورہ بقرہ کی آیت نمبر 111 اور آیت نمبر 80)

ان کے اس من گھڑت اور جھوٹے عقیدے کو اللہ تعالیٰ نے نہایت عام فہم دلیل سے غلط ثابت کر دیا ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ان یہودیوں سے کہا گیا ہے کہ اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ جنت کے تنہا تم ہی وارث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو اور تم ضرور جنت میں جاؤ گے تو پھر موت کی تمنا کر کے دکھاؤ کیونکہ جس شخص کو یہ یقین ہو کہ مرنے کے بعد وہ لازمی طور پر بہشت میں جائے گا، اسے موت کی تمنا کرنے میں ڈر نہ ہونا چاہیے۔ اس دنیا میں تو بے شمار تکلیفیں اور مصیبتیں ہیں، جنت میں ہر قسم کی آسائشیں اور نعمتیں ہوں گی، اس لئے جو شخص بہشت کا وارث ہونے کا دعویٰ کرے، اسے چاہیے کہ (اعمال صالحہ میں سبقت کرے) اور جتنی جلدی ہو سکے، اس دنیا کو خیر باد کہہ کر اس دنیا کا رخ کرے تا کہ ان مصائب سے نجات پا کر ہمیشہ کے آرام کی زندگی حاصل کر سکے، علامہ اقبالؒ کا ایک فارسی شعر ہے۔

نشان مرد مومن باتو گویم
چو مرگ آید تبسم برلب اوست

(یعنی مومن کی شان تو یہ ہے کہ موت کے وقت اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل جاتی ہے)

یہی دلیل یہودیوں کے سامنے پیش کی گئی، کہ اگر تمہیں پورا یقین ہے کہ جنت صرف تمہارے ہی لئے ہے اور وہاں سوائے تمہارے اور کوئی قوم نہیں جائے گی، تو اپنے اس دعوے کو سچ ثابت کرنے کے لئے موت کی تمنا کر کے دکھاؤ'' (درس قرآن جلد اول)

وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ اَبَدًا، اور وہ کبھی بھی تمنا نہ کریں گے اس کی (یعنی موت کی) وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ ، مضارع نفی تاکید بلَنْ صیغہ جمع مذکر غائب، اَبَدًا کبھی بھی، بِمَا (بِ-مَا) سبب اس کے جو (یعنی اس کی وجہ یہ ہے) قَدَّمَتْ، آگے بھیجا ہے (قَدَّمَ يُقَدِّمُ، تَقْدِيْمٌ) آگے بھیجنا، (اَيْدِي هِمْ) (ہاتھوں۔ان کے) یعنی جو اعمال انہوں نے آگے بھیجے ہیں، وہ انہیں اچھی طرح جانتے بوجھتے ہیں کہ وہ اعمال خیر نہیں بلکہ اعمال بد ہیں اس لئے وہ کبھی بھی موت کی تمنا نہ کریں گے۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، (عَلِمَ يَعْلَمُ) جاننا اور اسم مبالغہ عَلِيْمٌ خوب جاننے والا، (بِالظّٰلِمِيْنَ) ظالموں کو، یہود کو دنیا اور دنیاوی زندگی سے بڑی شدید محبت ہے اس کا ذکر اگلی آیت میں آ رہا ہے۔

آیات کی حکمت وبصیرت

۱) جو شخص ایمان لانے کے بعد اپنی ہر متاع حیات کائنات کے خالق و مالک کے لئے قربان کرنے کو تیار نہیں، اسے کوئی حق حاصل نہیں کہ اپنے آپ کو محبوب الٰہی کے نام سے مشہور کرے اور وہ شخص ہرگز قابل اعتماد نہیں۔

۲) صرف اور صرف اعمال صالحہ اطمینان وطمانیت کا باعث بنتے ہیں جو نہ صرف اس دنیا میں بلکہ ابدی اور دائمی سرور بخشتے ہیں۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ، وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا، يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ، وَمَاهُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ، وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ (۹۶)

اور آپ اُن کو (یہود کو) سب سے بڑھ کر جینے کا حریص پائیں گے حتیٰ کہ یہ اس معاملے میں مشرکوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں، ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ہزار برس جیے حالانکہ لمبی عمر بہر حال اسے عذاب سے تو دور نہیں پھینک سکتی، جیسے کچھ اعمال یہ کر رہے ہیں، اللہ تو انہیں دیکھ رہا ہے

وَلَتَجِدَنَّهُمْ، اور البتہ پائیں گے آپ ان کو، (وَ- لَ- تَجِدَنَّ- هُمْ) وَجَدَ، يَجِدُ، وِجْدَانًا - پانا، تَجِدُ - فعل مضارع واحد مذکر حاضر، نون مشدد ساتھ لگانے سے تاکید پیدا ہوتی ہے تَجِدَنَّ کے معنی یہ ہوئے کہ آپ انہیں ضرور بضرور پائیں گے اور شروع میں لام زبر کے ساتھ لانے سے مزید تاکید پیدا ہوگئی، اَحْرَصَ النَّاسِ لوگوں میں سب سے زیادہ حریص، (حَرِصَ، يَحْرَصُ حِرْصًا) حرص کرنا، تمنا رکھنا، حَرِيْصٌ سے اسم تفضیل، اَحْرَصَ یعنی حریص ترین (Superlative Degree) ہے وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا، اور ان لوگوں (سے بھی زیادہ) جنہوں نے شرک کیا (اَشْرَكَ يُشْرِكُ اِشْرَاكًا) شرک کرنا، اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور اس کے اختیارات میں کسی کو شریک کرنا جو کہ قرآن حکیم میں سب سے بڑا گناہ ہے۔

ارشاد ہوتا ہے: اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمن:۱۳) ''شرک تو بہت بڑا ظلم ہے''۔ اس پوری کائنات کا خالق و مالک تنہا اللہ تعالیٰ ہے، اس کے ساتھ کسی اور کو شامل کرنا سب سے بڑی نادانی ہے اور یہ ایسی حماقت ہے کہ جب تک زندگی میں سچے دل سے توبہ نہ کر لی جائے آخرت میں بھی معافی نہیں ہو سکتی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ، وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا (النساء:۴۸)

سید مودودیؒ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی بس شرک نہ کرے باقی دوسرے گناہ دل کھول کر کرتا رہے، بلکہ دراصل اس سے یہ بات ذہن نشین کرانی مقصود ہے کہ شرک جس کو ان لوگوں نے بہت معمولی چیز سمجھ رکھا تھا، تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے حتیٰ کہ اور گناہوں کی معافی تو ممکن ہے مگر یہ ایسا گناہ ہے کہ معاف نہیں کیا جا سکتا، علماء یہود شریعت کے چھوٹے چھوٹے احکام کا تو بڑا اہتمام کرتے تھے، بلکہ ان کا سارا وقت ان جزئیات کی ناپ تول ہی میں گزرتا تھا جو ان کے فقیہوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استنباط دراستنباط کر کے نکالے تھے، مگر شرک ان کی نگاہ میں ایسا ہلکا فعل تھا کہ نہ خود اس سے بچنے کی فکر کرتے تھے اور نہ مشرکین کی دوستی اور حمایت ہی میں انہیں کوئی مضائقہ نظر آتا تھا۔'' (تفہیم القرآن، ج:اول)

يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ، چاہتا ہے ان میں سے ہر ایک کہ کاش وہ زندہ رہے ہزار سال، (وَدَّ، يَوَدُّ، وُدًّا) آرزو رکھنا، شدید خواہش کرنا، اَحَدُهُمْ، ان میں سے ہر ایک، هُمْ کی ضمیر یہود کی طرف جاتی ہے، لَوْ کلمہ تمنا ہے، کاش کہ، يُعَمَّرُ اس کا مادہ (ع م ر) ہے عَمَّرَ يُعَمِّرُ تَعْمِيْرًا، آباد کرنا، عمر بڑھانا، لَوْيَطُوْلُ عُمْرُهٗ کاش کہ اس کی عمر طویل ہو جائے، اَلْفَ (ہزار) سَنَةٍ (سال) ہر یہودی کی یہ خواہش اور آرزو ہوتی ہے کہ وہ ہزاروں سال زندہ رہے اس کے برعکس مومنوں کی انتہائی آرزو اور خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے رب کے یہاں جلد از جلد پہنچ جائیں۔

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

''اس میں حیرت واستعجاب کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین عرب تو آخرت کے منکر تھے، ان کی بہار اور عیش تو جو کچھ ہے دنیا ہی ہے اس لئے وہ اگر طویل عمر کی تمنا کریں تو چنداں عجیب نہیں، مگر یہود تو آخرت کے قائل اور بزعم خود آخرت کی نعمتوں کا اپنے آپ ہی کو مستحق کہتے تھے، پھر بھی وہ دنیا میں رہنے کی تمنا کریں یہ ہے حیرت وتعجب کی بات۔

پس باوجود اعتقادِ آخرت کے طول عمر کی تمنا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ نعمت اخروی کا اپنے آپ کو مستحق سمجھنے کا دعویٰ صرف دعویٰ ہی ہے، حقیقت جو ہے اس کو یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ وہاں پہنچ کر جہنم ہی ٹھکانا بنے گا، اس لئے جب تک بچے رہیں تب تک ہی سہی!'' (معارف القرآن: ج اول)

وَمَاهُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرُ، حالانکہ لمبی عمر، بہرحال اسے عذاب سے تو دور نہیں پھینک سکتی، مَا یہاں نفی کا معنی دیتا ہے، هُوَ ضمیر اس شخص کی طرف ہے جو یہ تمنا رکھتا ہے (بِ۔ مُزَحْزِحِ۔ هٖ) یہ دور کرنے والا۔ اس کو مِنَ الْعَذَابِ (عذاب سے) یعنی اس طولانی عمر کے باوجود وہ عذاب سے نہیں بچ سکتا، (زَحْزَحَ يُزَحْزِحُ) دور ہٹانا زَحَّ اس کا مادہ ہے کسی چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا دینے کو کہتے ہیں اَنْ (یہ کہ) يُعَمَّرَ (اسے عمر دی جائے)، وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ، بَصِيْرٌ دیکھنے والا ہے بَصَرُ اس کا مادہ ہے قوتِ بصارت۔ دیکھنے کی قوت بصیر صفت ہے وہ ذات جسے باریک سے باریک چیز کی بھی خبر ہے، کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں بلکہ ظاہر ہے بِمَا (بِ۔ مَا) ساتھ۔ اس کے جو يَعْمَلُوْنَ وہ عمل کرتے ہیں، فعل مضارع جمع مذکر غائب (عَمِلَ، يَعْمَلُ، عَمَلًا) عمل کرنا، زندگی گزارنا اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے اور وہ ہر بات کو دیکھتا ہے۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) ایمان تقاضا کرتا ہے کہ بندہ مومن کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے بڑھ کر ہو، ارشاد ہوتا ہے: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ:۱۶۰) ''اور اہل ایمان سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں''۔ اور ان کے جینے کا مقصد محض مولا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و مالک کی رضا ہوتی ہے، وہ اس کی رضا حاصل کرنے کیلئے زندگی کو اعمال صالحہ سے مزین کرتے ہیں اور اس کے ہاں حاضری کی تمنا رکھتے ہیں، جبکہ دوسرے لوگوں کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

۲) زندگی کی قدر و قیمت طوالانی عمر سے نہیں بلکہ اعمال حسنہ سے پڑتی ہے، دیکھئے پھول کی زندگی کتنی مختصر ہوتی ہے مگر اس مختصر عمر میں وہ فیض رسانی کا کتنا سامان کر جاتا ہے۔

....

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۹۷) مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ (۹۸)

آپ (ان یہود سے) کہہ دیجئے کہ جو جبریل کا دشمن ہے (اسے معلوم ہونا چاہئے) کہ جبریل ہی نے تو اس قرآن کو اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر اتارا ہے جو اپنے سے پہلی (آسمانی) کتب کی تصدیق کرتا ہے اور مومنوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے، (اگر جبریل سے ان کی عداوت کا سبب یہی ہے، تو کہہ دیجئے کہ) جو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں، اور جبریل اور میکائیل کے دشمن ہیں تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کا دشمن ہے

قُلْ فعل امر واحد مذکر، کہہ دیجئے (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا مَنْ جو کوئی اسم موصول، اکثر ذوی العقول استعمال کے لئے ہوتا ہے۔ كَانَ ہے (كَانَ، يَكُوْنُ، كَوْنًا) ہونا، عَدُوًّا، دشمن، جِبْرِيْلَ، یہ جلیل القدر ملائکہ میں سے ہیں اور ان کا شمار ملائکہ مقربین میں سے ہوتا ہے۔ انبیا کرام پر وحی لاتے رہے جبریل کے معنی عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہے ملائکہ بھی انسانوں کی طرح اللہ کے بندے ہیں، یہ خالق کائنات کے کسی بھی امر میں دخیل نہیں بلکہ مامور ہیں اور اس کی تسبیح و تقدیس میں شب و روز مصروف ہیں اور اطاعت و فرمانبرداری بجالاتے ہیں۔

''فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہتے اور اہل زمین کے لئے (رب کے حضور) معافی مانگتے رہتے ہیں'' (الشوریٰ:۵) اور خاص طور پر اہل ایمان کے لئے (دیکھئے المومن:۷) اللہ کے حکم سے وہ جنگ کے مواقع پر اہل ایمان کی مدد بھی کرتے ہیں (دیکھئے آل عمران:۱۲۵) وہ انسانوں کے اعمال ہر وقت لکھتے اور درج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں (الزخرف:۸۰) زندگی کے اعمال ہی نہیں بلکہ ہر لفظ اور قول کو نوٹ کرتے ہیں (ق:۱۸، الانفطار:۱۱-۱۲، الطارق:۴) مومنوں کے لئے موت کے وقت خوشخبری اور تسلی کے ساتھ آتے ہیں (حم السجدہ:۳۰) جنت میں داخلے کے وقت ایمان والوں کا استقبال کرتے ہیں اور ان پر سلامی بھیجتے ہیں (النحل:۳۲) لیل ونہار اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے میں تھکتے نہیں ہیں (حم، السجدہ:۳۸) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں اور مومنوں کو بھی ایسا کرنے کا حکم ہے (الاحزاب:۵۶) اور پھر ہر وقت احکام الٰہی کو بجا لاتے (سورۃ التحریم:۶) ان ملائکہ میں سے جبریل امین ذی مرتبہ ہیں اور انبیاء کرام پر وحی لاتے رہے ہیں فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (ف- اِنَّهٗ) پس بیشک اس نے، ہٗ کی ضمیر جبریل کی طرف ہے، نَزَّلَهٗ (نَزَّلَ-هٗ) نازل کیا، اسے، یہاں پر ہٗ کی ضمیر قرآن کی طرف ہے، عَلٰى پر قَلْبِكَ (قَلْبِ-كَ) دل، آپ کے، کَ کی ضمیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ اللہ کے حکم سے یعنی جبریل نے یہ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل کیا۔

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی ایک اور جھوٹی اور بے معنی دلیل کی قلعی کھول دی ہے، یہودی کہتے تھے کہ ہمارے باپ دادا پر وقتاً فوقتاً جو عذاب نازل ہوتا رہا، اس کی خبریں جبریل ہی لایا کرتا تھا، یہ ہمارا قومی دشمن ہے، جس نبی پر یہ فرشتہ وحی لائے گا، ہم اسے نہیں مانیں گے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی جبریل وحی لاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہماری بھید کی باتوں، سازشوں ورتدبیروں کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کر دیتا ہے، لہٰذا ہم اسلام قبول نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب اس آیت میں دیا ہے کہ جبریل کی حیثیت تو محض پیغام پہنچانے والے فرشتے کی ہے، اصل میں ہر قسم کا حکم اور عذاب سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے نازل ہوتا ہے، جبریلؑ اور دوسرے فرشتوں یا رسولوں کی دشمنی بالکل بے معنی ہے، اس کی سزا میں کافر خود اللہ تعالیٰ کی دشمنی کے سزاوار ہوں گے۔'' (درس قرآن ج:اول)

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، مُصَدِّقًا تصدیق کرنے والا ہے اسم فاعل (صَدَّقَ، يُصَدِّقُ، تَصْدِيقًا) باب تفعیل، تصدیق کرنا لِمَا (لِ-مَا) واسطے، اس کے جو بَيْنَ يَدَيْهِ لفظی ترجمہ ہاتھوں کے درمیان محاورہ میں اپنے سامنے کی اشیاء، یعنی قرآن حکیم سابقہ کتب سماویہ، (توراۃ، زبور، انجیل اور دیگر آسمانی صحائف وغیرہ) کی تصدیق کرتا ہے مگر ٹھیک ٹھیک ان الفاظ اور مضامین کی جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئے تھے نہ کہ تحریف شدہ کتب کی، وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ، هُدًى، ہدایت (هَدَى، يَهْدِي، هِدَايَةً، وَهُدًى) هُدًى، یہ قرآن کی صفت ہے، افراد اور قوموں کو ہدایت کی طرف بلاتا ہے بُشْرٰى بشارت اور خوشخبری، اللہ تعالیٰ کے یہاں کامیابی کی بشارت دیتا ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''آیہ کریمہ کے اس حصہ میں قرآن کی مزید تین صفتیں بیان ہوئی ہیں ایک یہ کہ وہ پچھلے صحیفوں کا مصدق ہے، دوسری یہ کہ وہ راہ حق کی طرف رہنمائی کر رہا ہے، تیسری یہ کہ جو اس کی رہنمائی قبول کرلیں وہ ان کو آخرت کی فوز وفلاح کی بشارت سنا رہا ہے، یہ تفصیل یہاں اس لئے پیش کی گئی ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ یہود کی یہ مخالفت صرف قرآن ہی کی مخالفت نہیں ہے بلکہ خود ان کی اپنی کتاب کی بھی مخالفت ہے۔ وہ اس ہدایت کے بھی مخالف ہیں جو پہلے نازل ہوئی اور اس ہدایت کے بھی دشمن ہیں جو، اب دنیا کی رہنمائی کیلئے نازل ہوئی۔'' (تدبر قرآن، ج:اول)

مَنْ جو کوئی، اسم موصول، كَانَ ہے (كَانَ يَكُوْن، كَوْنًا) ہونا، عَدُوًّا دشمن، لِّلّٰهِ اللہ کا، وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اس کے فرشتوں کا، وَجِبْرِيْلَ اور جبریلؑ کا، وَمِيْكٰلَ اور میکائیلؑ (فرشتے کا) یہ بھی مقرب فرشتے کا نام ہے۔ میکائیل کے معنی عبداللہ (اللہ کا چھوٹا سا بندہ) مخلوق کی رزق رسانی اور بارش کا کام اس کے سپرد ہے، بہرحال جبریلؑ ہو یا میکائیلؑ یا اور فرشتے سب کے سب اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے ہیں اور اپنے اپنے فرائض بجالانے پر مامور ہیں، اور ان کے درمیان کوئی اختلاف اور دشمنی نہیں ہے، جو کوئی ان سے دشمنی رکھتا ہے تو اسے جان لینا چاہیے، فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ تو بیشک اللہ تعالیٰ ان کافروں کا دشمن ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

''روایات سے واضح ہوتا ہے، میکائیل فرشتہؑ کو حضرت جبریلؑ کے برعکس (یہود) اپنا ہمدرد سمجھتے تھے، قرآن نے یہاں حضرت جبریلؑ کے ساتھ حضرت میکائیل کو شامل کر کے یہ واضح کیا ہے کہ جبریلؑ کا مخالف جس طرح اللہ اور اس کے تمام نبیوں اور رسولوں کا مخالف ہے اسی طرح وہ میکائیلؑ کا بھی مخالف ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتوں اور تمام رسولوں کی ملت ایک ہے، جبریل اور میکائیل اسی ملت سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے درمیان کوئی رقابت اور چشمک نہیں ہے کہ جبریل سے جن کی لڑائی ہو میکائیل اس سے دوستی گانٹھے رکھیں۔'' (تدبر قرآن، ج:اول)

آیات کی حکمت وبصیرت:

۱) فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور ہمہ وقت اس کے احکام بجالاتے ہیں، ان میں سے کسی سے دشمنی رکھنا ایمان کے منافی ہے۔

۲) قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب جسے جبریلؑ امین نے خاتم النبیینؐ کے قلب اطہر پر نازل کیا، بلکہ تمام انبیاء کرام پر یہی وحی لاتے رہے۔

قرآن سابقہ کتب آسمانی کا مصدق ہے، اسے تسلیم کرنا ہدایت اور بشارت کی نوید ہے، نسل انسانی کیلئے تا قیامت صرف اور صرف یہی کتاب ہدایت ہے جس کا عملی نمونہ سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

....

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ، وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ (٩٩) اَوَ
كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ، بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (١٠٠)

ہم نے آپ کی طرف ایسی آیات نازل کی ہیں جو صاف صاف حق کا اظہار کرنے والی ہیں اور ان کی پیروی سے صرف وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو فاسق ہیں، کیا ہمیشہ ایسا ہی نہیں ہوتا رہا ہے کہ جب بھی یہود نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک نہ ایک گروہ نے اسے ضرور ہی پس پشت ڈال دیا بلکہ ان میں سے اکثر (اس پر) ایمان ہی نہیں لاتے

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ، وَ (لَ- قَدْ) اور، البتہ تحقیق۔ لام اور قد، کلام میں تاکید پیدا کرتے ہیں۔ اَنْزَلْنَآ، ہم نے نازل کیا (اَنْزَلَ، يُنْزِلُ، اِنْزَالٌ) نازل کرنا۔ اٰيٰتٍ، آیۃ کی جمع ہے، ہر گول دائرہ میں ایک آیۃ کہلاتی ہے آیۃ کے لفظی معنی نشان کے ہیں ہر فقرہ جس میں کوئی حکم ہو، یا وہ ایک مستقل عبارت ہو، اسے آیۃ کہا جاتا ہے، قرآن حکیم میں کل آیات والناس تک ٦٦١٦ ہیں (اتقان فی علوم القرآن)، بَيِّنٰتٍ، روشن اور واضح، بَيِّنَةٌ کی جمع ہے اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ، مرکب توصیفی ہے، جمع مونث سالم ہے اس لئے زبر کی بجائے زیر استعمال ہوا ہے، قرآن حکیم کی آیات کے علاوہ انفس و آفاق اور انسان کے جسم و جان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کی بے شمار نشانیاں بکھری پڑی ہیں، ان سب کو آیات کہا گیا ہے لیل ونہار کی آمدورفت، کشتیوں اور جہازوں کا سطح آب پر چلنے، بادلوں کے ہواؤں کے دوش پر ادھر ادھر اڑنے، پانی کے برسنے اور مختلف چیزوں کے اگنے کو آیات یعنی اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے نشان کہا گیا ہے جو عقلمندوں کو دعوت فکر دیتے ہیں (البقرہ:١٦٤)

شہد کی مکھی پر غور کیجئے کس طرح یہ پہاڑوں پر بسیرا کرتی، پھلوں اور پھولوں سے رس چوستی ہے، جس سے ایسا لذیذ، میٹھا، مصفیٰ اور صحت بخش مشروب تیار ہوتا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت عیاں ہوتی ہے، ارشاد ہوتا ہے: اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ (النحل:٦٧) ''اصحاب عقل (اہل فکر) کے لئے اس میں اللہ کی قدرت کے نشان ہیں''۔

زمین کی پیداوار...... مختلف اجناس، پھل اور سبزیاں جو انسان کی صحت اور زندگی کا سامان بنتی ہیں، اس رحمٰن ورحیم کے نشان ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (سورۃ الشعراء:٧،٨) ''کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر قسم کی کتنی نفیس چیزیں اگائی ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ شک نہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے مگر اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں''۔
سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت کاملہ سے مریم کے بطن سے بغیر باپ کے پیدا کیا، اس کو بھی نشانی قرار دیا۔ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً (المومنین:۵)''اور ہم نے مریم کے بیٹے اور ان کی ماں کو نشانی بنایا'' اور کوئی انسان عقل وفکر سے کام لے تو معلوم ہوگا کہ ہر ذرہ اور ہر پتہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہے، کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهُ وَاحِدٌ

کائنات کی ہر چیز میں اس کی کاریگری ہویدا ہے اور یہ پتہ دے رہی ہے کہ اس کا خالق یکتا ہے۔
سید قطب شہید لکھتے ہیں:
''اللہ تعالیٰ نے واضح وصریح آیات نازل فرمائی ہیں مگر بنی اسرائیل ان کا انکار کر رہے ہیں ان کے انکار کی اصل وجہ کیا ہے؟ پہلی آیت میں اس وجہ کو بے نقاب کیا گیا ہے، انکار کی وجہ اللہ تعالیٰ سے ان کی بغاوت اور ان کی کج فطرتی ہے، فطرتِ سلیمہ کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ ان آیات پر ایمان لائے، ہر راست رو اور بے کھوٹ دل مجبور ہوگا کہ وہ ان آیات کو قبول کرے، اگر یہود یا دوسرے لوگ ان واضح آیات کا انکار کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ آیات ہدایت کیلئے کافی نہیں ہیں یا دلائل سے خالی ہیں بلکہ اس لئے کہ ان کی فطرت فاسد ہے اور وہ اللہ کے باغی و نافرمان ہیں''۔ (فی ظلال القرآن، ج:اول)
وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ، یہاں پر مَا نافیہ ہے یعنی نفی کا معنی دیتا ہے يَكْفُرُ، وہ کفر کرتا ہے فعل مضارع واحد مذکر غائب (كَفَرَ، يَكْفُرُ، كُفْرًا وَّ، كُفْرَانًا) انکار کرنا۔ کفر کرنا اِلَّا کلمہ استثنائے کلام، سوائے، مگر (Except) الفاسقون، فاسق لوگ، نافرمان فاسق کی جمع، فاسق وہ لوگ ہیں جو حدود اللہ کو توڑتے ہیں، بِهَا، یہ ضمیر آیات کی طرف جاتی ہے، یعنی نافرمان اور حدود اللہ کو توڑنے والے ہی آیات الٰہی کا انکار کرتے ہیں۔
اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ، اَوَ، ہمزہ استفہام (کیا) کے لئے استعمال ہوا اور واؤ عطف کے لئے آیا ہے۔ كُلَّمَا، حرف شرط (جب کبھی) Whenever، عٰهَدُوْا، انہوں نے عہد کیا، فعل ماضی جمع مذکر غائب (عَاهَدَ يُعَاهِدُ، مُعَاهَدَةً) عہد کرنا۔ عَهْدًا، کوئی عہد، نَبَذَهٗ (نَبَذَ-هٗ) پھینک دیا توڑ ڈالا اسے۔ فَرِيْقٌ، گروہ، جماعت۔ مِنْهُمْ (مِنْ-هُمْ) سے، ان یعنی جب کبھی بھی انہوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے کسی نہ کسی گروہ یا جماعت نے اسے توڑ ڈالا (اس کی خلاف ورزی کی)، بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ، بَلْ بلکہ (اَكْثَرُ-هُمْ) اکثر ان کے، لَا يُؤْمِنُوْنَ نہیں، ایمان رکھتے (اٰمَنَ، يُؤْمِنُ، اِيْمَانًا) ایمان لانا، رکھنا۔
مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں: ''یہودیوں کی تاریخ غداری، عہد شکنی، نافرمانی اور سرکشی کے واقعات سے بھری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑی ہے جب کبھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول نشانیاں لے کر آیا، انہو نے اس کو جھٹلایا، بلکہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے کا عہد کر لینے کے بعد بھی اس پر قائم نہ رہے۔ اسی انکار اور نافرمانی کی عادت نے انہیں حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے اقرار کرنے سے روکا''۔ (درس قرآن، جلد: اول)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

فسق (عہد شکنی) کی راہ یہود نے اختیار کی تو وہ ذلیل وخوار ہوئے، تو کیا اگر مسلمان اس راہ پر چلیں گے تو رسوائی سے بچ سکیں گے؟ آج امت مسلمہ کی حالت زار کا سبب کیا یہی فسق نہیں ہے؟ کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد مسلمانوں پر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں جنہیں وہ فراموش کئے ہوئے ہیں، کاش کہ وہ آیات قرآنی پر غور وفکر کریں۔

....

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ، كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (١٠١)

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے رسول (ﷺ) تشریف لائے، وہ تصدیق فرماتے ہیں اس کتاب (یعنی تورات) کی جو ان کے (یہود) پاس ہے تو اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے (خود) کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیا (ضد اور ہٹ دھرمی سے) گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہیں

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ، وَلَمَّا اور جب لَمَّا۔ کلمہ شرط ہے، وقت کو ظاہر کرتا ہے اسے فعل ماضی کے شروع میں لگاتے ہیں (جَآءَ - هُمْ) آیا، ان کے پاس، جَاءَ، يَجِيْئُ آنا، رَسُوْلٌ مِنْ عِنْدَاللّٰهِ، اللہ کی طرف سے رسول، یعنی اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس اللہ کی طرف سے تشریف لائے، مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ، مُصَدِّقٌ (تصدیق کرنے والا) اسم فاعل ہے، صَدَّقَ يُصَدِّقُ، تَصْدِيْقٌ تصدیق کرنا باب تفعیل لِمَا (لِ - مَا) لئے اس کے جو مَعَهُمْ (مَعَ - هُمْ) پاس۔ ان کے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب کی تصدیق فرماتے ہیں جو ان کے پاس ہے (تورات کی)۔

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں: ''یہود کو بتایا جا رہا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو تشریف لائے ہیں، یہ تمہاری کتاب اور اس کے دین کو مٹانے کیلئے نہیں، یہ تو عین اسے تازگی بخشنے اور حیات تازہ دینے کے لئے آئے ہیں''۔ (تفسیر ماجدی، ج: اول)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صداقت ہمیشہ صداقت ہی رہتی ہے، قرآن حکیم نے ان تمام صداقتوں کو تسلیم کیا ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئیں، تمام انبیاء کی بنیادی تعلیم اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار ہے، اس کے علاوہ اخلاقیات اور عدل وانصاف کی باتیں بھی ہمیشہ یکساں رہی ہیں، اس لئے اسلام نے سابقہ انبیاء اوران پر نازل ہونے والی کتب پر ایمان کو ضروری قرار دیا ہے، سورۃ بقرہ کے آغاز میں متقین کی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ (البقرہ:۴) ''وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل شدہ وحی (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں اوراس پر بھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اتاری گئی (یعنی سابقہ کتب اور انبیا علیہم السلام پر)''

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ، وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی، وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ، لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ، وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (البقرہ: ۱۳۶) ''(اے مسلمانو!) تم کہو کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اترا ہم پر (یعنی قرآن) اور جو اترا ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام پر اوران کی اولاد پر اور جو عطا ہوا موسیٰ اور عیسیٰ کو اور جو دوسرے انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے ملا، ہم ان سب (پیغمبروں) میں کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے (سب کے سب واجب التعظیم ہیں) اور ہم اسی کے فرمانبردار (یعنی مسلم) ہیں''۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ایمان کی تکمیل اسی وقت ہوگی جب ہم دل وجان سے سب انبیاء کرام کی تعظیم کریں گے جبکہ اطاعت صرف اور صرف خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ، کِتَابَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ، نَبَذَ پھینک دیا، قابل توجہ نہ سمجھا (نَبَذَ، یَنْبُذُ نَبْذًا) پھینک دینا، فَرِیْقٌ، جماعت، گروہ، اسم جنس، مِنَ الَّذِیْنَ ان میں سے جن کو، اُوْتُوا الْکِتٰبَ دی گئی کتاب، اُوْتُوا فعل ماضی مجہول، جمع مذکر غائب (اٰتٰی، یُؤْتِیْ، اِیْتَاءٌ) عطا کرنا، دینا، کِتَابَ اللّٰهِ، اللہ کی کتاب (تورات، قرآن حکیم) وَرَآءَ، پیچھے، (ظُهُوْرِ - هِمْ) اپنی پشتوں کے، ظَهْرٌ، پشت اوراس کی جمع ظُهُوْرِ ہے پس پشت ڈالنے سے مراد بھلانا اور فراموش کرنا۔

کَاَنَّهُمْ (کَاَنَّ - هُمْ) گویا کہ وہ، کَاَنَّ مشبہ بفعل ہے تشبیہ کا معنیٰ دیتا ہے، لَایَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ہیں (عَلِمَ، یَعْلَمُ، عِلْمًا) جاننا۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں: ''اس سے قبل کی آیہ مبارکہ میں یہود کی عہد شکنی کی جس روش کا ذکر ہوا ہے اس آیت میں اسی کی واقعاتی، شہادت پیش کردی گئی ہے کہ دیکھو جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایک رسول آیا، جو ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پیشین گوئیوں کے بالکل مطابق ہے جو ان کے پاس پہلے سے موجود ہیں تو ان کے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو اس طرح پیٹھ پیچھے پھینک دیا گویا اس سے کبھی کے آشنا ہی نہیں ہیں۔

''رسول سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، لفظ اگرچہ نکرہ کی صورت میں استعمال ہوا ہے لیکن بعد کی صفات اور سیاق وسباق سے مراد متعین ہو جاتی ہے، نیز اس سے رسول کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔

کتاب اللہ سے مراد تورات بھی ہو سکتی ہے اور قرآن بھی، تورات مراد لینے سے مطلب یہ ہوگا کہ ان اہل کتاب نے اہل کتاب ہو کر اللہ کی کتاب کو نبی آخرالزمان کے معاملہ میں اس طرح نظرانداز کیا گویا اس کو جانتے ہی نہیں، قرآن مجید مراد لینے کی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اہل کتاب ہونے کی وجہ سے اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ایک کتاب کو شناخت کرنے کے سب سے زیادہ اگر اہل تھے تو یہ تھے، اس لئے کہ یہ ایک آسمانی کتاب کے وارث اور امین ہونے کے مدعی بھی تھے اور اس طرح کی ایک کتاب (یعنی قرآن اور خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے آنے کی پہلے سے ان کو خبر بھی تھی، لیکن ضد اور حسد کا برا ہو کہ اہل کتاب ہو کر وہ اللہ کی کتاب کو اس طرح پیٹھ پیچھے پھینک رہے ہیں گویا کہ اس کو جانتے ہی نہیں۔'' (تدبر قرآن، ج: اول)

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انبیاورسل نے دعوت حق کو پیش کیا، سب نے ایک دوسرے کی تائید کی، سب کا مشن ایک ہی تھا کہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا جائے۔

۲) ضد اور ہٹ دھرمی، تکبر وغرور، راہ حق قبول کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ رہی ہے۔

....

وَاتَّبَعُوْا مَاتَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ، وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ، وَمَايُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ، فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَايُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ، وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ، وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ، وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰهُ مَالَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ، وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ، لَوْ كَانُوْا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَعْلَمُوْنَ (١٠٢) وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (١٠٣)

اور وہ (یہود) ان (خرافات) کی پیروی میں لگ گئے جو شیاطین سلیمانؑ کے دور حکومت میں پڑھتے پڑھاتے تھے۔ سلیمانؑ نے کبھی کفر کا ارتکاب نہیں کیا (وہ سحر سکھانے نہیں، دین سکھانے آئے تھے) مگر ہاں کفر شیاطین نے کیا جو لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے (اور وہ اس علم کے پیچھے ہو لئے) جو شہر بابل میں ہاروت و ماروت نامی دو فرشتوں پر اترا تھا اور وہ دونوں فرشتے کسی کو (سحر) نہیں سکھاتے تھے جب تک وہ پہلے صاف طور (لوگوں کو) متنبہ نہ کر دیتے تھے کہ ہم تو (محض ذریعہ) آزمائش ہیں پس (اے طالب سحر) تو کافر نہ بن (کفر میں نہ پڑ) پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے جس سے شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیں، ظاہر تھا کہ اذن الٰہی کے بغیر وہ اس ذریعے سے کسی کو بھی نقصان نہ پہنچا سکتے تھے مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود ان کیلئے نفع بخش نہیں، بلکہ نقصان دہ تھی اور وہ خوب جانتے تھے کہ جو کوئی اس (سحر) کا خریدار ہو اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، کتنی بری چیز تھی جسے انہوں نے اپنی جانوں کے عوض خریدا، کاش (کھرے دل سے) وہ سمجھتے!

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ، وَاتَّبَعُوْا ۔ اور انہوں نے پیروی کی فعل ماضی جمع مذکر غائب (اِتَّبَعَ، يَتَّبِعُ، اِتِّبَاعًا) مَا ، (اس چیز کی ۔ جو) مائے موصول ہے، تَتْلُوْا ، تلاوت کرتے تھے، فعل مضارع واحد مونث غائب (تَلَا، يَتْلُوْا تِلَاوَةً) کسی کے پیچھے اس طرح چلنا کہ درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو، پڑھنے کے ساتھ ساتھ اگر معنیٰ و مفہوم بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا آئے تو اسے تلاوت کہا جاتا ہے، کسی عبارت کو پڑھنے پر بھی اس کا اطلاق اسی لئے ہوتا ہے کہ اس میں بھی الفاظ یکے بعد دیگرے پڑھے جاتے ہیں، تلاوت کا لفظ عام طور پر کتب سماوی کے لئے مخصوص ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ (البقرہ:١٢١) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اسے یوں پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے (مفہوم و مطالب پر غور و فکر کرتے ہیں)۔

اَلشَّيٰطِيْنُ اس کا مفرد شیطان ہے، سرکش اور خبیث روح جس میں خیر کی کوئی رمق نہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شَيْطَانٌ وَهُوَ مِنْ خُبْثٍ وَ تَمَرُّدٍ وَلَمْ يَبْقَ فِيْهِ قَابِلِيَّةٌ لِلْخَيْرِ (ایسر التفاسیر۔ابی بکر جابر الجزائری) یہاں شیاطین سے مراد وہ سرکش اور متمرد جنات ہیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد مبارک میں تھے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ سرکش انسان ہوں (امام راغب اصفہانی) عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ، یعنی سلیمان علیہ السلام کے عہد میں یہاں پر عَلٰی بمعنی فِی' یعنی یہاں عَلٰی کا معنیٰ 'میں' کے ہیں (In the reign of Sulaiman) سلیمان علیہ السلام، سیدنا داوٗد علیہ السلام کے بیٹے تھے، عظیم پیغمبر ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انہیں عظیم بادشاہت بھی عطا کی تھی، ان کی بہت بڑی سلطنت تھی کہ پرند، چرند، ہوا اور جنات کو ان کا مطیع بنا دیا تھا، شام اور فلسطین کے علاوہ آپ کی حکومت کی حدیں مشرق کی طرف عراق تک اور مغرب میں مصر تک پھیلی ہوئی تھیں۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ، اور سلیمانؑ نے کفر نہیں کیا (یعنی سحر وساحری نہیں کی) لیکن شیاطین نے کفر کیا کہ وہ تعلیم دیتے تھے لوگوں کو (سحر) جادو کی۔ سِحْـر'' کا لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے اول دھوکہ اور بے حقیقت تخیلات پر بولا جاتا ہے جیسا کہ شعبدہ باز اپنے ہاتھ کی صفائی سے نظروں کو حقیقت سے پھیر دیتا ہے یا نَـمَّـامٌ (چغلخور) ملمع سازی کی باتیں کر کے کانوں کو صحیح بات سننے سے روک دیتا ہے۔ (مفردات القرآن، امام راغب)

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہود کی ایک اور نارواحرکت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی حقیقی وحی ماننے کی بجائے جادو اور سفلی عملیات کی پیروی کرتے ہیں، یہ جادو اور سفلی عملیات وہ ہیں جو حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں شیاطین نے عام کر رکھے تھے۔

یہ لوگ جادو اور کفر والی حرکتیں تو خود کرتے تھے۔ لیکن انہیں حضرت سلیمانؑ کی طرف منسوب کر دیتے تھے ان پر یہ الزام لگاتے تھے کہ یہ جادو حضرت سلیمانؑ سکھاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعہ حضرت سلیمانؑ کی بریت کا اعلان کر دیا اور کہا کہ یہ لوگ سراسر جھوٹ بولتے ہیں۔ (درس قرآن، ج:اول)

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ، وَمَا ۔ اور اس کا جو، اُنْزِلَ نازل کیا گیا، عَلَى الْمَلَكَيْنِ دو فرشتوں پر، مَلَكٌ، فرشتہ، مفرد ہے، بِبَابِلَ ۔ شہر بابل میں، بابل عراق کے دارالخلافہ بغداد سے ساٹھ میل جنوب دریائے فرات کے کنارے مشہور شہر تھا۔ تقریباً وہیں جہاں آج کل حلہ کی آبادی ہے، هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ، دو فرشتوں کے نام ہیں۔ (تفسیر ماجدی)

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ، وَمَا يُعَلِّمٰنِ اور وہ دونوں نہیں سکھلاتے تھے۔ مِنْ اَحَدٍ ، کسی کو، حَتّٰى يَقُوْلَآ ، یہاں تک کہ وہ دونوں کہتے (خبردار کرتے) اِنَّمَا نَحْنُ سوائے اس کے نہیں، ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، فِتْنَةٌ فتنہ آزمائش، فَلَا تَكْفُرْ پس نہ تم کفر کرو۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

''اس آیت کی تاویل میں مختلف اقوال ہیں، مگر جو کچھ میں نے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ جس زمانے میں بنی اسرائیل کی پوری قوم بابل میں قید اور غلام بنی ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کو انسانی شکل میں ان کی آزمائش کے لئے بھیجا ہوگا جس طرح قوم لوط کے پاس فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں گئے تھے، اسی طرح ان اسرائیلیوں کے پاس وہ پیروں اور فقیروں کی شکل میں گئے ہوں گے وہاں ایک طرف انہوں نے بازار ساحری میں اپنی دکان لگائی ہوگی اور دوسری طرف وہ اتمام حجت کیلئے ہر ایک کو خبردار بھی کردیتے ہوں گے کہ دیکھو: ہم تمہارے لئے آزمائش کی حیثیت رکھتے ہیں، تم اپنی عاقبت خراب نہ کرو، مگر اس کے باوجود لوگ ان کے پیش کردہ عملیات، نقوش اور تعویذات پر ٹوٹے پڑتے ہوں گے۔

فرشتوں کے انسانی شکل میں آکر کام کرنے پر کسی کو حیرت نہ ہو، وہ سلطنت الٰہی کے کارپرداز ہیں، اپنے فرائض منصبی کے سلسلے میں جس وقت جو صورت اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے وہ اسے اختیار کرسکتے ہیں، ہمیں کیا خبر کہ اس وقت بھی ہمارے گردوپیش کتنے فرشتے انسانی شکل میں آکر کام کرجاتے ہوں گے، رہا فرشتوں کا ایک ایسی چیز سکھانا جو بجائے خود بری تھی تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے پولیس کے بے وردی سپاہی کسی رشوت خوار حاکم کو نشان زدہ سکے اور نوٹ لے جاکر رشوت کے طور پر دیتے ہیں تاکہ اسے عین حالت ارتکاب جرم میں پکڑیں اور اس کے لئے بے گناہی کے عذر کی گنجائش باقی نہ رہنے دیں۔'' (تفہیم القرآن، ج: اول)

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَايُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ، فَيَتَعَلَّمُوْنَ، پس وہ سیکھتے تھے جمع مذکر غائب (تَعَلَّمَ، يَتَعَلَّمُ، تَعَلُّمًا) سیکھنا، مِنْهُمَا ان دونوں سے، هُمَا کی ضمیر ھاروت، ماروت کی طرف جاتی ہے، مَا۔ جو، يُفَرِّقُوْنَ تفریق پیدا کریں، مضارع جمع مذکر غائب (فَرَّقَ، يُفَرِّقُ، تَفْرِيقًا) باب تفعیل، تفرقہ ڈالنا بِهٖ (ب۔ ہ) ساتھ اس کے بَيْنَ درمیان، الْمَرْءِ، مرد، وَ زَوْجِهٖ، (زوج۔ ہ) اس کی زوجہ (بیوی) یعنی وہ ان فرشتوں سے ایسا علم حاصل کرتے تھے جس سے مرد اور عورت میں تفرقہ ڈالیں، وہ فرشتے یقیناً انہیں صالح اور پاکیزہ زندگی کی خوبیاں اور بری اور بے حیائی کی زندگی کی خامیاں بتاتے ہوں گے مگر جنہوں نے اپنی فطرت ہی کو بگاڑ لیا ہو انہیں برائی ہی میں مزہ آتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ معاشرتی زندگی میں ازدواجی تعلق انسانی تمدن کی جڑ ہے عورت اور مرد کے تعلق کی صحت اور درستی پر پورے انسانی تمدن کی صحت اور درستی کا دارومدار ہے اور اس میں خرابی اور فساد سے یہ سارا نظام تلپٹ ہوجاتا ہے اور وہ شخص انتہا درجہ کا شریر اور فسادی ہے جو اس درخت کی جڑ پر تیشہ چلاتا ہے، ظاہر ہے کہ شیاطین اور ان کے ساتھی ہی ہر برائی اور بے حیائی پھیلانے میں پیش پیش ہیں۔ جبکہ وحی الٰہی اور انبیاء علیہم السلام نیز ابرار و صالحین کی پاکیزہ زندگیاں انسانوں کے لئے مشعل راہ بنتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ، وَمَا هُمْ اورنہیں وہ، یہاں پر مَا نفی کا معنی دیتا ہے
بِضَآرِّيْنَ (بِ. ضَآرِّيْنَ) اسم فاعل، اس کا مادہ (ض، ر، ر) (ضَرَّ يَضُرُّ، ضَرًّا وَضُرًّا وَضَرَرًا) نقصان پہچانا، ضَرَّاء
سختی اور قحط کا معنی بھی دیتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوا:

وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ (البقرہ:۱۷۷) اور بدحالی اور سختی (تنگی و ترشی) میں صبر کرنے والے
بِهٖ (بِ. ہٖ) ساتھ، اس کے، یعنی ساتھ اس سحر (جادو) کے مِنْ اَحَدٍ، کسی کو، اِلَّا مگر، بِاِذْنِ اللّٰهِ، اللہ کے حکم سے، یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کسی کو، کوئی شخص نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ، وَيَتَعَلَّمُوْنَ اور وہ سیکھتے، مضارع جمع مذکر غائب (تَعَلَّمَ، يَتَعَلَّمُ، تَعَلُّمًا) سیکھنا، مَا، جو (موصول) يَضُرُّهُمْ، ضرر پہنچائے انہیں، وَلَا يَنْفَعُهُمْ، اور نہ فائدہ پہنچائے انہیں۔

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰهُ، وَلَقَدْ اور البتہ ضرور بضرور لَقَدْ اور لام تحقیق کلام کیلئے آتے ہیں، عَلِمُوْا ان سب نے جان لیا (عَلِمَ، يَعْلَمُ، عِلْمًا) جاننا، لَمَنِ (لَ. مَنْ) البتہ، جس کسی نے، اِشْتَرٰهُ، خریدا، اسے (اِشْتَرٰى، يَشْتَرِىْ، اِشْتِرَاءً) خریدنا (جادو کو) ہٗ کی ضمیر سحر (جادو) کی طرف ہے۔ مَالَهٗ نہیں ہے اس کے لئے، فِي الْاٰخِرَةِ، آخرت میں، مِنْ خَلَاقٍ، کچھ، حصہ (سحر) جادو، اختیار کرنا کفر کی راہ ہے اور آخرت میں اس کا بدلہ ناکامی ہے۔

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ، لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، وَلَبِئْسَ (وَلَ. بِئْسَ) البتہ، برا ہے، لام تاکید کے لئے ہے بئس، کلمہ ذم ہے، مذمت کے لئے آتا ہے۔ مَا، جو، شَرَوْا انہوں نے بیچا، فعل ماضی جمع مذکر غائب (شَرٰى، يَشْرِىْ، شِرًى) بیچنا، بِهٖ۔ ساتھ، اس کے، اَنْفُسَهُمْ، اپنی جانوں کو اس جادو کے بدلے میں جو انہوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا ہے یہ انتہائی مذموم حرکت ہے، دین حق جو دنیا اور آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے اسے چھوڑ دیا اور سحر اور کفر کو ترجیح دیا کہ جو دنیا اور آخرت میں رسوائی کا سامان ہے، لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، لَوْ، کاش، حرص تمنا، كَانُوْا، ہوئے، يَعْلَمُوْنَ جانتے، کاش کہ انہیں حقیقت تک رسائی ہوتی۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، وَلَوْ، اور اگر، اَنَّهُمْ (اَنَّ. هُمْ) بیشک، وہ، اٰمَنُوْا، ایمان لاتے، (اٰمَنَ، يُؤْمِنُ، ایمانًا) ایمان لانا، وَاتَّقَوْا اور ڈرتے، (و ق ى) اس کا مادہ ہے (اِتَّقٰى، يَتَّقِىْ، اِتِّقَاءً) ڈرنا، بچنا (گناہوں سے) باب افتعال ہے لَمَثُوْبَةٌ (لَ. مَثُوْبَةٌ) ثَابَ يَثُوْبُ، ثَوْبًا وَ ثَوَبَانًا اس کا لفظی معنی لوٹنا، اَلثَّوَابُ اور اَلْمَثُوْبَةُ، اعمال کا بدلہ ہے کیونکہ نیکی کرنے والے کی طرف اس کا اجر لوٹتا اس لئے اسے ثواب کہتے ہیں، مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہتر، لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، کاش کہ وہ اس حقیقت کو جانتے اگر یہ جادو کی تعلیم حاصل کرنے والے اللہ پر ایمان لاتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے صاف ستھری زندگی گزارتے تو اس کے یہاں اجر عظیم پاتے، مگر افسوس کہ خواہشات کے پیچھے چل کر انہوں نے کتنے بڑے اجر کو ضائع کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) سحر کفر ہے، انبیاء علیہم السلام کا دامن اس قسم کی تعلیم سے مبرا ہوتا ہے، وہ لوگوں کو ایمان ویقین، عفوودرگزر، احسان ومروت اور صبر وثبات کی تعلیم سے آراستہ کرتے ہیں جبکہ سحر میں نفاق وشقاق، حسد وبغض، نفرت وعداوت اور غداری ودغابازی کے سوااور کچھ نہیں ہے۔

۲) جب بندہ اللہ تعالیٰ کے سایہ رحمت میں آ جاتا ہے تو شیاطین اوران کے ساتھیوں کے تمام تر مکروفریب بیکاراور معطل ہوجاتے ہیں۔

۳) سحرایسی لایعنی باتوں کا نہ تو دنیامیں کوئی فائدہ ملتاہےاورنہ ہی آخرت میں کوئی اجروثواب ہے، گویا کہ دنیاوآخرت کا خسارہ ہے۔

۴) وہ ہر شے جو کاہن اور جادوگر کفروخیانت کے وسائل سے حاصل کرتے ہیں، مومن اس سے کہیں بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی میں حاصل کرلیتا ہے، یہ حقیقت ہے کہ جورب کائنات کا پیارا ہوجائے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے تابع ہو جاتا ہے مگر اکثر لوگ اس بات سے غافل ہیں۔

....

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا، وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۱۰۴) مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ، وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ، وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (۱۰۵)

اے ایمان والو! (پیغمبر علیہ السلام) سے رَاعِنَا نہ کہا کرو بلکہ اُنْظُرْنَا کہا کرو اور (بات کو پہلے ہی) توجہ سے سنا کرو (تا کہ دہرانے کی ضرورت ہی نہ پڑے) اور منکرین کیلئے تو المناک عذاب ہے، وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا خواہ وہ اہل کتاب سے ہوں یا مشرکین سے ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی بھلائی (قرآن) نازل ہو، اوراللہ تو جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے اور وہ بڑا ہی فضل کرنے والا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا، اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو یٰۤاَیُّهَا حرف نِدا (بلانے اور پکارنے کیلئے استعمال ہوتا ہے)
الَّذِیْنَ وہ لوگ جو (اسم موصول)، اٰمَنُوْا ایمان لائے (منادی) جسے بلایا جائے، پکارا جائے خطاب اہل ایمان کو ہو رہا ہے اور خطاب کرنے والا رب العالمین ہے قرآن حکیم میں اٹھاسی مقامات پر اہل ایمان کو خطاب کیا گیا ہے۔ اہل ایمان کو جہاں بھی خطاب کیا جاتا ہے۔ انہیں کوئی اہم بات بتائی جاتی ہے کہ وہ اس کی پیروی اور اطاعت کریں، اور نافرمانی سے بچیں، لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا، نہ تم کہو، رَاعِنَا (رَاعِ – نَا) خیال کیجئے، ہمارا (رَآعیٰ، یُرَاعِیْ، مُرَاعَاۃ) باب مفاعلہ۔ حفاظت کرنا، خیال کرنا، اس سے فعل امر واحد مذکر حاضر رَاعِ

مولانا محمد حنیف ندوی لکھتے ہیں:

''مسلمان کے نزدیک حب رسولؐ وہ گرانمایہ متاع ہے جس سے وہ کسی حالت میں بھی دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ شیفتگی اصل ایمان ہے، صحابہ کرامؓ جب دربار رسالت میں ہوتے اور مختلف مسائل کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ عالی کو اپنی طرف مبذول کرانا ہوتا تو کہتے رَاعِنَا کہ حضور ہمارا بھی خیال رہے، لیکن بد باطن اور بدعقیدہ یہودی مسلمانوں کی اس عقیدت کو برداشت نہ کرسکے۔ انہوں نے از راہ تمسخر و تحقیر رَاعِنَا (زبان کو دباتے ہوئے) کہنا شروع کردیا جس کے معنی ان کے ہاں کم عقل کے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اس موقع پر اُنْظُرْنَا کہو (جس کا معنی بھی اگرچہ، راعنا کی طرح ہمارا خیال کیجئے، ہماری طرف توجہ فرمایئے ہے، مگر یہ لفظ ذو معنی استعمال نہیں ہوسکتا ہے) اس میں انہیں خبث باطن کے اظہار کا کوئی موقع نہیں ملے گا، اس آیت سے حرمت رسولؐ کی حفاظت مقصود ہے اور یہ تلقین ہے کہ کوئی ایسا کلمہ جو توہین کا موہم بھی ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے استعمال نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ دلوں سے عقیدت مندی و ارادت کے جذبات محو ہوجائیں اور بجائے ایمان کے نرا کفر ہمارے حصہ میں آئے۔'' (تفسیر سراج البیان)

وَاسْمَعُوْا، اور تم سب غور سے سنو فعل امر جمع مخاطب (سَمِعَ، یَسْمَعُ، سَمْعًا) سننا، یعنی جو تمہیں حکم دیا جارہا ہے اسے گوش دل سے سنو اور اس پر عمل پیرا ہوجاؤ۔

www.KitaboSunnat.com

وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور کفار کیلئے، عذاب ہے، دردناک۔ اسلام کا مذاق اڑانے والوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے والوں کا انجام کبھی بہتر نہیں ہوسکتا۔

مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ، اور نہیں پسند کرتے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، اہل کتاب میں سے ہوں یا مشرکین میں سے یہ کہ نازل کی جائے تمہارے اوپر کوئی بھلائی، تمہارے رب کی طرف سے مَا یہاں پر نفی کا معنیٰ دیتا ہے، یَوَدُّ، وہ پسند کرتا ہے، فعل مضارع واحد مذکر غائب (وَدَّ، یَوَدُّ، وُدًّا) پسند کرنا، چاہنا الَّذِیْنَ، اسم موصول وہ لوگ جنہوں نے كَفَرُوْا، کفر کیا (كَفَرَ، یَكْفُرُ، كُفْرًا) کفر کرنا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین حق کا انکار کرنا، اَهْلِ الْكِتٰبِ کتاب والے، اس سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں، وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اور نہ ہی مشرکین، مشرک کی جمع ہے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں دوسروں کو شریک ٹھہرائیں، حالانکہ اس تمام کائنات میں ہر چیز کا صرف اور صرف وہ یکتا مالک ہے۔ اَنْ يُّنَزَّلَ، کہ نازل کی جائے، مضارع مجہول ہے (نَزَّلَ، يُنَزِّلُ، تَنْزِيْلًا) باب تفعیل، نازل کرنا، اتارنا اَنْ کی وجہ سے يُّنَزَّلَ حالت نصب میں ہے، عَلَيْكُمْ تم پر، مِنْ خَيْرٍ کوئی بھلائی، مِنْ رَّبِّكُمْ تمہارے رب کی طرف سے یعنی جو لوگ کافر ہیں، خواہ وہ اہل کتاب میں سے ہوں یا مشرکین میں سے وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی یعنی قرآن نازل ہو یا مسلمانوں کو کوئی بھلائی ملے۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ، اور اللہ مختص کر لیتا ہے، اپنی رحمت سے، جسے وہ چاہتا ہے، يَخْتَصُّ (اِخْتَصَّ، يَخْتَصُّ، اِخْتِصَاصُ) چن لینا مختص کرنا (بِرَحْمَتِ ہٖ) اپنی رحمت سے، مَنْ يَّشَاءُ جسے چاہتا ہے (شَاءَ، يَشَاءُ) چاہنا، وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور اللہ تعالیٰ مالک ہے بڑے فضل کا، ذُوْ، مالک، الْفَضْل فضل، رحمت، الْعَظِيْمِ بہت بڑا، اور اللہ تعالیٰ تو بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

"(وہ جس فرد، جس نسل، جس جماعت کو چاہے اپنے فضل وکرم سے نواز دے) اور اب اگر کسی قوم یا نسل کو محروم کیا جا رہا ہے تو اس کی بنا یہ نہیں کہ ادھر سے فضل وکرم میں کچھ کمی ہو گئی ہے بلکہ یہ اس لئے کہ خود اس قوم (بنی اسرائیل) نے اپنی مسلسل نالائق روش سے اپنے کو اس فضل وکرم کا نااہل ثابت کر دیا اور اب وہ اسے اس نعمت (نبوت) سے نوازے تو یہ آئین حکمت کے منافی ہے (یہ انعام اب بنی اسماعیل کو منتقل ہو رہا ہے)۔" (تفسیر ماجدی، ج:اول)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) ایمان کا تقاضا ہے کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وتکریم، والدین، بہن بھائی، عزیز و اقارب، اپنی جان یہاں تک کہ تمام لوگوں سے بڑھ کر ہو۔

۲) مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ دنیا کی کوئی غیر مسلم قوم ان کی دوست نہیں بن سکتی بلکہ ان کے مقابلہ میں تمام کفار و مشرکین، یہود ونصاریٰ ایک ہو جاتے ہیں، اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ، پوری دنیا کے کفار ایک ہی ملت ہیں، سورہ انفال میں ارشاد ہوا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (الانفال:۷۳) "اور جو لوگ کافر ہیں، وہ تو ایک دوسرے کے دوست ہیں"۔

سورۃ آل عمران میں مسلمانوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران:۲۸) مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفار کو اپنا رفیق اور دوست ہرگز نہ بنائیں۔

مگر مسلمانوں نے ان آیات کو نظر انداز کر دیا، ان کا احترام ان کے دلوں سے جاتا رہا، اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہر طرف ذلت ورسوائی کا سامنا ہے، فلسطین، کشمیر، چیچنیا، کوسووا میں مسلمانوں پر کس قدر ظلم وستم ڈھایا گیا ہے اور حال ہی میں افغانستان کے نہتے مسلمانوں پر کیا بیتی ہے؟ امریکہ بلا جواز اپنے حواریوں کے سہارے گزشتہ کئی روز سے بمباری کر رہا ہے، اس میں ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کا ناحق خون بہایا گیا ہے۔ نماز تراویح کے دوران بھی کئی مسلمان جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔ ستم بالائے ستم کئی اسلامی ملکوں کے سربراہ اس کھلم کھلا جارحیت کی حمایت کر رہے ہیں، گویا کہ وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کے خواہاں ہیں، یہ احکام الٰہی کی ڈھٹائی سے مخالفت ہے، اس نافرمانی سے بھلا عزت کیونکر مل سکتی ہے۔

خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةَ وَذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ

....

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا، نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا، اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (۱۰۶) اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (۱۰۷)

ہم جب کبھی کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا اُسے بُھلا دیتے ہیں تو اس جیسی یا اس سے بہتر آیت لاتے ہیں، کیا تمہیں خبر نہیں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے؟ (وہ ہر بات کی حکمت ومصلحت کو جانتا ہے) کیا تم جانتے نہیں ہو کہ زمین اور آسمانوں کی فرماں روائی اللہ ہی کے لئے ہے؟ نیز یہ کہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز ہے، نہ مددگار!

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا، ہم جب منسوخ کرتے ہیں کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں اسے، مَا جوکہ، نَنْسَخْ مضارع جمع متکلم (نَسَخَ، يَنْسَخُ، نَسْخًا) ہم منسوخ کرتے ہیں اردو زبان میں تنسیخ اور منسوخ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں اصطلاح شرع میں ایک حکم کی بجائے دوسرے حکم کا اجراء مراد ہے، اللہ تعالیٰ واحد ہے اور اس کے لئے جمع کا صیغہ بطور عزت کے آیا ہے، یہ عربی زبان کا اصول ہے کہ واحد کے لئے جمع کا صیغہ عزت وتکریم کے لئے لایا جاتا ہے۔ مِنْ اٰيَةٍ سے، آیت یعنی کسی آیت کو یا کسی حکم کو، اَوْ، یا۔ نُنْسِهَا، ہم بھلا دیتے ہیں (اَنْسٰى، يُنْسِيْ، اِنْسَاءً) بھلا دینا، نسیان طاری کرنا۔ نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا، ہم لاتے ہیں، اس سے بہتر یا اس جیسی، نَاْتِ ہم لاتے ہیں (اَتٰى،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یَأْتِیْ، اِتْیَان) آنا اور اس کے ساتھ بَ آجائے تو لانا کے معنی پیدا ہونگے۔ بِخَیْر (بِ. خَیْر) ساتھ بہتر یعنی ہم اس سے بہتر آیت یا حکم لاتے ہیں، اَوْ، یا، مِثْلِھَا، (مِثْلِ. ھَا) اس جیسی۔

أَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ، کیا تمہیں خبر نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے؟ أ کلمۂ استفہام (کیا؟)، لَمْ تَعْلَمْ تم نہیں جانتے ہو۔ اَنَّ اللّٰہَ، بیشک، اللہ تعالیٰ، عَلٰی، پر، کُلِّ شَیْءٍ ہر چیز، قَدِیْرٌ، قدرت رکھنے والا۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

''یہ ایک شبہ کا جواب ہے جو یہودی مسلمانوں کے دلوں میں ڈالنے کی کوشش کرتے تھے، ان کا اعتراض یہ تھا کہ اگر پچھلی کتابیں بھی خدا کی طرف سے آئی تھیں اور یہ قرآن بھی خدا کی طرف سے ہے، تو ان کے بعض احکام کی جگہ اس میں دوسرے احکام کیوں دیئے گئے ہیں؟ ایک ہی خدا کی طرف سے مختلف وقتوں میں مختلف احکام کیسے ہو سکتے ہیں؟ پھر تمہارا قرآن یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہودی اور عیسائی اس تعلیم کے حصے کو بھول گئے ہیں جو انہیں تعلیم دی گئی تھی، آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا کی دی ہوئی تعلیم ہو اور وہ حافظوں سے محو ہو جائے؟ یہ ساری باتیں وہ تحقیق کی خاطر نہیں بلکہ اس لئے کرتے تھے کہ مسلمانوں کو قرآن کے من جانب اللہ ہونے میں شک ہو جائے، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں مالک ہوں، میرے اختیارات غیر محدود ہیں، اپنے جس حکم کو چاہوں منسوخ کر دوں اور جس چیز کو چاہوں، حافظوں سے محو کر دوں، مگر جس چیز کو میں منسوخ یا محو کرتا ہوں، اس سے بہتر چیز اس کی جگہ پر لاتا ہوں یا کم از کم وہ اپنے محل میں اتنی ہی مفید اور مناسب ہوتی ہے جتنی پہلی چیز اپنے محل میں تھی۔'' (تفہیم القرآن، ج: اول)

یہ بات تو ہمارے روز مرہ مشاہدہ میں آتی ہے کہ ملکی قوانین میں کوئی اچھی حکومت عوام کے فلاح و بہبود کی خاطر ترمیم و تنسیخ کرتی رہتی ہے اور لوگوں کے مناسب حال اور سہولت کیلئے جو حکم بہتر اور مفید ہوتا ہے نافذ کر دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ تو احکم الحٰکمین ہے وہ لوگوں کے فائدے اور بہتری کیلئے جو حکم بھی چاہے بدل سکتا ہے اور مختلف حالات میں مختلف قسم کے احکام جاری کرنا عین اس کی حکمت و مصلحت ہے، عقیدہ اور ایمان میں کبھی تبدیلی نہیں آئی وہ روز اول سے اٹل اور یقینی ہیں، ہاں زندگی کے دوسرے معاملات میں کمی و بیشی ہوتی رہی، سورۃ انفال میں مسلمانوں کو جب کہ ان کی تعداد تھوڑی تھی اپنے سے دس گنا لشکر کے مقابلہ کا حکم ہوا اور پھر جب تعداد بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ بوجھ ہلکا کر دیا اور دوگنی تعداد پر فتح کا مژدہ سنا دیا گیا دیکھئے (آیات ۶۵-۶۶)

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰیَةً مَّکَانَ اٰیَةٍ، وَّاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ (النحل:۱۰۱)'' اور جب ہم ایک آیت کے بجائے دوسری آیت تبدیل کر کے نازل کرتے ہیں (تو اس کی حکمت و مصلحت) کو بھی اللہ ہی خوب جانتا ہے اور جو کچھ وہ نازل فرماتا ہے (وہ بھی اس کے علم میں ہے)''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مولانا امین احسنؒ اصلاحی لکھتے ہیں:

''اس قسم کے اعتراضات اٹھا کر یہود مسلمانوں کو قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدگمان کرنے کی کوشش کر رہے تھے، قرآن نے یہ ان کا جواب دیا ہے کہ تورات کا جو قانون منسوخ کیا جاتا ہے اس سے بہتر قانون اس کی جگہ دیا جاتا ہے، اسی طرح تورات کے جو احکام یہود نے فراموش کر دیئے تھے ان کی تجدید کی جاتی ہے اور اگر تجدید نہیں کی جاتی بلکہ ان کو نظر انداز کرایا جاتا ہے تو ان سے ملتے جلتے احکام دیئے جاتے ہیں یعنی اس تبدیلی سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایک تو خوب سے خوب تر کی طرف بڑھا رہا ہے، دوسرے دین کی جو دولت ضائع کر دی گئی تھی اس کی جگہ دین کے خزانہ کو نئی دولت سے معمور کر رہا ہے ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی ایسی نہیں ہے جو قابل اعتراض قرار دی جا سکے۔'' (تدبر قرآن، ج: اول)

اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی حکمرانی اللہ ہی کی ہے (وہ جسے اہل سمجھتا ہے اسے عطا کرتا ہے) اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز ہے، نہ مددگار!

مولانا امین احسنؒ اصلاحی لکھتے ہیں:

''یہاں بھی مخاطب وہی ہیں جو اوپر والی آیت (۱۰۶) میں مخاطب ہیں، البتہ جواب میں اس ذہنیت کو ملحوظ رکھ کر جو مذکورہ بالا سوال کے پس پردہ چھپی ہوئی تھی، تھوڑی سی تفصیل آ گئی ہے، یہود نسخ کے سوال کو اٹھا کر سادہ لوح لوگوں کے اندر جو وسوسہ اندازی کر رہے تھے اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ اس بات کو تاڑ گئے تھے کہ یہ تورات کے احکام کو منسوخ ہونا اور ان کی جگہ دوسرے احکام کا آنا محض تورات کے بعض احکام ہی کا منسوخ ہونا نہیں ہے بلکہ اس کے اندر یہود کی منصب امامت سے معزولی اور ان کی جگہ ایک دوسری امت (امت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے نصب وتقرر کا پیام بھی مضمر ہے، دراصل اس چیز کا غم وغصہ تھا جو نہیں کھائے جا رہا تھا اور اس کے اظہار کیلئے وہ نسخ کے سوال کو ایک پردہ کے طور پر استعمال کر رہے تھے، قرآن نے اس پردے کو اٹھا کر ان کو یہ جواب دیا کہ آسمان وزمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے اور اس کے اختیار میں ہے، وہ جس سے چاہتا ہے اس کو چھینتا ہے اور جس کو چاہتا بخشتا ہے، اب اگر تم اس منصب کے نااہل ثابت ہو چکے ہو جس پر اس نے تم کو سرفراز کیا تھا اور اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ تمہاری جگہ اس منصب پر کسی اور کو سرفراز فرمائے تو تمہارے غم وغصہ کے علی الرغم یہ بات ہو کے رہے گی اور تمہارا کوئی حامی اور مددگار خدا کے اس فیصلہ سے تمہیں بچا نہیں سکتا (وہ تو ہر چیز اور ہر بات پر یقیناً قادر ہے)۔'' (تدبر قرآن)

آیات کی حکمت وبصیرت

۱) یہود کا یہ غم وغصہ ہر دور اور ہر زمانے میں رہا ہے وہ مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ ریشہ دوانیوں میں مصروف رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، حال ہی میں امریکہ کے اندر جو سازش ہوئی اس کی تہہ میں یہود کی شرارتوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور افغانستان کے نہتے مسلمانوں پر جو ظلم وستم ڈھایا گیا ہے وہ تمام تر سرمایہ اور مہلک ہتھیار یہود کے فراہم کردہ ہیں۔

۲) یہود نے اپنے ساتھ نصاریٰ کو بھی ملا لیا ہے، بلکہ اسلامی ملکوں کے کئی سربراہ بھی زور و زر سے اپنے مطیع و فرمانبردار کر لئے ہیں کاش کہ مسلمان قرآن حکیم کو سمجھ کر پڑھیں کہ صرف اور صرف یہی روشن کتاب اور اس کی پاکیزہ تعلیمات انہیں کامرانیوں سے ہمکنار کر سکتی ہیں۔

....

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (۱۰۸) وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۱۰۹)

(اے مسلمانو!) پھر کیا تم اپنے رسول سے اسی قسم کے سوالات کرنا چاہتے ہو جو اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام سے کئے جا چکے ہیں اور جس شخص نے ایمان کو کفر سے بدلا، وہ صراطِ مستقیم سے بھٹک گیا، اہل کتاب میں سے اکثر یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر سے تمہیں کافر بنا دیں، اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر تمہارے لئے ان کی یہ خواہش ہے، اس کے جواب میں تم عفو و درگزر سے کام لو، یہاں تک کہ اللہ (ان کے بارے میں) اپنا فیصلہ صادر فرمائے، (جان لو) کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ، اَمْ حرف ہے، کبھی ہمزہ استفہام کے بعد دو چیزوں میں سے کسی ایک کے بارے میں پوچھا جاتا ہے جیسا کہ

وَ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ (الانبیاء:۱۰۹) ''میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا بعید ہے (یعنی قریب اور بعید میں سے کون سا ہے، میرے علم میں نہیں ہے)'' اور کبھی اس کا استعمال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بل کے معنی دیتا ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ، أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ (الرعد:١٦)''پھر پوچھیے 'کیا نابینا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں؟ (بلکہ یہ دونوں چیزیں کبھی برابر نہیں ہو سکتی ہیں)''

تُرِيدُونَ تم ارادہ کرتے ہو مضارع جمع مذکر مخاطب (أَرَادَ، يُرِيدُ، إِرَادَةً) أَنْ تَسْأَلُوا، یہ کہ تم سوال کرو (سَأَلَ، يَسْأَلُ، سُؤَالٌ) سوال کرنا، كَمَا (كَ۔ مَا) جیسا کہ سُئِلَ، ماضی مجہول واحد مذکر، سوال کیے گئے، مُوسَىٰ سیدنا موسیٰ علیہ السلام، مِنْ سے، قَبْلُ پہلے یعنی اس سے پہلے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے بنی اسرائیل نے بے مقصد اور لا یعنی سوالات کئے۔

سید قطبؒ شہید لکھتے ہیں:

''موسیٰ علیہ السلام کی قوم...... بنی اسرائیل...... نے انہیں طرح طرح سے پریشان کیا، ان سے دلائل اور معجزات کا مطالبہ کیا اور جب بھی ان کے رسول نے انہیں کوئی حکم دیا یا ان پر کوئی ذمہ داری ڈالی، انہوں نے ان کو زچ کیا جیسا کہ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر ان کی اس روش کو بیان کیا گیا ہے...... کچھ مسلمان، جو اس سے ملتی جلتی روش اختیار کر رہے تھے، اس پر نکیر کی گئی ہے اور انہیں بتایا گیا ہے کہ اس راستے پر چلنے کا انجام ہولناک ہے اور وہ ہے گمراہی اور ایمان کے بدلے کفر کو اختیار کرنا، یہود اس راہ پر چل کر اس مقام تک پہنچے اور وہ مسلمانوں کو اپنی رہنمائی میں اس ہولناک انجام تک پہنچانا چاہتے ہیں۔'' (فی ظلال القرآن، ج:اول)

وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ '' (اس کا انجام یہ ہوگا) کہ جس نے ایمان کو کفر سے بدلا تو وہ صراط مستقیم سے بھٹک گیا۔'' وَمَنْ اور جو (من) موصول، يَتَبَدَّلِ تبدیل کرنا، (تَبَدَّلَ، يَتَبَدَّلُ تَبَدُّلًا) باب تفعل، تبدیل کرنا، الْكُفْرَ کفر، ایمان کی ضد ہے، بِالْإِيمَانِ (بِ۔الْإِيمَانِ) بدلے، ایمان کے، یعنی جو ایمان کو چھوڑ کر کفر اختیار کرتا ہے، فَقَدْ (فَ۔ قَدْ) پس، بلاشبہ، قَدْ کلام میں تحقیق پیدا کرتا ہے۔ ضَلَّ (ضَلَّ۔ يَضِلُّ۔ ضَلَالًا) گمراہ ہوا، بھٹک گیا، ضلالت و گمراہی اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے، سَوَاءَ السَّبِيلِ سیدھی راہ، صراط مستقیم، کفر کی راہ یقیناً حق و صداقت کی راہ سے الگ تھلگ ہے اور جو بھی اسے اختیار کرتا ہے سیدھی راہ سے دور جا پڑتا ہے۔

وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ أَيْ أَخَذَ الْكُفْرَ وَتَرَكَ الْإِيمَانَ، کفر اختیار کیا اور ایمان کو چھوڑا، فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ أَيِ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، وہ گویا کہ صراط مستقیم سے بھٹک گیا۔ (تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن۔ مولانا ثناءاللہ امرتسری)

وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ چاہیں گے، اکثر، اہل کتاب میں سے (وَدَّ، يَوَدُّ، وُدًّا) چاہنا، دل سے خواہش رکھنا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ (اہل کتاب میں سے)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اَیْ تَمَنّٰی کَثِیْرٌ مِّنَ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی اَنْ یَصْرِفُوْکُمْ عَنْ تَوْحِیْدِاللّٰهِ وَالْاِیْمَانِ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ یَرْجِعُوْکُمْ کُفَّارًا کَمَا کُنْتُمْ حَسَدًا لَّکُمْ ، یہود ونصاریٰ میں سے اکثر تمہیں اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان سے پلٹا کر کفر کی طرف لے جانا چاہتے ہیں گے محض حسد اور بغض کی وجہ سے (المراغی) لَوْ کلمہ تمنّی (کاش) یَرُدُّوْنَکُمْ (یَرُدُّوْنَ. کُمْ) لوٹائیں وہ تم کو (رَدَّ، یَرُدُّ، رَدًّا) لوٹانا، واپس کرنا، مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ کُفَّارًا تمہارے ایمان لانے کے بعد کفر میں، یعنی یہود ونصاریٰ کی یہ انتہائی خواہش ہے کہ تم ایمان اور اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لو، حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ ، حسد کے سبب جو، ان کے نفسوں میں جوش مارتا ہے، دوسروں کی نعمت کے زوال کو حسد کہتے ہیں اور دل میں ایسا بغض رکھنے والا حاسد کہلاتا ہے اور یہ بدترین عادت ہے، قرآن حکیم میں حاسد کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی ہے

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ، (الفلق:۵) ''(اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں) حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

یاد رکھیے، سورۃ الفلق، سورۃ الناس کو خاص طور پر سونے سے پہلے ضرور پڑھنا چاہیے۔

غبطہ اور حسد میں فرق ہے، غبطہ کسی اچھی بات پر رشک کرنا اور اس کے حصول کی کوشش کرنا ہے یہ خواہش کیے بغیر کہ کسی سے کوئی نعمت چھن جائے جبکہ حسد میں ہمیشہ دوسروں کی نعمت دیکھ کر دل جلتا رہتا ہے، مومن اچھے کاموں پر رشک کرتا ہے جبکہ منافق حسد سے کام لیتا ہے۔

مِنْ بَعْدِ مَاتَبَیَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ، اس بات کے بعد کہ حق (دین حق) ان پر واضح ہو گیا، یعنی خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن حکیم کی حقانیت ان پر واضح ہو گئی کہ یہ بشارت تورات وانجیل میں بھی موجود تھی۔

فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ، فَاعْفُوْا (ف. اعْفُوْا) پس تم معاف کر دو، فعل امر جمع مذکر (عَفَا، یَعْفُوْ، عَفْوًا) گناہ کو معاف کر دینا اور اس پر مواخذہ نہ کرنا، وَاصْفَحُوْا (وَ. اِصْفَحُوْا) اور، درگزر کر، فعل امر جمع مذکر (صَفَحَ، یَصْفَحُ، صَفْحًا) لعنت ملامت نہ کرنا، بلکہ کشادہ دلی سے چھوڑ دینا، حَتّٰی یہاں تک کہ یَاْتِیَ لائے (اَتٰی یَاْتِی، اِتْیَانٌ)، آنا اور اس کے بعد 'ب' آ جائے تو مفہوم لانا کے ہوتے ہیں، حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

''اور تم اس راستے پر چلتے رہو جو اللہ نے تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے اور اپنے رب کی بندگی واطاعت کرو اور اس کے یہاں اپنے نیک اعمال کا ذخیرہ کرتے رہو (اور ان کے معاملات میں خواہ مخواہ وقت ضائع نہ کرو)۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آیات کی حکمت وبصیرت

۱) بغیر کسی مقصد کے سوالات کرتے رہنا اور عمل سے گریزاں رہنا، پسندیدہ بات نہیں ہے۔

۲) ایمان لانے کے بعد کفر میں پڑنا انتہائی مذموم بات ہے گویا کہ ایسا شخص جو ایمان لانے کے بعد کفر کو اختیار کرتا ہے وہ روشنی کو چھوڑ کر تاریکیوں میں گم ہو جاتا ہے۔

۳) حق اور باطل میں صرف وہی شخص فرق کر سکتا ہے جو تعصب اور ضد کی عینک اتار پھینکتا ہے۔

۴) دوسروں کے ساتھ حتی الوسع عفو و درگزر سے کام لینے اور اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہنے سے انسان کو بہت سی مشکلات سے نجات مل جاتی ہے، قرآن نے کئی جگہ مختلف پیرائے میں یہ بات ذہن نشین کرائی ہے کہیں کہا گیا، وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ یعنی جہلاء سے کنارا کرتے رہیں۔ اور کہیں عباد الرحمٰن کے بارے میں ارشاد ہوا، وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا'' اور اگر جاہل ان سے مخاطب ہوں تو وہ ان کو (دور سے) سلام کرتے ہیں (یعنی الگ ہو جاتے ہیں اور ان کے منہ نہیں لگتے)''

۵) اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی مسلمانوں سے دشمنی ہمیشہ رہی ہے، وہ کبھی بھی مسلمانوں کو پھلتے پھولتے دیکھنا پسند نہیں کرتے، افغانستان میں نظام اسلام کو قوت پکڑتے انہیں کسی طرح بھی پسند نہ تھا، چنانچہ وہ کفر کی طاقتوں کو اکٹھا کر کے بلا جواز نہتے مسلمانوں پر گزشتہ دو ماہ سے بمباری کر رہے ہیں (جو آج 20 رمضان 1422ھ تک جاری ہے) اور ناقابل بیان جانی و مالی نقصان ہوا ہے، افسوس کہ مسلمانوں نے قرآن حکیم کی روشن تعلیمات کو فراموش کر رکھا ہے، اسی وجہ سے انہیں نقصان پہنچ رہا ہے، کفار نے تو اپنا پلیٹ فارم ایک بنا لیا ہے بلکہ مسلمانوں میں سے منافقین کو بھی اپنے ساتھ جوڑ لیا ہے مگر افسوس کہ مسلمان بکھرے ہوئے ہیں اور ان کی صفوں میں کہیں اتحاد نظر نہیں آتا ہے۔

....

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ، وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَاللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (۱۱۰)

اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور تم اپنی عاقبت کیلئے جو بھلائی کما کر آگے بھیجو گے، اللہ کے ہاں اسے موجود پاؤ گے اور جو کام تم کرتے ہو بلاشبہ اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ، اور قائم کرو نماز اور ادا کرو زکوۃ۔ وَاَقِیْمُوْا اور قائم کرو فعل امر جمع مذکر (اَقَامَ، یُقِیْمُ، اِقَامَةٌ) قائم کرنا ''اِقَامَةِ صَلٰوة'' نماز کو پورے آداب کے ساتھ سنت کے مطابق وقت کی پابندی سے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

باجماعت، نیز خشوع وخضوع اور حضور قلب سے ادا کرنا ہے۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

''الاقامة فی المکان کے معنی کسی جگہ پر ٹھہرنے اور قیام کرنے کے ہیں اور اِقَامَةُ الشَّیْءِ (کسی چیز کی اقامت) کے معنی اس کا پورا پورا حق ادا کرنے کے ہوتے ہیں چنانچہ قرآن میں ہے:

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتَابِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِیْلَ (المائدہ:٦٨)''فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب! جب تک تم تورات اور انجیل کو قائم نہ رکھو گے کچھ بھی راہ پر نہیں ہو سکتے (یعنی جب تک کہ علم وعمل سے ان کے پورے حقوق ادا نہ کرو، راہ ثواب نہیں پا سکتے ہو)

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں کہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے یا نمازیوں کی تعریف کی گئی ہے وہاں اِقَامَةٌ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس میں اس بات پر تنبیہ کرتا ہے کہ نماز سے مقصود محض اس کی ظاہری ہیئت کا ادا کرنا ہی نہیں ہے بلکہ اسے جملہ شرائط کے ساتھ ادا کرنا مراد ہے، اسی بنا پر کہیں اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ اور کہیں الْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ یعنی نماز کو قائم کرنے والے آیا ہے۔(مفردات القرآن)

الصلوٰة کے لغوی معنی دعا کے ہیں مگر اصطلاح میں صلوٰة (نماز) اس طرح ادا کرنا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی جیسا کہ

حدیث مبارک ہے: صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ.....''نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتا دیکھتے ہو۔''

وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ اور ادا کرو زکوٰة (اٰتٰی، یُؤْتِیْ، اِیْتَاءٌ) دینا، عطا کرنا، الزَّکٰوةَ اس کا مادہ (ز ک و) ہے امام راغب لکھتے ہیں:

''الزکوٰة کے اصل معنی پھلنے پھولنے کے ہیں، یہ بات اللہ تعالیٰ کی عنایت ورحمت سے حاصل ہوتی ہے، اس کا تعلق دنیاوی چیزوں سے بھی ہے اور اُخروی امور سے بھی، عربی محاورہ ہے: زَکَا الزَّرْعُ، کھیتی پھلی پھولی

اور ایک آیہ مبارکہ میں ہے: اَیُّھَا اَزْکٰی طَعَامًا (الکھف:١٩) کس کا کھانا زیادہ صاف ستھرا ہے۔

اَزْکٰی سے ایسا کھانا مراد ہے جو حلال اور خوش ذائقہ ہو اس سے زکوٰة کا لفظ مشتق ہے یعنی (کسب حلال) سے وہ مال جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حق سے نکال کر فقراء ومساکین کو دیا جاتا ہے اسے زکوٰة اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں خیر و برکت کی امید ہوتی ہے اور اس لئے بھی کہ اس سے نفس پاکیزہ ہوتا ہے(مفردات القرآن)۔

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَاللّٰهِ، اور جو کچھ تم آگے بھیجو گے اپنے لئے نیکی میں سے پاؤ گے (اجر اس کا) اللہ تعالیٰ کے پاس، وَمَا اور جو یہاں پر مَا موصولہ ہے تُقَدِّمُوْا مضارع جمع مذکر مخاطب (قَدَّمَ، یُقَدِّمُ، تَقْدِیْمٌ) آگے بھیجنا، لِاَنْفُسِکُمْ (لِ. اَنْفُسِ. کُمْ) لئے نفسوں، اپنے کے، یعنی اپنے نفسوں کیلئے مِّنْ خَیْرٍ، بھلائی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیکی میں سے تَجِدُوْہُ تم پاؤ گے اسے (وَجَدَ، یَجِدُ، وِجْدَانٌ) پانا، عِنْدَاللّٰہِ، اللہ تعالیٰ کے پاس، اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ، بیشک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم عمل کرتے ہو اسے دیکھتا ہے۔

کلمہ طیبہ کا سچے دل سے اقرار کے بعد اسلامی معاشرے کو مضبوط اور توانا بنانے میں نماز اور زکواۃ کا بڑا اہم کردار ہے نماز معاشرتی زندگی کو ٹھوس بنیادوں پر استوار کرتی ہے جبکہ زکوٰۃ تمام معاشی ناہمواریوں کا بہترین حل ہے۔

کوئی ریاست جب معاشرتی اور معاشی طور پر مضبوط ہو جاتی ہے تو وہاں ہمہ جہت تعمیر وترقی ہوتی ہے اور کوئی دشمن اسے میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا اور وہ ہر طرح سے فلاحی ریاست کہلاتی ہے۔ اس لئے قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

مولانا امین احسنؒ اصلاحی لکھتے ہیں:

''یہ مسلمانوں کو معاندین اسلام کی مخالفتوں کا علاج بتایا گیا ہے کہ اگر تم ان فتنوں پر غالب آنا چاہتے ہو تو نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو، اسی سے تمہاری وہ روحانی و اخلاقی تربیت ہوگی جو تمہیں ایک طرف تو مخالفین کی وسوسہ اندازیوں سے بالکل مامون کر دے گی دوسری طرف تم کو جماعتی حیثیت سے ایک ایسی بنیان مرصوص بنا دے گی کہ کوئی طاقت بھی تمہیں ہلا نہ سکے گی، قرآن مجید میں نماز اور زکوٰۃ کو تمام دین کی بنیاد، تمام تربیت و اصلاح کی اساس اور تمام قوت و طاقت کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے اور دوسری ساری چیزوں کو ان کے تابع قرار دیا گیا ہے، مکی سورتوں میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے مقابل میں صبر واستقامت کی تلقین کی گئی ہے، وہاں نماز کی تاکید کی گئی ہے، سورہ البقرہ میں تحویل قبلہ کے حکم کے بعد جب مخالفت کا طوفان اٹھا تو فرمایا گیا کہ: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ، اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (بقرہ:۱۵۳) ''اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو بلاشبہ اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔'' اسی طرح جو لوگ مضبوط تربیت کے بغیر جنگ و جہاد کے لئے جلدی مچاتے تھے ان کو نماز و زکوٰۃ کے ذریعہ اپنی تربیت کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

کُفُّوْٓا اَیْدِیَکُمْ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ (النساء:۷۷) ''ابھی تم اپنے ہاتھ روکو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔''

سورۃ حج میں مسلمانوں کو جہاد کا حکم دینے کے بعد ہدایت فرمائی کہ: فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ (حج:۷۸) ''پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ (کہ وہی حقیقی سہارا ہے)۔''

آیۃ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) جہاد ایسی قیمتی چیز سے پہلے نفس کی تہذیب واصلاح، نیز معاشرتی اور معاشی قوت ضروری ہے اور اس کا حصول صرف نماز اور زکوٰۃ سے ہو سکتا ہے، ہمارے اسلاف نے قرآن حکیم کی ان تعلیمات پر کاربند ہو کر کامیابیاں حاصل کیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور ہم انہیں فراموش کر کے خائب و خاسر ہوئے ہیں۔

۲) نماز کی صف بندی سے اتحاد کی قوت پیدا ہوتی ہے اور امام کی اقتداء میں نظم وضبط کا شعور پیدا ہوتا ہے، پھر غور کیجئے، اس کا دائرہ کتنا وسیع ہوتا ہے، محلہ اور بستی کی مسجد سے آگے شہروں کی جامع مسجد میں نماز جمعہ پھر کھلے میدانوں میں عیدین کی نمازیں، پھر ایام حج میں عرفات کے میدان میں دنیا کے مسلمانوں کی صف بندی کا روح پرور اجتماع انہیں اتحاد واتفاق کا عظیم درس دیتا ہے، کاش کہ مسلمان اس کو سمجھنے کی کوشش کریں، ایک اور نیک بن کر، آپس میں معین ومددگار بنیں، تو دنیا کی سپر پاور وہی ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

۳) اگر تمام اسلامی ملکوں میں نماز اور زکوٰۃ کا نظام جاری وساری ہو جائے تو مسلمان نہ صرف عظیم قوت بن سکتے ہیں بلکہ زکوۃ کے مال سے قرض اٹھانے کی بجائے (جس میں ذلت وخواری کے سوا کچھ نہیں ہے) اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہو سکتے ہیں۔

۴) پاکستان میں آج تک اسلامی قانون شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا جس کے لئے ہم سب مجرم ہیں، اخلاقی اور معاشی دونوں طرح ملک دیوالیہ ہو چکا ہے، اگر شروع ہی سے نماز اور زکوٰۃ کا نظام نافذ ہوتا تو یہ برے دن دیکھنے نہ پڑتے، کیا اتنا نقصان اٹھانے کے بعد اب بھی ہم سنبھلنے کی کوشش نہ کریں گے؟

....

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ، قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۱۱۱) بَلٰى، مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ، وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ، وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۱۱۲)

وہ (یہود ونصاریٰ) کہتے پھرتے ہیں کہ جنت میں صرف وہی شخص داخل ہوگا جو یہودی ہو یا عیسائی، یہ ان کی (جھوٹی) تمنائیں ہیں آپ ان سے کہیے کہ "اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو تو اس کے لئے کوئی دلیل پیش کرو" بات دراصل یہ ہے کہ جس کسی نے (احکام الٰہی کے سامنے) سر تسلیم خم کر لیا اور وہ (زندگی بھر) نیکوکار رہا، تو اس کا اجر اس کے رب کے ہاں (ثبت) ہو گیا اور (ایسے لوگوں کو (احتساب سے قبل) نہ کوئی خوف وہراس ہوگا اور (احتساب کے بعد) نہ وہ ملول وحزین ہوں گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى اور انہوں نے کہا، ہرگز داخل نہ ہونگے جنت میں مگر جو کوئی ہو یہودی یا نصرانی، وَقَالُوْا ۔ اور انہوں نے کہا (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا، قول وقرار اردو زبان میں استعمال ہوتا ہے، لَنْ يَّدْخُلَ ہرگز داخل نہ ہوگا (دَخَلَ، يَدْخُلُ، دُخُوْلًا وَ مَدْخَلًا) اندر آنا، داخل ہونا، لَنْ فعل مضارع کے حروف ناصبہ میں سے ہے (یعنی جو الفاظ فعل مضارع پر زبر ڈالتے ہیں مثلاً يَدْخُلُ سے لَنْ يَدْخُلَ ہوا اور نفی اور استقبال کا معنی پیدا کرتا ہے، وہ ہرگز داخل نہ ہوگا) اِلَّا کلمہ استثناء، سوائے (Except) مَنْ (جو کوئی) اسم موصول ہے، كَانَ، ہو (كَانَ، يَكُوْنُ، كَوْنًا) واقع ہونا، هُوْدًا، یہودی (هَادَ، يَهُوْدُ) کے لغوی معنی، توبہ کرنا، حق کی طرف لوٹنا اس سے اسم صفت هائد اور جمع هُوْدٌ، تائب اور رجوع کرنے والا اب یہ لفظ یہود کے لئے مخصوص ہو گیا اور اس میں صفت کے معنی ختم ہو گئے، نصارٰی، نصرانی کی جمع ہے، یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے گاؤں 'ناصرہ' سے لیا گیا ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ یہود و نصاریٰ خود ساختہ نام ہیں، روز اول سے ہی اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے زندگی گزارنے کا جو منشور عطا کیا وہ اسلام ہے، اسی دین کی دعوت ہر نبی اور رسول نے اپنی اپنی قوم کو دی اور خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دین کے ساتھ نسل انسانیت کو یہ مژدہ جانفزا سنایا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:۳) ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے بحیثیت دین، اسلام کو پسند کیا ہے۔''

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ، مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا (الحج:۷۸) ''اللہ نے اس سے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (مسلم ہی رکھا ہے)''۔

تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ، یہ ان کی خواہشات ہیں، تِلْكَ اسم اشارہ بعید واحد مؤنث، اُمْنِيَّةٌ، آرزو و تمنا، مفرد ہے، (اَمَانِيُّ. هُمْ) تمنائیں، ان کی، یہ تو محض ان کی خام خیالیاں ہیں، قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ کہہ دیجئے، لاؤ، دلیل اپنی اگر تم سچے ہو، قُلْ فعل امر، (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا هَاتُوْا. لاؤ، (بُرْهَانَ. كُمْ) دلیل، اپنی، اِنْ كُنْتُمْ اگر ہو تم سچے، یعنی اس دعوے کی سچائی پر اپنی کتاب سے کوئی دلیل پیش کرو، کوئی سند لاؤ اس لئے کہ علم کی بنیاد ٹھوس شواہد پر ہوتی ہے، اس کے بعد قرآن حکیم اسلامی فکر کا ایک بنیادی اصول بیان کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جزا ٹھوس عقیدہ اور عمل صالح پر مرتب ہوگی اور اس میں کسی امت، کسی گروہ، کسی نسل اور قوم اور کسی فرد کا کوئی پاس ولحاظ نہ کیا جائے گا۔

بَلٰى، مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ، کیوں نہیں، جو کوئی، سپرد کر دے، چہرہ اپنا، اللہ کے واسطے (یعنی احکام الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دے) اور وہ محسن (نیکوکار بھی ہو) پس، اس کا اجر اس کے رب کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاس ہے وَلَا خَوفٌ عَلَیهِم، اور نہیں خوف اوپران کے وَلَا هُم یَحزَنُونَ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) یہود ونصاریٰ یوں تو آپس میں ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے، آئے دن ان کے اندر مذہبی اختلاف کی بنا پر لڑائی جھگڑا، دنگا فساد برپا رہتا تھا اور ایک دوسرے کی تکذیب وتنقیص میں پیش پیش تھے جیسا کہ قرآن نے کہا:

''یہود یہ کہتے ہیں کہ نصاریٰ کے پاس کچھ نہیں اور نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ یہود کے پاس کچھ نہیں ہے حالانکہ وہ دونوں کتاب (تورات، انجیل) پڑھتے ہیں'' (البقرہ:۱۱۳) مگر اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت میں دونوں آپس میں بڑے روادار بن جاتے اور ہم زبان ہوکر یہ پروپیگنڈہ کرتے کہ جس کو نجات مطلوب ہو وہ یہودی بنے یا نصرانی، یہ نیا دین (دین محمدی) ان کے لئے قابل قبول نہیں ہے، حالانکہ یہی وہ دین حق ہے جس کی ابتدا آدم علیہ السلام سے ہوئی اور جس کی تکمیل کی خوشخبری خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، یہود ونصاریٰ کی مسلمانوں کے خلاف یہ دشمنی آج تک جاری ہے، حال ہی میں افغانستان پر جو ظلم وستم ڈھایا گیا اور جس وحشت وبربریت کا مظاہرہ ہوا اس بات کا کھلا ثبوت ہے اور پھر دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمانوں پر ظلم ہوتا ہے انہیں خوشی اور اطمینان ہوتا ہے، فلسطینی کتنے برسوں سے یہود کے ہاتھوں تختہ مشق بنے ہوئے ہیں، اقوام عالم نے اس کے خلاف کتنی مرتبہ قرار دادیں منظور کیں مگر امریکہ نے ہمیشہ ''ویٹو'' کرکے یہود کی حمایت کی توثیق کردی۔

۲) اسلام کی دعوت عام اور عالمگیر ہے، وہ گروہ بندیوں اور دھڑے بندیوں سے بالا ہے، وہ دین فطرت ہے اور زندگی گزارنے کا شفاف اور پاکیزہ دستور ہے اور جو شخص بھی خواہ اس کا تعلق کسی رنگ اور نسل سے ہو، کسی خطے اور علاقہ کا رہنے والا ہو، کوئی بھی زبان بولتا ہو، وہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بن کر اس کے احکام کو زندگی کا لائحہ عمل بنالے تو اس کے لئے دنیا وآخرت کی کامیابی کا مژدہ جانفزا ہے۔

....

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ، وَقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتٰبَ، كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (۱۱۳)

یہودی کہتے ہیں کہ نصاری کا دین کچھ نہیں ہے اور نصاری کہتے ہیں کہ یہودیوں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاس کیا دھرا ہے؟ حالانکہ اللہ کی کتاب دونوں پڑھتے پڑھاتے ہیں (اور اصل دین دونوں کے لئے ایک ہی ہے) ٹھیک ایسی ہی بات ان لوگوں نے بھی کہی جو (مقدس نوشتوں کا) علم نہیں رکھتے (یعنی مشرکین عرب کہ وہ بھی صرف اپنے طریقہ کو ہی سچائی کا طریقہ سمجھتے ہیں) سو اللہ ہی روز قیامت ان کے درمیان حاکم ہوگا اور جس بات میں وہ جھگڑ رہے ہیں اس کا فیصلہ کردے گا۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ اور کہا یہود نے کہ نہیں نصاریٰ کسی شے پر، (یعنی ان کا دین کچھ نہیں) (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا اور اس سے قَالَتْ فعل ماضی واحد مونث غائب کا صیغہ ہے اور جماعت یہود کے لئے استعمال ہوا ہے لَيْسَتْ فعل ماضی مونث (ناقص) کہلاتا ہے۔ لَيْسَ نفی کے لئے آتا ہے، اس کی گردان صرف ماضی معروف تک محدود ہے، النَّصٰرٰى، عیسائی، عَلٰى شَيْءٍ (کسی چیز پر) (شاء يَشَاءُ) چاہنا، ارادہ کرنا لفظ شَيْءٍ اس سے ماخوذ ہے شئے، اشیاء مشیت اردو میں استعمال ہوتے ہیں، یعنی یہود نے کہا کہ نصاری کا دین صحیح نہیں اور وہ دین حق سے غافل اور بیگانہ ہیں۔

وَقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ اور یہی بات نصاریٰ نے یہود کے حق میں کہی۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

''اسلام کی مخالفت کے لئے یہود اور نصاریٰ دونوں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے اور ایک دوسرے کو بڑی فیاضی کے ساتھ نجات یافتہ اور جنتی قرار دے رہے ہیں لیکن اس پلیٹ فارم سے الگ ان کی باہمی تکفیر و تفسیق اور جنگ وجدل کا یہ حال ہے کہ یہود نصاریٰ کی کوئی جڑ بنیاد تسلیم نہیں کرتے اور نصاریٰ یہود کے لئے کوئی بنیاد تسلیم نہیں کرتے، حالانکہ دونوں ایک ہی کتاب کی پیروی کے مدعی ہیں، تورات دونوں میں مشترک ہے اس سے واضح ہوا کہ آج جو، ان کے اندر یہ گٹھ جوڑ ہوگیا ہے یہ نہ تو دین کے تحفظ کے لئے ہے نہ کسی اخلاص اور نیک نیتی پر مبنی ہے بلکہ محض اسلام دشمنی کا جذبہ ہے جس نے ان کو متحد کر دیا ہے''۔

حافظ عماد الدین بن کثیر لکھتے ہیں:

''نجران کے نصاریٰ کا وفد جب نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو ان کے پاس یہودیوں کے علماء بھی آئے۔ اس وقت ان لوگوں نے انہیں اور انہوں نے ان کو گمراہ بتایا حالانکہ دونوں اہل کتاب ہیں تورات میں انجیل کی تصدیق اور انجیل میں تورات کی تصدیق موجود ہے پھر ان کا یہ قول کس قدر لغو ہے، اگلے یہود و نصاریٰ دین حق پر قائم تھے لیکن پھر بدعتوں اور فتنہ پردازیوں کی وجہ سے دین ان سے چھن گیا اب نہ یہود ہدایت پر ہیں اور نہ نصاریٰ۔'' (تفسیر ابن کثیر، ج: اول)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ، اسی طرح کہا ان لوگوں نے جو علم نہیں رکھتے۔ان کے قول کے مثل 'كَذٰلِكَ' اسی طرح یعنی جس طرح یہود و نصاریٰ کی بات ہے لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ہیں (عَلِمَ، يَعْلَمُ، عِلْمًا) جاننا، مِثْلَ قَوْلِهِمْ ان کے قول کے مثل۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (جو علم نہیں رکھتے) سے مراد مشرکین بنی اسماعیل ہیں،اس لئے کہ یہ کتاب و شریعت سے نا آشنا اُمّی تھے،ان کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے بھی انہی لوگوں کی سی بات کہی یعنی یہ بھی اپنے سوا سب کو باطل پر سمجھتے ہیں۔لیکن اسلام کی مخالفت کے لئے آج یہ بھی اس مشترکہ محاذ میں شامل ہیں۔وہ (یہود و نصاریٰ) ایک کتاب کے علم اور عمل کے مدعی ہوتے ہوئے دین کی یہ خدمت انجام دے رہے ہیں اور یہ (مشرکین) بغیر کسی علم ہی کے پانچوں سواروں میں جا شامل ہوئے ہیں۔كَذٰلِكَ اور مِثْلَ قَوْلِهِمْ کے الفاظ بظاہر دونوں ایک ہی مفہوم کے حامل نظر آتے ہیں لیکن غور کرنے سے دونوں سے یہ حقیقتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ایک سے متحرک اور جذبہ کا اشتراک ظاہر ہوتا ہے۔دوسرے سے تعبیر کا، یعنی یہ بھی نیت اور عمل دونوں میں انہی یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔'' (تدبر قرآن،ج:اول)

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، پس اللہ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان قیامت کے دن اس بات پر جس میں کہ وہ اختلاف کرتے ہیں يَحْكُمُ (حَكَمَ، يَحْكُمُ، حُكْمًا) فیصلہ کرنا 'بَيْنَهُمْ' ان کے درمیان' یعنی اہل حق اور اہل باطل کے درمیان' اہل حق کے لئے جنت ہوگی اور اہل باطل کے لئے جہنم 'يَوْمَ الْقِيٰمَةِ' قیامت کے روز 'فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ' اس بات پر جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں (اِخْتَلَفَ، يَخْتَلِفُ، اِخْتِلَافًا) اختلاف کرنا۔

آیۂ مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) حق اور باطل کی پہچان کا معیار ذاتی خواہشات نہیں بلکہ حقیقی علم ہے اور وہ وحی الٰہی ہے۔

۲) کوئی شخص کبھی کسی حقیقت کو نہیں پا سکتا جب تک کہ تعصب اور ہٹ دھرمی سے بالا ہو کر نہ سوچے۔

۳) یہود و نصاریٰ کا آپس میں مذہبی عناد محض ضد اور جہالت پر مبنی تھا۔

۴) مسلمانوں میں دھڑے بندیاں اور فرقہ بندیاں بھی محض نفس کی خباثتوں کا نتیجہ ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے دین تو حق و صداقت، رواداری اور مساوات، اخوت و بھائی چارہ اور احسان و مروت کا درس دیتا ہے۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا، اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ، لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۱۱۴) وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ، فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (۱۱۵)

اوراس (بدقسمت انسان) سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی مساجد میں اللہ کی یاد (عبادت وریاضت اور ذکر وفکر) سے منع کرے اور اس کی ویرانی میں کوشاں ہو، انہیں تو چاہیے تھا کہ مساجد میں اللہ سے ڈرتے ڈرتے داخل ہوتے (ادب وتعظیم کے ساتھ چہ جائیکہ دوسروں کو ان میں داخل ہونے سے روکتے اور ان مساجد کو بے آباد کرتے ہیں) (ایسے لوگوں کے لئے) دنیا میں رسوائی (مقدر) ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے (مسلمانو! تمہیں بددل ہونے کی کیا ضرورت ہے) مشرق بھی اللہ تعالیٰ کا ہے اور مغرب بھی اللہ تعالیٰ کا ہے (اس کی ذات قید جہت سے بالا ہے) پس تم جس طرف بھی رخ کرو گے، اللہ تعالیٰ کو متوجہ پاؤ گے، اللہ تعالیٰ صاحب وسعت ہے اور صاحب علم وحکمت ہے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا، وَمَنْ اور کون ہے؟ مَنْ، استفہامیہ ہے اور کبھی یہ انکار اور نفی کے لئے آتا ہے الاستفهام لِلا نكار و النفى ایسر التفاسیر (الجزائری) اَظْلَمُ، بڑا ظالم، ظَالِمٌ ظلم کرنے والا، اس سے تفضیل کا صیغہ اَظْلَمُ ہے، بڑا ظالم، مِمَّنْ اس سے جو (مِنْ. مَا) سے، جو، مَنَعَ، منع کرے، روکے (مَنَعَ، يَمْنَعُ، مَنْعًا) روکنا، منع کرنا، مَسٰجِدَ اللّٰهِ اللہ کی مساجد، اس کا مفرد مَسْجِدٌ ہے، اَنْ يُّذْكَرَ کہ ذکر کیا جائے اَنْ مضارع پر نصب (زبر) دیتا ہے (ذَكَرَ، يَذْكُرُ، ذِكْرًا) يَذْكُرُ سے مجہول کا صیغہ يُذْكَرُ ہوا اور اَنْ کی وجہ سے يُّذْكَرَ ہوا، فِيْهَا (فِىْ. هَا) میں، اِنْ هَا کی ضمیر مساجد کی طرف جاتی ہے، اسْمُهٗ (اِسْمُ. هٗ) نام، اس کا (اللہ تعالیٰ کا) هٗ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے، وَسَعٰى اور کوشش کرے (سَعٰى، يَسْعٰى، سَعْىٌ) کوشش کرنا، سعی اور کوشش اردو میں استعمال ہوتا ہے۔ فِىْ خَرَابِهَا ان کی خرابی میں، (یعنی مساجد کو بے رونق اور بے آباد کرنے میں) هَا کی ضمیر مساجد کی طرف جاتی ہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''فقہا نے کہا ہے کہ جس طرح اللہ کے ذکر سے مسجد آباد ہوتی ہے، ممنوعات اور بدعات کے ارتکاب سے مسجد کی بربادی سمجھی جائیگی نیز وہ تمام امور جو نمازیوں کی کمی اور مسجد کی ویرانی کے باعث ہوں، آیت کے تحت داخل ہو جاتے ہیں۔'' (تفسیر ماجدی، ج:اول)

محمد جمال الدین قاسمی لکھتے ہیں:

''گزشتہ آیات میں یہود و نصاریٰ کی گمراہی کا تذکرہ تھا اس آیہ مبارکہ میں مشرکین مکہ کی کج روی کا ذکر ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنھم کو سرزمین مکہ سے نکالا اور بیت اللہ میں نمازیں ادا کرنے سے روکا اور منع کیا، یہ اس واقعہ کی طرف بھی اشارہ ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے سال عمرہ کی غرض سے وہاں تشریف لے گئے اور مشرکین مکہ نے اپنے بتوں اور شرکاء کی خاطر بیت اللہ کی ویرانی اور خرابی کا سروسامان کیا اور مسلمانوں کو حرم مکہ میں داخلے کی اجازت نہ دی، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْا اَوْلِيَآءَهٗ، اِنْ اَوْلِيَاؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (الانفال:۳۴)

''اللہ ان لوگوں کو کیوں عذاب نہ دے جو دوسروں کو مسجد حرام سے روکتے ہیں حالانکہ وہ اس کے متولی نہیں، اس کے متولی تو وہی ہو سکتے ہیں جو متقی ہوں لیکن ان میں سے اکثر لوگ یہ حقیقت نہیں جانتے ہیں''۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوا۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ، اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ وَ فِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ، اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ، فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (التوبہ:۱۷-۱۸)

''مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں، وہ تو خود اپنے آپ پر کفر کی شہادت دے رہے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے سب اعمال ضائع ہوگئے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، اللہ کی مساجد کو آباد کرنا تو اس کا کام ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے، امید ہے کہ ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہوں گے''۔

اور مسجد سے مراد صرف بیت اللہ ہی نہیں ہے بلکہ اس ضمن میں (دنیا) کی ہر مسجد آجاتی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ''لَمَنْ آذٰى صَالِحًا وَاحِدًا'' ''جس نے کسی نیک آدمی کو تکلیف دی یا اس طرح کہا جاتا'' وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ آذَى الصَّالِحِيْنَ...... اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے نیکوں کو تکلیف دی''۔ (تفسیر القاسمی)

ویسے بھی آپ غور کریں تو آج کی آیہ مبارکہ میں لفظ مساجد (جمع) استعمال ہوا ہے پھر سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 16

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور 17 میں بھی مساجد (جمع) استعمال ہوا ہے، جس سے مراد دنیا بھر کی مساجد ہیں۔

أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ، أُولَٰئِكَ وہی لوگ ہیں، اسم اشارہ جمع مذکر (دور کے لئے) مَا كَانَ نہیں ہے، مَا (نافیہ) نفی کا معنی دیتا ہے، مَا كَانَ لَهُمْ مَا يَنبَغِي لَهُمْ، ان کیلئے مناسب نہیں ہے یعنی یہ لوگ اس لائق نہیں ہیں، أَنْ (کہ) يَدْخُلُوهَا (داخل ہوں ان مساجد میں) هَا کی ضمیر مساجد کی طرف جاتی ہے، إِلَّا، مگر، کلمہ استثناء خَائِفِينَ، سہمے ہوئے، خوف کرتے ہوئے، خائف، ڈرنے والا۔ کفار اور غیر مسلموں کے لئے مساجد میں بلا اجازت داخلہ ممنوع ہے۔

مولانا عبدالماجد دریا بادی لکھتے ہیں: ''داخلہ کی اجازت غیر مسلم کو صرف اس حال میں دی جا سکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کا محکوم ہو اور اس کا داخلہ سرکشانہ نہیں مطیعانہ ہو۔'' (تفسیر ماجدی، ج: اول)

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

''یہ الفاظ خبر کے ہیں لیکن مراد اس سے یہ خواہش ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تمہیں تمکن اور غلبہ عطا فرمائے تو تم ان مشرکین کو اس میں صلح اور جزیے کے بغیر رہنے کی اجازت نہ دینا، چنانچہ جب ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ آئندہ سال کعبہ میں کسی مشرک کو حج کرنے کی اور ننگے طواف کرنے کی اجازت نہیں ہوگی اور جس سے جو معاہدہ ہے، معاہدے کی مدت تک اسے یہاں رہنے کی اجازت ہے، بعض نے کہا ہے کہ یہ خوشخبری اور پیش گوئی ہے کہ عنقریب مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو جائے گا اور یہ مشرکین خانہ کعبہ میں ڈرتے ہوئے داخل ہوں گے کہ ہم نے جو مسلمانوں پر پہلے زیادتیاں کی ہیں ان کے بدلے میں ہمیں سزا سے دو چار یا قتل نہ کر دیا جائے چنانچہ جلد ہی یہ خوشخبری پوری ہوگئی (مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق حسنہ سے معافی کا عام اعلان فرما دیا)''۔ (تفسیر احسن البیان)

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ، لَهُمْ (لَ. هُم) واسطے، ان کے، فِي الدُّنْيَا دنیا میں، خِزْيٌ، ذلت اور رسوائی، وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ اور ان کے لئے آخرت میں ہے، عَذَابٌ عَظِيمٌ، عذاب، بہت بڑا۔

وَلِلَّهِ اور اللہ کے لئے، الْمَشْرِقُ، تمام تر مشرق وَالْمَغْرِبُ اور تمام تر مغرب، فَأَيْنَمَا حرف شرط حَيْثُ مَا كُنتُمْ، جہاں کہیں تم ہو تُوَلُّوا، تم رخ پھیرو (وَلِّي، يُوَلِّي) رخ پھیرنا، أَيْنَمَا حرف شرط ہے، اس کے بعد مضارع آنے سے نون جمع کا گر گیا، کیونکہ یہ حالت جزم میں ہے، فَثَمَّ (ف. ثَم) پس، وہیں (پاؤ گے) وَجْهُ اللَّهِ چہرہ اللہ کا یا رخ اللہ کا، گویا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہر جگہ موجود پاؤ گے، إِنَّ اللَّهَ بیشک اللہ تعالیٰ، وَاسِعٌ صاحب وسعت ہے، عَلِيمٌ صاحب علم و حکمت ہے۔

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

''جاہلیت کے زمانہ میں لوگوں کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ بھی زمان و مکان کی قید میں ہے، اس لئے اس کی طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منہ کرنے کیلئے ہمیں بھی کسی خاص سمت کی طرف مڑنا چاہیے، وہ یہ سمت خود ہی فرض کر کے اس کی طرف منہ کر کے پوجا کرتے تھے، یہود ونصاریٰ میں بھی آپس میں اس بات پر جھگڑا تھا، ہر ایک نے سمت مقرر کر رکھی تھی، وہ اسی سمت کو بہتر تصور کرتے تھے۔

قرآن مجید نے اس باطل عقیدے کی تردید کی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کسی خاص عبادت گاہ کی چار دیواری کے اندر محدود نہیں ہے اور نہ وہ کسی مکان اور سمت میں قید ہے بلکہ جہاں کہیں بھی اسے اخلاص کے ساتھ یاد کیا جائے وہ متوجہ ہوگا، وہ کسی خاص مقام، کسی خاص شہر یا سمت سے مخصوص اور وابستہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ نہ تو صرف مشرق کو پسند کرتا ہے اور نہ صرف مغرب کو، بلکہ تمام سمتیں اسی کی ہیں، وہی ساری کائنات کا احاطہ کیئے ہوئے ہے، اس کی کوئی حد نہیں، وہ ہر جگہ ہے، اس لئے جس جگہ اور جس طرف رخ کر کے خلوص کے ساتھ پکارا جائے گا، وہ ضرور متوجہ ہوگا، وہ خوب جانتا ہے کہ کون سچے دل سے مجھے پکارتا ہے اور کون محض دکھاوے کے لئے۔

اس آیت کا ایک شان نزول یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مسافر اور سوار کو قبلہ کا رخ معلوم کرنا چونکہ مشکل ہوتا ہے اس لئے حکم ہوا کہ اس وقت جس طرف بھی رخ کر کے عبادت کرو گے، وہ قبول ہوگی (خلوص شرط ہے) کیونکہ اللہ ہر سمت اور ہر جگہ پر حاوی ہے چنانچہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر نماز کے لئے قبلہ کا صحیح رخ معلوم نہ ہو سکے تو جس طرف دل گواہی دے، اس طرف رخ کر کے نماز ادا کرلو اور نفل نماز اگر سواری پر ہو تو خواہ سواری کی سمت بدل جائے، تم اپنی نماز جاری رکھو۔'' (درس قرآن، ج: اول)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) مساجد جو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر عبادت وریاضت، تعلیم وتعلم اور درس وتدریس کے لئے مخصوص ہیں تو وہاں یہ جگہیں امن وسلامتی اور سکون وعافیت کے گہوارے بھی ہیں جیسا کہ بیت اللہ کے متعلق ارشاد ہوا ''مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا'' اس میں داخل ہونے والا امن وسلامتی سے ہمکنار رہا، ظاہر ہے کہ دنیا کی تمام مساجد اسی حکم میں آتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے بیت اللہ اور تمام مساجد کو ایسی ہی فضیلت عطا کی۔

۲) مشرکین مکہ نے جہاں بہت سی غلطیاں کیں......شرک جیسے ظلم عظیم کا ارتکاب کیا اور خانہ کعبہ میں بت نصب کر دیئے اور برہنہ طواف سے اس کے تقدس کو پامال کیا، دور حاضر کے تہذیب یافتہ پاکستانی مسلمان بھی اس سلسلہ میں پیچھے نہ رہے انہوں نے مساجد میں کتنے مسلمانوں کو ٹھیک نماز پڑھتے ہوئے شہید کر ڈالا، اور کتنے لوگوں کو اپاہج اور معذور بنا دیا کتنی خواتین کو بیوہ اور کتنے بچوں کو یتیم بنا دیا؟ جو یقیناً مساجد کی ویرانی اور تخریب کاری کے زمرہ میں آتے ہیں، اگر مشرکین مکہ کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب عظیم مقدر ٹھہرا تو کیا ایسے تخریب کار عذاب الٰہی سے بچ سکیں گے؟

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ لَّهٗ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ (١١٦) بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (١١٧)

(یہود ونصاریٰ) کا کہنا ہے کہ اللہ اولاد رکھتا ہے، اللہ (اس الزام سے) پاک و برتر ہے (زمان و مکان، توالد وتناسل ہر شے سے پاک ہے) آسمانوں اور زمین کی (وسعتوں) میں جو کچھ ہے وہ سب کا مالک ہے اور یہ سب اسی کے تابع فرمان ہیں، وہ زمین وآسمان کا موجد ہے اور جب وہ کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو بس اتنا ہی کہہ دیتا ہے کہ ''ہوجا'' تو وہ ہوجاتا ہے

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا، اورانہوں نے کہا کہ بنالیا، اللہ نے، بیٹا۔ وَقَالُوْا، اورانہوں نے کہا ماضی جمع مذکر غائب (اہل کتاب نے) قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا، کہنا، اتَّخَذَ فعل ماضی واحد مذکر غائب (اِتَّخَذَ، يَتَّخِذُ، اِتِّخَاذٌ) باب افتعال پکڑنا، ٹھہرنا، ٹھہرالینا، وَلَدًا، بیٹا، یہود سیدنا عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور نصاریٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ قرار دیتے تھے جبکہ مشرکین مکہ، ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے (نعوذ باللہ) سُبْحٰنَهٗ، وہ پاک ہے، (سُبْحٰن. ہٗ) یعنی اس کی ذات اس سے منزہ اور بالاتر ہے، بَلْ لَّهٗ بلکہ اس کے لئے ہے، مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، كُلٌّ لَّهٗ، سب کا سب اس کے واسطے ہے قٰنِتُوْنَ، فرمانبردار، اسم فاعل، یہ لفظ قنوت سے ہے جس کے معنی اطاعت اور عاجزی کے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہوا: اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا (النحل: ١٢٠) ''بلا شبہ ابراہیم (اپنی ذات میں) ایک امت تھے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور یکسو رہنے والے تھے (ان کی تمام زندگی خالصۃً رضائے الٰہی کے لئے وقف تھی)''۔

حقیقت یہ ہے کہ پھیلی ہوئی کائنات اور اس کی تمام اشیاء، زبان حال سے اللہ تعالیٰ کی عبودیت اور اطاعت کا اقرار کر رہی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (بنی اسرائیل: ۴۴) ''ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب اس (خالق کائنات) کی تسبیح کرتے ہیں، بلکہ کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو، لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں''۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ،(وہ اللہ) بنانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا، بَدِيْعٌ (ب د ع) بَدَعَ، يَبْدَعُ ،
بغیر نمونے کے کوئی چیز ایجاد کرنا۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

''کسی کی تقلید اور اقتداء کے بغیر کسی چیز کو ایجاد کرنا، اس لئے نئے کھودے ہوئے کنویں کو رَكِيَّةٌ بَدِيْعٌ کہا جاتا ہے، جب اِبْداعٌ کا لفظ اللہ عزوجل کے لئے استعمال ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں بغیر کسی آلہ (سامان) بغیر مادہ اور بغیر زمان و مکان کے کسی شے کو ایجاد کرنا اور یہ معنیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہے۔'' (مفردات القرآن)

نیز دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کرنا جس کی عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی مثال نہ ہو، وہ بدعت کہلاتا ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے جس کا انجام ناکامی اور نامرادی ہے۔

وَاِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اور جب وہ فیصلہ کرتا ہے کسی امر کا تو بس اتنا کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ اِذَا، کلمہ شرط ہے، قَضٰى فعل ماضی واحد مذکر غائب (قَضٰى، يَقْضِيْ، قَضَاءٌ) ارادہ کرنا، فیصلہ کرنا، فَاِنَّمَا، کلمہ حصر (سوائے اس کے نہیں) يَقُوْلُ، وہ کہتا ہے (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا، كُنْ فعل امر ہے (كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا) ہونا، فَيَكُوْنَ پس وہ ہو جاتا ہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

''يَقُوْلُ'' کہتا ہے کہ مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری آپ کی طرح یہ دوحرفی لفظ ''كُنْ'' بولتا ہے، نہ حق تعالیٰ کا تلفظ زبان، ہونٹ یا اعصاب کا محتاج ہے، بندوں کی سمجھ کے لائق آخر اس کے سوا قریب سے قریب پیرایہ بیان اور اسلوب تعبیر اور کیا بیان کیا جائے، مقصود صرف اس قدر ہے کہ ادھر حق تعالیٰ کا ارادہ ہوا ادھر معاً اور بلا توسط و توقف اس کا ظہور عملاً ہو گیا۔'' (تفسیر ماجدی، ج: اول)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اللہ جل جلالہ کی ذات ہر قسم کے مشرکانہ اوصاف سے پاک ہے، دلیل یہ ہے کہ ساری کائنات اس کے قبضہ قدرت میں ہے، ہر چیز اس کی تسبیح وقنوت میں مصروف ہے، آفتاب سے لیکر ذرہ تک سب اس کی حمد و ثنا کر رہے ہیں، وہ خالق یکتا ہے اور سب اس کی بندگی کا دم بھر رہے ہیں، ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا

(مریم:۹۲-۹۳) ''رحمٰن (کی شان) کے لائق نہیں کہ وہ کسی کو اولاد بنائے (حقیقت تو یہ ہے) کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ سب کے سب (طوق بندگی سے باہر نہیں ہیں) اور وہ سب اس کے روبرو بندے کی حیثیت سے حاضر ہوں گے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۲) یہ کارخانہ خود بخود وجود میں نہیں آیا، بلکہ اس کا خالق اور مالک ہے اور وہی اس کا موجد ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے اسے سجایا اور بنایا ہے۔ ارشاد ہوا:

صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ، اِنَّهٗ خَبِیْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ (النمل:۸۸) ''یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے، بلاشبہ تم جو کام کر رہے ہو، وہ اس سے باخبر ہے۔''

....

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا یُکَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِیْنَآ اٰیَةٌ، کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ، تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ، قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ (۱۱۸) اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ لَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ (۱۱۹)

اور نادان لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ہم کلام کیوں نہیں ہوتا؟ یا کوئی نشانی ہمارے پاس کیوں نہیں آتی؟ (یہ کوئی نئی بات نہیں ہے) ایسی ہی باتیں ان سے پہلے لوگ بھی کہا کرتے تھے، (ایسے جہلا) کے دل ملتے جلتے ہیں، (حقیقت یہ ہے) کہ ہم نے اپنی آیات صاحب یقین قوم کیلئے (بڑی وضاحت سے) بیان کر دی ہیں، (اے رسولؐ) ہم نے آپ کو یقیناً حق کے ساتھ (نیک اعمال پر) بشارت دینے والا اور (برے اعمال پر) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اہل دوزخ سے متعلق آپ سے سوال نہ ہوگا

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اور کہا ان لوگوں نے کہ نہیں علم رکھتے (قَالَ، یَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا اَلَّذِیْنَ اسم موصول (Relative Pronoun) (وہ لوگ جو) لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں علم رکھتے (عَلِمَ، یَعْلَمُ، عِلْمًا) جاننا، علم رکھنا، لَوْ لَا کیوں نہیں، یُکَلِّمُنَا اللّٰهُ (یُکَلِّمُ. نَا) کلام کرتا ہے، ہم سے، اللہ تعالیٰ، اَوْ تَاْتِیْنَآ اٰیَةٌ، یا آتی ہمارے پاس کوئی نشانی، اَوْ، یا، کلمہ اختیار بمعنی (or) یَاْتِیْنَا (یَاْتِیْ. نَا) آتی ہمارے پاس مضارع واحد مونث (اَتٰی، یَاْتِیْ، اِتْیَانٌ) آنا، اٰیَةٌ نشانی، علامت، اس کی جمع اٰیَاتٌ ہے، قرآن حکیم میں ایک گول دائرہ سے دوسرے گول دائرہ تک آیت (علامت)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہلاتی ہے اور انفس و آفاق میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بے شمار نشانیاں بکھری پڑی ہیں وہ بھی آیات کہلاتی ہیں۔
كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ، اسی طرح، کہا، ان لوگوں نے (جو) ان سے پہلے تھے، ان کے قول کی مانند کَذٰلِکَ، کلمہ تشبیہ (So,like this) قَالَ (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا، اَلَّذِيْنَ اسم موصول، (وہ لوگ) مِنْ قَبْلِهِمْ (ان سے پہلے) مِّثْلَ قَوْلِهِمْ، (ان کے قول کے مثل) تَشَابَهَتْ (ملتے جلتے ہیں)، صیغہ واحد مونث غائب باب تفاعل ہے (تَشَابَهَ، يَتَشَابَهُ، تَشَابُهٌ) ایک دوسرے کے ساتھ مشابہ ہونا شبہ، مشابہت اردو میں استعمال ہوتے ہیں، قُلُوْبُهُمْ (قُلُوْبُ. هُمْ) دل، ان کے، قَلْبٌ کی جمع قُلُوْبٌ ہے (Their hearts are alike) قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ، تحقیق، ہم نے بیان کردیں آیات (نشانیاں)، یقین رکھنے والوں کے لئے، قَدْ کلمہ تحقیق کلام، بَيَّنَّا (بَيَّنْ. نَا) ہم نے بیان کیں، دونوں جمع ہوجائیں تو ایک نون دوسرے میں مدغم ہوجاتا ہے اور اس سے ثقالت دور ہو جاتی ہے اَلْاٰيٰتِ (نشانیاں) آیۃ کی جمع قرآن حکیم کی آیات بھی واضح ہیں اور انفس و آفاق کی نشانیاں بھی واضح ہیں (مگر کن کیلئے ان افراد کے لئے جو عقل و فکر، دانش بینش سے کام لیں) اور یقین کی راہ اختیار کرلیں۔

سید قطب شہید لکھتے ہیں:

”اَلَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ، جو لوگ علم نہیں رکھتے، اس سے مراد عرب کے امی (بے علم) ہیں جو مشرک تھے، ان کے پاس کتاب الٰہی کا علم نہ تھا، یہ مشرکین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا بہت زیادہ مطالبہ کرتے تھے کہ اللہ ان سے ہمکلام ہو یا ان کے سامنے کوئی مادی معجزہ ظاہر ہو، یہاں اس قول کے ذکر سے مقصود یہ واضح کرنا ہے کہ جو قومیں ان مشرکین سے پہلے تھیں۔ یہود وغیرہ، وہ بھی اپنے انبیاء سے اسی طرح کے مطالبے کرتی تھیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اللہ کو علانیہ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں (اور موسیٰ علیہ السلام کو اس کا انتظام کرنا چاہیے) وہ ان سے خارق عادت معجزات طلب کرتے اور انہیں زچ کرتے رہتے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین عرب اور ان سے قبل کی قوموں، یہود وغیرہ...... کے درمیان طبیعت، فکر اور گمراہی میں مشابہت و وحدت ہے ”ان کے دل ایک جیسے ہوگئے ہیں“ جب صورت حال یہ ہے اور مشرکین اور یہود، دونوں کے دل، فکر، سرکشی اور گمراہی میں ایک جیسے ہوگئے ہیں تو یہود کو مشرکین پر کوئی فضیلت و برتری نہیں رہی۔ ”قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ“

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ یقین دلانے والے ہیں، ان کے لئے ہم نے بہت سی نشانیاں واضح کردی ہیں۔
جو شخص ذوق یقین رکھتا ہے، وہ نشانیوں میں اپنے یقین کا مصداق اور اپنے ضمیر کی طمانیت پاتا ہے، نشانیاں یقین پیدا نہیں کرتیں، قلبی یقین ان نشانیوں کے مدعا کو پاتا اور ان کی حقیقت سے اطمینان حاصل کرتا ہے، وہی دل کو اس بات کے لئے تیار کرتا ہے کہ وہ صحیح بات کو، جو اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والی ہے، اخذ کرے۔“ (فی ظلال القرآن، ج: اول)

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (اِنَّ. نَا) بلاشبہ، ہم نے۔ وہی اوپر والا قاعدہ ہے کہ اگر دو نون جمع ہو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جائیں تو ثقالت دور کرنے کے لئے مدغم کر دیتے ہیں، اَرۡسَلۡنٰکَ (اَرۡسَلۡنَا. کَ) ہم نے بھیجا، آپ کو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، بِالۡحَقِّ (صداقت و حقانیت کے ساتھ) بَشِیۡرًا، بروزن فعیل، بشارت دینے والا، نَذِیۡرًا بروزن فعیل ڈرانے والا، وَّ لَا تُسۡـَٔلُ عَنۡ اَصۡحٰبِ الۡجَحِیۡمِ، وَلَا ۔ اور نہیں تُسۡـَٔلُ، آپ سے پوچھا جائے گا فعل مضارع مجہول واحد مذکر حاضر (سَأَلَ، یَسۡـَٔلُ سؤالًا) سوال کرنا، تَسۡـَٔلُ، تو سوال کرتا ہے، تُسۡـَٔلُ، تو سوال کیا جاتا ہے۔ عَنۡ (سے، بارے میں) اَصۡحٰبِ، صاحب کی جمع ہے، ساتھی، دوست الۡجَحِیۡمِ، جہنم، دوزخ۔

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

''ان الفاظ میں جو قوت اور جو یقین ہے وہ ثابت قدمی بخشنے اور گمراہ کرنے والوں کے شبہات، سازشوں کے کید و مکر اور دھوکہ دینے والوں کی تلبیس کو ختم کرنے کے لئے ہے، اس کے آہنگ میں جو مضبوطی اور شدت ہے، اس سے بھی جزم و یقین مترشح ہوتا ہے۔

''بَشِیۡـرًا وَّ نَـذِیۡـرًا'' (تم قبول حق پر جنت کی) خوشخبری دینے والے ہو اور (انکار پر جہنم سے) ڈرانے والے ہو۔

بس دعوت حق پہنچا دینا آپ کی ذمہ داری ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے نتیجہ میں جہنم میں جائیں گے، ان کے بارے میں آپ سے باز پرس نہ ہوگی۔'' (فی ظلال القرآن، ج: اول)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

ا) جہالت کا مزاج ہر دور اور ہر زمانے میں یکساں رہتا ہے، وہ اہل کتاب کی جہالت ہو یا مشرکین مکہ کی، ماضی کی جہالت ہو یا دور حاضر کی، اس کا شرف انسانیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، اگر دورِ جاہلیت میں لوگ بتوں کی پرستش کرتے تھے تو دور حاضر کے جاہلین قبروں اور مزاروں کو وسیلہ پکڑتے ہیں بلکہ کتنے جاہل وہاں پہنچ کر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں، اگر ماضی میں عورت اپنا عز و وقار کھو چکی تھی (جسے اسلام نے آکر بلند کیا) تو تہذیب حاضر نے اسے بے حجاب کر کے شرافت ونجابت سے دور پھینک دیا ہے بلکہ دور جاہلیت کو بھی مات کر کے رکھ دیا۔ اگر دور جہالت میں معمولی معمولی باتوں پر قوموں کے درمیان جنگ چھڑ جاتی تھی تو دور حاضر میں محض شک کی بنا پر ظالم بمباری کر کے کمزوروں کی بستیاں اور شہر تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت نشاں ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہیں، اگر انسان نے عقل وبصیرت کو گم نہیں کیا تو انفس و آفاق میں اس کو قدرت کے جلوے ہر وقت دکھائی دیتے ہیں۔ ہوا کا ہر جھونکا، پانی کی ہر لہر، آفتاب کی ہر کرن، بارش کا ہر قطرہ اور پھول کی ہر پنکھڑی بلکہ انسان کا اپنا وجود اور اس کا ہر ہر عضو رب کائنات کی قدرت کا شاہکار ہے۔

ارشاد ہوتا ہے: وَ فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ (الذاریات:۲۱) تمہارے نفسوں میں بھی (معرفت حق) کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نشانیاں ہیں کیا تم غور نہیں کرتے ہو! صرف آنکھ کی پتلی پر غور کر لیجئے، اس میں نور کس نے بھر دیا ہے؟

۳) انبیاء ورسل دعوت حق بلاخوف وخطر ڈنکے کی چوٹ پیش کرتے ہیں، جو لوگ قبول کر لیں انہیں جنت کی نوید ملتی ہے اور منکرین کے لئے برے انجام کا پیغام ہوتا ہے (کہ شاید وہ سنبھل کر دعوت حق قبول کر لیں) مگر ان کے برے انجام کی ان داعیان حق پر کوئی گرفت نہیں ہے۔

۴) حق اور سچ بات کی حقیقت صرف وہی پا سکتے ہیں جو حق بات پر غور وفکر کرتے ہیں اور سچائی کو قبول کر کے صاحب یقین بن جاتے ہیں۔

....

وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ، قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَالْهُدٰی، وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَ هُمْ بَعْدَ الَّذِی جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ، مَالَکَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ (۱۲۰) اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُوْلٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ، وَمَنْ یَّکْفُرْ بِهٖ، فَاُوْلٰٓئِکَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۱۲۱)

یہودی اور عیسائی تو آپ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کے طریقے پر نہ چلنے لگیں، آپ ان سے صاف کہہ دیجئے کہ (ہدایت کا) راستہ تو بس وہی ہے، جو اللہ نے بتایا ہے، اور اگر آپ علم آنے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کریں گے تو آپ کو اللہ سے بچانے والا کوئی حامی وناصر نہ ہوگا، جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے (حقیقت میں) یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور (اس کے برعکس) جو اس کتاب کا انکار کرتے ہیں تو ایسے ہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں

وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ، اور ہرگز راضی نہ ہوں گے آپ سے یہود اور نہ عیسائی یہاں تک کہ آپ اتباع کریں ان کے طور طریقوں کی، وَلَنْ تَرْضٰی (رَضِیَ، یَرْضٰی، رِضًا) راضی ہونا، حرف لَنْ، جب مضارع کے شروع میں آتا ہے تو اسے نصب (زبر) دیتا ہے اور نون جمع کا ہو تو وہ گر جاتا ہے اور معنی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زور (Stress) پیدا کرتا ہے، یہاں پر اَلْیَهُوْدُ جمع مکسر ہے اس لئے مؤنث کا صیغہ استعمال ہوا ہے، حَتّٰی (یہاں تک کہ) یہ بھی مضارع پر نصب (زبر) دیتا ہے تَتَّبِعَ (آپ پیروی کریں، پیچھے چلیں) اِتَّبَعَ، یَتَّبِعُ، اِتِّبَاعًا پیروی کرنا، مِلَّتَهُمْ (مِلَّتَ. هُمْ) طریقہ۔ ان کا۔

مولانا امین احسنؒ اصلاحی لکھتے ہیں:

''اس آیت میں ملت کا جو لفظ آیا ہے، اس کے اصل معنیٰ طریقہ کے ہیں لیکن اس سے کسی شخص یا گروہ کا وہ طریقہ زندگی مراد ہوتا ہے جس کی بنیاد مذہب اور روایات مذہب پر ہو۔'' (تدبر قرآن، ج:اول)

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی، کہہ دیجئے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی (عطا کردہ) ہدایت ہی، اصل ہدایت ہے، قُلْ (قَالَ، یَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا، اور فعل امر، قُلْ کہہ دیجئے هُدَى اللّٰهِ (اللہ کی ہدایت) یعنی دین اسلام ہی اصل ہدایت ہے اور سیدھی راہ ایک ہی ہے جو جنت میں لے جاتی ہے، اس کے علاوہ تمام راہیں صراط مستقیم سے بھٹکا دیتی ہے۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ، وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ (الانعام:۱۵۴)

''(اور دیکھو!) یہی (دین اسلام) میری سیدھی راہ ہے، لہٰذا اس پر چلتے رہو اور (اس کے علاوہ) دوسری راہوں کے پیچھے نہ جاؤ ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دینگے''۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ، اور اگر آپ نے اتباع کی ان کی خواہشات کی، اس کے بعد کہ آپ کے پاس علم آیا، وَلَئِنْ (وَ. لَ. اِنْ) اور، یقیناً، اگر، لام یہاں پر تاکید کو ظاہر کرتا ہے، اتَّبَعْتَ، آپ نے پیروی کی فعل ماضی واحد مذکر مخاطب (اِتَّبَعَ، یَتَّبِعُ، اِتِّبَاعًا)، اتباع کرنا، پیروی کرنا اَهْوَآءَهُمْ، (اَهْوَآءَ. هُمْ) خواہشات ان کی بَعْدَ الَّذِیْ اس کے بعد کہ جَآءَکَ (جاءَ. کَ) آیا آپ کے پاس، (جَاءَ، یَجِیْئُ) آنا کَ ضمیر مخاطب، مِنَ الْعِلْمِ علم سے یعنی وحی الٰہی، مَا لَکَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ، (مَا. لَکَ) نہیں ہے واسطے تیرے، مِنَ اللّٰهِ، اللہ کی طرف سے، مِنْ وَّلِیٍّ کوئی دوست، وَلَا نَصِیْرٍ اور نہ کوئی مددگار، اگرچہ یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر اس میں تہدید تمام امت مسلمہ کو قیامت تک کیلئے ہے۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

''مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں (یہود و نصاریٰ) کی ناراضی کا سبب یہ تو ہے نہیں کہ وہ سچے طالب حق ہیں اور تم نے ان کے سامنے حق کو واضح کرنے میں کچھ کمی کی ہے، وہ تو اس لئے تم سے ناراض ہیں کہ تم نے اللہ کی آیات اور اس کے دین کے ساتھ وہ منافقانہ اور بازی گرانہ طرز عمل کیوں نہ اختیار کیا، خدا پرستی کے پردے میں وہ خود پرستی کیوں نہ کی، دین کے اصول و احکام کو اپنے تخیلات یا اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنے میں اس دیدہ دلیری سے کیوں نہ کام لیا، وہ ریاکاری اور گندم نمائی و جو فروشی کیوں نہ کی جو خود ان کا اپنا شیوہ ہے، لہٰذا انہیں راضی کرنے کی فکر چھوڑ دو، کیونکہ جب تک تم ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے رنگ ڈھنگ نہ اختیار کرلو دین کے ساتھ وہی معاملہ نہ کرنے لگو جو خود یہ کرتے ہیں اور عقائد واعمال کی انہیں گمراہیوں میں مبتلا نہ ہوجاؤ جن میں یہ مبتلا ہیں، اس وقت تک ان کا تم سے راضی ہونا محال ہے۔" (تفہیم القرآن، ج:اول)

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی لکھتے ہیں:

"یہاں ملت سے مراد وہ دین نہیں جو تورات میں یا انجیل میں مذکور ہے بلکہ وہ دین ہے جس میں وہ سب خرافات بھی شامل ہیں۔ جنہیں ان لوگوں نے دین سمجھ رکھا ہے اور وہ رنگ ڈھنگ بھی جو یہ لوگ اختیار کیے ہوئے ہیں، لہٰذا انہیں خوش رکھنے کی فکر چھوڑ دیجیے کیونکہ جب تک آپ عقائد واعمال کی ان ہی گمراہیوں میں مبتلا نہ ہو جائیں جن میں یہ پڑے ہوئے ہیں اس وقت تک ان کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہونا محال ہے"۔ (تیسیر القرآن، ج:اول)

اَلَّذِيْنَ، اسم موصول جمع مذکر، وہ لوگ جو کہ۔ اٰتَيْنٰهُمُ (آتیٰ. نَا. هُمْ) دی ہم نے ان کو اَلْكِتٰبَ (تورات) اگرچہ سیاق وسباق سے یہاں الکِتٰبَ سے مراد تورات ہے، تاہم اس سے مراد القرآن بھی ہے۔ تمام آسمانی کتب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئیں، ان کی تلاوت کا حق اس وقت ادا ہوگا جبکہ ان کے احکام کو حرز جاں بنایا جائے، اسی لئے ارشاد فرمایا، يَتْلُوْنَهٗ (يَتْلُوْنَ. هٗ) وہ تلاوت کرتے ہیں، اس کی (یعنی کتاب الٰہی کی) حَقَّ تِلَاوَتِهٖ (جیسا کہ) حق چاہیے اس کی تلاوت کا اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ، وہی (لوگ) يُؤْمِنُوْنَ ایمان رکھتے ہیں بِهٖ (بِ. هٖ) ساتھ اس کے (کتاب)۔

حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

"اہل کتاب کے ناخلف لوگوں کے مذموم اخلاق وکردار کی ضروری تفصیل کے بعد ان میں جو چند لوگ صالح اور اچھے کردار کے تھے اس آیت میں ان کی خوبیاں وران کے مومن ہونے کی خبر دی جارہی ہے ان میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دیگر افراد ہیں جن کو یہودیوں میں سے قبول اسلام کی توفیق ملی۔" (تفسیر احسن البیان)

معلوم ہوا کہ جن اہل کتاب نے تورات (حقیقی نہ کہ تحریف شدہ) کی تلاوت کا حق ادا کیا، انہیں وہاں سے بھی روشنی ملی، پھر وہی روشنی انہیں قرآن حکیم میں ملی جو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ اور جو کوئی کفر کرتا ساتھ اس کے (کتاب کے) پس وہی خسارہ پانے والے ہیں، وَمَنْ (اور جو کوئی) اسم موصول، يَكْفُرْ (كَفَرَ، يَكْفُرُ، كُفْرًا) کفر کرنا بِهٖ (بِ. هٖ) ساتھ۔ اس کے (کتاب الٰہی) فَاُولٰٓئِكَ پس وہی (لوگ) ہیں، الْخٰسِرُوْنَ، خسارہ اٹھانے والے اسم فاعل، الْخَاسِرُ، مفرد ہے (خَسِرَ، يَخْسَرُ، خَسَارَةً) نقصان اٹھانا کتاب الٰہی سے کفر یہ ہے کہ اس کے احکام کو نظر انداز کر دیا جائے اور خواہشات نفسانی کی پیروی کی جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) حقیقی علم ومعرفت کا سرچشمہ وحی الٰہی ہے، جو انسانوں کو انبیاء کرام کے ذریعے حاصل ہوا۔

۲) انسانوں کی گمراہی کا سبب خواہشات کی پیروی ہے، شیطان کی سرتوڑ کوشش یہ ہوتی ہے کہ انسانوں کو ہدایت الٰہی سے محروم کردے۔

۳) یہود ونصاریٰ کی گمراہی کا سبب بھی خواہشات نفس کی پیروی بنا گویا کہ انہوں نے شیطان کی رفاقت اختیار کرلی اور اس گمراہی میں وہ دوسروں کو بھی شامل کرنے کی سعی وجستجو کرتے ہیں، آیہ مبارکہ پر پھر غور کیجئے، واضح اور واشگاف الفاظ میں بتایا جارہا ہے۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ "یہود ونصاریٰ ہرگز ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے ہمنوا اور ساتھی نہ بن جائیں"۔ "لَنْ" ہرگز نہیں اس سے دوام اور ہمیشگی کی طرف اشارہ ہے، ان میں مسلمانوں اور اسلام کے لئے بغض وعداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، جس کا مشاہدہ ہم سب اپنی آنکھوں سے کر رہے ہیں، مگر افسوس کہ مسلمان اللہ کی کتاب کو چھوڑ کر غفلت کا شکار ہو رہے ہیں جس کے نتیجہ میں ذلیل وخوار بھی ہو رہے ہیں۔

۴) ہمارے پاس تو علم حقیقی (قرآن حکیم اور سیرت طیبہؐ) موجود ہے، اس قیمتی سرمایہ سے صرف نظر کر کے کامیابی کیسے ممکن ہے؟

۵) تلاوت کتاب کا حق یہ ہے کہ اسے قلب سلیم کے ساتھ، تدبر وتفکر کرتے ہوئے، ہدایت ورہنمائی کے لئے پڑھا جائے اور اس کے احکام پر صدق دل سے عمل پیرا ہونے کی ہر ممکن کوشش کی جائے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اخلاص کی راہ اختیار کرنے والوں کو ہدایت واستقامت نصیب ہوتی ہے۔

....

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (۱۲۲) وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْــًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (۱۲۳)

اے بنی اسرائیل! (اولاد یعقوب) میری وہ نعمتیں یاد کرو جن سے میں نے تمہیں سرفراز کیا تھا، میں نے تمہیں دنیا کی قوموں میں برگزیدگی اور فضیلت عطا فرمائی تھی!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور دیکھو، اس دن سے ڈرو جو یقیناً آنے والا ہے (اور جس دن ہر انسان کو اپنے اعمال کے نتائج سے دو چار ہونا ہے) اس دن نہ تو کوئی جان دوسری جان کے کام آئیگی (نفسی، نفسی کا سماں ہوگا) نہ کسی طرح کا بدلہ قبول کیا جائیگا (کہ اپنی بد عملیوں کا فدیہ دے کر جان چھڑا لو) نہ کسی کی سعی و سفارش چل سکے گی (کہ ان کا وسیلہ پکڑ کر کام نکال لو) اور نہ ہی ایسا ہوگا کہ مجرموں کو کہیں سے مدد ملے (ہر قسم کی طاقت وقوت بیکار ہو جائے گی)

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری نعمتیں جو میں نے انعام کیں تم پر، یَا، کلمہ ندا بَنِیْ اسرائیل، مُنَادیٰ (جس کو خطاب کیا) اذْکُرُوْا، تم سب یاد کرو فعل امر جمع مذکر، (ذَکَرَ، یَذْکُرُ، ذِکْرًا) یاد کرنا، نِعْمَتِیَ (نِعْمَتِ. یَ) نعمتیں، میری، الَّتِیْ جو، اسم موصول اَنْعَمْتُ، میں نے انعام کی فعل ماضی واحد متکلم (اَنْعَمَ، یُنْعِمُ، اِنْعَامًا) انعام کرنا، عَلَیْکُمْ (عَلٰی، کُمْ) تم پر، وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ، اور بلا شبہ میں نے تمہیں فضیلت بخشی، جہاں والوں پر وَاَنِّیْ (اَنَّ. نِیْ) بلاشبہ میں نے اس میں ایک نون دوسرے نون میں قاعدہ ادغام سے (اَنِّیْ) پڑھا جائے گا، فَضَّلْتُکُمْ فضیلت دی تم کو میں نے (فَضَّلْتُ. کُمْ) (فَضَّلَ یُفَضِّلُ تَفْضِیْلٌ) فضیلت دینا، عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جہاں والوں پر، عَالَمٌ (جہاں) لام کی زبر کے ساتھ، اس کی جمع عالمین ہے، بہت سے جہان مراد اس سے تمام نسل انسانیت ہے، وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَیْئًا، اور ڈرو ایسے دن سے نہ کام آئیگا (جزا دے گا) کوئی نفس، کسی نفس کو بھی، کچھ بھی (ذرہ بھر بھی) وَاتَّقُوْا، فعل امر جمع مذکر (اِتَّقٰی، یَتَّقِیْ، اِتِّقَاءً) باب افتعال، ڈرنا، بچنا یَوْمًا دن (اس دن سے مراد یوم قیامت ہے) لَّا تَجْزِیْ، نہ جزا دیگا مضارع منفی (جَزٰی، یَجْزِیْ، جَزَاءً) بدلہ دینا، فائدہ دینا، شَیْئًا، کچھ بھی، وَّلَا یُقْبَلُ، اور نہ قبول کیا جائے گا یُقْبَلُ مضارع مجہول منفی (قَبِلَ، یَقْبَلُ قَبُوْلًا) قبول کرنا اور یَقْبَلُ سے یُقْبَلُ، یعنی ی پر پیش سے مجہول بن گیا۔ مِنْهَا (مِنْ. هَا) اس، نفس سے، ھَا کی ضمیر نفس کی طرف جاتی ہے، عَدْلٌ، (معاوضہ فدیہ)، وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ اور نہ نفع دے گی (اس نفس کو) کوئی سفارش (شفاعت) وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے۔ (نَصَرَ یَنْصُرُ، نَصْرًا) مدد کرنا، یُنْصَرُوْنَ مضارع مجہول جمع مذکر غائب بنی اسرائیل سے خطاب اس سے قبل آیت نمبر 40 اور آیت نمبر 47 میں گزر چکا ہے، یہاں پر ان کی علمی اور عملی کمزوریوں، اعتقادی اور اخلاقی کج رویوں کو بیان کرنے کے بعد انہیں پھر تنبیہ کی جارہی ہے کہ آخرت کا معاملہ دنیا کی طرح نہیں ہے کہ زور وزر سے، فدیہ اور تاوان دے دلا کر چھوٹ جاؤ، وہاں تو صرف اور صرف خالص ایمان اور پاکیزہ عمل سے ہی نجات پاسکتے ہو۔

مولانا محمد حنیف ندوی لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ان آیات میں دوبارہ بنی اسرائیل کو مخاطب کیا ہے، تاکہ ان پر وہ تمام انعامات جو کئے گئے ہیں، گنائے جائیں اور انہیں دین حنیف کی طرف مائل کیا جائے، اولاً یہ فرمایا کہ تمہیں ہم نے اپنے تمام معاصرین پر مادی وروحانی فضیلت دی، ثانیاً ان کو ان کے موجودہ مزعومات (باطل عقائد) سے باز رہنے کی تلقین فرمائی کہ تم یہ نہ سمجھو کہ تمہارے احبار وعلماء تمہارے اولیاء وشہداء تمہیں مکافات عمل کے ہمہ گیر قانون کی گرفت سے بچالیں گے، اس قسم کی سفارش جو ذاتی عمل سے معرا (خالی) ہو، قطعاً سودمند نہیں ہے۔ قرآن حکیم نے عام طور پر شفاعت کی نفی کی ہے اور کہیں کہیں اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ کہہ کر ایک نوع کے لوگوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے، جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ سفارش کا وہ مفہوم جو یہ لوگ سمجھے ہوئے تھے بالکل غیر موزوں ہے یعنی شریعت کی مخالفت کے باوجود شفاعت پر بھروسہ، یہ محض فریب نفس ہے جس میں یہ لوگ مبتلا تھے، اس لئے قرآن حکیم نے اس عقیدے کی پرزور تردید کی اور انہیں عمل پر آمادہ کیا۔'' (تفسیر سراج البیان)

آیت مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مادی وروحانی انعامات سے نوازا ہے۔ کہیں انواع واقسام کے پھل، پھول، ساگ پات، ہوا، روشنی، پانی ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں تو کہیں انبیاء کرام کے ذریعہ کتاب وحکمت کی تعلیم سے نوازا ہے، بصارت کے ساتھ بصیرت بھی ودیعت فرمائی ہے، جسمانی صحت کے ساتھ روحانی مسرت بھی عطا کی ہے، قرآن حکیم میں ارشاد ہوا: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا '' اور اگر تم اللہ تعالیٰ کے انعامات گننا چاہو تو ہرگز انہیں شمار وقطار میں نہیں لاسکتے ہو۔'' انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں۔

۲) شکر گزاری کی راہ زندگی کو نیک اعمال سے آراستہ کرنا ہے، احکام الٰہی کی پیروی اور اطاعت رسول ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا: یَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ، سَلِيْنِي مِنْ مَّالِيْ مَا شِئْتِ، لَا اُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا (بخاری ومسلم) ''اے فاطمہ بنت محمدؐ! تو میرے مال سے (اس دنیا میں) جو چاہے مانگ لے، اللہ کی طرف سے (آخرت میں) میں تمہیں کچھ بھی عطا نہیں کرسکتا (بلکہ تیرے اعمال ہی تیرے کام آئیں گے)۔

۳) روز قیامت صرف اور صرف نیک اعمال کی قیمت پڑے گی اور ہر شخص اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہوگا، کوئی وسیلہ اور سفارش اور دست وبازو کی قوت کام نہ آئیگی۔

۴) سفارش صرف اللہ تعالیٰ کے حکم اور اذن سے ہوگی اور یہ غالباً ان لوگوں کے لئے جن کے اعمال میں تھوڑی بہت کمی رہ گئی تھی۔ ارشاد ہوتا ہے: مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (البقرہ:۲۵۵) ''کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرسکے''۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ، فَاَتَمَّهُنَّ، قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا، قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ، قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (۱۲۴)

اور (یاد کرو) کہ جب ابراہیمؑ کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے کہا "میں تمہیں نسل انسانیت کا امام (پیشوا) بنانے والا ہوں" ابراہیمؑ نے عرض کیا "کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے، ارشاد ہوا "جو ظلم و معصیت کی راہ اختیار کریں تو ان کا میرے اس عہد میں کوئی حصہ نہیں"

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ، فَاَتَمَّهُنَّ، اور جب آزمایا، ابراہیمؑ کو، اس کے رب نے چند باتوں میں تو (ابراہیم نے) انہیں پورا کیا، وَاِذْ (اور وہ وقت یاد کرو) اِذْ وقت اور زمانے کو ظاہر کرتا ہے، اِبْتَلٰى مبتلا کیا، آزمایا (اِبْتَلٰى، يَبْتَلِيْ، اِبْتِلَاءٌ) آزمانا، باب افتعال ہے، اِبْرٰهِيْمَ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام جلیل القدر پیغمبر ہیں، توریت میں آپ کی عمر 175 سال درج ہے اور جدید تحقیق کے مطابق پیدائش ۲۱۶۰ ق م ہے، والد کا نام آزر ہے جس کا قرآن میں ذکر آیا ہے، آبائی وطن بابل یا کلدانیہ ہے، آثار قدیم کے ماہرین نے 1922ء کی کھدائی میں اس قدیم شہر کے آثار دریافت کر لئے ہیں، یہ شہر خلیج فارس کے دہانہ فرات اور بغداد کے درمیان واقع ہے (بحوالہ تفسیر ماجدی)

ان کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت نوح علیہ السلام سے جا ملتا ہے، ان پر صحف کا نزول ہوا، جو صحف ابراہیم کے نام سے مشہور ہیں، ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى، صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى (الاعلیٰ:۱۹)

"یقیناً یہ (سب کچھ) اگلے صحیفوں میں بھی لکھا ہوا ہے (ایمان اور اعمال صالحہ کی باتیں) ابراہیم اور موسیٰ (علیہما السلام) کے صحیفوں میں بھی" آپ نے بت پرست قوم میں آنکھیں کھولیں مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں نعمت اسلام سے نوازا، توحید کی فہم و بصیرت عطا فرمائی اور آپ نے اس پر ایسی استقامت عطا کی کہ پوری قوم سے ٹکرا گئے اور استقامت و عزیمت کی لازوال اور بے مثال تاریخ رقم کی، دعوت حق کا اعلان اس شد و مد سے کیا کہ فرد واحد کو امت کا لقب عطا ہوا۔

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا، وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (النحل:۱۲۰) "بلاشبہ ابراہیمؑ (اپنی ذات میں) ایک امت تھے، اللہ کے فرمانبردار اور یکسو رہنے والے (صرف اسی ذات حق کے پرستار) تھے اور وہ ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی للّٰہیت اور خلوص کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں خلیل (دوست) کے پر وقار لقب سے نوازا:

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (النساء:۱۲۵)

''اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا۔''

نیز انہیں 'حنیف' کہہ کر یاد فرمایا، یعنی ایسا شخص جس نے فکر و آرزو اور عمل و کردار کے اعتبار سے اپنی ذات کو صرف توحید اور اطاعت الٰہی کے ایک نقطہ پر مرکوز کر دیا تھا اور ہر وقت سراپا محبت الٰہی میں سرشار رہتے تھے اور زندگی کا ہر لمحہ صرف اسی کی رضا کیلئے وقف تھا، یہی ایک سچے مسلمان کی شان ہے۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا (آل عمران:۶۷)

''ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ سب سے بے تعلق ہو کر ایک اللہ کے ہو رہے تھے اور اسی کے فرمانبردار (یعنی مسلم) تھے۔''

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں توحید کی اشاعت و فروغ کے لئے بیت اللہ کی بنیاد رکھی، جس کے انوار و برکات سے تا قیامت اذہان و قلوب کسب فیض کرتے رہیں گے اور چار دانگ عالم سے مسلمان رب کائنات کی کبریائی و عظمت بیان کرنے کیلئے وہاں کشاں کشاں پہنچا کرینگے، اس کا مشاہدہ دنیا کا ہر شخص موسم حج میں کرسکتا ہے۔ فرمان خداوندی ہے: وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ (البقرہ:۱۲۷) ''اور جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے''۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو مختلف ابتلاء و آزمائش کی کٹھن منزلوں سے گزرنا پڑا اور وہ ہر آزمائش میں بفضل تعالیٰ ثابت قدم رہے۔ کبھی پوری بت پرست قوم اور برادری سے ٹکر لے کر نعرہ توحید بلند کیا اور ان کے بتوں کو پاش پاش کر ڈالا جس کی سزا یہ سنائی گئی کہ آگ کے بہت بڑے الاؤ میں انہیں پھینکا گیا مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ آگ ان کے لئے گلزار بن گئی اور کبھی رضائے الٰہی کے لئے اپنے مولد و مسکن کو خیر باد کہا کہ جو ہر داعی حق کے لئے ضروری اور ناگزیر ہے اور کبھی اپنے لخت جگر اسماعیل اور ان کی والدہ بی بی ہاجرہ کو لق و دق صحرا میں اپنے مولا و مالک کی رضا کے لئے چھوڑ کے چلے آئے اور کبھی خواب میں اللہ کی طرف سے اشارہ پا کر اسماعیلؑ کو قربان کرنے کیلئے تیار ہو گئے...... اسی ایثار و فدویت، فدا کاری و سرفروشی کے صلہ میں انہیں نسل انسانیت کی امامت و پیشوائی عطا ہوئی۔

وَاِذِ ابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ اور جب آزمایا ابراہیمؑ کو (ر ب ہ۔ ہ) اس کے رب نے، بِكَلِمٰتٍ، (ب كَلِمٰتٍ) چند کلمات (باتوں) کے ساتھ وہ چند باتیں جو ہمیں قرآن حکیم سے معلوم ہوئی ہیں ان کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے فَاَتَمَّهُنَّ (فَ اَتَمَّهُنَّ) پس پورا کیا انہیں (اَتَمَّ، يُتِمُّ، اِتْمَامٌ) پورا کرنا، هُنَّ کی ضمیر کلمات کی طرف جاتی ہے، یہ بات ذہن میں رہے کہ سیدنا ابراہیمؑ کو نبوت و رسالت کا انحصار ان کلمات کو پورا کرنے کی وجہ سے نہ تھا کیونکہ نبوت تو وہبی (اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی عطاو بخشش) امر ہے، البتہ ان کلمات کو بسر وچشم اور بخیر وخوبی سرانجام دینے پر دنیا کی امامت اور پیشوائی سے سرفراز کیے گئے، قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک میں بنانے والا ہوں تمہیں نسل انسانیت کے لئے امام (پیشوا) یعنی ایسا امام اور قائد جس کی پیروی کی جائے، جس کے قدوہ حسنہ کو نمونہ بنایا جائے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو نبی بھی آئے وہ ملت ابراہیمی کے پیروکار تھے، یہی پاکیزہ اور سچا، دائمی اور ابدی دین ہے اور یہی نجات کا راستہ ہے، ملت ابراہیم کی پیروی کا متعدد مقامات پر ذکر آیا ہے، صرف اس آیت کو درج کرتا ہوں جس میں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی گئی ہے۔

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ، هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ، مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ، هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ، مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ، فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ، وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ، هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (الحج:۷۸)

''اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے (اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اشاعت دین میں کھپا دو) اس نے تمہیں (اپنے دین کے لئے) چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی (احکام سہل اور قابل عمل ہیں) یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے (جو نسل انسانیت کے امام ہیں) اللہ نے اس سے پہلے بھی تمہارا نام مسلم (فرمانبردار) رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا نام مسلم ہی ہے) تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم (امت محمدیؐ) لوگوں پر گواہ ہو، لہٰذا نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ (کے دین) کو مضبوطی سے تھامے رکھو وہ تمہارا کارساز ہے، تو وہ کیسا اچھا کارساز ہے اور کیسا اچھا مددگار ہے۔''

قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ، پوچھا (ابراہیمؑ نے) اور میری اولاد میں سے (سب کو یہ امامت وسیادت نصیب ہوگی؟)
قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ، فرمایا (اللہ تعالیٰ) نے، لَا يَنَالُ نہیں پہنچے گا (نَالَ، يَنَالُ، نَيْلًا) پالینا، پہنچا، عَهْدِيْ میرا وعدہ (عَهْدِ. ی) یعنی منصب امامت کا، الظَّالِمِيْنَ، ظالموں تک، ظالم کی جمع ہے اور ظالم وہ لوگ ہوتے ہیں جو اطاعت و فرمانبرداری کی راہ چھوڑ کر خواہشات نفس کی پیروی کریں، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بتایا جا رہا ہے کہ منصب امامت کے حق دار، ابرار وصالحین میں سے ہوں گے نہ کہ فجار واشرار میں سے۔

آیہ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

(۱) ابتلا وآزمائش سے اپنے بندوں کی اخلاقی وروحانی تربیت کرنا، اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اس سے ان کی مخفی صلاحیتیں ابھرتی نکھرتی اور نشوونما پاتی ہیں، پھر اس سے کھرے اور کھوٹے میں امتیاز پیدا ہوتا ہے اور یہ نرم اور سخت، خوش کن اور رنج دہ، حوصلہ افزا اور حوصلہ شکن دونوں طرح کے حالات کے ذریعہ ہوتا ہے، حدیث مبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرماتے ہیں:

''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اور اس کے ہر معاملہ میں خیر ہی خیر ہے اور یہ مومن کے سوا اور کسی کے نصیب میں نہیں ہے، اگر اسے بھلائی اور راحت پہنچتی ہے تو شکر کے جذبات سے اس کا دل معمور ہو جاتا ہے اور یہ اس کے لئے فوز و فلاح کا باعث ہوتا ہے اور اگر وہ تنگی ترشی سے دوچار ہوتا ہے تو صبر و قناعت کی تصویر بن جاتا ہے تو یہ بھی اس کی کامیابی کا مژدہ جانفزا ہوتا ہے (ریاض الصالحین۔باب الصبر)

(۲) اللہ تعالیٰ کے وفادار بندے، صرف اپنے خالق و مالک کی رضا کے طالب ہوتے ہیں، وہ خواہشات نفس ہوں یا قوم اور برادری کے غلط رسومات وخرافات ہوں یا ان کے غلط عقائد ونظریات ہوں ان سب باتوں سے منہ موڑ کر حق اور سچ پر ثابت قدم رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے دین پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں، سیدنا ابراھیم علیہ السلام کی حق پرستی نے ہمیں یہ روشنی دی ہے کہ وفا اور حریت کی راہ میں قومیت کی آہنی زنجیریں پاؤں کو بوجھل نہیں کر سکتی ہیں، راہ حق میں وطن اور اولاد کی محبت بھی آڑے نہیں آسکتی ہے۔ اسلام اور ایمان کی صداقت سب سے بالا ہے، اللہ تعالیٰ کی غلامی کا حق سب سے اوپر ہے اور اپنے مالک کو راضی کرنے کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے، اسی استقامت اور ثابت قدمی پر رب کریم کی طرف سے امامت وسیادت کی خوشخبری ملتی ہے، کامیابی اور کامرانی کی نوید سنائی جاتی ہے اور دنیا وآخرت میں فوز و فلاح کی بشارت دی جاتی ہے۔

(۳) نبوت وامامت ایسی شے نہیں جو وراثۃً خاندانوں میں منتقل ہوتی رہے، اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ کون اس کا جائز حقدار ہے، ارشاد ہوتا ہے: اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (الانعام:۱۲۴) ''اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کا کام کس سے لے''

چنانچہ سیدنا ابراھیم علیہ السلام کو یہ بات سمجھا دی گئی

لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ امامت آپ کے خاندان میں رہے گی، مگر خاندان کے ان افراد کو اس نعمت عظمیٰ سے نوازا جائے گا جو اس کے اہل ہوں گے اور نافرمان اس سے محروم رہیں گے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ابراھیم علیہ السلام کے فرزند، اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام اس نعمت سے نوازے گئے، پھر سیدنا اسحاق علیہ السلام کے بیٹے یعقوبؑ کو اس نعمت سے سرفراز کیا گیا ہے اور ان سے یہ نعمت ان کے فرزند یوسف علیہ السلام کو منتقل ہوئی۔ اس کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہوا سیدنا شعیب علیہ السلام کا تعلق قبیلہ مدین سے تھا ان کا سلسلہ نسب بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے جاملتا ہے، سیدنا اسحاق علیہ السلام کی نسل سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے جبکہ سالار انبیاء خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے جاملتا ہے۔

(۴) نیکی اور اچھائی کا اصول قوموں اور ملکوں پر بھی صادق آتا ہے، وہ قومیں پھلتی پھولتی ہیں جو عدل وانصاف اور سچائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وراستبازی پر قائم رہتی ہیں اور جو ظلم وستم، دھوکہ اور فریب، لڑائی جھگڑوں اور دنگہ فساد کو زندگی کا لائحہ عمل بناتی ہیں، انہیں بالآخر صفحہ ہستی سے جلد یا بدیر مٹا دیا جاتا ہے، قرآن حکیم نے عاد و ثمود ایسی ظالم اقوام کا ذکر کیا ہے، ظالموں کے لئے نہ تو دنیا میں کوئی مقام ہے اور نہ ہی آخرت میں کوئی نجات۔

....

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا، وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى، وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (۱۲۵)

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے اس گھر (خانہ کعبہ) کو مرجع خلائق اور دارالامن قرار دیا (اور لوگوں کو حکم دیا) کہ مقام ابراہیم کو مقام نماز بنائیں اور ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو تاکید کی تھی کہ میرے اس گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھیں

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا، اور جب ہم نے بنایا گھر (بیت اللہ) کو اجتماع کی جگہ (مرجع خلائق) اور مقام امن، وَاِذْ (اور یاد کرو) اِذْ، وقت کو ظاہر کرتا ہے جَعَلْنَا، ہم نے بنایا (جَعَلَ، يَجْعَلُ) بنانا، مقرر کرنا، اَلْبَيْتَ، خاص گھر یعنی بیت اللہ، مَثَابَةً، اجتماع کی جگہ اس کا مادہ ثوب ہے، اس کا معنی لوٹ آنا، جمع ہونا اور مَثَابَةٌ، مقام اور مرکز، وہ جگہ جہاں لوگ رجوع الی اللہ کے لئے جمع ہوں۔ کسی عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے جس کا ترجمہ ہے:

''روز اول سے ہی اس کے محاسن اور خوبیاں عیاں ہیں اور لوگوں کے دل مقناطیس کی طرح وہاں کھینچے چلے جاتے ہیں''، وَ اَمْنًا، مقام امن اور سلامتی قرآن حکیم میں آتا ہے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یعنی جو اس میں داخل ہوا مامون ہو گیا (ال عمران:۹۷)

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

''مَثَابَةً، مصدر ثوب کے معنی ہیں، کسی شے کا اپنی حالت اصلی یا حالت مقصودہ کی طرف لوٹنا اور جب کچھ لوگ کسی مقام کی طرف لوٹتے ہیں تو کہا جاتا ہے ''ثَابَ الْقَوْمُ'' یعنی لوگ واپس آ گئے، مَثَابَةٌ میں ۃ مبالغہ کی ہے، اس میں زور اور تاکید کے معنی پیدا ہوتے ہیں اور یہ مثاب میں اضافی ہے، گویا مَثَابَةٌ کے معنی ہیں وہ مقام جس کی طرف انسان بار

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

باررجوع کرے اور پھر بھی جی نہ بھرے اور بیت الحرام (عزت اور حرمت والے گھر) کا یہ وصف سب کے دیکھنے میں آتا ہے، لوگ حج پر حج اور عمرہ پر عمرہ کرتے چلے جاتے ہیں اور اس سے اکتاتے نہیں اور پھر چونکہ 'البیت' عمرہ اور حج کے لئے مرجع خلائق ہے اس لئے اجتماع ورجوع کے ساتھ عبادت کا مفہوم بھی لازماً اس لفظ میں شامل ہو گیا ہے، عام زائرین کا جو تانتا کعبۃ اللہ کی زیارت اور عمرہ کا سال کے ہر موسم، ہر فصل، ہر زمانہ میں لگا رہتا ہے، اس سے قطع نظر تصور میں نقشہ ان لاکھوں انسانوں کا جمایئے جو صرف حج کے موقع پر کھینچے چلے آتے ہیں، صرف حجاز یا ملک عرب ہی کے ہر حصہ سے نہیں بلکہ روئے زمین کے ہر خطہ ہر علاقہ، ہر ملک سے اور پھر یہ بھی ذہن میں رکھ لیجئے کہ یہ سلسلہ دس بیس سال سے نہیں، حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ یعنی تقریباً چار ہزار سال سے قائم ہے! جب جا کر للناس (لوگوں کے لئے) کی جامعیت کی تفسیر ذہن میں آسکے گی۔ 'اَمۡـنـًـا' مامونیت اسی سے ظاہر ہے کہ صرف عمارت کعبہ یا مسجد الحرام ہی نہیں بلکہ اردگرد کی سرزمین میلوں تک داخل حرم ہے اور حرم وہ علاقہ ہے جہاں انسان کی جان لینا الگ رہا، جانور تک کا شکار جائز نہیں اور یہ حکم تو خیر شریعت اسلامی کا ہے اَرۡضِ حرم کا مامن (جائے امن وسلامتی) ہونا جاہلیتوں کو بھی مُسَلَّمۡ رہا ہے (یعنی دور جاہلیت میں بھی حرم کا تقدس) تسلیم کیا جاتا تھا۔ (تفسیر ماجدی، ج: اول)

وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى، اور مقرر کرلو (بنالو): مقام ابراہیم کو مقام نماز، وَاتَّخِذُوۡا فعل امر جمع مذکر (اِتَّخَذَ، يَتَّخِذُ، اِتِّخَاذٌ) بنانا، مقرر کرنا، مَقَامِ اِبۡرٰهٖمَ وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کا آغاز کیا تھا اور بعض کے نزدیک حرم اور اطراف حرم سب کا سب مقام ابراہیمؑ ہے۔

مولانا امین احسنؒ اصلاحی لکھتے ہیں:

''آیت میں مقام ابراہیم کا لفظ آیا ہے، مقام سے کیا مراد ہے؟ علمائے تفسیر سے اس بارے میں دو قول منقول ہیں ''ایک گروہ کے نزدیک اس سے مراد وہ پتھر ہے جس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اس پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی مفسرین کے دوسرے گروہ کے نزدیک...... واضح رہے کہ اس گروہ میں ابن عباسؓ مجاہدؒ اور عطاءؒ جیسے اکابر صحابہ وتابعین علمائے تفسیر شامل ہیں۔ اس سے مراد حرم کا پورا علاقہ ہے، اس گروہ نے مقام کے لفظ کو کسی مخصوص (مقام) پر کھڑے ہونے کے بجائے مسکن ومستقر (Dwelling) کے مفہوم میں لیا ہے، ہمارے نزدیک یہی تاویل صحیح ہے، اس تاویل میں وسعت وجامعیت کے ساتھ ساتھ خاص اہمیت رکھنے والا پہلو یہ ہے کہ نظم کلام کے اعتبار سے یہ اس مقصد کو زیادہ واضح کرنے والی ہے جس کے لئے یہ بات کہی گئی ہے، یہاں یہ ثابت کیا جارہا ہے کہ یہی گھر تمام اولادِ ابراھیم کا قبلہ رہا ہے، اسی لئے کہ یہی گھر ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں حضرت ابراھیمؑ نے سب سے پہلے اس مستقر میں تعمیر کیا جس میں ہجرت کے بعد انہوں نے حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ سکونت اختیار کی۔'' (تدبر قرآن، ج: اول)

ظاہر ہے کہ مقام ابراھیم کوئی وسیع جگہ ہے، جس میں حج اور عمرہ کرنے والے ہزاروں اور لاکھوں انسان بیک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت سما سکیں اور رب جلیل کی چوکھٹ پر جبین نیاز خم کر سکیں اور یہ حرم کا پورا علاقہ ہے جسے جائے نماز (مُصَلّٰی) بنایا جاتا ہے۔

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ اور ہم نے تاکید کی اسماعیلؑ اور ابراہیمؑ کو کہ (وہ) پاک وصاف رکھیں، میرے گھر کو، طواف اور اعتکاف اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے، عَهِدْنَآ ای امرنا ہم نے حکم دیا، ہم نے با تاکید کہا، اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو، سیدنا اسماعیل علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے، ابراہیمؑ کی مصری بیوی حضرت ہاجرہؓ کے بطن سے تھے سال ولادت غالباً ۲۰۷۴ ق، م، توریت کے مطابق عمر ۱۳۷ سال کی پائی، عرب کا مشہور و عالی نسب قبیلہ قریش آپ ہی کی نسل سے ہے، اس لئے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی مورث اعلیٰ ہوئے (تفسیر ماجدی)

اَنْ طَهِّرَا، یہ کہ تم دونوں (ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ) پاک وصاف رکھو (طَهَّرَ، يُطَهِّرُ، تَطْهِيْرًا) پاکیزہ رکھنا اور یہ طہارت دو طرح سے ہوتی ہے، ظاہری طور پر غلاظت اور گندگی سے طہارت اور صفائی کا خیال رکھنا اور باطنی لحاظ سے شرک وبدعت فتنہ وفساد سے بچنا، لِلطَّآئِفِيْنَ طواف کرنے والے اس کا مفرد طائف ہے (طَافَ يَطُوْفُ، طَوْفًا) طواف کرنا، یعنی خانہ کعبہ کے گرد اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی بیان کرتے ہوئے چکر لگانا جو فدویت اور نیازمندی کا ثبوت ہے، حج اور عمرہ میں یہ فرض ہے وَالْعٰكِفِيْنَ، اعتکاف کرنے والے، عاکف اس کا مفرد ہے (عَكَفَ، يَعْكُفُ عُكُوْفًا) ٹھہرنا، پابند ہو جانا، شریعت کی اصطلاح میں اعتکاف، مسجد کے اندر عبادت کی نیت سے ایک مدت تک قیام ہوتا ہے، رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت ہے۔

وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ اور رکوع وسجود کرنے والے الرُّكَّعِ اس کا مفرد رَاكِعٌ ہے السُّجُوْد، اس کا مفرد سَاجِدٌ ہے، نماز میں رکوع وسجود کی کیفیت وہی ہوتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی، ارشاد ہوتا ہے:

"صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ"

تم نماز اس طرح پڑھا کرو جس طرح مجھے پڑھتا دیکھتے ہو۔

آیۃ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) اسلام کی صداقت کی بہت بڑی دلیل اس کی ہمہ گیر جاذبیت بھی ہے، اس جذب وکشش کا سب سے بڑا مرکز بیت اللہ ہے، سیدنا ابراہیمؑ نے اپنے فرزند ارجمند سیدنا اسماعیلؑ سے مل کر کئی سو سال پہلے اس وادی غیر ذی زرع بے آب وگیاہ زمین میں اللہ کا گھر بنایا اور رب کریم کے حضور فریاد کی کہ "فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ" اللہ العالمین! ایسے اسباب مہیا فرما دے کہ یہ زمین تیری عبادت کے لئے مرجع خلائق بن جائے اور اس کی بظاہر ویرانی، باطنی انوار سے مالا مال ہو جائے اور لوگ اقصائے عالم سے اس کی طرف کھنچے چلے آئیں، رب کریم نے اپنے اس مخلص اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفادار بندے کی دعا قبول فرمائی۔ لوگ دور دراز کا سفر طے کر کے، عقیدت ومحبت کے پھول نچھاور کرتے ہوئے وہاں پہنچتے ہیں...... دنیا کے ہر خطے اور ہر ملک کے مسلمان، ہر نسل اور ہر ذات کے اہل ایمان اس مقدس مرکز میں جمع ہو جاتے ہیں اور سب کے سب ایک ہی قسم کے لباس میں ملبوس اور ایک ہی جیسی صدائے توحید سے فضا کو معمور کر دیتے ہیں۔ ان میں اونچ نیچ کالے گورے، مشرقی ومغربی کی تفریق مٹ جاتی ہے گویا کہ اخوت ومحبت کی تصویر بن جاتے ہیں اور ''کَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ'' (گویا کہ وہ سیسہ پلائی دیوار ہیں) کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے اور اسلام اپنے ماننے والوں میں بھائی چارے کی ایسی فضا قائم کرنا چاہتا ہے۔

۲) حکم ہوتا ہے کہ مقام ابراہیمؑ کو نماز کی جگہ بناؤ، حرم میں داخل ہونے پر زائر کو چاہیے کہ سیدنا ابراہیمؑ کی طرح لوجہ اللہ اپنی جان، اپنا مال، وطن ودیار اور شعوب وقبائل کو قربان کرنے کو تیار ہو، انہی قربانیوں نے انہیں دنیا کا امام وپیشوا بنا دیا، پس ہمیں بھی ان چیزوں کی مشق کر کے روحانی امامت وپیشوائی کے لئے دعا کرنی چاہیے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا (الفرقان: ۷۴)

''اے ہمارے رب! ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا دے۔''

۳) جس طرح بیت اللہ کی ظاہری اور باطنی پاکیزگی کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح دنیا میں بنائی جانے والی ہر مسجد اسی حکم کے تحت آ جاتی ہے، اور مسجد کے ارد گرد بسنے والوں کا فرض بنتا ہے کہ اس بات کا پورا خیال رکھیں۔

۴) مساجد کی شان، قیام صلوٰۃ اور رکوع وسجود سے برقرار رہتی ہے، مسلمانوں کو اس طرف سے کبھی غفلت نہ برتنی چاہئے، اسلامی حکومت کی اولین ذمہ داری ہے کہ نظام صلوٰۃ وزکوٰۃ کو قائم کرے، اسی سے مسلمانوں کی معاشرتی اور معاشی زندگی مضبوط ہوتی ہے، نظام صلوٰۃ کے ذریعہ اسلام نے مسلمانوں کی فکری وروحانی تطہیر کا سروسامان مہیا کیا تھا نیز اس سے ان کی معاشرتی اور تمدنی زندگی کو سنوارا اور نکھارا تھا، افسوس کہ مسلمانوں نے اس کی روح کو ضائع کر دیا ہے...... دن میں پانچ بار محلہ کی مساجد میں نمازیں، جمعۃ المبارک جامع مساجد میں نماز، کھلے میدانوں اور پارکوں میں عیدین کی نماز اور پھر ہر سال حج کا عظیم الشان اجتماع، کیا ان کی صف بندی اور اتحاد کا بے نظیر اور بے مثال مظاہرہ نہیں ہے؟ کیا وہ مل بیٹھ کر اپنے تمام مسائل حل نہیں کر سکتے ہیں؟ آج مسلمان ذلیل وخوار کیوں ہو رہے ہیں؟ آیئے قرآن کی ہدایات پر عمل پیرا ہو جائیں۔

....

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ، وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (۱۲۶)

اور یاد کرو اس بات کو کہ ابراہیمؑ نے دعا کی ''اے میرے رب! اس (مکہ) کو امن والا شہر بنا اور اس کے باشندوں کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں۔ ہر قسم کے پھلوں کے رزق سے نواز''، اللہ نے فرمایا ''دنیا کی چندروزہ زندگی کا سامان میں کفار کو بھی دوں گا اور پھر عالم بے بسی میں (انہیں سوء اعمال کے سبب) عذاب جہنم میں داخل کروں گا اور (دوزخ تو) بہت برا ٹھکانا ہے

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا اور جب کہا ابراہیمؑ نے، اے رب! بنا دے اس شہر کو امن والا، وَاِذْ (اور اس وقت کو یاد کرو) اِذْ وقت کو ظاہر کرتا ہے، قَالَ (قَالَ، يَقُوْلُ قَوْلًا) کہنا، قول و قرار اردو زبان میں بھی استعمال ہوتا ہے، اِبْرٰهٖمُ سیدنا ابراہیم علیہ السلام، رَبِّ کا معنی یارب، اے میرے پروردگار، اِجْعَلْ بنا دے (جَعَلَ، يَجْعَلُ، جَعْلًا) بنانا، اِجْعَلْ فعل امر واحد مذکر، هٰذَا بَلَدًا اس شہر کو (مکہ کو) اٰمِنًا، امن والا، یہاں کے باشندوں کو ہر طرح سے سکون اور سلامتی نصیب ہو۔

وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، اور رزق عطا فرما، اس کے باشندوں کو، پھلوں میں سے جو کوئی ایمان لائے ان میں سے، اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر وَارْزُقْ فعل امر، واحد مذکر، اور رزق عطا فرما (رَزَقَ، يَرْزُقُ، رِزْقًا) رزق دینا، اَهْلَهٗ (اَهْلُ. ہٗ) اس کے باشندوں کو ہٗ کی ضمیر (بَلَدًا) شہر کی طرف جاتی ہے، الثَّمَرٰتِ اس کا مفرد ثمرہ (پھل) مَنْ (جو کوئی) اٰمَنَ، ایمان لائے، مِنْهُمْ (مِنْ. هُمْ) ان میں سے، بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، اللہ اور روز آخرت پر،

مولانا امین احسن اصلاحیؒ لکھتے ہیں:

''اٰمِـنًـا (امن والا) مامون و مطمئن کے ہیں، یہ دعا حضرت ابراہیمؑ نے اس سرزمین کے لئے فرمائی ہے جس پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بسایا اور جہاں حرم کی تعمیر کی، یہ علاقہ جیسا کہ واضح ہو چکا ہے، تہذیب و تمدن اور آبادی و زرخیزی سے بالکل محروم تھا، خانہ بدوش قبائل پانی اور چراگاہوں کی تلاش میں موسموں کے تغیر کے ساتھ ساتھ ادھر سے ادھر منتقل ہوتے رہتے تھے، معاش کا ذریعہ یا تو گلہ بانی تھا یا شکار یا پھر لوٹ مار، اس وجہ سے اس سرزمین کے دو مسئلے خاص طور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں بڑے اہم تھے، ایک امن کا، دوسرا غذا کا۔

حضرت ابراہیمؑ کی مذکورہ دعا انہی دو چیزوں کے لئے تھی، اللہ تعالیٰ نے یہ دعا جس طرح قبول فرمائی اور اس کی جو برکتیں حضرت ابراہیمؑ کی ذریت اور اس علاقہ کے باشندوں کے لئے ظاہر ہوئیں وہ تاریخ کی ایک ایسی زندہ اور محسوس حقیقت ہے کہ کوئی کٹر سے کٹر مخالف بھی اس کا انکار نہیں کرسکتا ہے۔" (تدبر قرآن، ج:اول)

ثمرات سے مراد صرف میوہ جات نہیں ہیں بلکہ ہر قسم کا پاکیزہ رزق ہے۔ میوہ جات کیلئے عربی کا لفظ فَوَاکِہَ مخصوص ہے جبکہ ثمرات کا استعمال وسیع معنوں میں ہوتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے:

اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَىْءٍ (قصص:۵۷)

"کیا ہم نے مامون حرم میں ان کے قدم نہیں جمائے جہاں ہر چیز کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں"۔

اس بات کا آج بھی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ ہر سال لاکھوں کی تعداد میں اطراف عالم سے لوگ حج اور عمرہ کے لئے وہاں جمع ہوتے ہیں اور انواع و اقسام کی پاکیزہ نعمتوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور کسی طرح کی کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی۔

پھر غور کیجئے کہ دشمن اور بھوک کا ڈر زندگی کے ایسے خوفناک سائے ہیں جس سے وہ کرکری اور خواری کا شکار ہو جاتی ہے، سکون اور عافیت رخصت ہو جاتے ہیں، ترقی کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں، اور ہر وقت اضطراب اور بے چینی میں گزر بسر ہوتی ہے، رب کریم نے اہل مکہ کو ان دشمنوں سے نجات عطا فرمائی، اس کا ذکر اس آیہ مبارکہ میں بھی کیا:

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ، الَّذِىْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (قریش:۳-۴) "انہیں (قریش مکہ کو) چاہیے کہ اس گھر کے مالک (رب کائنات) کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک میں کھلایا (پلایا) اور (دشمن) کے خوف سے امن اور اطمینان نصیب کیا، اور یہ حقیقت ہے کہ اگر کسی دشمن نے ان کی طرف بری نظر سے دیکھا تو اسے نیست و نابود کر دیا گیا۔

خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے کوئی پچاس دن قبل یمن کا گورنر ابرہہ، بیت اللہ کی عظمت و شوکت کو مٹانے کے لئے ہاتھیوں کے بہت بڑے لشکر کے ساتھ مکہ کی طرف بڑھا، اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کے ذریعے اس پورے لشکر کو تباہ و برباد کرا دیا یہ اپنی چونچوں میں نوکدار کنکریاں اٹھا کر لاتے اور بارش کی طرح لشکر پر برساتے تھے اس کا تذکرہ سورۃ الفیل (سورۃ نمبر ۱۰۵) میں آتا ہے۔

قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا، فرمایا اور جس کسی نے کفر کیا، پس اسے (چندروزہ زندگی میں) فائدہ اٹھانے کا تھوڑا سا موقع دوں گا۔

قَالَ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وَمَنْ اور جس کسی نے، كَفَرَ فعل ماضی واحد مذکر غائب (كَفَرَ، يَكْفُرُ، كُفْرًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَكُفِيَ انَا) کفر کرنا، انکار کرنا، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جھٹلانا، ناشکری کی راہ اختیار کرنا، فَأُمَتِّعُهُ (فَ. اُمَتِّعُ. هُ) پس، میں اسے نفع دوں گا فعل مضارع، واحد متکلم (مَتَّعَ، يُمَتِّعُ، تَمْتِيعٌ) باب تفعیل، فائدہ دینا قَلِيْلًا تھوڑا سا، دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں یقیناً تھوڑی سی ہے، اس دنیا میں مومن اور کافر دونوں کو رزق دیا جاتا ہے بلکہ کافر کو فراوانی سے عطا کیا جاتا ہے مگر آخرت میں اللہ تعالیٰ کے انعامات سے صرف مومن بہرہ ور ہوں گے، ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ، وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ، پھر مجبور کروں گا اس کو (کافر کو) عذاب جہنم کی طرف اور وہ رہنے کی بدترین جگہ ہے، ثُمَّ پھر، حرف عطف کہلاتا ہے، اَضْطَرُّهٗ اس کا مادہ (ض ر ر) ہے (اِضْطَرَّ، يَضْطَرُّ، اِضْطِرَارٌ) باب افتعال ہے کسی کو نقصان دہ اور ناپسندیدہ کام پر مجبور کرنا، اردو زبان میں اضطرار بے قراری اور بے چینی کے معنی میں آتا ہے، کفار کو روز قیامت طوعاً و کرہاً، جہنم میں دھکیلا جائے گا، عَذَابَ النَّارِ، جہنم کی آگ، وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ، اور وہ رہنے کی بدترین جگہ ہے، بِئْسَ فعل ذم ہے الْمَصِيْرُ، ٹھکانا، لوٹنے کی جگہ، مَصِيْرٌ وہ آخری حالت ہے جس کی طرف انسان منتقل ہوتا ہے۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب منصب امامت کے متعلق پوچھا تھا تو ارشاد ہوا تھا کہ اس منصب کا وعدہ تمہاری اولاد کے صرف مومن و صالح لوگوں کے لئے ہے، ظالم اس سے مستثنیٰ ہیں، اس کے بعد جب حضرت ابراہیمؑ رزق کے لئے دعا کرنے لگے، تو سابق فرمان کو پیش نظر رکھ کر انہوں نے صرف اپنی مومن اولاد ہی کیلئے دعا کی، مگر اللہ تعالیٰ نے جواب میں اس غلط فہمی کو فوراً رفع فرما دیا اور انہیں بتایا کہ امامت صالحہ اور چیز ہے اور رزقِ دنیا دوسری چیز، امامت صالحہ صرف مومنین صالحین کو ملے گی، مگر رزقِ دنیا مومن و کافر سب کو دیا جائے گا، اس سے یہ بات خود بخود نکل آئی کہ اگر کسی کو رزقِ دنیا فراوانی کے ساتھ مل رہا ہو تو وہ اس غلط فہمی میں نہ پڑے کہ اللہ اس سے راضی بھی ہے اور وہی اللہ کی طرف سے پیشوائی کا مستحق بھی ہے۔ (تفہیم القرآن، ج: اول)

آیہ مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) غور کیجئے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کائنات کے خالق و مالک کے حضور کس عاجزی و خاکساری سے دعا کی ''اے میرے رب! اس شہر کو دارالامن بنا دے اور اس کے باسیوں کو ثمرات (رزق حلال) سے نواز'' اس میں دعا کا سلیقہ اور ادب سکھلا دیا اور خود یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت اور لطف و کرم کو متوجہ کرنے پر مقبول و مؤثر ہیں۔

۲) سیدنا ابراھیم نے رب کریم کے حضور امن اور سلامتی کو طلب کیا کہ خوشگوار زندگی مال و دولت کی فراوانی سے نہیں بلکہ ماحول کے اطمینان و سکون سے ملتی ہے، چنانچہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ دنیا میں کتنے ہی مالدار ہیں جو امن اور عافیت سے محروم ہیں!

۳) سیدنا ابراہیم نے رزقِ حلال کی کشادگی (ثمرات) کی تمنا کی کہ اس سے بھی روح مسرت و شادمانی سے ہمکنار ہو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے، اس لئے بندہ مومن کو اللہ تعالیٰ کے حضور پاکیزہ رزق کے حصول کیلئے دعا کرتے رہنا چاہیے۔

۴) یہ دنیا عارضی اور فانی ہے، مال و دولت کی فراوانی کے ساتھ ساتھ شکر گزاری، ایمان اور اللہ تعالیٰ کی بندگی ضروری ہے، ورنہ ناشکری اور کفر عذاب جہنم سے انسان کو نہیں بچا سکتا۔

۵) آیئے ہم سب مل کر دعا کریں ''اے رب! ہمارے اس وطن عزیز میں، امن اور سلامتی پیدا فرما، ہمارے اوپر نیک حکمران مقرر فرما جو تیرے دین کو اس ملک میں جاری وساری کریں، گزشتہ چون برس سے غریب عوام ظلم وستم کی چکی میں پس رہے ہیں، اے پروردگار! ہمیں ظلم اور ظالموں سے نجات عطا فرما۔ آمین!

....

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۱۲۷) رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ، وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا، اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (۱۲۸) رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ، اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۱۲۹)

اور یاد کرو اس بات کو کہ جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (تو لبوں پر یہ دعا جاری تھی) ''اے ہمارے رب! (یہ خدمت) ہماری طرف سے قبول فرما! یقیناً تو ہی (فریادوں اور دعاؤں کا) سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے (ہماری نیتوں سے بھی آگاہ ہے) اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرمانبردار...... مسلم...... بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تشکیل فرما جو تیری فرمانبردار...... مسلم...... ہو! ہمیں اپنی بندگی کا طریقہ اور سلیقہ سکھلا اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما! یقیناً تو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے، اے ہمارے رب! انہی میں سے ایک ایسا رسول بھیج جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے، انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان (کے دلوں) کا تزکیہ کرے، لاریب کہ تو عزیز وحکیم ہے (تجھے سب قدرت ہے اور تیری حکمت سے معاملات تکمیل کو پہنچتے ہیں)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ، اور جب اٹھا رہے تھے ابراہیمؑ بنیادیں بیت اللہ کی اور اسماعیلؑ (بھی ان کے ساتھ تھے) وَاِذْ (اور اس وقت کو یاد کرو) يَرْفَعُ، وہ اٹھاتا ہے، فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب (رَفَعَ، يَرْفَعُ، رَفْعًا) اٹھانا، بلند کرنا۔ الْقَوَاعِدَ بنیادیں، اس کا مفرد الْقَاعِدَہ ہے اس کا مادہ (ق ع د) ہے قَعَدَ، يَقْعُدُ، بیٹھنا، مَقْعَدٌ بیٹھنے کی جگہ، بنچ وغیرہ، دیوار کی بنیاد کو القاعدہ کہا جاتا ہے کیونکہ بنیاد نیچے بیٹھی ہوتی ہے اور اس پر عمارت کو اٹھایا جاتا ہے، مِنَ الْبَيْتِ (گھر کی) بیت کے معنی گھر کے ہیں اور اس کے شروع میں اَلْ کا اضافہ معرفہ کی علامت ہے یعنی خاص گھر، اس سے مراد بیت اللہ ہے سیدنا اسماعیلؑ، سیدنا حضرت ابراہیمؑ کے فرزند ارجمند ہیں ان کی والدہ ماجدہ کا نام ہاجرہ تھا، سیدنا اسماعیلؑ ابھی شیر خوار بچے ہی تھے کہ ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ اپنے لخت جگر اور ان کی والدہ محترمہ کو مکہ کی بے آب وگیا وادی میں چھوڑ کر چلے آؤ، اس وفادار بندے نے مولا و مالک کے حکم کی فوری تعمیل کی اور وادی میں کھڑے ہو کر اس کے حضور یوں دعا کی۔

رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ، رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ، وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ (ابراھیم: ۳۷)

''اے ہمارے رب! (اہل خانہ کو بھی اس دعا میں شامل فرمایا) میں نے تیرے ہی حکم اور اذن سے اپنی اولاد میں سے (اسماعیل کو) اس بے آب وگیاہ وادی میں تیرے محترم اور معزز گھر کے پاس لا بسایا ہے، اے ہمارے رب! تاکہ وہ نماز قائم کریں (تو اپنی بے پایاں رحمت سے) لوگوں کے دل ان کی طرف راغب اور مائل فرما دے، تو انہیں کھانے کو (ثمرات) پاکیزہ رزق مہیا فرما، تاکہ وہ شکران نعمت کریں''۔

غور کیجئے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اس پرخلوص دعا کو رب العالمین نے شرف قبولیت سے کیسے نوازا۔ بی بی ہاجرہؑ کا پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا، اسماعیلؑ کی ایڑیوں سے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ٹھنڈے اور شیریں چشمے کا جاری ہونا، گزرنے والے قافلوں کا اس بابرکت پانی سے فیض یاب ہونا، پھر آہستہ آہستہ لوگوں کا وہاں آباد ہونا، پھر چھوٹی سی بستی سے شاندار شہر کی بنیاد پڑنا اور ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کے مقدس ہاتھوں سے بیت اللہ کی تعمیر ہونا اور اقصائے عالم سے ہر سال حج کے لئے لاکھوں افراد کا وہاں جمع ہونا اور انہیں ہر طرح کے پاکیزہ رزق سے نوازا جانا، یہ اس دعائے ابراہیمی کے مستجاب ہونے کی زندہ جاوید حقیقت ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

سیدنا ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ بیت اللہ کی دیواریں اٹھا رہے تھے، تو لبوں پر یہ کلمات جاری تھے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ ''اے ہمارے رب! (یہ خدمت) ہماری طرف سے قبول فرما، یقیناً تو ہی (فریادوں اور دعاؤں) کا سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے''۔

اِنَّكَ (اِنَّ . كَ) بلاشبہ تو، اس میں كَ ضمیر متصل مخاطب ہے اس کے بعد اَنْتَ ضمیر منفصل مخاطب لانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مزید تاکید پیدا ہوئی، اردو میں اس کا ترجمہ "تو ہی" سے ادا ہوتا ہے، السَّمِيْعُ، الْعَلِيْمُ، یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کائنات میں ہر ذی روح کی پکار کو بیک وقت سنتا ہے اور تمام مخلوق کے حالات و معاملات سے ہر وقت باخبر رہتا ہے بلکہ ہر شخص کی نیت کو بھی جانتا ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ اے ہمارے رب! اور بنا دے ہم کو مسلم (فرمانبردار) اپنا، مُسْلِمَيْنَ، تثنیہ کا صیغہ ہے اس کا مفرد مسلم ہے (س ل م) اس کا مادہ ہے جس کا معنی نجات پانا، ظاہری اور باطنی آفات سے محفوظ رہنا، اسی سے لفظ اسلام ہے جس کے معنی، اطاعت اور فرمانبرداری کے ہیں یعنی احکام الٰہی کو دل و جان سے قبول کر لینا اور مسلم اسم فاعل ہے یعنی ایسا شخص جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اس کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دے، مسلمان کی تعریف حدیث مبارکہ کی روشنی میں اس طرح آئی ہے: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ اور سلامت رہیں"۔

سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا اسماعیلؑ نے اسلام پر ثابت قدمی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی، بلکہ اپنی اولاد کے لئے بھی ایسی ہی تمنا اور آرزو کی، وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ، اور اے ہمارے رب! ہماری اولاد میں سے ایک امت تشکیل فرما جو تیری فرمانبردار (یعنی مسلم ہو)۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ لکھتے ہیں: "یہ دونوں پیغمبر (ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ) جب خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے تو ساتھ ساتھ دعا بھی کر رہے تھے کہ الٰہی: ہماری یہ خدمت قبول فرما اور اپنا مسلم (مطیع فرماں) بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک مسلم قوم پیدا کر، اور مسلم وہ ہوتا ہے جو اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دے اور اپنے آپ کو کلیۃً اللہ کے سپرد کر دے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق دنیا میں زندگی بسر کرے، اس عقیدے اور طرز عمل کا نام اسلام ہے اور یہی تمام انبیاء کا دین رہا ہے۔" (تیسیر القرآن)

وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا، اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ "اور دکھا ہم کو (سکھلا ہم کو) احکام حج (طریقہ بندگی) اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما، بیشک تو ہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے" وَاَرِنَا (وَ. اَرِ. نَا) اور دکھلا ہمیں اس کا مادہ (رءی) ہے۔ رَاٰی، یَرٰی فعل لازم ہے یعنی خود دیکھنا (to see) اور اَرٰی یُرِیْ فعل متعدی ہے دوسروں کو دکھانا (to show) اور اس سے فعل امر اَرِ ہوا تو دکھلا صیغہ واحد مذکر، رُؤْيَتْ (دیکھنا) رویت ہلال کمیٹی (نئے چاند کو دیکھنے والی مجلس) یہ لفظ اردو میں استعمال ہوتا ہے حقیقت میں لفظ رُؤْيَتْ آنکھ کے ادراک کے علاوہ عقل و فکر کے ادراک کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اس لئے اس کا مفہوم عربی میں "عَلِّمْنَا وَ عَرِّفْنَا" یعنی "ہمیں علم و معرفت عطا کر" سے پورا ہوتا ہے مَنَاسِكَنَا (مَنَاسِكَ. نَا) احکام حج (آداب بندگی ہمارے) یعنی ہمیں احکام حج (احکام بندگی) سے آشنا فرما، نُسُك کے اصل معنی عبادت کے ہیں، النَّاسِك، عابد و زاہد کو کہتے ہیں، مَنَاسِك اس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفرد مَنسِکٌ ہے اس کے معنی عبادت وطاعت کے ہیں، مَـنَـاسِکَ کا لفظ بالخصوص ارکان حج کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

وَتُبْ عَلَيْنَا، اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اور ہماری خطاؤں سے درگزر فرما، یقیناً تو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے وَتُـبْ عَـلَيْنَـا اور ہماری توبہ قبول فرما، تُبْ فعل امر صیغہ واحد مذکر حاضر (تَـابَ، يَتُوْبُ، تَوْبَةٌ) اس فعل کے بعد اِلٰی آجائے تو اس کا معنی اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرنے کے ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (التحریم: ۸) ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کیا کرو'' اور اگر اس فعل کے بعد عَـلٰی آجائے تو توبہ قبول کرنے کے معنی پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا آیہ مبارکہ میں ہے، التَّوَّابُ، الرَّحِيْمُ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے صفاتی نام ہیں، اور دونوں مبالغے کے صیغے ہیں یعنی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور بہت زیادہ رحم کرنے والا اور یہ حقیقت بھی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر لحہ بندوں کی خطاؤں سے درگزر فرماتا ہے اور ان پر متواتر اور لگاتار رحم بھی فرماتا ہے، اس کا یہ اعلان ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا، اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر: ۵۳)

آپ لوگوں سے کہہ دیجئے ''اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، اللہ تو یقیناً سارے ہی گناہ معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ غفور اور رحیم ہے۔ (بخشنا اور رحم کرنا اس کی عادت ہے)''

کاش کہ بندے اس کی طرف رجوع کریں ؎

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے؟ رہرو منزل ہی نہیں

رَبَّـنَـا وَابْـعَـثْ فِيْهِـمْ رَسُـوْلًا مِّـنْهُـمْ اے ہمارے رب! مبعوث فرما ان میں ایک رسول ان ہی میں سے، وَابْعَثْ، تو مبعوث فرما فعل امر صیغہ واحد مذکر (بَـعَـثَ، يَبْعَثُ، بَعْثًا) اٹھانا، بھیجنا فِيْهِمْ (فِيْ. هِمْ) ان میں یعنی اس امت مسلمہ میں سے یا اولاد اسماعیلؑ سے رَسُـوْلًا مِّـنْهُـمْ، ایک رسول انہی میں سے، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے پیدا ہوئے۔

يَتْـلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِکَ جو تلاوت کرے ان پر تیری آیات، يَتْلُوْا فعل مضارع واحد مذکر غائب (تَـلَا، يَتْلُوْا، تِلَاوَةٌ) تلاوت کرنا، پڑھنا، عَلَيْهِمْ (عَلٰی. هِمْ) ان پر، اٰيٰتِکَ (اٰيَاتِ. کَ) آیات، تیری آیۃ کی جمع آیات، اس کا مطلب قرآن کی آیات اور اس سے مراد انفس و آفاق کی آیات (نشانیاں) بھی ہیں، قرآن حکیم میں ایک گول دائرہ سے دوسرے گول دائرہ تک ایک آیت کہلاتی ہے، سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الناس تک کل آیات کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6,666) ہے اور ہر آیت اس کی قدرت وحکمت کی نشانی ہے۔ (اتقان فی علوم القرآن۔علامہ سیوطی)

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلا کام اپنی امت کے سامنے تلاوت آیات ہے، یعنی اللہ کا کلام پہنچانا اور پڑھانا، گویا آپ کی پہلی حیثیت مبلغ اعظم کی ہے''۔ (درس قرآن، ج:اول)

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ انہیں کتاب کی تعلیم دے، یہاں اَلْكِتٰبَ سے مراد، القرآن ہے (عَلَّمَ، يُعَلِّمُ، تَعْلِيمًا) تعلیم دینا، سکھلانا، سمجھانا، ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام صرف تبلیغ اور پیام رسانی پر ختم نہیں ہو جاتا، آپ کا کام کتاب الٰہی کی تبلیغ کے بعد اس کی تعلیم کا بھی ہے، گویا آپ کی دوسری حیثیت معلم اعظم کی ہے۔'' (حوالہ: ایضاً)

وَالْحِكْمَةَ (دانائی کی باتیں) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا کام حکمت ودانائی سکھانا، قرآنی احکام و مسائل سمجھانا، دین کے قاعدے اور آداب سکھانا اور زندگی کے گوناگوں اور پیچیدہ مسائل کا اسی کی روشنی میں بہترین حل بتانا ہے۔ گویا کہ آپ کی تیسری حیثیت مرشد اعظم کی ہے۔'' (حوالہ: ایضاً)

وَيُزَكِّيهِمْ، (اور انہیں پاک کر دے) تزکیہ سے مراد دل کی صفائی ہے ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتھا کام اپنی صحبت وتربیت سے اخلاق کی پاکیزگی اور نیتوں کا اخلاص پیدا کرنا ہے یعنی آپ کی چوتھی حیثیت مصلح اعظم کی ہے۔'' (حوالہ: ایضاً)

''حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے جاتے تھے کہ اے ہمارے رب ہماری نسل سے اپنی ایک فرمانبردار امت پیدا کر، ان ہی میں سے ایک نبی مبعوث فرما، اس کی چار خصوصیات ہوں وہ کتاب اللہ سنائے، پڑھائے، سمجھائے اور اس کے ذریعے سے دلوں کو پاک کرے یعنی وہ مبلغ بھی ہو، معلم بھی، حکیم و مرشد بھی ہو اور مصلح بھی۔ یہ تمام باتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پوری ہوئیں۔'' (حوالہ: ایضاً)

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) مندرجہ بالا آیات مبارکہ میں سب سے اہم بات سیدنا ابراہیم اور سیدنا اسماعیل علیہما السلام کی بیت اللہ کی تعمیر کے وقت پرخلوص دعا ہے جو کہ ہر مسلم اور مومن کے دل کی آواز ہے۔

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

''دعا کا نغمہ، دعا کا ترنم، دعا کی فضا سب کی سب سامنے موجود و حاضر ہیں! گویا وہ اس وقت زندہ و متحرک ہماری آنکھوں کے سامنے وقوع پذیر ہیں!...... یہ قرآن کے حسین وجمیل طرزِ ادا کی اہم خصوصیت ہے! وہ آنکھوں سے اوجھل گزرے ہوئے منظر کو اس طرح سامنے لے آتا ہے کہ آنکھوں کو نظر آتا، کانوں کو سنائی دیتا اور متحرک ومحسوس معلوم ہوتا ہے، گویا زندگی اس سے پھوٹی پڑ رہی ہو، یہی ''فنی تصویر کشی'' کی یہ ایک خصوصیت ہے جو دائمی کتاب الٰہی کے شایان شان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔'' (فی ظلال القرآن، ج:اول)

۲) دعا کے بین السطور میں کیا ہے؟ نبوت کا ادب، نبوت کا ایمان، کائنات میں عقیدے کی قیمت، نبوت کا شعور، قرآن اسی ادب، اسی ایمان اور اسی شعور کی تعلیم وارثین انبیاء کو دیتا اور ان کے قلوب واحساسات کی گہرائیوں میں ان الفاظ کے ذریعے اتارنا چاہتا ہے۔

۳) اس دعا میں ''رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے (ہمارے اس عمل کو) قبول فرما یقیناً تو (دعاؤں کا) سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ یہ قبولیت کی درخواست ہے، یہی عمل کی غایت ہے، عمل خالصۃً اللہ کے لئے ہے، اس عمل کے ذریعے خشوع وخضوع اور انابت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کیا گیا ہے، اس عمل سے جس آخری مقصد کے حصول کی امید ہے وہ اللہ کی رضا اور قبولیت حق ہے اور قبولیت کی امید اس حقیقت سے وابستہ ہے کہ اللہ دعاؤں کا سننے والا اور عمل کے پیچھے جو نیت اور شعور ہے اسے جاننے والا ہے۔

۴) رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ .... اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ یہ دعا اسلام کی طرف رہنمائی کے لئے اللہ کی مدد کی توقع ہے، یہ اس بات کا شعور ہے کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں، یہ کہ ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے اور یہ کہ اللہ کی مدد کے بغیر نہ کوئی قوت کارآمد ہے اور نہ کوئی تدبیر، اللہ کے بندے اسی کی مدد اور اسی کے سہارے کامیاب وبامراد ہوتے ہیں۔

۵) ''وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ ''اس دعا سے واضح ہوتا ہے کہ قلب مومن کو کس بات کی فکر ہوتی ہے، یہ عقیدہ ہے جو اس پر چھایا رہتا ہے اور سب سے زیادہ اور سب سے پہلے مومن کو اسی کی فکر ہوتی ہے، سیدنا ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو اللہ نے جو نعمت...... ایمان کی نعمت عطا فرمائی تھی، اس کے شعور نے انہیں مجبور کیا کہ وہ اپنی نسل کے لئے بھی اس نعمت کے حریص ہوں اور اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ان کی ذریت کو اس نعمت سے محروم نہ رکھے، جس کے برابر کوئی نعمت نہیں، ان بزرگوں نے اس سے قبل اپنے رب سے دعا کی تھی کہ وہ ان کی ذریت کو پیداوار (ثمرات) کا پاکیزہ رزق عطا فرمائے، اب انہوں نے فراموش کئے بغیر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ وہ ان کی نسل کو ایمان کی نعمت سے بھی نوازے، انہیں مناسک حج اور اپنی عبادت کے طریقے بتلائے اور سکھلائے اور ان کی لغزشوں اور کوتاہیوں کے سلسلے میں ان کی توبہ قبول فرمائے کیونکہ وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا، بہت مہربان ہے۔

۶) ''رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا .... اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ''سیدنا ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی دعا کی قبولیت ہی کا ثمرہ تھا کہ صدیوں بعد ان دونوں کی نسل سے خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی جو انہیں اللہ کی آیات سناتے، کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے اور گندگیوں اور ناپاکیوں سے پاک کر کے ان کا تزکیہ کرتے ہیں۔

۷) تلاوت آیات، ان آیات کا ٹھوس اور مضبوط علم، احکام کی حکمت وبصیرت اور اس کی روشنی میں زندگی کو طہارت اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پاکیزگی سے آراستہ کرنا، یہ وہ بلند مقاصد حیات ہیں جن کی طرف رب العالمین کی عظیم کتاب نے ہماری رہنمائی کی ہے ہمارے مکاتب و مدارس، سکولوں اور یونیورسٹیوں میں طلبا کی تعلیم وتربیت میں یہی ہدف پیش نظر رہنا چاہیے، افسوس کہ مسلمانوں نے قرآن حکیم کی پاکیزہ اور بلند تعلیمات کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ اسی وجہ سے وہ ذلت وخواری کا شکار ہو رہے ہیں۔

....

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ، وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا، وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۱۳۰)

اور ابراہیمؑ کے دین سے کون منہ موڑ سکتا ہے بجز اس شخص کے جو حماقت کا شکار ہو، بلا شبہ ہم نے انہیں دنیا میں (امام رشد و ہدایت) منتخب کیا اور آخرت میں وہ یقیناً صالحین کے زمرے میں ہونگے

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ، اور کون ہے جو منہ موڑے ملت ابراہیمؑ سے سوائے اس کے جس نے اپنے نفس کو جہالت میں مبتلا کر رکھا ہو، وَمَنْ، اور کون ہے جو، مَنْ استفہام انکاری ہے، يَّرْغَبُ (رَغِبَ، يَرْغَبُ، رَغْبَةً) اس کے بعد اگر اِلٰى یا فِي کا استعمال ہو تو اس کے معنی کسی چیز کی خواہش اور آرزو ہوتی ہے مثلاً اَرْغَبُ فِي التَّعْلِيْمِ، میں تعلیم میں شوق اور رغبت رکھتا ہوں اور اگر اس کے بعد عَنْ کا استعمال ہو تو پھر اس سے مراد بے رغبتی اور اعراض ہوتا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیہ مبارکہ میں ہے یا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: وَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ، ''جس نے میری سنت سے منہ موڑا، وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ، ابراہیمؑ کی ملت (ملت سے یہاں مراد دین ہے) دین اور ملت میں فرق یہ ہے کہ ملت کی اضافت نبی کی طرف ہوتی ہے جیسا کہ ملت ابراہیم جبکہ دین کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوئی ہے۔ جیسا کہ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (النصر:۲) ''اور آپ نے (فتح مکہ پر) دیکھا کہ لوگ گروہ در گروہ اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں''۔

جب کوئی نبی احکام الٰہی کو اپنے متبعین میں جاری وساری کر دیتا ہے تو وہ نظام ''ملت'' کہلاتا ہے گویا ملت کی اصل دین ہی ہوتی ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ، هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا (الحج:۷۸) ''یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے، اللہ نے اس سے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (مسلم ہی رکھا ہے)''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور دین تو ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامَ (آل عمران:۱۹) ''دین تو اللہ کے نزدیک (ہمیشہ) اسلام ہی رہا ہے''۔ اس آیہ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ یہودیت یا نصرانیت ہندومت یا بدھ مت وغیرہ یہ خود ساختہ نام ہیں، اللہ تعالیٰ نے زندگی گزارنے کا انسانوں کو جو نظام دیا ہے، وہ شروع دن سے یعنی سیدنا آدم علیہ السلام سے ایک ہی ہے اور وہ ''اسلام'' ہے جو ایک وصفی نام ہے نہ کہ کسی قوم یا شخصیت کی طرف نسبت۔ اور خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس دین کو ہر طرح سے مکمل کر دیا گیا، ارشاد ہوتا ہے: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ:۳) ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے بحیثیت دین، اسلام کو پسند کیا'' تو اس پاکیزہ، پسندیدہ، صاف ستھرے اور شفاف دستور زندگی سے بھلا کون منہ موڑ سکتا ہے؟ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ سوائے اس کے جس نے اپنے آپ کو احمق بنا لیا ہو، اِلَّا کلمہ استثناء ہے مَنْ موصول ہے (جو، جس نے) (سَفِهَ، یَسْفَهُ سَفْهًا) ہلکا کرنا، ردی اور ناقص ثابت کرنا، بیوقوف بنا لینا۔

مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

''ملت ابراہیمیؑ سے روگردانی صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس میں ذرا عقل نہ ہو، کیونکہ یہ ملت عین دین فطرت ہے، کوئی سلیم الفطرۃ انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا'' (معارف القرآن، ج: اول)

وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا، اور البتہ تحقیق ہم نے چن لیا ان کو دنیا میں، ل اور قَدْ، تحقیق اور زور کلام کے لئے آتے ہیں اِصْطَفَیْنٰهُ ہم نے چن لیا، ماضی جمع متکلم، رب العزت کے لئے جمع کا صیغہ بطور عزت و تکریم آتا ہے (اِصْطَفٰی، یَصْطَفِیْ، اِصْطِفَاءً) چن لینا، منتخب کرنا، اس کا مادہ صَفْوٌ ہے، فِی الدُّنْیَا دنیا میں، یعنی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بے پناہ قربانیوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں (امام رشد و ہدایت) بنایا ''اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا'' ''میں نے تمہیں لوگوں کا امام بنایا''۔

وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ اور بے شک وہ آخرت میں صالحین کے زمرے میں ہونگے، اِنَّهٗ کی ضمیر کا مرجع سیدنا ابراہیمؑ ہیں، لَمِنَ (لَ. مِنْ) ضرور بضرور ورسے، لام تاکید کے لئے ہے، صالحین کا مفرد صالح ہے، یعنی آخرت میں ضرور بضرور صالحین (نیک لوگوں میں) ان کا شمار ہوگا۔

آیہ مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) سلامت روی اور حماقت کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے ایسے ہی جیسے جہالت اور دانشمندی کا کبھی جوڑ نہیں ہو سکتا یا روشنی اور اندھیرا ایک جگہ ٹھہر نہیں سکتے۔ ٹھیک اسی طرح اسلام تو سلامتی کا راستہ ہے اس کا انکار تو وہی کر سکتا ہے جو جہالت و حماقت کے پھندے میں گرفتار ہو۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۲) اللہ تعالیٰ کا دین ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے مگر افسوس کہ خواہشات اور غرور نفس نے انسانوں کو راہ حق سے دور جا پھینکا اور وہ مختلف فرقوں اور گروہ بندیوں کا شکار ہو گئے اور شیطان نے ان کے درمیان نفرت وعداوت کے بیج بو دیئے اور ان کے درمیان جنگ وجدل اور فتنہ وفساد کی چنگاریاں سلگنے لگیں۔

۳) اللہ کے دین کو'الاسلام' کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے جس کے معنی اطاعت اور فرمانبرداری کے ہیں یعنی ہر طرح کی نسبتوں اور گروہ بندیوں سے الگ تھلگ ہو کر صرف اطاعت حق کی طرف بنی نوع انسان کو دعوت دی جائے، اسی میں ان کے لئے دنیا وآخرت کی صلاح وفلاح ہے۔

۴) مسلمانوں کی ذلت وخواری کا سبب یہ ہے کہ وہ یہود ونصاریٰ کی طرح فرقہ بندیوں کا شکار ہو چکے ہیں اور بنی اسرائیل کے علماء کی مانند مختلف ٹولیوں اور جماعتوں میں بٹ چکے ہیں۔ جو سراسر دین کی پاکیزہ تعلیمات کے منافی ہے، پاکستان میں نظام اسلام نہ آنے کی یہی سب سے بڑی وجہ ہے۔

۵) اگر ہم دنیا میں عزت چاہتے ہیں اور آخرت میں صالحین کے گروہ میں آنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ سیدنا ابراھیمؑ کی طرح مسلم بن کر رہیں۔

....

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ، قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ (۱۳۱) وَوَصّٰى بِهَآ إِبْرٰهِمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ، يٰبَنِيَّ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُم مُّسْلِمُونَ (۱۳۲)

اور جب ان کے رب نے انہیں کہا کہ (میرے حضور) سر اطاعت خم کر دو، تو انہوں نے (ابراہیمؑ نے) کہا کہ میں رب العالمین کے حضور سر اطاعت خم کرتا ہوں (اور وہ سراپا پیکر تسلیم ورضا بن گئے) اور یہی نہیں بلکہ ابراھیمؑ اور یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو اسی (تسلیم ورضا) کی وصیت (اس طرح) کی "اے میرے بیٹو! اللہ نے اسی دین کو تمہارے لئے پسند فرمایا ہے اور (یاد رکھو!) تمہیں اسلام ہی پر (جینا) مرنا ہے

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ، اور جب کہا اسے اس کے رب نے تو اپنے آپ کو میرے سپرد کر دے، إِذْ جب (وہ وقت یاد کرو) قَالَ، کہا (قَالَ، يَقُولُ، قَوْلًا) کہنا، لَهُ اسے (لَ. ہٗ) واسطے اسے ہٗ کی ضمیر سیدنا ابراہیمؑ کی طرف جاتی ہے، رَبُّهُ (ربّ. ہٗ) اس کے رب نے یہاں بھی ہٗ کی ضمیر سیدنا ابراھیمؑ کی طرف جاتی ہے، أَسْلِمْ اپنے آپ کو سپرد کر دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(اَسْلَمَ، یُسْلِمُ، اِسْلَامًا) اسلام کے معنی سپرد کرنا، حوالے کرنا، فرمانبردار بننا، مطیع ہونا، یعنی اپنے آپ کو اپنے رب کے سپرد کردو۔

قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہا میں رب العالمین کے حضور سر اطاعت خم کرتا ہوں، یا میں نے پورے طور پر اپنے آپ کو رب العالمین کے سپرد کر دیا ہے اور اس کے احکام سے سر مو بھی انحراف نہیں کر سکتا۔

مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

''یعنی جب فرمایا ابراہیمؑ سے ان کے رب نے کہ اطاعت اختیار کرو تو انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اطاعت اختیار کی، رب العالمین کی'' اس طرز بیان میں یہ بات بھی قابل نظر ہے کہ اللہ جل شانہ کے خطاب اَسْلِمْ کا جواب بظاہر خطاب ہی کے انداز میں ہونا چاہیے کہ اَسْلَمْتُ لَکَ یعنی میں نے آپ کی اطاعت اختیار کر لی، مگر حضرت خلیل علیہ السلام نے اس طرز خطاب کو چھوڑ کر یوں عرض کیا کہ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنی میں نے پروردگار عالم کی اطاعت اختیار کر لی، ایک تو اس میں رعایت ادب کے ساتھ، حَقّ جَلّ شانہٗ کی حمد و ثنا شامل ہوگئی جس کا مقام تھا، دوسرے اس کا اظہار ہو گیا کہ میں نے جو طاعت اختیار کی وہ کسی پر احسان نہیں کیا بلکہ میرے لئے اس کا کرنا ہی ناگزیر تھا کیونکہ وہ رب العالمین سارے جہان کا پروردگار ہے سارے جہان اور جہان والوں کو اس کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ کار نہیں جس نے اطاعت اختیار کی اس نے اپنا فرض ادا کر کے اپنا نفع حاصل کیا، اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ملت ابراہیمی کا بنیادی اصول اور پوری حقیقت ایک لفظ اسلام میں مضمر ہے جس کے معنی ہیں اطاعت حق اور یہی خلاصہ ہے ابراہیم علیہ السلام کے مذہب و مسلک کا اور یہی حاصل ہے ان امتحانات کا جن سے گزر کر اللہ تعالیٰ کا یہ خلیل اپنے مقام عالی تک پہنچا ہے اور اسلام یعنی اطاعت حق ہی وہ چیز ہے جس کے لئے یہ سارا جہاں بنایا گیا ہے اور جس کے لئے انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے، آسمانی کتابیں نازل کی گئیں، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اسلام ہی تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترک دین اور نقطہ وحدت ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر آنے والے رسول اور نبی نے اسی کی طرف دعوت دی، اسی پر اپنی اپنی امت کو چلایا۔ قرآن کریم نے واضح الفاظ میں فرمایا:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ، وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا، فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ''دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین و مذہب اختیار کرے وہ مقبول نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد یہ خصوصی امتیاز حضرت ابراہیمؑ ہی کی تجویز (اور دعا) کے مطابق امت محمدیہ (عَلٰی صاحبھا الصّلٰوۃ والسلام) کو حاصل ہوا کہ اس کا نام امت مسلمہ رکھا گیا اور اس کی ملت بھی ملت اسلامیہ کے نام سے معروف ہوئی قرآن کریم کا ارشاد ہے:

مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ، ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ، مِنْ قَبْلُ وَ فِیْ ھٰذَا ''تم اپنے باپ ابراہیمؑ کے دین پر قائم رہو، اس نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے، پہلے بھی (یہی نام تھا) اور اس میں بھی (یعنی قرآن میں یہی نام ہے)''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَوَصّٰی بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ، اور وصیت کی ساتھ اس کے ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوبؑ نے بھی، (یعنی اسی اسلام پر قائم رہنے کی وصیت کی) وَصّٰی اس نے وصیت کی (وَصّٰی، یُوَصِّیْ، تَوْصِیَةٌ) باب تفعیل وصیت کرنا، اس باب کی خاصیت میں مبالغہ بھی ہے یعنی سیدنا ابراہیمؑ اور یعقوبؑ اپنے بچوں کو اسلام پر قائم و دائم رہنے کی مسلسل اور متواتر وصیت کرتے رہے، یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّيْنَ اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے چن لیا ہے تمہارے لئے دین کو (دین اسلام کو) یٰـبَنِیَّ یا کلمہ ندا، (یعنی جس سے کسی کو مخاطب کیا جائے، پکارا جائے) بَنِیَّ، مُنَادٰی (وہ شخص جس کو خطاب کیا جائے) اِصْطَفٰی اس نے چن لیا، (اِصْطَفٰی، يَصْطَفِيْ، اِصْطِفَاء) چن لینا منتخب کر لینا لَكُمْ تمہارے لئے الدِّيْنَ، دین (اسلام)۔

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ پس نہ مرنا تم مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو، (ف. لا) پس، نہ، لاَ نہی کا ہے، تَمُوْتُنَّ مرنا تم، فعل مضارع بنون تاکید ثقیلہ اس میں ''ن'' تشدید کے ساتھ زور بیان اور تاکید کے لئے ہے یعنی تمہیں ہرگز ہرگز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

''یہ (دین) اللہ کا انتخاب ہے، اس کے بعد ان کے لئے کسی انتخاب کی گنجائش ہے اور نہ کسی اور طرف رخ کرنے کی، اللہ کے بخشے ہوئے اس شرف اور اس خصوصی فضل و کرم کا، سب سے کم درجے کا حق یہ ہے کہ اس دین کے ان کے لئے منتخب کئے جانے پر وہ اللہ کا شکر ادا کریں، اس دین کے حریص اور شائق رہیں اور اس بات کی پوری کوشش کریں کہ وہ اس دنیا سے نہ جائیں مگر اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ امانت ان میں پوری طرح محفوظ ہو، اور اب ایک سنہری موقع سامنے ہے، ان کے پاس وہ رسول آیا (خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جو انہیں اسلام کی طرف دعوت دے رہا ہے اور وہ اس دعا کا ثمرہ ہے جو ان کے جد امجد ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی۔'' (فی ظلال القرآن، ج: اول)

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے زندگی گزارنے کے لئے جو ہدایات دی گئیں اس دستور حیات کا نام ''الاسلام'' ہے حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء و رسل نے اسی دین کی دعوت و تبلیغ کی، اہل خانہ اور برادری کو بلایا، اور اسی دعوت حق کو لوگوں میں پھیلایا اور اسی پر جینے اور مرنے کی تمنا اور آرزو کی، اور یہی ہر مومن کی خواہش ہونی چاہیے۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (یوسف:۱۰۱) ''اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے! دنیا و آخرت میں تو ہی میرا کارسازِ مطلق ہے، میری موت ایک سچے مسلمان کی موت ہو اور مجھے زمرہ صالحین میں شامل فرمادے''۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۲) خواہشات نفسانی اور شیاطین کے مکروفریب سے لوگ مختلف ٹولیوں اور فرقہ بندیوں کا شکار ہوئے، قرآن حکیم نے واشگاف الفاظ میں بتلایا ہے کہ تمام نسل انسانیت ایک ہے اور تمام کا خالق بھی ایک ہے اس لئے انہیں اسی کا فرمانبردار اور عبادت گزار ہو جانا چاہیے۔

اِنَّ هٰذِهٖ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً، وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ (الانبیاء:۹۲)"(اے انسانو!) یہ تمہاری امت ہے، جو حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں، پس تم میری عبادت کرو"۔

۳) جب اسلام نسل انسانیت کا ہمدرد اور خیر خواہ ہے اور سب کو جوڑنا چاہتا ہے تو اگر مسلمان آپس کی فرقہ بندیوں اور گروہ بندیوں کا شکار ہو جائیں تو کتنے افسوس اور صدمہ کی بات ہے۔

۴) مسلمان تو نسل انسانیت کے لئے روشنی اور ہدایت کا سامان ہیں۔ ان کے آپس کے فساد اور انتشار سے نہ صرف اپنوں کو بلکہ غیروں کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے، کاش کہ وہ قرآن کے پیغام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

....

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ، اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ م بَعْدِيْ، قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (۱۳۳) تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ، وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۳۴)

(اے یہودیو! یہ جو کہتے ہو کہ یعقوبؑ کی وصیت یہودیت کے متعلق تھی) کیا تم یعقوبؑ کے انتقال کے وقت موجود تھے؟ جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے تو انہوں نے جواب دیا ہم اسی ایک معبود (برحق) کی عبادت کریں گے جو آپ کا اور آپ کے آباء و اجداد...... ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کا معبود ہے اور وہ معبود یکتا ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار (مسلم) رہیں گے، یہ جماعت گزر چکی، ان کو ان کے اعمال (کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال کا اور جو عمل وہ کرتے تھے ان کی پرسش تم سے نہیں ہوگی

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ، کیا تم حاضر تھے جب آیا یعقوبؑ کو موت (کا وقت) اَمْ، حرف عطف یہاں پر معنی (یا) كُنْتُمْ شُهَدَآءَ تھے تم حاضر، شاہد (حاضر) مفرد اور اس کی جمع شُهَدَاءَ ہے، یہ خطاب بنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل (اولاد یعقوبؑ) سے ہے اِذْ جب، وقت کو ظاہر کرتا ہے حَضَرَ (حاضر ہوا، آیا) یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ یعقوبؑ کو موت کا (وقت)۔ مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

"حَضَرَ الْمَوْتُ" یعنی وقت موعود قریب آ گیا اور آپ کو علامات و آثار اس کے محسوس ہونے لگے، یہ مراد نہیں کہ خود موت ہی آپ پر طاری ہو گئی۔ "اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ" خطاب اہل کتاب سے ہے اور استفہام میں لہجہ زجر (تنبیہ) شامل ہے یعنی تم جو واہیات خرافات حضرت یعقوبؑ کی جانب منسوب کر رہے ہو تو تمہارا اس وقت وجود ہی کہاں تھا؟ صحیح واقعات وہ ہیں جو قرآن بیان کر رہا ہے۔" (تفسیر ماجدی، ج: اول)

سیدنا یعقوبؑ حضرت ابراہیمؑ خلیل کے پوتے اور حضرت اسحاقؑ نبی کے صاحبزادے تھے اور نبی زادہ ہونے کے علاوہ خود بھی نبی تھے، اسرائیل آپ ہی کا دوسرا نام ہے۔ (تفسیر ماجدی، ج: اول)

اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ م بَعْدِيْ، جب کہا اپنے بیٹوں کو کس کی تم عبادت کرو گے میرے بعد، اِذْ، وقت کو ظاہر کرتا ہے، قَالَ کہا (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا) کہا مَاتَعْبُدُوْنَ، کس کی عبادت کرو گے؟ (عَبَدَ، يَعْبُدُ، عِبَادَةٌ) عبادت کرنا، بندگی کرنا مِنْ بَعْدِيْ، میرے بعد یعنی میری وفات کے بعد، حضرات انبیاء کرام کو زندگی کی طرح اپنے آخر وقت میں بھی سب سے مقدم فکر دین ہی کی ہوتی ہے۔

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا، انہوں نے کہا، ہم عبادت کریں گے تیرے معبود کی اور تیرے آباؤ اجداد کے معبود کی یعنی ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے معبود کی، جو معبود یکتا ہے۔

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم سب اسی کے لئے اطاعت گزار ہیں۔ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ، وہ ایک امت (جماعت) تھی بیشک وہ گزر چکی تِلْكَ، اسم اشارہ بعید، یہ امت کے لئے استعمال ہوا ہے، قَدْ زور کلام کیلئے استعمال ہوتا ہے، یقیناً بلاشبہ، (خَلَا، يَخْلُوْ، خُلُوٌّ) گزرنا، اُمَّةٌ کیلئے خَلَتْ کا صیغہ واحد مونث غائب استعمال ہوا ہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

"اوران کے فضائل و کمالات بھی ان کے ساتھ گزر چکے، تمہیں آخر ان کے نام گنانے سے کیا حاصل؟ تِلْكَ اُمَّةٌ سے مراد یہی اجداد یہود ہیں جن کا شمار جماعت انبیاء میں ہے، خطاب یہاں یہود سے ہے جو آبائی مفاخرت، نسلی عظمت پیغمبر زادگی کے نشہ میں چور تھے، اس میں بڑا سبق آج کل کے پیرزادوں، رسمی مشائخ زادوں اور بہت سے بدعتی فرقوں کے لئے موجود ہے، بلاسعی و عمل محض بزرگوں کی نسبت سے فائدہ اٹھانے کی جڑ ہی اسلام نے کاٹ دی ہے۔" (تفسیر ماجدی، ج: اول)

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ، اس (جماعت) کے لئے وہی ہے جو اس نے کمایا (ان کے اعمال ان کے ساتھ رخصت ہو گئے) اور تمہارے لئے ہے جو تم کماؤ گے (تم اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہو گے)، (كَسَبَ، يَكْسِبُ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَسَبًا) کمانا، (روزی کا، یا اعمال کا) وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور نہ تم سے سوال کیا جائے گا اس بات کا جو وہ عمل کرتے تھے (وہ اپنے اعمال کے لئے اور تم اپنے اعمال کیلئے جوابدہ ہو گے)

آیات مبارکہ کی حکمت و بصیرت

۱) اسلام ہی وہ پاکیزہ دستور حیات ہے جو سب سے بڑی دولت اور سب سے بڑا سرمایہ (Assets) ہے اور اس کی ہر طرح سے حفاظت ہی دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔

۲) اسوہ انبیاء علیہم السلام کی روشنی میں مسلمان والدین اپنی اولاد کو اسلام (اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری) پر زندہ رہنے اور اسلام ہی پر مرنے کی وصیت کرتے رہیں۔

۳) انبیاء علیہم السلام کی وصیت سے اس چیز کا پتہ چلتا ہے کہ ان کی ساری زندگی کس مقصد کے حصول میں گزری..... وہ آخری اوقات میں اولاد کو مال و دولت سپرد نہیں کرتے، کوٹھیوں اور کاروں کے متعلق ہدایات نہیں دیتے، کھیتوں اور کھلیانوں کی حفاظت کی تاکید نہیں فرماتے، کوئی چیز انہیں بے چین اور بے قرار رکھتی ہے تو وہ اولاد کی روحانی تربیت ہے، اخلاقی ہدایات ہیں اور ابدی و سرمدی کامیابی کی رہنمائی ہے..... وہ ایمان کی دولت اور اسلام کی راہ ہے اور یہی لازوال سرمایۂ حیات ہے۔

۴) وہ والدین جو اپنے بچوں کیلئے مال و دولت کے انبار تو جمع کر جاتے ہیں مگر ان کی روحانی تربیت سے غافل رہتے ہیں..... وہ اولاد پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ درحقیقت ان پر ظلم کرتے ہیں، سچ تو یہ ہے کہ صالح اور سعادتمند اولاد بجائے خود ایک جائیداد ہے اور بدکردار کے پاس اگر قارون کے خزانے بھی ہوں تو بھی وہ نیک والدین کی جائز وارث ثابت نہیں ہوتی۔

۵) سیدنا یعقوبؑ کی اولاد نے اسلام پر ثابت قدمی کے اظہار اور عزم سے انہیں سکون و طمانیت سے سرشار کیا اور اولاد کی بھی خوش قسمتی تھی کہ انہیں نیک والد کی جامع اور مضبوط نصیحت ہاتھ آئی اور یہی اچھے والدین کی خواہش ہونی چاہیے۔

۶) زندگی مال و دولت کے انبار نہیں بلکہ نیک اعمال سے بنتی ہے اور ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے کوئی دوسرا شخص نہیں اور یہ وراثت صرف عمل سے منتقل ہوتی ہے

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراث پدر کیونکر ہو!

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا، قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا، وَمَا كَانَ
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (١٣٥) قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى
اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى
وَعِيْسٰى وَمَا اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ، لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ، وَنَحْنُ لَهٗ
مُسْلِمُوْنَ (١٣٦)

یہودیوں نے کہا، یہودی ہو جاؤ، ہدایت پاؤ گے، نصاریٰ نے کہا نصرانی ہو جاؤ، ہدایت پاؤ گے، آپ کہیے صحیح راہ پر تو ملت ابراہیمی والے ہیں اور ابراہیم خالص اللہ کے عبادت گزار تھے اور ہرگز مشرک نہ تھے، مسلمانو! تم کہو "ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو ہم پر اتارا گیا (یعنی قرآن حکیم) اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر اتارا گیا تھا اور اس وحی و ہدایت پر بھی (ہمارا ایمان ہے) جو موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور دوسرے انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی، ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے (واجب التعظیم سب کو جانتے ہیں مگر واجب التعمیل صرف خاتم النبیین محمد ﷺ ہیں) اور ہم اسی (رب کائنات) کے فرمانبردار ہیں

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا، اور انہوں نے کہا، ہو جاؤ یہودی یا نصرانی، ہدایت پا جاؤ گے، (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا، بات چیت کرنا (كَانَ، يَكُوْنُ، كَوْنًا) ہونا، هُوْدًا، یہودی، اَوْ، یا نَصٰرٰى، نصرانی عیسائی، تَهْتَدُوْا (اِهْتَدٰى، يَهْتَدِيْ، اِهْتِدَاءً) ہدایت پانا، راہ راست پر آنا، تَهْتَدُوْا فعل مضارع جمع مذکر مخاطب،

یہود و نصاریٰ خود ساختہ نام ہیں، انہیں بھی مسلمان رہنے اور دین اسلام کی دعوت دی گئی تھی، انہوں نے دین حنیف کو چھوڑا تو ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے، جس کی قرآن شہادت دیتا ہے اور اس کا ذکر اسی سورت کی آیت نمبر ۱۱۳ میں آ چکا ہے۔

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا، کہہ دیجئے بلکہ ملت ابراہیم ہی کھری اور سچی راہ ہے اور سیدنا ابراہیمؑ مشرکوں میں سے نہ تھے، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وہ تو شرک سے بالکل مبرا اور خالص موحد تھے۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

"ایک یہ کہ یہودیت اور عیسائیت دونوں بعد کی پیداوار ہیں 'یہودیت' اپنے اس نام اور اپنی مذہبی خصوصیات اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسوم وقواعد کے ساتھ تیسری چوتھی صدی قبل مسیح میں پیدا ہوئی اور ''عیسائیت'' جن عقائد اور مخصوص مذہبی تصورات کے مجموعے کا نام ہے وہ تو حضرت مسیحؑ کے بھی ایک مدت بعد وجود میں آئے ہیں۔ اب یہ سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ اگر آدمی کے برسرِ ہدایت ہونے کا مدار یہودیت یا عیسائیت اختیار کرنے ہی پر ہے تو حضرت ابراہیمؑ اور دوسرے انبیاء اور نیک لوگ، جو ان مذہب کی پیدائش سے صدیوں پہلے پیدا ہوئے تھے اور جن کو خود یہودی اور عیسائی بھی ہدایت یافتہ مانتے ہیں وہ آخر کس چیز سے ہدایت پاتے تھے؟ ظاہر ہے کہ وہ ''یہودیت'' اور ''عیسائیت'' نہ تھی، لہٰذا یہ بات آپ سے آپ واضح ہو گئی کہ انسان کے ہدایت یافتہ ہونے کا مدار، ان مذہبی خصوصیات پر نہیں ہے جن کی وجہ سے یہ یہودی اور عیسائی وغیرہ مختلف فرقے بنے ہیں بلکہ دراصل اس کا مدار اس عالمگیر صراطِ مستقیم کے اختیار کرنے پر ہے جس سے ہر زمانے میں انسان ہدایت پاتے رہے ہیں۔

دوسرے یہ کہ خود یہود ونصاریٰ کی اپنی مقدس کتابیں اس بات پر گواہ ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ ایک اللہ کے سوا کسی دوسرے کی پرستش، تقدیس، بندگی اور اطاعت کے قائل نہ تھے اور ان کا مشن ہی یہ تھا کہ خدائی صفات وخصوصیات میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، لہٰذا یہ بالکل ظاہر ہے کہ یہودیت اور نصرانیت دونوں اس راہِ راست سے منحرف ہو گئی ہیں جس پر حضرت ابراہیمؑ چلتے تھے کیونکہ ان دونوں (یعنی یہودیت ونصرانیت) میں شرک کی آمیزش ہو گئی ہے۔''

(تفہیم القرآن، ج: اول)

قُولُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا ، کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو نازل کیا گیا ہماری طرف (قَالَ يَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا اس سے فعل امر قُلْ (واحد مذکر) اور قُوْلُوْا (جمع مذکر) تم سب کہو، اٰمَنَّا، ہم ایمان لائے (اٰمَنَ، يُؤْمِنُ، اِيْمَانًا) ایمان لانا، وَمَآ اُنْزِلَ اور جو نازل کیا گیا (اَنْزَلَ، يُنْزِلُ، اِنْزَالًا) نازل کرنا اور اُنْزِلَ ماضی مجہول واحد مذکر غائب، نازل کیا گیا، اِلَيْنَا (اِلٰی۔نَا) طرف۔ ہمارے یعنی قرآن حکیم، یہ خطاب مسلمانوں سے ہے کہ وہ اس بات کا برملا اقرار کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کتاب پر جو اس نے خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے ایمان رکھتے ہیں وَمَا اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ، اور جو نازل کیا گیا ابراہیمؑ کی طرف اور (جو نازل کیا گیا) اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولاد کی طرف، اَلْاَسْبَاطِ، سِبط اس کا مفرد ہے اس سے مراد پوتے اور نواسے ہیں، یعنی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے اللہ تعالیٰ نے جن جن کو نبوت سے نوازا خواہ ان کا تعلق کسی ملک اور علاقے سے ہو، ہمارے لئے واجب الاحترام ہیں اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچے اور موحد رسول تھے اور جو کتابیں اور صحیفے ان پر نازل ہوئے وہ بھی حق اور درست تھے۔

وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ، اور جو دیا گیا موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو اور جو عطا ہوا انبیاء کرام کو ان کے رب کی طرف سے (کلامِ الٰہی) بلاشبہ حق اور سچ تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ، وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ نہ ہم تفریق کرتے ہیں ان میں سے کسی کے درمیان اور ہم اسی (پروردگار عالم) کے مطیع وفرمانبردار ہیں، لَا کلمۂ نفی نُفَرِّقُ ہم تفریق کرتے ہیں (فَرَّقَ، يُفَرِّقُ، تَفْرِيقًا) فرق پیدا کرنا، بَيْنَ اَحَدٍ، کسی کے درمیان وَنَحْنُ اور ہم سب (امت محمدیؐ کے مسلمان) لَهٗ اس کے لئے یعنی رب کائنات کیلئے مُسْلِمُوْنَ، مطیع اور فرمانبردار، مسلم کا معنی ہی احکام الٰہی کے سامنے سرتسلیم خم کرنے والا ہے۔

سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

''تمام نبوتوں اور تمام رسولوں کے درمیان یہ وحدت کبریٰ، فکر اسلامی کا بنیادی اصول ہے (ایمان باللہ) اسی اصول کے تحت امت مسلمہ زمین میں اللہ کے دین پر قائم عقیدے کے ترکے کی وارث بنتی ہے کیونکہ وہ اس قدیم اور گہرے اصول کے ساتھ مربوط ہے اور ہدایت اور نور کے ساتھ زندگی کی راہوں میں رواں دواں ہوتی ہے، اسی اصول کے نتیجہ میں اسلامی نظام، عالمی نظام بنتا ہے جس کے سائے میں سب لوگ کسی تعصب اور زیادتی کے بغیر زندگی بسر کرتے ہیں اور اسی اصول کی برکت ہے کہ اسلامی سماج کا دروازہ سلامتی اور محبت کے ساتھ سب انسانوں کیلئے کھلا رہتا ہے۔'' (فی ظلال القرآن، ج: اول)

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) آخرت میں فوز وفلاح کیلئے محض حسب ونسب، دولت وامارت یہاں تک انبیاء کرام سے انتساب بھی بے معنی اور لاحاصل ہے جیسا کہ یہود ونصاریٰ اسی زعم باطل میں مبتلا تھے۔

۲) کامیابی کے لئے ایمان اور عمل صالح شرط ہے اور انبیاء کرام کی دعوت توحید ہمیشہ یکساں رہی ہے اور ان سب کا دین بھی دین فطرت (دین اسلام) رہا ہے۔

۳) نجات، یہودیت وعیسائیت کے محدود دائروں میں نہیں بلکہ توحید واسلام کے وسیع حلقہ میں ہے۔

۴) قرآن حکیم نے مسلمانوں کو فرقہ بندیوں سے ڈرایا اور دھمکایا ہے، ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ، اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (الانعام:۱۵۹)

جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور کئی فرقوں میں بٹ گئے ان سے آپ کو کچھ سروکار نہیں ہے۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے کہ وہ کن کاموں میں مصروف تھے (زندگی کو بے مقصد اور بے مصرف گزار رہے تھے)۔ یہ آیہ مبارکہ عام ہے تاہم بعض مفسرین نے اس سے یہود ونصاریٰ مراد لئے ہیں، قابل غور بات یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ کی گروہ بندیاں اللہ تعالیٰ کو پسند نہ تھیں تو کیا مسلمانوں کی دھڑے بندیاں پسند ہونگی، فاعتبروا یا اولی الابصار!

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا، وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ، فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۱۳۷) صِبْغَةَ اللّٰهِ، وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً، وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ (۱۳۸) قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ، وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ، وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ (۱۳۹)

سو اگر یہ (اہل کتاب) اسی طرح ایمان لائیں، جس طرح تم لائے ہو تو وہ بھی ہدایت پالیں گے اور اگر اس سے منہ پھیریں تو ظاہر ہے کہ وہ مخالفت میں پڑ گئے ہیں، للہذا اطمینان رکھو کہ ان کے مقابلے میں اللہ تمہاری حمایت کے لئے کافی ہے، وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے، (ہم نے) اللہ کا رنگ (قبول کیا) اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہو سکتا ہے، ہم تو اسی کی عبادت کرتے ہیں، (اے نبیؐ) ان سے کہیئے، کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو؟ جبکہ وہی ہمارا اور تمہارا رب ہے، ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، اور ہم اللہ ہی کے لئے اپنی بندگی خالص کر چکے ہیں

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا، پس اگر وہ ایمان لائیں مانند اس کے جیسا کہ ایمان لائے تم ساتھ اس (کلمہ طیبہ) کے، پس انہوں نے بھی ہدایت پالی، فَاِنْ پس اگر اِنْ شرطیہ ہے (اٰمَنَ، يُؤْمِنُ، اِيْمَانًا) ایمان لانا بِمِثْلِ (اس جیسا) مَآ (جو، جس طرح) اٰمَنْتُمْ، صیغہ جمع مذکر مخاطب، تم ایمان لائے ہو فَقَدِ اهْتَدَوْا، تو وہ ہدایت پا گئے (اِهْتَدٰى، يَهْتَدِیْ اِهْتِدَاءً) ہدایت پانا باب افتعال ہے۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ، اور اگر وہ پھر جائیں تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ مخالفت میں پڑے ہیں وَاِنْ، شرطیہ ہے تَوَلَّوْا، وہ پھر جائیں، فعل ماضی جمع مذکر غائب (تَوَلّٰی، يَتَوَلّٰی، تَوَلِّیٌ) رخ پھیرنا، منہ موڑنا، فَاِنَّمَا پس بیشک، هُمْ وہ سب، فِیْ شِقَاقٍ مخالفت میں، ضد اور ہٹ دھرمی میں۔ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، (فَ. سَ. يَكْفِیْ. كَ. هُمْ) پس، عنقریب، کافی ہوگا تیری طرف، ان کو۔ (اطمینان رکھو) کہ ان کے مقابلے میں اللہ تمہاری حمایت کے لئے کافی ہے، وَهُوَ، اور وہ ہے السَّمِيْعُ، ہر وقت، ہر بات کا سننے والا الْعَلِيْمُ، ہر وقت ہر بات کو جاننے والا۔

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید نے اپنی صداقت اور اپنے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت دے کر اہل کتاب کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، ان کے باطل عقیدوں کی تردید کی، غلط آرزوؤں کو بیہودہ قرار دیا اور انہی کے دلائل سے ثابت کر دیا کہ جس ابراہیمی دین پر قائم ہونے کا وہ دعویٰ کرتے ہیں، اس کی اصل شکل ان کے پاس باقی نہیں رہی، اب اس قدیم دین کی اصل شکل قرآن مجید پیش کر رہا ہے، اس لئے انہیں بہر صورت اسلام قبول کر کے دین و دنیا کی فلاح حاصل کرنی چاہئے۔

وعظ و نصیحت کی یہ تمام باتیں سن کر بھی یہود و نصاریٰ اپنی ضد اور ہٹ پر قائم رہے، بلکہ خود اسلام قبول کرنے کے بجائے الٹا مسلمانوں کو دعوت دیتے رہے کہ وہ یہودیت اور عیسائیت اختیار کر لیں اس سے زیادہ ڈھٹائی، تعصب اور خود غرضی کیا ہوسکتی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے ہمارا پیغام پہنچا کر اپنا فرض پورا کر دیا، اب اگر یہ لوگ اپنا بھلا چاہتے ہیں، تو اسلام قبول کر لیں، کامیاب ہو جائیں گے، ہم ان کے پچھلے گناہ معاف فرما دیں گے، لیکن اگر یہ سب کچھ کہنے سننے کے بعد بھی اس سے منہ پھیریں تو پھر یہ ان کی سخت دلی اور ہٹ دھرمی ہے اور کچھ نہیں، اے پیغمبر ان لوگوں کی اس ضد اور دشمنی و تعصب کا آپ کچھ فکر نہ کریں، ان سے نپٹنے کے لئے آپ کی طرف سے ہم کافی ہیں، ہم یقیناً ان سب کی باتیں سنتے ہیں اور ان کے دلوں کے احوال اور ظاہر و باطن سب جانتے ہیں، آیت کے آخری حصہ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی امت کو کس قدر اعلیٰ بشارت ہے کہ تمہارے لئے اللہ کافی ہے بھلا اللہ جس کا ہو جائے اسے اور کس کی ضرورت رہ جاتی ہے، وہ مولا کریم جس کا دستگیر ہو جائے، اسے کسی اور کا سہارا درکار نہیں۔ (درس قرآن، ج: اول)

صِبْغَةَ اللّٰهِ، وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً، وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ رنگ اللہ کا اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے، ہم تو اسی کی عبادت کرتے ہیں، صِبْغَةَ اللّٰهِ، اللہ کا رنگ، مراد دین اسلام ہے، وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً، اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہوسکتا ہے، یعنی دین اسلام سے بہتر اور کونسا مذہب ہوسکتا ہے؟ وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ اور ہم سب اسی کے فرمانبردار ہیں عَابِدٌ، مفرد اور جمع عَابِدُوْن۔

مولانا عبدالحی فاروقی لکھتے ہیں: "صِبْغَةَ اللّٰهِ، اللہ کا رنگ مراد ہے، "اللہ کا دین" محاورہ کے اعتبار سے یہاں ایک لفظ محذوف ہے یعنی قَبِلْنَا (ہم نے قبول کیا) اس طرح پورے جملہ کا معنی یوں ہوں گے، ہم نے اللہ کا رنگ یعنی اللہ کا دین قبول کیا۔ اہل کتاب یہودی اور عیسائی اپنے بچوں کو رنگدار پانی میں بٹھاتے ہیں اور کوئی مسیح کا دین قبول کرے تو اس پر رنگین پانی چھڑکتے ہیں اسے اِصْطِبَاغ، یعنی بپتسمہ کہتے ہیں، گویا ان کے نزدیک عیسائیت کا رنگ پانی سے چڑھتا ہے، حالانکہ اصل رنگ وہ ہے جو ایمان اور کردار سے پیدا ہو (اور وہ دین اسلام کو قبول کرنے اور اس کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنے سے پیدا ہوتا ہے)۔" (درس قرآن، ج: اول)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ، وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ، وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ

کہہ دیجئے کیا تم ہم سے جھگڑا کرتے ہو اللہ کے بارے میں، اور وہی رب ہمارا اور رب تمہارا، اور ہمارے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال اور ہم اسی کیلئے مخلص ہیں (خالص اسی کی بندگی کرتے ہیں) قُلْ فعل امر، کہہ دیجئے (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا، أ کلمہ استفہام، تُحَاجُّوْنَ تم جھگڑا کرتے ہو، فعل مضارع جمع مذکر مخاطب (حَاجَّ، يُحَاجُّ، مُحَاجَّةٌ) باب مفاعلہ، حجت بازی کرنا، جھگڑا اور بحث کرنا، فِى اللّٰهِ، اللہ کے بارے میں، وہ ذات تو ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا ہے وَهُوَ رَبُّنَا، اور وہ ہمارا رب ہے، وَرَبُّكُمْ، اور وہ تمہارا رب ہے، وہ تو اس پوری کائنات کا رب ہے اور اس کے نزدیک مقرب وہی ہے جو اس کا عبادت گزار ہے اور خالص اسی کا بندہ بن کر رہتا ہے وَلَنَا اَعْمَالُنَا، وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ، ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، ہر کوئی صرف اپنے اعمال ہی کا ذمہ دار ہے اور صرف بزرگوں سے نسبت کوئی سودمند اور کامیابی کی ضمانت نہیں بن سکتی، وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ اور ہم اسی کے لئے (اللہ تعالیٰ) کے لئے اپنی بندگی خالص کر چکے ہیں، یہ محض اسی کا فضل وکرم ہے کہ اس نے خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر ہمیں اسلام اور ایمان کی نعمت سے نوازا ہے اور ہم خلوص سے اس کی عبادت میں مصروف ہیں۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) ایمان وہی کامل ہوسکتا ہے جسے پورے انشراح صدر سے قبول کیا جائے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قبول کیا، اس لئے کہا جا رہا ہے کہ اگر تم دعوت ایمان ایسے ہی قبول کرو جیسا کہ ان نفوس قدسیہ نے قبول کیا تو یقیناً راہ یاب ہو جاؤ گے۔

۲) تنگ دلی اور تعصب، ضد اور ہٹ دھرمی راہ حق قبول کرنے میں ہمیشہ مانع رہی ہے، جب انسان اس سے آزاد ہو کر غور وفکر کرتا ہے تو حق وصداقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے اور اسے سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی ہے۔

۳) مصائب وتکالیف میں، مخالفتوں اور منکروں کے مقابلے میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مدد کافی ہوتی ہے، لہٰذا مومن کو کبھی شکست خوردہ اور پریشان نہ ہونا چاہیے۔

۴) 'اللہ کا رنگ' یعنی دین اسلام زندگی گزارنے کیلئے ہی سب سے بہتر اور اچھی راہ ہے۔

۵) حسب ونسب نہیں بلکہ اعمال صالحہ ہی کامیابی کی ضمانت بنتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى، قُلْ ءَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ، وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ، وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۱۴۰) تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ، لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ، وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۴۱)

یا پھر تمہارا (یعنی یہود اور نصاریٰ کا) دعویٰ یہ ہے کہ ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ یہودی تھے یا نصرانی تھے، اے پیغمبر، ان سے کہئے ''تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ (اگر اللہ ہے، تو اس کی گواہی تو تمہارے خلاف خود تمہاری کتاب میں موجود ہے جسے تم دیدہ و دانستہ چھپا رہے ہو) پھر بتلاؤ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے جس کے پاس اللہ کی گواہی موجود ہو اور وہ اسے چھپائے؟ یاد رکھو جو کچھ بھی تم کر رہے ہو، اللہ اس سے غافل نہیں ہے، (سچ تو یہ ہے) یہ ایک امت تھی جو گزر چکی ہے، اس کے لئے وہ تھا جو اس نے اپنے (اعمال سے) کمایا اور تمہارے لئے وہ ہوگا جو تم اپنے (اعمال سے) کماؤ گے، تم سے (روز جزا) کچھ اس کی پوچھ گچھ نہیں ہوگی کہ ان کے اعمال کیسے تھے؟

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى، یا تم کہتے ہو کہ بیشک ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، اور یعقوبؑ اور اس کی اولاد یہودی تھے یا نصرانی۔ اَمْ، کلمہ استفہام، تنبیہ و توبیخ کیلئے آیا ہے، تَقُوْلُوْنَ تم کہتے ہو مضارع جمع مذکر مخاطب (قَالَ، يَقُوْلُ، قَوْلًا) کہنا، بات کرنا، اَلْاَسْبَاطَ، سِبْط اس کا مفرد ہے، اولاد یعنی اے اہل کتاب کیا تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ مذکورہ انبیاء کرام اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے؟

قُلْ ءَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ، کہہ دیجئے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ، ءَ، کلمہ استفہام، اَنْتُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب، اَعْلَمُ، زیادہ جانتے ہو، (عَلِمَ، يَعْلَمُ، عِلْمًا) جاننا، پہچاننا، اَعْلَمُ، اسم تفضیل کا صیغہ ہے یہ جملہ ان مخاطبین کو بطور طنز و تعریض کہا گیا ہے ورنہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک بھلا عالم الغیب والشھادہ کے علم کے مقابلے میں بندے کی حقیقت ہی کیا ہے اور جو کچھ بندے کو عطا ہوا ہے وہ بھی اسی کی عطا اور بخشش ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ، اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے جس نے چھپایا اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہادت کو جو اس کے پاس ہے اللہ کی طرف سے، مَنْ کلمہ استفہام اَظْلَمُ بڑا ظالم (ظَلَمَ، یَظْلِمُ، ظُلْمًا) ظلم کرنا ظَالِمٌ، ظلم کرنے والا، اس سے اسم تفصیل کا صیغہ اَظْلَمُ، مِمَّنْ (مِنْ. مَنْ) اس سے، جس نے مِنْ حرف جار، اور مَنْ کلمہ استفہام، کَتَمَ، چھپایا، ماضی واحد مذکر غائب (کَتَمَ، یَکْتُمُ کِتْمَانٌ) چھپانا، کتمان حق حق بات کو چھپانا، شَهَادَةً شہادت، گواہی، عِنْدَهُ (عِنْدَ. هُ) پاس، اس کے، مِنَ اللّٰهِ، اللہ کی طرف سے، وہ شہادت اسلام کی حقانیت ہے۔ تمام انبیاء کرام اسی دعوت حق کے ساتھ تشریف لائے اور اسی کا اعلان خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور آپ کے رسول برحق ہونے کی شہادت تورات اور انجیل میں بھی موجود تھی۔ مگر یہود و نصاریٰ عنادِ حق کی بنا پر اس واضح شہادت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے تھے حالانکہ حق کو چھپانا اور اس پر پردہ ڈالنا بہت بڑا ظلم ہے اور ایسا کرنے والا ظالم بلکہ بہت بڑا ظالم ہے۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور نہیں غافل اللہ تعالیٰ اس سے جو تم عمل کرتے ہو، مَا، نہیں، مائے نافیہ ہے عَمَّا (عَنْ. مَا) اس سے جو، تَعْمَلُوْنَ، تم عمل کرتے ہو، مضارع جمع مذکر مخاطب (عَمِلَ، یَعْمَلُ، عَمَلًا) یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ہر ہر عمل کی خبر رکھتا ہے اور روز جزا تمہارا اعمال نامہ تمہارے سامنے رکھ دے گا۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

"یہ خطاب ان کے علماء سے ہے جو خود بھی اس حقیقت سے ناواقف نہ تھے کہ یہودیت اور عیسائیت اپنی موجودہ خصوصیات کے ساتھ بہت بعد میں پیدا ہوئی ہیں، مگر اس کے باوجود وہ حق کو اپنے ہی فرقوں میں محدود سمجھتے تھے اور عوام کو اس غلط فہمی میں مبتلا رکھتے تھے کہ انبیاء کے مدتوں بعد جو عقیدے، جو طریقے اور جو اجتہادی ضابطے اور قاعدے ان کے فقہا، صوفیہ اور متکلمین نے وضع کیے انہیں کی پیروی پر انسان کی فلاح اور نجات کا مدار ہے۔ ان علماء سے جب پوچھا جاتا تھا کہ اگر یہی بات ہے، تو حضرت ابراہیمؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ وغیرہ انبیاء علیہم السلام آخر تمہارے ان فرقوں میں سے کسی سے تعلق رکھتے تھے تو وہ اس کا جواب دینے سے گریز کرتے تھے، کیونکہ ان کا علم انہیں یہ کہنے کی تو اجازت نہ دیتا تھا کہ ان بزرگوں کا تعلق ہمارے ہی فرقے سے تھا، لیکن اگر وہ صاف الفاظ میں یہ مان لیتے کہ یہ انبیاء نہ یہودی تھے، نہ عیسائی تو پھر ان کی حجت ہی ختم ہوئی جاتی تھی۔" (تفہیم القرآن، ج:اول)

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ، لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ، وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ، وہ ایک امت (جماعت) تھی بیشک وہ گزر چکی، واسطے اس کے (امت کے) جو اس نے کمایا اور واسطے تمہارے جو تم کماؤ گے اور نہ پوچھے جاؤ گے تم، اس سے جو تھے وہ (عمل) کرتے، تِلْكَ، اسم اشارہ بعید، مونث کیلئے، چونکہ اُمَّةٌ کا لفظ مونث استعمال ہوتا ہے، اس لئے اشارہ بھی مؤنث آیا ہے۔ قَدْ کلمہ تحقیق کلام کے لئے استعمال ہوتا ہے، خَلَتْ، گزر چکی، ماضی واحد مؤنث غائب (خَلَا، یَخْلُوْ، خُلُوًّا) گزر جانا، رخصت ہونا، لَهَا، (لِ. هَا) واسطے، اس کے، هَا کی ضمیر امت کی طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کَسَبَتْ اس نے کمایا، واحد مونث غائب، (کَسَبَ، یَکْسِبُ کَسْبًا) کمانا، روزی کا، یا اجر کا، (اعمال کے صلہ میں) وَلَکُمْ (لَ. کُمْ) واسطے، تمہارے مَّا جو (موصولہ) کَسَبْتُمْ جوتم نے کمایا ماضی جمع مذکر مخاطب وَلَا اور نہ، کلمہ نفی، تُسْئَلُوْنَ، تم سوال کئے جاؤ گے مضارع مجہول جمع مذکر مخاطب (سَأَلَ، یَسْئَالُ، سُؤَالًا) سوال کرنا، یَسْئَالُ سے یُسْئَلُ، مضارع مجہول بنتا ہے، عَمَّا (عَنْ. مَا) اس سے۔ جو کَانُوْا، تھے، کَانَ سے جمع کا صیغہ ہے، یَعْمَلُوْنَ، وہ عمل کرتے تھے۔ مضارع جمع مذکر غائب (عَمِلَ، یَعْمَلُ، عَمَلًا) عمل کرنا، ہر قوم، اور ہر گروہ، ہر مرد اور ہر عورت الگ الگ اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہے۔

یہ آیت انہی الفاظ میں پہلے بھی گزر چکی ہے (آیت نمبر 134) وہاں اس آیت کے مخاطب یہود تھے اور یہاں تمام انسانوں کو خطاب کر کے بتلایا جا رہا ہے کہ ابدی و سرمدی نجات کے لئے انبیاء و صالحین، ولیوں اور بزرگوں پر بھروسہ کرنا بالکل عبث ہے، تم اپنے اعمال کے لئے خود جوابدہ ہو گے اور ان کے مطابق جزا اور سزا پاؤ گے۔

آیات مبارکہ کی حکمت وبصیرت

۱) کسی بھی صداقت کو بیان کرنے کے لئے کوئی سند اور شہادت ضروری ہوتی ہے، یہود و نصاریٰ کے پاس اپنی حقانیت کے ثبوت میں کونسی دلیل ہے؟ ان میں ایک نے سیدنا ابراہیمؑ کو محض اپنے خیال سے یہودی اور دوسرے نے نصرانی قرار دیا، قرآن حکیم اس حقیقت کو واشگاف کرتا ہے۔

مَا کَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا، وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (آل عمران: ٦٧) "ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے بلکہ خالص اللہ والے اور اللہ کے فرمانبردار (مسلم) تھے اور ہرگز مشرک نہ تھے"۔

اور یہی عقیدہ و ایمان سیدنا اسماعیلؑ، سیدنا اسحاقؑ، سیدنا یعقوبؑ اور اولادِ یعقوبؑ کا تھا، جس کا اقرار اور اظہار سورۃ بقرہ کی آیات نمبر (۱۲۸، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳) میں ہو چکا ہے۔

۲) انسانوں کی سب سے بڑی گمراہی کا سبب خواہشات نفسانی کی پیروی ہے، پھر شیطان اور اس کی ذریت انہیں بہکانے میں مزید خرابی کا باعث بنتے ہیں، راہ حق کو چھوڑ کر انسان جو کچھ بھی کریں، اللہ تعالیٰ اس سے غافل نہیں ہے اور روزِ جزا و سزا سب کچھ نکھر کر سامنے آجائے گا۔

۳) نظام حیات صرف دین اسلام ہے اور یہ روز اول سے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے زندگی گزارنے کا پسندیدہ راستہ مقرر ہوا ہے، اسی کی اشاعت ہر نبی اور رسول نے کی ہے اس کے سوا جتنی راہیں ہیں ان سب میں تعصب و جہالت کے کانٹے بچھے ہوئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴) یہود و نصاریٰ کی گمراہی کا سبب اس راہ حق کو چھوڑ نا تھا، آج مسلمان بھی اس سے غفلت کی بنا پر ذلت و خواری کا شکار ہیں۔

۵) ہر شخص اور ہر فرد اپنے اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور روز جزا و سزا اس کے لئے جوابدہ ہے۔ کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

....

پہلا پارہ مکمل ہوا۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَظَاهِرَهٗ وَ بَاطِنَهٗ وَ هُوَ الْمُسْتَعَانُ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا، اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا، اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ ”اے ہمارے رب! ہم سے (یہ خدمت) قبول فرما، بیشک تو ہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے، ہماری توبہ قبول فرما، بیشک تو ہی قبول فرمانے والا، رحم فرمانے والا ہے“۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ، تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔ ”اے خالق ارض و سموت! تو ہی دنیا و آخرت میں میرا ولی (کارساز) ہے (لہٰذا میری تجھ ہی سے یہ التجا ہے کہ تو) میرا خاتمہ اسلام پر اور مجھے صالحین کے زمرہ میں شامل فرما“۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ، مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ، رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ، یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۔ ”اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو پکا (اور سچا) نمازی بنا دیجئے، اے ہمارے رب! ہم سب کی دعا قبول فرمائیے، اے ہمارے رب! جس دن حساب (کتاب) ہو، اس روز مجھے، میرے والدین اور سب مومنوں کو بخش دیجئے“۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۔ ”اے میرے رب! ان دونوں (یعنی میرے والدین) پر رحم فرما جس طرح ان دونوں نے مجھے (رحمت و شفقت) سے بچپن میں پالا پوسا“۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۔ ”اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقین کا امام بنا“۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ، وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ ”اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیرا شکر ادا کرتا رہوں تیری ان نعمتوں کا جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائیں (اور توفیق عطا فرما) کہ میں ایسے نیک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کام کرتا رہوں جن سے تو راضی ہو اور میری خاطر میری اولاد کی اصلاح فرما کہ میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور بلا شبہ میں فرمانبردار (مسلم) ہوں"۔

رَبِّ اِنِّی مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۔"اے میرے رب مجھے بیماری نے آلیا ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے"۔

اے میرے رب! جو بیمار ہسپتالوں اور گھروں میں ہیں تو ان سب کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرما اور میری بیٹی (صالحہ) جو گزشتہ سولہ برس سے بیمار ہے اپنی رحمت سے اسے بھی شفائے کاملہ سے نواز۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۔"میرے رب! معاف فرما اور رحم کر تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔"

یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ، آمِیْنَ۔

تاریخ آغاز پارہ اول ۲۲ محرم الحرام ۱۴۲۱ ھجری بمطابق 28 اپریل 2000ء تا ۱۰ صفر ۱۴۲۳ ھجری بمطابق 24 اپریل 2002ء۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ

قرآن کا پیغام	317
قرآن حکیم اور ہماری زندگی	327
قرآن مجید کے فنی محاسن	331
قرآن حکیم اور حدیث رسول کا ربط	341
اسماء القرآن	349
قرآنی دعائیں	369
اسلامی نظام تہذیب کے چودہ رہنما اصول	391
اسلام......ایک متوازن طرز زندگی	395
قرآن فہمی کے آداب	419
قرآن کا فہم عام کرنے کے لئے لائحہ عمل	423
صحابہؓ کا فہم قرآن	429
خواتین اسلام کا فہم قرآن	435
ایک خاتون کا عجیب طرز گفتگو	441
آؤ عربی سیکھیں	447
قرآن کی فریاد	493
شاہ کلید	494

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کا پیغام

قرآن ناآشنا آدمی کا رویہ زندگی کے شہر میں کچھ اسی طرح کا ہوتا ہے جیسے کوئی نادان دیہاتی کسی بڑے شہر میں جا پہنچے۔ وہ حیرت زدہ اور مبہوت بھی ہو، سرپھرا اور غلط جسارتوں کا مرتکب بھی۔ کبھی وہ آوارگی کرتا پھرتا ہے کبھی من مانے طریقے سے تفریح کرتا ہے یا لاابالی پن سے انسانوں اور عمارتوں پر نظر ڈالتا ہے کبھی دنگے فساد پر اتر آتا ہے تو کبھی خواتین سے بدتمیزی کر گذرتا ہے کبھی اداروں دفتروں اور عمارتوں میں غلط طور پر جا گھستا ہے۔ کبھی ٹریفک کے قواعد کی خلاف ورزی کرتا ہے کبھی آنکھیں بند کر کے بھاگتا ہوا سڑک پار کرتا ہے۔ غرض قدم قدم پر اپنے اور دوسروں کے لئے مشکلات پیدا کرتا ہے بسا اوقات پولیس کے ہتھے چڑھ جاتا ہے کبھی عدالت میں لے جایا جاتا ہے کبھی جیل کی ہوا بھی کھاتا ہے اور پھر کسی ناخوشگوار تجربے کے بعد بے بسی کے عالم میں بیٹھ کر زار زار رونے لگتا ہے مگر وہ سمجھ نہیں پاتا یہ سب کچھ کیا ہے۔ یہ کیوں ہے۔ فرض کیجئے اسی طرح کے کسی نادان ونو وارد کو آپ کسی جگہ پریشان وخستہ حال دیکھتے ہیں یا کسی سڑک پر کسی پارک میں بے بسی سے روتا پاتے ہیں آپ اس کے قریب چلے جاتے ہیں ہمدردی سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کی درد بھری کتھا سنتے ہیں پھر اسے پیار سے سمجھاتے ہیں عزیز من! اس شہر کی ایک حکومت ہے اس کا ایک انتظام ہے اس شہر میں رہنے اور اس کی چیزوں سے فائدہ اٹھانے اور اس کی پارکوں عمارتوں اور گاڑیوں کو استعمال کرنے کے کچھ ضابطے ہیں۔ یہاں کے انسانوں کے ساتھ معاملہ کرنے اور تعلق رکھنے کے کچھ آداب مقرر ہیں، ان کو اگر نہیں جانو گے اور ان کا اگر لحاظ نہیں رکھو گے تو بار بار اذیت اور نقصان اٹھاؤ گے ان کو سمجھ لو اور قبول کر لو تو کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ لو میں تمہیں بتاؤں کہ یہاں حکومت کس کی ہے یہاں کے قوانین اور آداب کیا ہیں اور یہاں کا اخلاقی آئین کیا ہے۔

کچھ ایسا ہی ہمدردانہ اور خیر خواہانہ معاملہ ہے جو قرآن غم زدہ پریشان حال اور آوارہ خیال انسان سے کرتا ہے۔

(۱)

قرآن کا بنیادی اور ابتدائی پیغام۔ یا سبق اول انسان کے لئے یہ ہے کہ یہ دنیا جس میں تم اتار دیئے گئے ہو یہ اندھی نگری نہیں ہے جس کا نہ کوئی راجہ ہو، نہ جس میں کوئی قانون وضابطہ رائج ہو۔ یہاں تم شتر بے مہار بن کر کبھی امن و سکون نہیں پا سکتے۔ یہاں مادر پدر آزادی کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ کائنات کسی کھلنڈرے بچے کا بنایا ہوا گھروندا نہیں ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی رام لیلا کی طرز کا کوئی ناٹک نہیں ہے بے مقصد بھول بھلیاں بھی نہیں۔ یہ سلسلہ حوادث ایک حیرت خانہ امروز وفردا نہیں ہے غرض تمہیں یونہی دل لگی کے لئے نیست سے ہست نہیں کر دیا گیا۔ تمہارے وجود اور زندگی دونوں کے لئے بڑی بھاری ذمہ داریاں ہیں۔

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً

وہ لوگ زمین وآسمان (کے نظام) کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں (اور پھر پکار اٹھتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے یہ سب فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے (آل عمران۔۱۹۱)

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا

کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں یونہی فضول پیدا کر دیا ہے۔ (المومنون۔۱۱۵)

(۲)

قران سلطنت الٰہی کے انجان شہری کو کچھ اور باتیں بتاتا ہے اور کہتا ہے اس چمن میں پھول ہی پھول نہیں ہیں کانٹے بھی ہیں۔ یہاں نسیم سحری ہی نہیں چلتی صرصر وسموم بھی چلتی ہے یہاں نشیمن ہی نہیں، دام اور قفس بھی ہیں۔ یہاں خرمن ہی نہیں ہوتے بجلیاں بھی گرتی ہیں یہاں خیر کے ساتھ ساتھ شر بھی پایا جاتا ہے اور راحتوں کے ساتھ دکھ بھی۔ یہاں زندگی اپنے کرشمے دکھاتی ہے اور موت اپنا اپنا پارٹ ادا کرتی ہے یہاں انسان اضداد کے درمیان گھرا ہوا ہے۔

یہاں ہر اقدام لازماً اچھی ہی سمت میں نہیں ہوتا بلکہ بہت سی جادہ پیمائیاں منزل مقصود سے دور تر بھی لے جاتی ہیں یہاں رہنما اور رہزن ایسے گھلے ملے ہیں کہ آدمی کچھ نہیں سمجھ سکتا کہ کس کا ساتھ دے یہاں ہر قدم پر ایک دوراہا سامنے سے آتا ہے اور آدمی کو فوری فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ کدھر جائے۔

حق وراستی کی طرف لے جانے والے محرکات خیر بھی ہیں اور محرکات شر بھی جن کے اثر سے بے شمار افراد بلندی کی طرف بھی جاتے ہیں اور بے شمار لوگ پستی کی طرف بھی لڑھکتے ہیں۔ اسی طرح اقوام ترقی بھی کرتی ہیں اور تباہ بھی ہوتی ہیں دیکھو کتنے عالیشان تمدنوں کے مزار چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا

اور تم سے پہلے کی قوموں کو (جو اپنے زمانے میں برسر عروج تھیں) ہم نے ہلاک کر دیا جب انہوں نے ظلم کی روش اختیار کی۔ (یونس۔۱۳)

وہ بتاتا ہے کہ یہ دنیا کوئی چھوٹ کی دنیا نہیں ہے یہ لاوارثا گھر نہیں ہے یہاں کوئی خوان یغما بچھا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ کسی کی ملکیت ہے جس کے قوانین گھات لگائے بیٹھے ہیں جہاں تم نے غلط قدم اٹھایا کوئی نہ کوئی قانون تمہیں گھیر لے گا۔ ایک نادیدہ قانونی قوت تمہارا احاطہ کرلے گی اور تم اس کی پکڑ سے باہر نہ جاسکو گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر جیسے آپ اپنے شہر کے نوواردکو بتاتے ہیں کہ میاں یہاں ذرا چوکنا رہ کے چلو پھرو یہاں جیب کترے اور ٹھگ، اٹھائی گیرے بھی ہیں جو بھنگ یا نشہ آور مٹھائی کھلا کر نوواردوں پر ہاتھ صاف کر جاتے ہیں اسی طرح قرآن انسان کو آگاہ کرتا ہے کہ یہاں ابلیس اور اس کا لشکر جن میں شیاطین انس بھی شامل ہیں پھیلا ہوا ہے جو ہر بدی کو خوشنما اور رنگین ودلفریب بنا کر پیش کرتا ہے اور پھر چمکار کر بہلا کر پھسلا کر تباہی کی طرف لے جاتا ہے۔قرآن انتباہ کرتا ہے کہ:

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

شیطان کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔(البقرۃ۔۱۶۸)

یہ شیاطین بسا اوقات دوست اور ناصح بن کر آتے ہیں بڑے خیر خواہانہ مشورے دیتے ہیں، امیدیں دلاتے ہیں پر اسرار طریق سے اپنی بات القا کرتے ہیں، بدترین مصیبت کو رومان اور لذت اور تفریح اور رنگینی سے آراستہ کر کے لاتے ہیں بدترین مفاسد کو حکمت وفلسفہ کے مرعوب کن پیرایہ میں لپیٹ کر پیش کرتے ہیں اور پھر جب ان کا شکار تباہی سے دوچار ہو جاتا ہے تو اسے دھتکار کر کہتے ہیں کہ اب اپنی حماقت کا نتیجہ مزے سے بھگتو۔شیاطین کے سربراہ کا یہ چیلنج بھی ملاحظہ ہو کہ:

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ

پھر میں ان (ابنائے آدم) کو آگے سے پیچھے سے دائیں سے اور بائیں سے گھیروں گا۔(الاعراف:۱۷)

قرآن کے خیر خواہانہ انتباہات سے ایک سلیم الفطرت آدمی یہ حقیقت پالیتا ہے کہ زندگی گذارنا کوئی کھیل نہیں ہے یہاں تو ایک پرخطر جنگل میں سے راستہ ہے اور جو مختلف راستے نکلتے ہیں اور ان کی طرف مختلف بلانے والے بلاتے ہیں ان میں سے صحیح راستے کی شناخت کرنی ہے جو انسانی ارتقاء یک آخری منازل تک پہنچا سکے۔

(۳)

قرآن کے اس دوسرے سبق کے تقاضے سے تیسرا سبق ابھرتا ہے اور ایک بیدار دل آدمی کا ذہن خود بخود ادھر منتقل ہو جاتا ہے کہ یہ دنیا بچ بچا کر چلنے کی جگہ ہے یہاں پھونک پھونک کے قدم رکھنا چاہئے یہاں ہر مقام پر طے کرنا ضروری ہے کہ صحیح کیا ہے؟ اور غلط کیا ہے۔

مدعا یہ کہ صحیح زندگی جبھی مل سکتی ہے جب کہ اس کے ساتھ تمیز خیر وشر کی کم از کم سنجیدہ کوشش پائی جائے جو زندگی تمیز و خیر وشر کی کوشش سے خالی ہو وہ فلاح سے خالی رہے گی اور کبھی اچھے نتائج تک نہیں پہنچے گی۔

(۴)

قرآن شہر زندگی کے پریشان خیال نووارد کو یہ احساس دلاتا ہے کہ دنیا کی گذرگاہ سے گذرنے والے مسافر کے لئے غفلت کے ساتھ اور عبرت سے بے نیاز ہو کر چلنا درست نہیں ہے بلکہ بیدار عقل، متحرک ذہن کھلے کانوں اور دیکھتی آنکھوں کے ساتھ ہی یہ وادی بخیر وخوبی پار کی جا سکتی ہے اس کی نگاہ میں وہ لوگ فریضہ زندگی کو ادا کرنے میں بالکل ناکارہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ جو صم بکم عمی (بہرے گونگے اوراندھے) کی تعریف میں داخل ہیں اور سنئے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّ وَآبِ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ

یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ بہرے گونگے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔(الانفال-۲۲)

دوسری جگہ وہ اس ناکارہ عنصر کا تذکرہ یوں کرتا ہے۔

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا، وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا، وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا، اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ، اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ

ان لوگوں کے دل(ودماغ) ہیں مگر یہ ان سے سوچتے نہیں۔ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر یہ ان سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے گئے گذرے یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں۔(الاعراف-۱۷۹)

وہ انسانوں کو تفکر اور تدبر کا درس دیتا ہے وہ چاہتا ہے کہ کائنات اور زندگی کی حقیقتوں کے متعلق آدمی کے دل میں سوالات پیدا ہوں۔وہ اپنی حقیقت کے جاننے کے درپے ہو۔وہ اپنا صحیح مقام دنیا میں متعین کرے کہ وہ کہاں کھڑا ہے اس کا مرتبہ کیا ہے اس کا کس سے کیا تعلق ہے اور اسے یہاں کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔

لیکن جو لوگ ان بنیادی مسائل کے بارے میں کبھی کاوش ہی میں نہ پڑیں کبھی ان کی دلوں میں کوئی سوال ہی پیدا نہ ہو بلکہ کھانے کمانے گھر بسانے جنسی تسکین کے درپے رہیں۔انہیں بھلا کیسے راہ مل سکتی ہے؟

(۵)

عقل سے کام لے کر مطالعہ کائنات وحیات کا مشورہ دیکر قرآن پیچھے نہیں ہٹ جاتا بلکہ شہر زندگی کے مسافر کو ایک گائیڈ کی طرح اپنے ساتھ گھماتا ہے اور ایک ایک کر کے آیات حقیقت کو اس کے سامنے کھولتا ہے۔

وہ مونس وہمدم بن کر اس سے کہتا ہے کہ آؤ تمہارے ساتھ ہو کر تمہیں کچھ دکھاؤں۔پیارے انسان یہ دیکھتے ہو کہ سورج کس باقاعدگی سے مشرق سے نکل کر مغرب میں ہر روز ڈوبتا ہے اور چاند تاروں کی گردش دیکھو، دن اور رات کا ادل بدل دیکھو موسموں کے چرنے کا گھماؤ دیکھو یہ مقررہ ڈھنگ سے چلنے والی ہوائیں یہ ہواؤں کے دوش پر لد کر آنیوالے بادل اور پھر بادلوں کا کثیف بن جانا یہ مردہ زمینوں کا زندہ ہونا یہ ننھے ننھے بیجوں کا پھوٹنا۔یہ نشوونما پاتی فصلیں یہ ہرے بھرے کھیت یہ طرح طرح کے درخت، ان پر لگنے والے مختلف رنگوں اور ذائقوں کے پھل، یہ زمین پر بنے ہوئے راستے اور ان کو نمایاں کرنے والے نشانات، یہ سمندروں پر تیرتی کشتیاں، یہ پہاڑ جیسی اٹھتی موجیں، یہ کشتیوں اور طوفانوں کی کشاکش میں انسانی زندگی کا ڈانواں ڈول ہونا، خود انسان کا اپنا نظام ولادت وپرورش، انسانوں کی شکلوں اور رنگوں اور بولیوں کا تفاوت، یہ تمہارے سامنے پھیلی ہوئی کتاب حقیقت کی روشن آیات ہیں۔ان میں تم تین باتیں نمایاں دیکھتے ہو۔ایک نظم وترتیب دوسرے توافق اور تیسرے حسن وجمال اور وہ دریافت کرتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَاتَرٰی فِی خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ

تو خدا کی پیدائش وصفت خلق میں کوئی نقص وکوتاہی نہ پائے گا ایک بارذرا نگاہ ڈال۔ کیا اس نظام میں کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔(الملک:۳)

قرآن اپنے شاگرد کو پھر توجہ دلاتا ہے کہ یہ تمام چیزیں قانون کی پابند ہے اور ایک اقتدار میں جکڑی ہوئی ہیں اتنے بھاری بھاری اجرام اور عالم طبعی کو طوفانی طاقتوں کو ضوابط کی زنجیروں نے جکڑ رکھا ہے اور وہ قوت برتر کے سامنے مطیع و منقاد اور مسلم عاجز بنی ہوئی ہیں۔

وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا

اور آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں چاروناچار اللہ ہی کی تابع فرمان (مسلم) ہیں۔(آل عمران-۸۳)

اس استدلال کے راستے قرآن آدمی کو ساتھ لئے اس شعور تک پہنچاتا ہے کہ نظم وترتیب اور توازن وتوافق اور قانون وضابطہ اور حسن وجمال کے ساتھ چلنے والی اس دنیا میں جہاں پتہ پتہ، قطرہ قطرہ اور ذرہ ذرہ (اور آج کی معلومات کے مطابق ایٹم کا ایک ایک برقیہ) ایک بندش میں جکڑا ہوا ہے خود تم بھی نہ تو عملاً آزاد ہو اور نہ آزادی کا استحقاق رکھتے ہو اور نہ ہی آزادی میں تمہارا بھلا ہے۔

یوں قرآن شہر زندگی کے انجان نووارد کو گھماتے پھراتے اور یہاں کے احوال کا مشاہدہ کراتے کراتے اس کے اندر غیر محسوس طور سے یہ احساس پیدا کر دیتا ہے کہ یہاں تمہارا مقام مالک اور حاکم ومقتدر کا نہیں ہے بلکہ محکومی اور عبودیت کا ہے اور تمہاری خیر اسی میں ہے کہ اپنے آپ کو "ملیک مقتدر" کی رضا کے حوالے کردو۔

(۲)

قرآن متذکرہ بالا سارے ابتدائی اسباق ہیں جن کا مقصد اصل سبق کے لئے مخاطب اور قاری کو تیار کرنا ہے وہ درحقیقت ہدایت کی پیاس پیدا کرنا چاہتا ہے بعد میں ہدایت کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔ وہ پہلے طلب پیدا کرتا ہے پھر مطلوب کو سامنے لے آتا ہے پہلے سوال ابھارتا ہے پھر جواب فراہم کرتا ہے۔

قرآن اہل تدبر اور تفکر اور اصحاب احتیاط وتقویٰ کو وہ اصل سبق دیتا ہے جس کے لئے بڑی تیاریاں ہیں اور بڑا اہتمام ہے۔

آیئے اس مرکزی سبق کو قرآن سے اخذ کریں۔ وہ مختصر سا سبق یہ ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

اے انسانو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا شاید کہ تم (پوری طرح) تقویٰ کیش بن سکو۔(البقرۃ:۲۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی غور وفکر کرنے والے (اولوالباب) جب یہ حقیقت پالیں کہ یہاں نظم وتوافق ہے مقصد وغایت ہے۔ حسن وجمال ہے تو انہیں اس صداقت تک ازخود پہنچنا چاہیئے کہ یہ سارا سلسلہ وجود حکیمانہ قوانین پر مبنی ہے اور قانون کا وجود یہ پتہ دیتا ہے کہ کوئی قانون ساز اور کارپرداز ہے قرآن بتاتا ہے کہ وہ اللہ ہی ہے وہی تمہارا رب ہے اور اس رب کے ساتھ تمہارے تعلق کی ایک ہی صورت عقلاً بھی درست ہے اور عملاً بھی صحیح ہے کہ تم اس کے عبد بن کے رہو مگر عبادت کسی جزوی صورت میں مراد نہیں، یہاں پوری زندگی کا مصرف بیان ہوا ہے اس کائنات میں دو ہی بڑے مناصب ہیں ایک رب اور معبود ہونے کا دوسرا بندہ اور عبادت گذار ہونے کا، انسان بہرحال رب اور معبود نہیں ہے اس کا منصب صرف دوسرا ہی منصب ہوسکتا ہے اور وہی ساری مخلوق کا مقام بھی ہے۔ وہ اپنی زندگی کے کسی بھی گوشے میں اور زمانہ کے کسی بھی حصے میں عبدیت کے مقام سے الگ نہیں ہوسکتا اور اس کے لئے کوئی امکان نہیں ہے کہ رب یا معبود کے مرتبے میں رب کائنات کا حصہ دار ہوسکے۔

پوری زندگی کو خدا کی عبادت میں لگادینا صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ قرآن کا دانشور شاگرد اپنے رب کے سامنے سرتسلیم خم کردے، پوری طرح جھک جائے اور اس کے بالمقابل اپنی آزادی سے دستبردار ہوجائے اس بارے میں قرآن کا سبق یہ ہے کہ:

فَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا

پس تمہارا اللہ (معبود) ایک ہی اللہ ہے سو اسی کے آگے سرتسلیم خم کرو۔ (الحج:۳۴)

اس مطلوب رویہ کی بہترین مثال حضرت ابراہیمؑ کے طرزعمل سے لی گئی کہ۔

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اور جب اسکے رب نے کہا کہ (میرے سامنے) جھک جاؤ اس نے کہا میں رب العالمین کے سامنے جھکتا ہوں۔ (البقرۃ:۱۳۱)

اس رویہ پر جو دین حق پر مبنی ہے جو مسلک زندگی اس سے مطابقت رکھتا ہے اس کا نام ہی ''اسلام'' (مسلک تسلیم) طے پایا۔ فرمایا کہ:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

یقیناً اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔ (آل عمران:۱۹)

(۷)

لیکن یہ مسلک اسلام یہ دین حق یہ عبادت رب کوئی ایسی چیز نہیں کہ افراد اپنی حد تک اس کے کچھ تقاضے پورے کر کے فارغ ہوجائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے ساتھ ایک بڑا عظیم الشان فریضہ اور مشن ہے جو اس کے ماننے والوں کو تفویض کیا گیا ہے۔

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اور چاہئے کہ تم میں سے کچھ لوگوں پر مشتمل ایسا گروہ اٹھے جو (لوگوں کو) بھلائی کی طرف پکارے نیکی کا حکم دے، اور بدی سے روکے۔ (آل عمران:۱۰۴)

قرآن فی الحقیقت ایک ایسی تحریک برپا کرنا چاہتا ہے جس کے تحت ہر خدا پرست نیکی کا علمبردار بن کے بدی کے خلاف میدان میں اترے، بدی کی قوت کے بالمقابل نیکی کی قوت با قاعدہ محاذ آرا ہو۔

یہی وہ بنیادی مشن ہے جس کے لئے قرآن ایسے لوگوں کی تلاش میں ہے جنہیں وہ اس مشن کے شہداء (علمبردار) بنانا چاہتا ہے۔

(۸)

نیکی کی تلقین کرنے اور بدی کا انسداد کرنے کا درس دینے کے ساتھ ساتھ قرآن یہ تصور بھی دلاتا ہے کہ نیکی کسی جزوی عمل کا یا چند جزوی وظائف کے مجموعہ کا نام نہیں بلکہ نیکی ساری زندگی پر پھیلا ہوا ایک نظام ہوتی ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

نیکی اس کا نام نہیں ہے کہ تم بس (نمازوں میں) اپنے منہ مشرق کی طرف کرتے ہو یا مغرب کی طرف۔ بخلاف اس کے نیکی تو اس شخص کی ہے جو ایمان لائے اللہ اور یوم آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور انبیاء پر وہ جو اپنا مال اسے عزیز رکھنے کے باوجود قرابت داروں یتیموں مساکین مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے اور لوگوں کی گردنیں چھڑانے میں خرچ کرے اور وہ نماز قائم کرے زکوٰۃ دے اور وہ لوگ جو وعدہ کریں تو ایفا کرنے والے ہوں اور وہ لوگ جو سخت حالات میں اور مصیبت کے مواقع پر اور (جنگ کے) مصائب میں صبر سے کام لینے والے ہوں یہ ہیں وہ لوگ جو سچے نکلے اور یہی لوگ ہیں جو اہل تقویٰ ہیں۔ (البقرۃ:۱۷۷)

دیکھئے یہاں افکار واعمال اور اعتقادات واخلاق سبھی کچھ مذکور ہے مصلّی سے لیکر میدان جنگ تک سارے مراحل سامنے آگئے مالی اور اقتصادی امور بھی شمار کرا دیئے گئے۔ اتنی ساری چیزوں کو اختیار کر کے پوری زندگی کو ایک خاص نقشے پر ڈھالنا ہے ظاہر ہے کہ اس وسیع تصور نیکی کے ساتھ فرد کسی بگڑے ہوئے معاشرے کے درمیان اپنے آپ کو پوری طرح سنوار نہیں سکتا اسے پورے معاشرے کو سنوارنا ہوگا اور اس کے لئے ''امر بالمعروف'' اور ''نہی عن المنکر'' کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فریضہ انجام دینا ہوگا۔

(۹)

پیچھے سے جو کڑیاں ملتی چلی آ رہی ہیں وہ ایک سلیم الطبع شخص کو از خود اس نتیجہ تک پہنچاتی ہیں کہ مسلک عبادتِ رب یا دینِ اسلام پر چلنے والا تقویٰ کیش آدمی بدی کی طاقتوں کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔ اس کا اعتقاد اور اس کی دعوت اور اس کا مشن فطری طور پر مخالف چیزوں سے تصادم کا باعث بنتا ہے جو شخص حق کو لے کے چلے اسے باطل سے رشتہ توڑنا ہوگا جو نیکی کو اختیار کرے اس کا بدی سے بگاڑ ضرور پیدا ہوگا جو رب کو معبود بنائے اس کی بات پھر طاغوت نہ بن سکے گی۔ اس لئے قرآن ان لوگوں کو اپنے گرد جمع کرتا ہے جو رب پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ طاغوت سے کنارہ کش ہو جائیں۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

اور ہم نے ہر امت کے اندر کوئی نہ کوئی رسول (اس پیغام کے ساتھ) مامور کیا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے کنارہ کشی کرو۔ (النحل: ۳۶)

طاغوت ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت سے ہٹا کر اللہ کی نافرمانی کرنے پر مائل یا مجبور کرے یا اس کا سبب بنے۔ طاغوت اشخاص و افراد بھی ہو سکتے ہیں طاغوت فلسفہ و نظریات بھی ہو سکتے ہیں اور طاغوت سیاسی اور اقتصادی نظام بھی ہو سکتا ہے جس شکل میں بھی طاغوت کا وجود پایا جائے اس سے انکار اور اسکی تردید کرنا اس شخص کے لئے لازم ہو جاتا ہے جو قرآن کا شاگرد بن کر ایمان باللہ اور عبادت رب کی راہ اختیار کرے۔

اپنی اس بنیادی تعلیم اور تلقین میں قرآن کوئی ابہام نہیں چھوڑتا اور لگی لپٹی نہیں رہنے دیتا ملاحظہ ہو۔

وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ

حد یں پھاند جانے والوں کی اطاعت نہ کرو (شعراء: ۱۵۱)

اور ان لوگوں میں سے نافرمان اور ناشکروں کی اطاعت نہ کرو (الدہر: ۲۴)

اس سے بھی آگے قرآن نے بدی کی طاقتوں سے تعاون کو ممنوع ٹھرا دیا۔

وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

اور گناہ اور نافرمانی کے کاموں میں کسی سے تعاون نہ کرو۔ (المائدہ: ۲)

(۱۰)

یہ بات جب واضح ہوگئی کہ عبادتِ رب کے ساتھ اطاعتِ طاغوت چلنے کی چیز نہیں اور امر بالمعروف کا کام کرنے والے اثم و عدوان سے تعاون نہیں کرتے تو پھر یہ حقیقت قرآن کے طالب علم پر از خود کھل جاتی ہے کہ اسلام کسی مخالف اسلام طاقت کے غلبے میں اپنے پورے تقاضوں کے ساتھ نہیں چل سکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس ضروری ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مشن خود غالب طاقت بن جائے۔ اسی اصول پر قرآن اپنے مخاطب کو یہ تلقین کرتا ہے کہ عبادتِ رب کے نظام اور مسلک اسلام کو غالب کرو۔

هُوَالَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لئے بھیجا ہے کہ وہ اسے ہر دوسرے طریقہ و نظام پر غالب کر دے۔ (الصف:۹)

وَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا

اللہ کا کلمہ (قانون یا دین) بلند و برتر ہو کے رہنے کے لئے ہے۔ (التوبہ:۴۰)

دوسری جگہ ہے:

کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ

اللہ نے یہ بات طے کر دی کہ مجھے اور میرے رسولوں (یعنی ان کے دین و نظام) کو غالب ہو کے رہنا ہے۔ (المجادلہ:۲۱)

مختصر بات یہ ہوئی کہ قرآن اپنے پیغام کو معاشرے میں کامیاب اور عملاً جاری و ساری دیکھنے کا تقاضہ کرتا ہے۔

(۱۱)

مخالف نظاموں سے انکار و اجتناب اور عدم تعاون سے بات آگے بڑھ کر یہاں آ پہنچی کہ جو ارباب تدبر و تفکر اپنے رب کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں زندگی اس کی عبادت کے لئے وقف کر دیں اس کے مقرر کردہ مشن امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے اٹھ کھڑے ہوں ان کا کام محض واعظوں کا سا ٹھنڈا کام نہیں ہے بلکہ ان کیلئے لازم ہے کہ وہ قرآن کے نظام کو عملاً غلبہ دلانے کی جدوجہد کریں۔ www.KitaboSunnat.com

قرآن کی رو سے بھی اور اللہ تعالیٰ کے قانونِ مشیت کے تحت بھی حق و باطل کا تصادم ناگزیر ہے۔

اس کشمکش کی کٹھالی کے پیش نظر قرآن اپنے شاگرد کو بتاتا ہے کہ جنت کی منزل کامرانی کو جانے والا راستہ بڑا مرد افگن ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ ط مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ ط اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ

کیا تم نے یہ گمان باندھ رکھا کہ یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر پہلے کے لوگوں جیسے سخت حالات نہیں گزرے جن کو تنگی اور مصیبت نے آدبوچا اور وہ اس حد تک جھنجھوڑ دیئے گئے کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی (اس مرحلے پر ان کو مژدہ سنایا گیا کہ) سنو اللہ کی مدد قریب ہے۔ (البقرہ:۲۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کشمکش کے لئے قرآن اپنی تحریک (امر بالمعروف ونہی عن المنکر) کے آدمی سے یہ بات پہلے ہی قدم پر طے کر لیتا ہے کہ وہ اس راہ پر آئے تو اللہ سے اپنے جان ومال کا سودا کر کے آئے۔

اور اس کے لئے وہ اپنے پیغام پر لبیک کہنے والوں کی ایک جماعت بناتا ہے اور اس جماعت کا نام حزب اللہ رکھتا ہے جسے حزب الشیطان سے معرکہ آرا ہونا ہے قرآن کا پیغام یہ ہے کہ اس کے پیغام کو جامۂ عمل پہنانے کے لئے اجتماعی اور منظّم سعی ضروری ہے۔

(۱۲)

قرآن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی جس تحریک کو چلا کر دنیا میں امن وسلامتی کا دور پیدا کرنا چاہتا ہے اس کی کامیابی کی صورت میں وہ مطالبہ کرتا ہے کہ دین کا پورا نظام اور قرآن کا سارا قانون جاری رکھا جائے۔ اس سے حیاۃِ طیبہ اور حیات صالحہ اور حیات مطمئنہ پیدا ہوتی ہے۔

یہاں مقالہ ختم ہو رہا ہے اس موقع پر یاد دلانا ضروری ہے کہ قرآن کا مرکزی پیغام جو اس مقالہ میں مرکزی اہمیت رکھتا ہے وہ بس ایک ہی ہے اعبدوا ربکم باقی ساری چیزیں اسی کے تقاضے ہیں......

(مولانا نعیم صدیقی)

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ حکیم اور ہماری زندگی

قرآنِ حکیم کتاب ہدایت ہے، یہ رب العالمین کا پیغام انسان کے نام ہے اس نے اسے جبریل امین کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل فرمایا۔ کیوں اتارا؟ ارشاد ہوتا ہے:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ. (ص:۲۹) "یہ ایک بڑی بابرکت کتاب ہے جو (اے نبیؐ) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل وفکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔"

عربی زبان میں کتاب کو پڑھنے کے لئے قرأت کا لفظ آتا ہے جس سے اسم فاعل قاری عربی میں پڑھنے والے کو کہتے ہیں جب کہ تدبّر اس طرح پڑھنے کو کہتے ہیں کہ کتاب کے الفاظ اور عبارت پر غور وفکر کیا جائے، معنی اور مطالب کو سمجھنے کی کوشش کی جائے اور اس کے احکام و ہدایات کو حرزِ جان بنانے کی سعی وجستجو کی جائے اس لئے اس آیۂ مبارکہ میں ہے کہ عقلمند اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں کہ قلب وروح کو جلا بخشنے اور فرد واجتماع کو سنوارنے کے لئے جو تصوّرات اس میں مذکور ہیں، ان کو عمل میں لاتے ہیں اور ان کی روشنی میں اپنے لئے نظامِ حیات وضع کرتے ہیں۔ اسی سے زندگی میں انقلاب آتا ہے، وہ عزت ورفعت سے ہمکنار ہوتی ہے کیا خوب شاعر مشرق نے کہا ہے۔

تو ہمی دانی کہ آئین تو چیست؟
زیر گردوں سر تمکین تو چیست؟

آں کتاب زندۂ قرآن حکیم
حکمت او لایزال است و قدیم

کیا تو جانتا ہے کہ تیرا آئین کیا ہے۔ آسمان کے نیچے تیری شان وشوکت کا راز کیا ہے۔ وہ کتابِ زندہ قرآنِ حکیم ہے یقیناً اس میں درج حکمت کی باتیں ہمیشہ رہنے والی اور قدیم ہیں۔ (اور حکمت کبھی پرانی نہیں ہوتی)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ حکیم سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی تلاوت کے وقت دل و دماغ کو حاضر کیا جائے، اور سمع و بصر کو کام میں لایا جائے، اور یہ خیال کیجئے کہ آپ کوئی معمولی کتاب نہیں پڑھ رہے ہیں بلکہ خالق کائنات کا کلام ہے جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ تک پہنچایا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ. (ق:۳۷) ''اس میں درس عبرت ہے اس کے لئے جس کے پاس قلب (سلیم) ہو یا جو کان لگا کر بات سنے اور دل سے حاضر ہو (قرآن کے بیان کردہ واقعات پر غور و فکر کر سکے)۔''

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''لفظ قلب اپنے حقیقی یعنی دل زندہ کے معنی میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قلب (دل) کو احساس کرنے، عبرت حاصل کرنے اور سوچنے سمجھنے کے لئے بنایا ہے، جب تک آدمی کا دل یہ کام کرتا ہے، اس وقت تک اس کا دل زندہ ہے اور جب تک دل زندہ ہے (یعنی اس میں سوچ بچار کی صلاحیت ہے) اس وقت تک آدمی بھی زندہ ہے۔ اس لئے کہ آدمی کی حقیقی زندگی اس کے دل کی زندگی ہی سے ہے، اگر دل یہ خصوصیات کھو بیٹھا تو پھر آدمی بھی مردہ ہے اگرچہ اس کی رگوں میں کتنا ہی خون دوڑتا پھرتا ہو۔

''اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْد'' یعنی اگر دل پوری طرح بیدار نہ ہو تو کم از کم اتنی بات تو انسان کے اندر ہو کہ کوئی معقول آدمی اس کو کوئی بات سنائے تو وہ اس کو توجہ سے سنے، یہ توجہ بھی انسان کے لئے بڑی خیر و برکت کا باعث ہے، اس سے بھی بسا اوقات دل کی غفلت دور اور اس کی عبرت پذیری کی صلاحیت زندہ ہو جاتی ہے، لیکن جو شخص ایسا بدقسمت ہو کہ نہ اس کا دل ہی بیدار ہو اور نہ وہ کسی معقول آدمی کی بات سننے ہی کے لئے اپنے کان کھولنے پر آمادہ ہو تو ایسے آدمی کے اندر کوئی معقول بات کدھر سے راہ پائے گی (تدبر قرآن جلد ششم)

نصیحت حاصل کرنے اور اس سے فیض یاب ہونے کے لئے دل سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اور بات کو توجہ سے سننے کی عادت کے علاوہ شہید کا لفظ بول کر مزید چوکس کیا جا رہا ہے کہ وہ محض جسم و جان کے ساتھ ہی نہیں بلکہ دل و دماغ کے ساتھ حاضر رہے، مثلاً غور کیجئے کہ وہی نماز قیمتی بنتی ہے جو حضورِ قلب سے خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کی جائے۔ اسی طرح وہی تلاوت سود مند ثابت ہوتی ہے جو تدبر اور پورے شعور سے کی جائے اور اس کے احکام کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ. قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ. (الزمر:۲۷-۲۸) ''ہم نے لوگوں کے (سمجھانے) لئے قرآن میں ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں (اور اپنی زندگیوں کو سنوار لیں) یہ قرآن (فصیح) عربی زبان میں ہے جس میں کوئی عیب (اور اختلاف)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے تا کہ وہ ڈر جائیں (اور آخرت کے برے انجام سے بچ جائیں)۔"

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور سے نوازا ہے اور شرف انسانیت کا تقاضا ہے کہ اس کو بروئے کار لایا جائے، قرآنِ حکیم سے وہی لوگ فیض یاب ہو سکتے ہیں جو اس پر تدبر اور تفکر کرتے ہیں، رب کریم کا اعلان ہے۔

اَفَلا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُراٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا. (محمد۔۲۴) "کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا دلوں پران کے قفل چڑھے ہوئے ہیں۔"

ظاہری بصارت کے ساتھ ساتھ جب تک داخلی بصیرت سے کام نہ لیا جائے انسان کبھی کسی حقیقت کو نہیں پا سکتا۔ قرآنِ حکیم نے یہ بات واشگاف الفاظ میں بتلائی کہ حقیقی اندھا پن، دل کا اندھا پن ہے۔ جو لوگ ظاہری آنکھیں رکھتے ہوئے بھی عقل و فکر سے کام نہیں لیتے، وہ بصارت رکھتے ہوئے بھی اندھے ہیں کیونکہ انہوں نے بصیرت سے کام نہ لیا اور وہ دل کے اندھے ہو گئے۔

ارشاد ہوتا ہے!

فَاِنَّھَا لَاتَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ. (الحج۔۴۶) "حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔"

قرآنِ حکیم کتابِ عظیم ہے، اسی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہمارے اسلاف قدر و منزلت اور عروج و سربلندی سے ہمکنار ہوئے تھے۔ آج امت مسلمہ اس دولت بے بہا اور متاع گراں مایہ سے غافل ہو چکی ہے۔ اسے محض برکت کے طور پر محفلوں اور مجلسوں میں پڑھا جاتا ہے۔ مگر اس کی قیمتی اور لازوال تعلیمات کا اثر کہیں دکھائی نہیں دیتا ہے۔ یہ مسلمان کے لئے زندگی گزارنے کا آئین (دستورِ حیات) ہے۔ مگر آج مسلمان کیلئے ہر طرف سے ذلت و خواری ہے۔

شاعرِ مشرق اس پر اس طرح آنسو بہاتا ہے ؎

ملتے را رفت چوں آئین ز دست
مثلِ خاک اجزائے او از ہم شکست

ہستی مسلم ز آئین است و بس
باطنِ دینِ نبیؐ این است و بس

برگِ گل شد چوں ز آئیں بستہ شد
گل ز آئیں بستہ شد گلدستہ شد

نغمہ از ضبط صدا پیدا ستے
ضبط چوں رفت از صدا غوغا ستے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ہائے افسوس) جب آئین ملت کے ہاتھ سے چلا گیا تو مٹی کی طرح اس کے اجزا بھی بکھر گئے، مسلمان کی ہستی صرف آئین پر ہی ہے اور بس۔ نبی ﷺ کے دین کا باطن یہی ہے اور بس، جب پھول کی پتیاں آئین سے وابستہ ہو جاتی ہیں، تو گلدستہ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں (کیا یہ حقیقت نہیں ہے) کہ آواز کو ضابطے میں لانے سے نغمہ پیدا ہوتا ہے اور جب نظم وضبط ختم ہو جاتا ہے تو وہ محض بے ہنگم شور وغل ہوتا ہے۔

قرآن آج پھر امت مسلمہ کو پکار رہا ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. (آل عمران۔۱۳۹) ''دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گئے اگر تم مومن ہو۔''

(شیخ عمر فاروق)

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کے فنی محاسن

سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ گزشتہ صدی کے مایۂ ناز مفسر قرآن بہترین ادیب، عزم و استقامت کے پیکر، بیباک اور نڈر داعی اسلام گزرے ہیں۔ ظالم و جابر حاکم وقت کے سامنے کلمۃ الحق بلند کرنا ان کی زندگی کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ اس سلسلہ میں قید و بند کی سخت ترین ابتلا و آزمائش جھیلنا گوارا کیا مگر ظالم حاکم کے سامنے معافی مانگنے کا ہلکا سا لفظ بھی زبان پر نہ آیا اور اسی کلمۃ الحق بلند کرنے کی پاداش میں جام شہادت نوش کیا۔

یہ اقتباس ان کی مشہور کتاب ''التصویر الفنی فی القران'' سے پیش کیا جارہا ہے اس کتاب میں انہوں نے قرآن کے مناظر کی فنی نقشہ کشی، حسی تخیل، فن کے لحاظ سے نظم کلام، قرآنی قصے، قصوں کے اغراض و مقاصد، قصہ گوئی میں فن اور دین کا امتزاج، قصہ کے فنی خصائص، قصہ میں واقعہ نگاری کا جز، قرآن کے بیان کردہ انسانی نمونے، وجدانی منطق اور قرآن کا طریق دعوت، ان تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی ہے اس میں سے یہ اقتباس پیش کیا جارہا ہے۔

مثالی واقعات

۱- باغ والوں کا واقعہ

اب ہم ان مثالی واقعات کا نمونہ پیش کرتے ہیں جو قرآن نے بیان کیے ہیں۔

ذرا چشم تصور کو وا کیجیے ہم باغ والوں (اصحاب الجنہ) کے سامنے کھڑے ہیں۔ وہ باغ دنیا میں ہے اخروی جنت نہیں ہے باغ والے رات کو کچھ سوچ بچار کررہے ہیں۔ فقراء و مساکین اس باغ کا پھل کھایا کرتے تھے مگر باغ کے مالک اب ان کو محروم کرکے تنہا اس سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ آیئے دیکھیں کہ وہ اس منصوبے کو کس طرح عملی جامہ پہناتے ہیں۔

إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ (١٧) وَلَا يَسْتَثْنُونَ (١٨)
[القلم]

''ہم نے ان لوگوں کی اسی طرح آزمائش کی ہے جس طرح باغ والوں کی آزمائش کی تھی جب انہوں نے قسمیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھا کھا کر کہا کہ صبح ہوتے ہوتے ہم اس کا میوہ توڑ لیں گے اور انشاء اللہ نہ کہا۔"

انہوں نے رات کو یہ منصوبہ بنایا کہ صبح سویرے باغ کا پھل توڑ لیں گے اور فقراء کے لیے کچھ بھی باقی نہ چھوڑیں گے۔ ہم سردست ان کے منصوبے کو نظر انداز کر کے دیکھتے ہیں کہ رات کی تاریکی میں کیا ہوا۔ وہ رات کو نظر نہیں آ رہے اور کائنات کا تھیٹر ان سے خالی ہے اچانک ناظرین کیا دیکھتے ہیں۔ رات کی تاریکی میں ایک پوشیدہ سی حرکت نمودار ہو رہی ہے۔

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّکَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ (۱۹) فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ (۲۰)[القلم]

"سو وہ ابھی سو رہے تھے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے (راتوں رات) اس پر ایک آفت پھر گئی تو وہ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی"۔

یہ سب کچھ ان کی بے خبری میں ہوا۔ جب صبح ہوئی تو ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ چلو چل کر پھل توڑ لیں۔ انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ رات کی تاریکی میں باغ پر کیا حشر گزر گیا ہے۔

فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ (۲۱) اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ (۲۲) فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ (۲۳) اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ (۲۴)[القلم]

"جب صبح ہوئی تو وہ لوگ ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ اگر تم کو کاٹنا ہے تو اپنی کھیتی پر سویرے ہی جا پہنچو تو وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ آج یہاں تمہارے پاس کوئی فقیر نہ آنے پائے"۔

اب تھوڑی دیر کے لیے ناظرین کو چپ رہنا چاہیے اور سردست باغ والوں کو بتانا نہیں چاہیے کہ ان کے باغ پر کیا گزری۔ ابھی تمسخر و مذاق پر مشتمل وہ قہقے بھی بلند نہیں ہونے چاہئیں جن کا وقت اب آیا چاہتا ہے اور جن میں ابھی تھوڑی سی دیر ہے ناظرین دیکھ رہے ہیں کہ باغ والے فریب خوردہ ہیں۔ وہ چپکے چپکے باتیں کرتے جا رہے ہیں کہ کہیں باتیں سن کر کوئی محتاج نہ آ جائے۔ ناظرین اپنے قہقوں کو کب تک دبائے رکھیں گے۔ اب جی کھول کر ہنسی کا وقت آ گیا۔ ان کے ساتھ اب سب سے بڑا مذاق یہ ہے کہ:-

وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ (۲۵)[القلم]

"اور کوشش کے ساتھ سویرے ہی جا پہنچے (گویا کھیتی پر) قادر (ہیں)"

بے شک وہ محروم رکھنے پر قادر ہیں.....مگر اپنے کو محروم رکھنے پر محتاجوں کو نہیں ......اب اچانک انہیں باغ کی بربادی کا پتہ چلتا ہے۔ ناظرین یہ دیکھ کر جتنا چاہیں ہنسیں۔

فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ (۲۶)[القلم]

"پھر جب اس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ بیشک ہم راستہ بھول گئے ہیں"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگے یہ ہمارا وہ باغ نہیں ہے جو پھلوں سے لدا ہوا تھا دراصل ہم راستہ بھول کر کسی اور جگہ آ گئے ہیں۔ لوگو! ہمیں راستہ بتاؤ:-

بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ (۲۷) [القلم] ''بلکہ ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی''

قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ (۲۸) قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (۲۹) [القلم]

''ایک جوان اُن میں فرزانہ تھا بولا کیا میں نے تم سے نہیں کہا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ (تب) وہ کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے بے شک ہم ہی قصوروار تھے''

مگر وقت کھو کر اب افسوس کا کیا فائدہ؟ جس طرح دستور ہے کہ جب کسی کام کا برا نتیجہ برآمد ہوتا ہے تو اس کام کے شرکاء باہم ایک دوسرے پر الزام دھرتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی کرنے لگے:-

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ [القلم:۳۰]

''پھر ایک دوسرے کو مخاطب کر کے باہم الزام دینے لگے''

پھر یکا یک ایک دوسرے کو مجرم قرار دینے کی بجائے سب اعتراف جرم کرتے ہیں یہ عین ممکن ہے یہ اعتراف ان کے لیے مفید ثابت ہو اور ضائع شدہ باغ کے بجائے انہیں اور باغ مل جائے۔

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ (۳۱) عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ (۳۲) [القلم]

''کہنے لگے ہائے شامت ہم ہی حد سے بڑھ گئے تھے امید ہے کہ ہمارا پروردگار اس کے بدلے میں ہمیں اس سے بہتر باغ عنایت کرے ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتے ہیں''۔

۲- دو باغوں والے شخص کا قصہ

آیئے اب آپ کو ایک اور باغ والے کا قصہ سنائیں۔ جس کے ایک نہیں دو باغ تھے اور باغ بھی اس باغ سے کہیں بڑے جس کا ذکر آپ نے سنا۔ اس کا واقعہ ایک دوسرے ساتھی کے ساتھ وابستہ ہے جس کے پاس باغات تو نہ تھے مگر اسکا سینہ نور ایمان سے ضرور منور تھا۔ یہ دونوں شخص اپنے اپنے گروہ کا نمونہ پیش کرتے تھے۔ دو باغوں والا اس دولت مند شخص کا نمونہ پیش کرتا تھا جو دولت وثروت کے گھمنڈ میں آ کر اس بڑی طاقت کو بھول گیا ہو جس کے قبضہ میں زندگی اور اس کے تمام لوازم ہیں۔ وہ اس زعم باطل میں مبتلا تھا کہ یہ خوشحالی اور فارغ البالی ابدی ودائمی ہے وہ قوت وشوکت سے کبھی محروم نہیں ہوگا اس کے مقابلہ میں دوسرا ساتھی صرف ایمان کو اپنے لیے سرمایۂ عزت وافتخار تصور کرتا تھا۔ ہمیشہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا اور سمجھتا کہ یہ خوشحالی اپنے محسن کی یاد دلاتی ہے۔ اس لیے اس کی حمد وثناء کرتے رہنا چاہیے اور کفر وجحود سے احتراز برتنا چاہیے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا (۳۲) كِلْتَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَ لَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا (۳۳) [الکھف]

''اوران سے دوشخصوں کا حال بیان کردو جس میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ (عنایت) کیے تھے اوران کے گرداگرد کھجوروں کے درخت لگا دیئے تھے اوران کے درمیان کھیتی پیدا کردی تھی۔ دونوں باغ (کثرت سے) پھل لاتے اوراس (کی پیداوار) میں کسی طرح کی کمی نہ ہوتی اوردونوں میں ہم نے ایک نہر بھی جاری کر رکھی تھی''

ان آیات سے دونوں باغوں کی تصویر کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ کس قدر سرسبز وشاداب تھے۔ یہ پہلا منظر ہے۔ اب دوسرا منظر ملاحظہ فرمایئے۔

وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا [الکھف:۳۴]

''اور (اس طرح) اس (شخص) کو (ان کی) پیداوار (ملتی رہتی) تھی تو (ایک دن) جبکہ وہ اپنے دوست سے باتیں کر رہا تھا کہنے لگا کہ میں تم سے مال ودولت میں بھی زیادہ ہوں اور جتھے (اور جماعت) کے لحاظ سے بھی زیادہ عزت والا ہوں''

کچھ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ بات اپنے ساتھی سے اس وقت کہی جب دونوں ان باغات کی طرف جارہے تھے۔ کچھ بعید نہیں کہ باغات کے دروازے تک پہنچ گئے ہوں۔ کیونکہ اس کے بعد یہ الفاظ ہیں:۔

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا (۳۵) وَّ مَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا (۳۶) [الکھف]

''(ایسی شخصیتوں سے) اپنے حق میں ظلم کرتا ہوا اپنے باغ میں داخل ہوا کہنے لگا کہ میں نہیں خیال کرتا کہ یہ باغ کبھی تباہ ہو اور نہ خیال کرتا ہوں کہ قیامت برپا ہو اور اگر میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو (وہاں) ضرور اس سے اچھی جگہ پاؤں گا''

ہم دیکھتے ہیں کہ وہ شخص تکبر وغرور اور سرکشی کی آخری حد تک پہنچ گیا تھا۔ غور فرمایئے کہ اس کے غریب ساتھی پر اس کی گفتگو کا کیا اثر ہوگا؟ اس کے پاس تو نہ باغ ہے نہ مال ودولت۔ اعوان وانصار بھی اسکے یہاں موجود نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ مومن ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ سب کچھ دیکھتے اور سنتے ہوئے بھی وہ اپنے آپ کو ذلیل نہیں سمجھتا۔ وہ اپنے رب کی عزت کو کبھی نہیں بھولتا۔ وہ اپنے باغی ساتھی کو راہ راست پر لانے کے فریضہ کو کبھی نظر انداز نہیں کرتا۔ وہ اسے زجر وتوبیخ بھی کرتا ہے وہ اپنے مغرور ساتھی کو یاد دلاتا ہے کہ اس کی تخلیق مٹی جیسی حقیر چیز سے ہوئی ہے۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا (۳۷) لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَ لَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا (۳۸) وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا (۳۹) فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا (۴۰) أَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا (۴۱)[الکہف]

''تو اس کا دوست جو اس سے گفتگو کر رہا تھا کہنے لگا کہ تم اس (خدا) سے کفر کرتے ہو جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تمہیں پورا مرد بنایا مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ خدا ہی میرا پروردگار ہے اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور (بھلا) جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے تو تم نے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کیوں نہ کہا اگر تم مجھے مال و اولاد میں اپنے سے کمتر دیکھتے ہو تو عجب نہیں میرا پروردگار مجھے تمہارے باغ سے بہتر عطا فرمائے اور اس (تمہارے باغ) پر آسمان سے آفت بھیج دے تو وہ چٹیل میدان ہو جائے یا اس (کی نہر) کا پانی گہرا ہو جائے تو پھر تم اسے نہ لاسکو'

یہاں پہنچ کر دونوں ساتھیوں کے درمیان یہ سین ختم ہو جاتا ہے ایک ساتھی مرغے کی طرح گردن اکڑائے ہوئے ہے۔ اس کے ہرے بھرے باغ نے اس کو مغرور بنا دیا ہے۔ اس کے مقابلے میں دوسرا ساتھی مومن ہے اور ایمان کو اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھتا ہے وہ اپنے ساتھی کو وعظ نصیحت بھی کرتا رہتا ہے اسے بتاتا ہے کہ باغ کو سرسبز و شاداب دیکھ کر اسے کیا کرنا چاہیئے تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ساتھی اس کی باتوں پر کان نہیں دھرتا۔ یہ فطری بات ہے کہ اس کی بے حسی کو دیکھ کر دین دار ساتھی کو غصہ آجاتا ہے وہ بارگاہ خداوندی میں دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے باغ کو تباہ و برباد کردے اور وہ ایک بے آب و گیاہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے۔ یا اس کا پانی زمین کے اندر اتر جائے اور وہ اسے تلاش بھی نہ کر سکے پانی کا لانا تو خیر بڑی بات ہے غصہ کی حالت ہی میں دونوں ساتھی ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں اب ہم یہ دیکھنے کے متمنی ہیں کہ پھر کیا ہوا؟ ملاحظہ فرمائیں:

وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَآ أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَٰلَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّيٓ أَحَدًا[الکہف:۴۲]

''اور اس کے میووں کو عذاب نے آگھیرا اور وہ اپنی چھتریوں پر آکر رہ گیا تو جو مال اس نے اس پر خرچ کیا تھا اس پر (حسرت سے) ہاتھ ملنے لگا اور کہنے لگا کہ کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا''

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس مومن کی دعا قبول کر لی جسے بلاوجہ تنگ کیا گیا تھا ہم دیکھتے ہیں کہ مرد مومن کا ساتھی اس بات پر کف افسوس مل رہا ہے کہ اس کا کیا دھرا سب ضائع ہو گیا۔ باغ تباہی سے ہمکنار ہو چکا ہے اب حسرت و ندامت کے اظہار کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے اب وہ اس بات پر اظہار افسوس کرتا ہے کہ وہ شرک کا مرتکب کیوں ہوا؟ آیئے اب تباہی و بربادی اور اعتراف و استغفار کے اس منظر کو ختم کردیں۔ اب پردہ گرتا اور یہ سین ختم ہو جاتا ہے۔

(تالیف: سید قطب شہیدؒ ترجمہ: غلام احمد حریریؔ)

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیامت اور عذاب وثواب

ان مناظر کا ایک مقصد زندگی بعد موت اور حساب وکتاب کے بعد جنت ودوزخ کی عکاسی ہے یہ مناظر کبھی تو جنت ودوزخ دونوں کو مادی شکل میں پیش کرتے ہیں جنہیں قوت حاسہ لمس سے محسوس کرتی ہے اور کبھی معنوی صورت میں پیش کرتے ہیں جس کا ادراک انسان کا نفس ناطقہ ہی کر سکتا ہے اور کبھی دونوں صورتیں یک جا ہو جاتی ہیں۔

دوزخ میں جسموں کو داغا جائے گا:۔

چنانچہ ٹھوس مادی شکل میں عذاب کا بیان اس صورت میں ہوتا ہے

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (۳۴) يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (۳۵) [توبہ]

''دردناک عذاب کی خوشخبری دو ان کو جو سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ایک دن آئے گا کہ اسی سونے اور چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا...... یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزا چکھو''۔

یہاں راہ خدا میں خرچ نہ کرنے والوں کا حشر چشم تصور کے سامنے آ گیا ہے وہ مال ودولت جسے وہ دنیا میں سونا چاندی کی شکل میں جمع کرتے رہے تھے آج اسے دوزخ کی آگ میں سرخ کر کے ان کے اعضاء وجوارح کو داغا جا رہا ہے اور استہزاءً یہ کہا جا رہا ہے۔ لو یہ ہے تمہارا وہ خزانہ جسے تم دنیوی زندگی میں جمع کرتے رہے تھے آج ذرا اس کا مزہ چکھو''

دوزخیوں کے سروں پر کھولتا ہوا پانی:۔

ایک دوسرے مقام پر مجسم عذاب کی یوں عکاسی کی گئی ہے۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ (۱۹) يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ (۲۰) وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ (۲۱) كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (۲۲) [الحج]

''یہ دو فریق ہیں جن کے درمیان اپنے رب کے معاملے میں جھگڑا ہے ان میں سے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے لیے آگ کے لباس کاٹے جا چکے ہیں۔ ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں پیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے اور ان کی خبر لینے کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے جب کبھی وہ گھبرا کر جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزہ"۔

منکرین حق کو دوزخ میں برہنہ جسم یوں ڈال دیا گیا ہے کہ اب آتش دوزخ ہی ان کے جسم کے گرد لپٹ کر ان کا لباس بن گئی ہے۔ ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی انڈیلا جا رہا ہے جو ان کے دماغ اور قلب وجگر اور امعاء وجلود کو گلائے جا رہا ہے۔ جب بھی وہ اس ناقابل برداشت وروح فرسا تکلیف سے نکل بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں لوہے کے گرز مار مار کر انہیں دوبارہ وہیں دھکیل دیا جاتا ہے اور ان کی خبر لینے والے دوزخ کے کارندے انہیں جھڑک کر یوں مخاطب ہوتے ہیں "اونہوں! اپنے جسم وروح کے جلنے کا مزہ یہیں چکھو نکل بھاگنے کی صورت نہیں۔ اف کتنا دردناک منظر ہے!

اہل جنت کے لیے عیش و بہار:-

اسی طرح ٹھوس مادی نعمتیں مجسم صورت میں اس طرح بیان کی گئی ہیں:

وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ (٢٧) فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ (٢٨) وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ (٢٩) وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ (٣٠) وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ (٣١) وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ (٣٢) لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ (٣٣) وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ (٣٤) اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً (٣٥) فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا (٣٦) عُرُبًا اَتْرَابًا (٣٧) لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ (٣٨)[الواقعہ]

"اور دائیں بازو والے، دائیں بازو والوں کی خوش نصیبی کا کیا کہنا! وہ بے خار بیریوں اور تہ بر تہ چڑھے ہوئے کیلوں، اور دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں اور ہر دم رواں دواں پانی اور کبھی ختم نہ ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے بکثرت پھلوں اور اونچی نشست گاہوں میں ہوں گے۔ ان کی بیویوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ بنا دینگے اپنے شوہروں کی عاشق اور عمر میں ہم سن"۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ (٤٩) جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ (٥٠) مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّ شَرَابٍ (٥١) وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ (٥٢) هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ (٥٣)[ص]

"(اب سنو کہ) متقی لوگوں کے لیے یقیناً بہترین ٹھکانا ہے ہمیشہ رہنے والی جنتیں، جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوں گے خوب خوب فواکہ اور مشروبات طلب کر رہے ہوں گے اور ان کے پاس شرمیلی ہم سن بیویاں ہوں گی...... "یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں حساب کے دن عطا کرنے کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے"۔

سبحان اللہ! کتنا دلکش اور پر بہار منظر ہے اس حیات ناپائیدار میں انسان اس سے بہتر عیش و آرام اور اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ پر لطف و پر بہار زندگی کا تصور تک نہیں کر سکتا۔ آنکھیں بند کر کے ذرا چشم تصور کو وا کیجئے کیا عجیب بہار ہے وسیع باغات ہیں جن میں کبھی ختم نہ ہونے والے پھلوں سے لدے ہوئے درخت ہیں جن کے بیچوں بیچ ہر دم رواں پانی کے چشمے بہہ رہے ہیں ان چشموں کے کنارے درختوں کے گھنے ٹھنڈے سائے میں نہایت حسین و جمیل ہم عمر نوجوان اور با حیا بیویوں کی معیت میں اونچی نشست گاہوں پر گاؤ تکیہ لگائے اہل جنت فروکش ہیں جی بھر کر قسم ہا قسم کے پھلوں اور شراب طہور سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور بار بار طلب کر رہے ہیں۔ بھئی اور لو! ضیافت کی یہی تو چیزیں ہیں جو آج کے دن تمہیں مہیا کرنے کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، جواب میں کہا جاتا ہے۔

یہ ہے جنت کی وہ ابدی نعمت، جس سے انسان کے کام و دہن لذت اندوز ہوں گے اور جسے یہاں محسوس و مجسم شکل میں لوگوں کے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔

غور سے دیکھیں تو جنت و دوزخ دونوں الگ الگ راہیں ہیں جن میں نفوس انسانی بالکل منفرد شکلیں اختیار کر جاتے ہیں یا یوں کہئے کہ ان کے چہروں پر کوئی عجیب و غریب قسم کی پرچھائیں پڑی ہے۔ قرآن نے اس کیفیت کی عکاسی ان الفاظ میں کی ہے۔

اہل جنت کی باہم دوستی:۔

جنت کی تصویر ان الفاظ میں:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم:۹۶) ''یقیناً جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور عمل صالح کر رہے ہیں عنقریب رحمٰن ان کے لیے دلوں میں محبت پیدا کرے گا''۔

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيقًا (النساء:۶۹)

''اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں''۔

اہل دوزخ کی حسرت:۔

اور عذاب دوزخ کے بارے میں:

إِنَّآ أَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا ۚ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِي كُنْتُ تُرٰبًا (النبا:۴۰)

''بے شک ہم نے قوم کو ایک ایسے عذاب سے ڈرایا ہے جو قریب ہی آنے والا ہے جس دن کوئی شخص اپنے ان اعمال کو اپنے نامہ اعمال میں لکھا دیکھ لے گا جو اس نے دنیا میں اپنے ہاتھ سے کیے تھے اور کافر حسرت سے کہے گا، اے کاش! میں مرنے کے بعد ہو گیا ہوتا مٹی!''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ ط قَالَ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ط قَالُوْا بَلٰی وَ رَبِّنَا ط فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (الانعام:۳۰) ’’کاش وہ منظرتم دیکھ سکو جب یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے اس وقت ان کا رب ان سے پوچھے گا کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟ یہ کہیں گے ہاں اے ہمارے رب! یہ حقیقت ہی ہے! وہ فرمائے گا اچھا تو اب اپنے انکارِ حقیقت کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھو‘‘۔

الغرض ان سب مشاہد میں جنت ودوزخ کا نقشہ انسان کے قلب وضمیر میں ایک طرح کی بے آمیز مسرت واطمینان اور محبت یا بے میل ندامت ورسوائی اور نفرت کا احساس پیدا کر دیتا ہے۔

(تالیف: سید قطب شہیدؒ، ترجمہ: نصر اللہ خان خازن)

....

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم اور حدیث رسول ﷺ کا ربط

اللہ رب العالمین نے اپنی آخری کتاب قرآن حکیم خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی، انبیاء علیہم السلام کی تعلیم وتربیت کا سروسامان اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ

''میرے رب نے مجھے بہترین آداب سے نوازا ہے''۔

پھر قرآن اس کی یوں شہادت دیتا ہے:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

''بلاشبہ آپ (ﷺ) اخلاق کی بلندیوں پر فائز ہیں''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان قبول کرنے والوں (صحابہ کرامؓ) کے سامنے نہ صرف آیات کی تلاوت کرتے اور کتاب کی تعلیم دیتے بلکہ انہیں اس کی حکمت وبصیرت سے بھی آگاہ فرماتے اور اس طرح ان کا تزکیہ نفس ہوتا۔

یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ (الجمعة:۲)

''وہ انہیں کتاب (کی آیات) سناتے، ان کی زندگی سنوارتے (تزکیہ نفس فرماتے) اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے''۔

حافظ عتیق الرحمٰن لکھتے ہیں:

''حکمت کے معنی دانائی اور سمجھ بوجھ کے ہیں، امام شافعیؒ نے اپنی کتاب الرسالة میں بے شمار دلائل سے ثابت کیا ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی کتاب کے ساتھ حکمت کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے''۔ (تیسیر القرآن)

پھر قرآن حکیم اعلان کرتا ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

''وہ (ﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے، جو کہتے ہیں وہ تو نازل کردہ وحی ہوتی ہے''

حافظ عتیق الرحمٰن لکھتے ہیں:

''یا وہ وحی جلی ہوتی ہے یا وحی خفی، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میری زبان سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلی'' (ابوداؤد) (بحوالہ تیسیر القرآن)

یہ بات ذہن میں رہے کہ وحی جلی تو قرآن حکیم ہے جبکہ وحی خفی وہ باتیں ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفہیم دین کے سلسلہ میں صحابہ کرام کو سمجھائیں اور بتلائیں، انہیں احادیث مبارکہ کہتے ہیں، قرآن کے طالب علم کے لئے ان فرمودات رسول ﷺ کا مطالعہ بھی ضروری ہے، ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا اور آپ ﷺ ہی اس کے بہترین شارح اور مفسر ہو سکتے ہیں، قرآن و احادیث کے مطالعہ سے ایسا ذوق نشو ونما (Develop) پاتا ہے کہ آپ قرآن حکیم کی کوئی آیہ مبارکہ تلاوت کرتے ہیں تو فوراً اس کی تشریح میں کسی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے یا پھر کسی حدیث کو پڑھتے ہیں تو فوراً اس کی توضیح کے لئے کوئی آیت قرآنی ذہن میں آجاتی ہے، آیئے چند آیات مبارکہ اور چند احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرتے ہیں۔

۱) اخلاص

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ، وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (البينة:۵)

''اور انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے یکسو ہو جائیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، یہی درست اور صحیح دین ہے۔''

اس آیہ مبارکہ میں خلوص نیت کا تذکرہ ہے اسی سے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہوتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (بخاری، مسلم)

''اعمال (کی مقبولیت) کا دارومدار نیتوں سے وابستہ ہے''۔

یعنی صوم وصلوٰۃ، حج اور زکوٰۃ، صدقات وخیرات اور دیگر اعمال صالحہ اس وقت تک قبول نہیں ہوتے جب تک کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان میں رضائے الٰہی پیش نظر نہ رہے۔

۲) عدل واحسان

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ (النحل:۹۰)

''بلاشبہ اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے''۔

حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ، اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَ اَهْلِيْهِمْ وَمَا وُلُّوْا (رواہ مسلم)

''کوئی شک نہیں کہ عدل کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے وہ جو اپنی حکومت میں، اپنے گھروں میں اور جو کام ان کے سپرد ہوا ہو اس میں عدل کریں''۔

۳) توبہ واستغفار

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْآ اِلَيْهِ (ھود:۳)

''اپنے رب سے معافی مانگو اور اس کے حضور توبہ کرو''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً (رواہ البخاری)

''اللہ کی قسم! میں اللہ سے بخشش کا طلبگار رہتا ہوں اور دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ کرتا ہوں''۔

۴) صبر پر انعام

اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ (البقرہ:۱۵۳)

''صبر اور نماز سے مدد لو، بلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''

حدیث شریف میں آتا ہے:

مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمُ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ (بخاری ومسلم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کسی مسلمان کو جو مصیبت پہنچتی ہے خواہ وہ کسی قسم کی ہو، بیماری ہو، رنج ہو، غم ہو، تکلیف وایذا ہو، حتیٰ کہ اسے ایک کانٹا بھی چبھے تو اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں اس کی خطائیں معاف کر دیتا ہے''۔

۵) استقامت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (حم السجدہ:۳۰)

''جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے، یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (بوقت موت) اور ان سے کہتے ہیں کہ ''نہ ڈرو، نہ غم کرو اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے''۔

اب دیکھیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استقامت کے بارے میں کتنی جامع نصیحت فرماتے ہیں:

وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو وَقِيلَ أَبِي عَمْرَةَ سُفْيَانَ بنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ قَالَ: قُلْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ: ثُمَّ اسْتَقِمْ (راہ مسلم)

''حضرت ابو عمرو اور وہ ابو عمرہ سفیان بن عبداللہ کے نام سے بھی معروف ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتلا دیجئے کہ میں پھر کسی سے نہ پوچھوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہو ''میں اللہ پر ایمان لایا، پھر (اس ایمان اور عقیدہ پر) ثابت قدم رہو''۔

آیئے اب چند احادیث مبارکہ پر نظر ڈالتے ہیں اور ان کا ربط قرآن میں دیکھتے ہیں:

۱) صدق کا ثمرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ تَعالَى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ (رواہ مسلم)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے شہادت کا سچائی کے ساتھ سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کے مرتبہ کو پہنچائے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر دنیا سے رخصت ہو''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ (توبہ:۱۱۹)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو''۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۲) غصہ ضبط کرنے کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ (بخاری، مسلم)

''بہادر وہ نہیں ہے جو کسی کو پچھاڑ دے (حقیقت میں) بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔''

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ (الشوری:۴۳)

''جو شخص صبر سے کام لے اور (لوگوں سے) درگزر کرے تو یہ بڑی اولوالعزمی کے کاموں میں سے ہے''۔

۳) والدین سے حسن سلوک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ: أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ (رواہ مسلم)

''اس شخص کی ناک خاک آلود ہو (یعنی خوار ہو۔ اور تین مرتبہ یہ جملہ فرما کر اس کی اہمیت اور نزاکت کو واضح کیا) جس نے اپنے ماں باپ (ان میں سے ایک یا دونوں) کو بڑھاپے میں پایا (اور ان کی خدمت گزاری سے) جنت میں داخل نہ ہوا''۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْٓا إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا، إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا (بنی اسرائیل:۲۳)

تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی (جو رب العالمین ہے) اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو (اگر ایسا نہ کیا تو خوار ہو جاؤ گے)''۔

۴) مسلمانوں کے ساتھ مہربانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰی (بخاری، مسلم)

''مسلمانوں کی مثال ان کے آپس کی محبت، رحمدلی اور مہربانی میں جسم کی طرح ہے جب اس کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو سارا جسم جاگتا ہے اور اس کو بخار ہو جاتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کا قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:

وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ (الحجر:۸۸)

''اور اہل ایمان کے ساتھ نرمی اور تواضع سے پیش آیئے''۔

۵) کامل ترین مومن کی تعریف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَائِهِمْ (رواہ ترمذی)

''سب سے کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جن کا سلوک اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہو''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:۱۹)

''اور ان کے ساتھ بھلے (اور عمدہ) طریقہ سے زندگی بسر کرو''۔

قارئین! آپ نے غور کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ فرمودات قرآن حکیم سمجھنے میں مفید اور معاون ہیں، قرآن حکیم میں اصول ہیں تو ان کی تشریح اور وضاحت احادیث مبارکہ میں ملتی ہے۔ مثلاً قرآن حکیم میں نماز قائم کرنے کا حکم ہے، تو نماز پڑھنے کی کیفیت، رکعات کی تعداد، اوقات کا تعین، امام کی صفات اور نماز سے متعلق دوسری باتیں حدیث مبارکہ میں ملیں گی۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ اللہ رب العزت کا کلام بے مثل اور بے مثال ہے اور نسل انسانیت آج تک اس جیسی چند آیات بھی پیش کرنے سے عاجز رہی ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی مسلمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زبان و بیان کی لطافت و نظافت سے نوازا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کوثر وتسنیم میں دھلی ہوئی ہے، اس میں مٹھاس اور چاشنی ہے، بصیرت اور روشنی ہے، صداقت اور پیغام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اَفْصَحُ الْعَرَب (عربوں میں فصاحت وبلاغت میں بلندترین) ہیں۔

قرآن کا طالب علم حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی بے نیاز نہیں رہ سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ محدثین کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع اور تدوین کرنے میں محنت شاقہ کی۔اس سلسلہ میں طول وطویل سفر کیئے۔شب وروز مصروف رہے اوراس خدمت جلیلہ کو بھوکے اور پیاسے رہ کربھی سرانجام دیا۔امام بخاریؒ کی سیرت پڑھی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس مردمومن نے حدیث مبارکہ کو جمع کرنے کیلئے کتنی تکلیف اور مشقت سے اِدھراُدھر سینکڑوں میل پا پیادہ سفر کیے،بعض اوقات سفر کے دوران جنگل کے پتوں سے بھوک کو مٹایا۔

(دمشق)علاقہ شام کے معروف عالم دین علامہ ابوزکریا محی الدین،یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اخلاق کے باب میں بڑی مفید کتاب ''ریاض الصالحین'' کے نام سے تالیف فرمائی ہے،اس کتاب میں انہوں نے ہر باب کے شروع میں اسی مضمون سے متعلق آیات قرآن درج فرمادی ہیں جس سے قرآن کے طالب علم کے لئے قرآن وحدیث کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے،عاجز قرآن حکیم کے طلبا کے لئے اس کے مطالعہ کا مشورہ دیتا ہے،یہ عربی متن اور اردو ترجمہ اور مفید حواشی کے ساتھ مل جاتی ہے،اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو قرآن کی روشنی سے منور فرمادے۔آمین!

(شیخ عمر فاروق)

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسماء القرآن

یہ بات بڑی واضح ہے کہ کسی ذات، شخص یا چیز کے زیادہ نام اور اچھے القاب اس کی زیادہ خصوصیت وفضائل پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کی دلیل ہیں۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو قرآن مجید (جو کلام اللہ ہے) کے بھی بہت سے اسماء والقاب ہیں جو اس کے عالی مرتبت، عظیم الشان اور بلند مقام والا ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

ذیل میں ہم قرآن مجید کے اسماء والقاب قرآن کی روشنی میں ذکر کر رہے ہیں۔

(۱) **الکتاب:** لکھی ہوئی یا جمع کی ہوئی کتاب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حٰمٓ (۱) وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ (۲) [الزخرف]

''حم۔ اس کتاب مبین کی قسم''

درج ذیل وجوہ کی بنا پر قرآن مجید کو ''الکتاب'' کہا گیا ہے:

۱- کتاب: یہ مصدر ہے اور اس کے اصل معنی جمع کرنا کے ہیں اور یہ مکتوب (جمع کی ہوئی کتاب) کے معنی میں ہے۔ کتاب کے لفظ سے ہی ذہن میں یہ تصور ابھرتا ہے کہ یہ ایک منظم اور مرتب چیز ہے۔ بکھرے ہوئے اوراق کو کتاب نہیں کہا جاتا۔

اس لحاظ سے قرآن کو کتاب اس لیے کہا گیا ہے کہ اس میں مختلف علوم ومعارف، واقعات وقصص اور خبریں منظم اور مربوط صورت میں جمع کی گئی ہیں۔

۲- کتاب کے معنی اگر ''لکھا ہوا'' کیے جائیں تو یہ اس لحاظ سے ہے کہ قرآن لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ (۲۱) فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (۲۲) [البروج]

''بلکہ وہ عزت والا قرآن ہے لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی ممکن ہے کہ مآل اور نتیجے کے لحاظ سے اسے ''کتاب'' کہا گیا ہو۔ کیونکہ نبی ﷺ نے قرآن لکھوانے کا اہتمام کیا۔ قرآن کا کوئی حصہ نازل ہوتا تو آپ کاتب وحی کسی صحابی کو بلا کر اسے لکھنے کا حکم صادر فرماتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خود بھی قرآن لکھتے۔ ابتداء میں لوگوں کے لیے قرآن اور حدیث میں امتیاز کرنا مشکل امر تھا تو آپ ﷺ نے حدیث لکھنے سے منع فرما دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لا تكتبوا عنى، ومن كتب عنى غير القران فليمحه (مسلم باب فی احادیث متفرقہ، باب التثبت فی الحدیث)

''میری طرف سے کچھ نہ لکھو، جس نے قرآن کے علاوہ لکھا ہے وہ اسے مٹا دے''۔

بعد میں آپ ﷺ نے حدیث لکھنے کی بھی اجازت دے دی تھی۔

۳۔ ''کتاب'' مجموعہ قوانین کو بھی کہا جاتا ہے بلکہ اس کتاب کو ''الکتاب'' کہنا زیادہ زیب دیتا ہے جس میں احکام کے ساتھ ساتھ قوانین بھی موجود ہوں۔ ذیل میں ہم قرآن مجید کے چند مقامات کا تذکرہ کر رہے ہیں جو اس کے قانونی کتاب ہونے کی وضاحت کرتے ہیں۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى (البقرۃ:۱۷۸)

''اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کے بارے قصاص فرض کیا گیا ہے''

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (البقرہ:۱۸۳)

''تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے''۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا نِ الْوَصِيَّةُ (البقرہ:۱۸)

''تم میں کسی کی موت قریب ہو اور وہ مال چھوڑ رہا ہو تو وصیت تم پر فرض کی گئی ہے''۔

قرآن مجید میں اس کے قانونی کتاب ہونے کی وضاحت اس انداز سے بھی ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰكَ اللّٰهُ (النساء:۱۰۵)

''ہم نے حق کے ساتھ تمہاری طرف یہ کتاب نازل کی تا کہ تم اللہ کی ہدایات کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو''

۴۔ کتاب کا لفظ خط (چٹھی) کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ (النمل:۲۹)

''میری طرف ایک عزت والا خط آیا ہے''۔

اس اعتبار سے یہ (قرآن) اللہ رب العالمین کی طرف سے اپنے بندوں کے نام کھلا خط ہے۔

(۲) **المُبِيْنُ**: واضح یا صاف بیان کرنے والی

اس نام کی دلیل مذکورہ حوالہ ہی ہے۔ یہ کتاب واضح ہے غور وخوض اور خلوص نیت کے ساتھ پڑھنے والے کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس میں قطعاً کوئی الجھن نہیں اس کے احکام واوامر اور نواہی بالکل واضح ہیں یا یہ حق کو باطل سے بالکل الگ تھلگ کردیتی ہے۔

(۳) اَلْقُرْآن:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّهٗ لَقُرْآنٌ كَرِيْمٌ (الواقعۃ:۷۷)

''بے شک یہ عزت والا قرآن ہے۔''

لفظ قرآن کے بارے مختلف آراء ہیں، جن میں سے مشہور درج ذیل ہیں۔

۱) یہ لفظ غیر مشتق ہے اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب (کلام اللہ) پر علم یعنی مخصوص نام کے طور پر بولا جاتا ہے۔جیسے تورات، انجیل اور زبور کے الفاظ دیگر آسمانی کتب کے نام ہیں۔

۲) یہ ''قرن'' سے لیا گیا ہے، جس کے معنی ''ملانا'' کے ہیں۔اس لحاظ سے قرآن کو اس لیے قرآن کہتے ہیں کہ اس میں سورتیں، آیات اور حروف ملائے گئے ہیں۔

۳) یہ قرء کا مصدر ہے (یعنی پڑھنا) اور مفعول کے معنی میں ہے اس لحاظ سے قرآن کے معنی ہیں پڑھی جانے والی کتاب۔

یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ قرآن مجید دنیا کی تمام الہامی اور غیر الہامی کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔

(٤) اَلْكَرِيْم: عزت واحترام والا

اس کی دلیل بھی مذکورہ حوالہ ہے۔قرآن کا ایک ادب واحترام تو یہ ہے کہ اس کو ترتیل وتجوید کے ساتھ پڑھا جائے اور اسے سمجھ کر اس کے تقاضوں کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔جو آدمی قرآن کے خلاف زندگی بسر کر رہا ہے وہ قرآن کا ادب واحترام کرنے والا نہیں۔

دوسرا اس کا ظاہری ادب ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ لوگ جس قدر اس کی ظاہری عزت وتوقیر کرتے ہیں شاید وہ کسی اور کتاب کے حصے میں نہیں آئی۔بہرحال اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے ہاں یہ کتاب نہایت محترم ہے۔

(٥) كَلَامُ اللّٰه: اللہ کا کلام

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ (التوبۃ:٦)

''اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دو حتی کہ وہ اللہ کا کلام سنے۔'' (ممکن ہے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر کلام اللہ کا اثر ہو جائے)

کیا قرآن کا یہ شرف کوئی کم ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ خالق و مالک کا کلام ہے؟

اس سے اللہ تعالیٰ کا متکلم ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ اگر چہ اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ کلام کیسے کرتا ہے کئی لوگ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا انکار کرتے ہیں۔ مذکورہ آیت اور دیگر نصوص ان لوگوں کی تردید کرتی ہیں۔

(٦) **النُّوْرُ**: روشنی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (النساء:١٧٥)

''ہم نے تمہاری طرف واضح روشنی نازل کی ہے''

قرآن جہالت وتعصب اور ضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں واضح روشنی کا کام دیتا ہے۔

(٧) **هُدًى**: ہدایت ورہنمائی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (یونس:٥٧)

''(قرآن) ایمان والوں کے لیے رہنمائی اور رحمت (کا ذریعہ) ہے''

''هُدًى'' مصدر ہے اور اسم فاعل کے مفہوم میں ہے۔ یعنی رہنمائی کرنے والا رہنما۔ قرآن نے ہمیں زندگی کی تاریک راہوں میں رہنمائی اور روشنی فراہم کی ہے اسی رہنمائی کا نتیجہ ہے کہ قرآن کے بتائے ہوئے حقائق کے بارے شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

قرآن کی رہنمائی تمام انسانوں کے لیے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هُدًى لِّلنَّاسِ (البقرہ:١٨٥)

''یہ لوگوں کے لیے ہدایت ہے''

لیکن اس رہنمائی سے ایمان والے اور متقی ہی فائدہ اٹھاتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرہ:١)

''اس میں کوئی شک نہیں یہ پرہیزگاروں کے لیے (ہدایت کا) ذریعہ ہے۔''

(٨) **رَحْمَةٌ**: مہر ومحبت

مذکورہ حوالہ ہی اس کی دلیل ہے۔ انسانیت جہالت وضلالت کے اندھیروں میں بھٹک رہی تھی ان حالات میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کتاب رحمت بن کر نازل ہوا۔

نقصانات اور نامرادی کے طوفان کے مقابل قرآن نے انسان کو اپنے دامن رحمت میں چھپالیا اور یہ قیامت تک کے لیے انسانوں کے لیے سامان رحمت ہے۔قرآن نے معاشی معاشرتی اور نا اخلاقی ناہمواریوں کو دور کر کے ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا۔

(۹) **الفرقان**: حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ (الفرقان:۱)

''وہ ذات بہت بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا۔''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (البقرہ:۱۸۵)

''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا،لوگوں کے لیے ہدایت بنا کر اور ہدایت وفرقان (حق و باطل کے درمیان فرق کرنے) کے کھلے دلائل بنا کر۔''

قرآن کو فرقان کہنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ تبدیل شدہ پہلی کتب سماویہ کی تعلیمات کو قرآن نے الگ تھلگ کر دیا ہے حق و باطل اور توحید و شرک کے درمیان ٹھوس دلائل وشواہد کے ذریعے واضح خط کھینچ دیا ہے۔

(۱۰) **شفاء**:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ (الاسراء:۸۲)

''ہم وہ قرآن نازل کرتے ہیں جو (روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لیے) شفاء ہے۔''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ (یونس:۵۷)

''(یہ) سینوں کی (بیماریوں) کے لیے شفاء ہے۔''

ہمارے ہاں عام طور پر قرآن کو صرف جسمانی بیماریوں کے لیے شفاء سمجھا جاتا ہے اور اس کے لیے عموماً طریقہ بھی وہ اختیار کیا جاتا ہے جو شریعت اسلامیہ میں ثابت نہیں۔یعنی کاغذوں کے تعویذات بنا کر گلے میں لٹکائے یا بازوؤں سے باندھے جاتے ہیں۔

قرآن مجید کی آیات یا دعائیں پڑھ کر دم کرنا نبی ﷺ سے ثابت ہے اور ثابت شدہ طریقہ اختیار کرنے میں ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خیر وبرکت ہے۔جسمانی امراض کے مقابلے میں روحانی بیماریوں کے علاج پر توجہ دینا کہیں زیادہ اہم ہے۔اس لیے اپنی سیرت وکردار کو نکھارنے کے لیے قرآن کی رہنمائی اور روشنی میں امراض قلب سے شفا حاصل کرنے پر انسان کو زیادہ محنت کرنی چاہیے۔

(۱۱) مَوْعِظَةٌ: نصیحت وارشاد

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (یونس:۵۷)

''یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ چکی''۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ (آل عمران:۱۳۸)

''یہ لوگوں کے لیے وضاحت اور پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ونصیحت ہے۔''

یعنی اس کتاب سے ایک طرف تو عام انسانوں کو دین حق کے بارے واضح حقائق معلوم ہوتے ہیں اور دوسری طرف مومنوں اور متقیوں کے لیے یہ کتاب ہدایت وموعظت ہے۔ہدایت اور موعظت کا رشتہ حد درجہ منطقی ہے۔جو چیز رہنمائی کرے گی وہ راہ کے خطروں سے بھی ڈرائے گی۔جیسے سڑک پر خطرے کی مختلف علامتیں اور عبارتیں ملتی ہیں۔

موعظۃ کے معنی ہیں کہ ''اعمال کے اچھے اور برے نتائج سے اس طرح باخبر کرنا کہ دلوں کی کیفیت بدل جائے۔''

لغوی لحاظ سے وعظ کے معنی حکم دینا اور (برے کام سے) روکنا بھی ہیں۔گویا قرآن برے اعمال اور غلط روش کے نتائج سے آگاہ کرتا اور حکماً ان سے روکتا بھی ہے۔

(۱۲) ذِكْرٌ: یاد

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ اَنْزَلْنٰهُ (الانبیاء:۵۰)

''یہ برکت والا ذکر ہے،اسے ہم نے نازل کیا''

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۹)

''بے شک ہم نے ہی ذکر نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

ذکر اس شے کو کہتے ہیں جو ذہن میں ایسے محفوظ ہو کہ بھلائی نہ جا سکے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا انتظام اس طرح کیا کہ لوگوں کے سینوں میں اسے محفوظ کر دیا۔دنیا میں واحد یہ کتاب ہے جسے لوگ زبانی یاد کرتے ہیں۔آج بھی بے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شمار بڑوں اور بچوں کے سینوں میں یہ قرآن موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چودہ صدیوں سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود آج تک کوئی قرآن مجید میں ایک حرف کی بھی تبدیلی نہیں کر سکا۔ صاحب ''تاج'' علامہ ابن مکرم رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ جو کتاب تفاصیل دینی اور قوانین امم پر حاوی ہو وہ ''ذکر'' ہے قرآن مجید میں دین کی تفصیلات بھی ہیں اور پہلی امتوں کے حالات بھی۔ قرآن مجید نے یہ چیزیں اپنے قارئین کی دلچسپی کے لیے بیان نہیں کیں بلکہ اس لیے کہ لوگ ان کے نتائج اور انجام کی روشنی میں اپنی روش حیات کا تعین کر سکیں۔

(۱۳) **مُبَارَکٌ**: برکت والی کتاب

هٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الانعام:۱۵۵)

''یہ کتاب جسے ہم نے نازل کیا ہے، برکت والی ہے۔ اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

برکت کے مفہوم میں خیر و فلاح، کثرت و نمو (بڑھنا) اور ثبات و دوام شامل ہیں۔ اردو میں بھی یہ لفظ اپنی تمام تر وسعتوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے کہتے ہیں ''اس کے ہاتھ میں کتنی برکت ہے'' ''اس کے قدم ہمارے گھر کے لیے مبارک ثابت ہوئے۔''

جو کتاب رشد و ہدایت کا مرقع حکمت و دانائی کا منبع، دینی تفصیلات کا گنجینہ، روحانی اور جسمانی بیماریوں کی دوا، بیمار دلوں کی شفا، پڑھنے، وعظ و نصیحت اور عبرت حاصل کرنے میں انتہائی سہل اور آسان۔ جس کی تعلیمات تمام انسانیت کے لیے ہوں، جس کا ایک ایک حرف پڑھنے سے دس دس نیکیاں ملیں، جس پر عمل کرنے سے دنیا اور آخرت کی کامیابی و کامرانی کا سرٹیفکیٹ ملے وہ یقیناً ''مبارک'' لقب کی حق دار ہے۔

(۱۴) **عَلِیٌّ**: بلندی والا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ (الزخرف:۴)

''اور یقیناً وہ ہمارے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) میں بہت بلند مرتبے والا حکمت والا ہے۔''

عربی کا مقولہ ہے ''کلام الملوک ملوک الکلام'' یعنی ''بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اللہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے تو اس کا کلام بھی فصاحت و بلاغت، وعظ و نصیحت، نظم و ترتیب، اثر انگیزی، سہل انداز بیان، اعجاز اور دیگر خوبیوں کی بناء پر تمام کلاموں سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

(۱۵) **حِكْمَةٌ**: دانائی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ (القمر:۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"بلند پائے کی حکمت ودانائی ہے"

حکمت کا مفہوم عام طور پر دانائی ہی بیان کیا جاتا ہے، جب کہ اس کے مفہوم میں قوت فیصلہ، انصاف، حسن، اور تناسب بھی شامل ہے۔

قرآن کو حکمت بالغہ کہا گیا ہے کیونکہ یہ انسان کو ان فیصلوں، اس تناسب اور مقام عدل تک پہنچاتا ہے جو اس کی منزل ہے۔حکمت میں قوت کا عنصر بھی شامل ہے اور یہی عنصر اسلامی نظام مملکت کو ایک نظام حکمت بنادیتا ہے۔

(۱۶) **حَكِيمٌ**: دانائی والا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ (یونس:۱)

"یہ کتاب حکیم کی آیات ہیں۔"

حکیم اگر حکمت والی کتاب کے مفہوم میں ہوتو حکمت کی وضاحت پہلے ہوچکی ہے۔حکیم اگر محکم (مضبوط، ٹھوس اور پختہ) کے معنی میں ہوتو اس سے مراد وہ کتاب ہے جس کے حلال وحرام اور حدود واحکام محکم ومضبوط ہیں۔ان میں کبھی تبدیلی نہ آئے گی۔یا جو غلطیوں اور اختلاف سے پاک اور مبرّا ہے۔

(۱۷) **مُهَيْمِنٌ**: نگران، محافظ، گواہی دینے والی کتاب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (المائدہ:۴۸)

"وہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان کی نگران ہے۔"

باقی کتب سماویہ سے قرآن مجید کی یہ منفرد خوبی ہے کہ یہ ان کے لیے محافظ اور گواہی دینے والا ہے۔

پہلی آسمانی کتب میں چونکہ تحریفات ہوچکی ہیں، اس لیے قرآن کی بات فیصلہ کن ہے۔ان کے حوالے سے قرآن جس بات کی گواہی دے وہ صحیح ہے باقی کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۱۸) **حَبْلُ اللهِ**: اللہ کی رسی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا (آل عمران:۱۰۳)

"اکٹھے ہو کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو"

جو قرآن کو مضبوطی سے پکڑ لے اور اس پر عمل کرنا شروع کردے، وہ ہدایت ورہنمائی حاصل کرے گا اور جنت میں پہنچ جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۹) **صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ**: سیدھا راستہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِيْمًا (الانعام:۱۵۴)

''اور یہ ہے میرا سیدھا راستہ۔''

قرآن مجید ایک ایسا راستہ ہے جو سیدھا جنت کو جاتا ہے۔اس میں کوئی کجی او ٹیڑھ نہیں ہے۔

(۲۰) **قَيِّمٌ**: سیدھا، صاف

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ (الکہف:۲)

''(ہم نے اسے) سیدھا بنایا ہے تاکہ وہ (قرآن یا پیغمبر) اس کی طرف سے سخت عذاب سے ڈرائے۔''

(۲۱۔۲۲) **قَوْلٌ فَصْلٌ**: فیصلہ کن بات

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (الطارق:۱۳)

''بے شک وہ فیصلہ کن فرمان ہے۔''

قرآن واضح، دوٹوک اور فیصلہ کن کلام ہے۔حق و باطل اس سے الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ان کو پہچاننے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

(۲۳) **النَّبَاُ الْعَظِيْمُ**: بڑی خبر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ (النباء:۱۔۲)

''وہ کس کے بارے ایک دوسرے سے سوال کر رہے ہیں؟ بڑی خبر کے متعلق؟''

قرآن نازل ہونا شروع ہوا تو کافروں نے آپس میں باتیں کرنا شروع کیں کہ یہ کیا ہے؟ کسی نے اس کو جادو کہا، کسی نے اسے پہلے لوگوں کے قصے اور افسانے قرار دیا۔اس لحاظ سے قرآن ایک بڑی اہم خبر تھی جس کے متعلق لوگوں نے طرح طرح کی باتیں کیں۔بعض مفسرین نے بڑی خبر سے مراد قیامت لی ہے۔قیامت کے متعلق بھی بعض نے شک کا اظہار کیا ہے اور کچھ نے انکار کیا تھا اور آج بھی بہت سے لوگ قیامت کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا ہیں۔

(۲۴۔۲۵۔۲۶) **اَحْسَنُ الْحَدِيْث، مَثَانِيْ** اور **مُتَشَابِهٌ**:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ (الزمر:۲۳)

''اللہ نے بہترین بات نازل فرمائی، ایک کتاب (قرآن مجید) کی صورت میں جس کی آیات ملتی جلتی، دہرائی گئی ہیں۔''

قرآن ایک بہترین کتاب ہے۔ مضامین کے اعتبار سے اس کی آیات ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں!۔

مثانی: دہرائی گئی۔ قرآن میں قصص ومواعظ اور احکام کو مختلف انداز میں دہرایا گیا ہے۔

(۲۷) تَنْزِيْلٌ:

مصدر تفعیل ہے جو مفعول کے معنی میں ہے یعنی نازل کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (الشعراء:۱۹۲)

''اور یقیناً وہ جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔''

(۲۸) رُوْحٌ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (الشوریٰ:۵۲)

''اور ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح وحی کی ہے۔''

قرآن کے ساتھ دلوں اور اخلاق کو زندگی ملتی ہے۔ اگر قرآن کی تعلیمات آدمی کے سامنے نہ ہوں تو آدمی دل سے اور اخلاقی لحاظ سے مردہ بن جاتا ہے۔

(۲۹) اَلْوَحْيُ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ (الانبیاء:۴۵)

''میں تم کو صرف وحی کے ساتھ ڈراتا ہوں۔''

قرآن اللہ کی طرف سے وحی ہے۔ جبریل علیہ السلام کے واسطے سے محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔

(۳۰) عَرَبِيٌّ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كِتَابٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (حم السجدہ:۳)

''اس کتاب کی آیات واضح صاف صاف بیان ہوئی ہیں۔ قرآن عربی کی صورت میں علم والی قوم کے لیے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کا عربی زبان میں ہونا بھی اس کی خوبی ہے کیونکہ یہ دنیا کی فصیح ترین زبان ہے۔اس لیے بھی قرآن عربی زبان میں ہے کہ اس کے اولین مخاطب عربی تھے۔ یہ صحیح ہے کہ قرآن مجید عربی میں نازل ہوا۔لیکن غور کیا جائے تو خود قرآن میں ایک اور پہلو سے بھی اس کی وضاحت ملتی ہے۔قرآن مجید میں ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا (الرعد:۳۷)

''اور اسی طرح ہم نے اس کو اس طور پر نازل کیا کہ وہ ایک واضح حکم ہے۔''

عربی فصیح اور واضح کو بھی کہتے ہیں۔ یہ بات قرآن مجید میں ایک اور جگہ اس انداز سے ہے:

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِىْ عِوَجٍ (الزمر:۲۸)

یہاں ''غیر ذی عوج'' عربیا کی وضاحت ہے،یعنی قرآن جو بہت واضح اور سیدھا ہے،اسمیں کوئی کجی نہیں، اس کی تعلیمات بہت واضح اور سیدھی ہیں۔ ہر کجی سے پاک، ہر دور کے لیے رہنما اور روشن،عربی زبان کے مقابلے میں عجمی (غیر عربی) زبان واضح نہیں۔

قرآن مجید میں ہے:

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ (حم السجدہ:۴۴)

''اگر ہم قرآن کو غیر عربی میں نازل کرتے تو وہ کہتے اس کی آیات واضح کیوں نہیں کی گئیں۔''

(۳۱) **بصائر**: دلائل، براہین

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ (الاعراف:۲۰۳)

''یہ تمہارے رب کی طرف سے دلائل ہیں۔''

قرآن مجید توحید کے اثبات،شرک کی تردید،رسالت کی حقانیت اور یوم آخرت کے ثبوت اور دیگر دینی امور کے متعلق واضح،واشگاف اور ٹھوس دلائل و براہین سے بھرا پڑا ہے۔

(۳۲) **بیان**: وضاحت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ (آل عمران:۱۳۸)

''یہ لوگوں کے لیے وضاحت ہے۔''

(۳۳) **العلم**:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَ هُمْ مِّنْم بَعْدِ مَا جَآءَ کَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّکَ اِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِیْنَ (البقرہ:۱۴۵)

''اگر تو نے ان کی خواہشات کی پیروی کی اس کے بعد کہ تیرے پاس علم آ گیا، تو اس وقت تو بے انصافوں میں سے ہو جائے گا۔''

اس آیت میں علم سے مراد قرآن مجید ہے۔

قرآن علوم و معارف کا خزینہ ہے، کسی بڑے سے بڑے مفسر، محدث یا امام نے بھی ان علوم و معارف کے احاطے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ اس کی صورت حال یہ ہے: ھو المسک ما کررتہ یتضوع۔

قرآن کے بار بار پڑھنے سے اس کے نکات علمیہ اور معارف دینیہ اور زیادہ منکشف ہوتے اور مسائل کی گتھیاں مزید سلجھتی اور حل ہوتی ہیں۔

قرآن کے علم میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ یہ وحی کے ذریعے نبی ﷺ تک پہنچا ہے۔ اور اس وحی کی حفاظت کا انتظام بھی کیا گیا۔ آپ پر وحی شروع ہوئی تو آسمانوں پر پہرے بٹھا دیئے گئے۔ قرآن میں باطل کا شائبہ تک نہیں۔

قرآن مجید میں ہے:

لَایَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْم بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ (حم السجدہ:۴۲)

''باطل اس کے پاس نہ اس کے آگے سے آ سکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ حکیم وحمید کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔''

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ باطل کی یہ مجال نہیں کہ اس پر کسی پہلو سے حملہ آور ہو سکے۔ نہ کھلم کھلا سامنے آ کر اور نہ چوری چھپے پیچھے سے۔ اس لیے وہ نقص وزیادتی سے محفوظ ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ پہلی کتابیں بھی قرآن کو باطل نہیں کرتیں اور نہ کوئی کتاب بعد میں آ کر اس کو جھٹلائے گی۔

قرآن کے متعلق بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے۔

جَمِیْعُ الْعِلُوْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰکِنْ
تَقَاصَرُ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

قرآن میں ہر قسم کے علوم موجود ہیں لیکن لوگوں کا فہم وادراک کوتاہ ہے۔

(۳۴) اَلْحَقُّ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ (آل عمران:۶۲)

''یقیناً یہ سچا بیان ہے''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن وہ سچی اور برحق کتاب ہے، جس میں کوئی شک وشبہ نہیں، وہ ظن وگمان سے کوسوں دور، کبھی نہ بدلنے والے حقائق پر مشتمل اور حق و باطل کو الگ الگ کرنے والی ہے۔ اس کی تعلیمات وقت کی گردشوں پر غالب آ جاتی ہیں۔۔ حق کی پہچان ہے کہ وہ باطل کے سامنے سمجھوتہ نہیں کرتا۔ حق اپنی جگہ قائم رہتا ہے اور حالات اس کے سانچے میں ڈھلتے رہتے ہیں۔

(۳۵) هَادِیٌ: رہنمائی کرنے والا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ (الاسراء:۹)

''یہ قرآن بہت سیدھے راستے کی رہنمائی کرتا ہے۔''

هُدٰی کے ضمن میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(۳۶) عَجَبٌ: عجیب

اللہ تعالیٰ نے جنات کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا (الجن:۱)

''(جنات نے کہا) بے شک ہم نے عجیب قرآن سنا''

قرآن اپنے علوم ومضامین، فصاحت وبلاغت اور قوت تاثیر کے لحاظ سے تعجب انگیز ہے۔

(۳۷) تَذْکِرَةٌ: یاددہانی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنَّهٗ لَتَذْکِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ (الحاقہ:۴۸)

''اور بے شک یہ پرہیز گاروں کے لیے یاددہانی ہے۔''

آج دوسرے مذاہب کی جو کتابیں ہمیں ملتی ہیں وہ افسانوں کی صورت میں ہیں۔ ایسے افسانے جن کی دلچسپیوں میں انسان گم ہو جائے اور جب سطح پر ابھرے تو رہنمائی کا کوئی نشان اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔ قرآن جہاں جنت اور اللہ کے انعامات یاد دلاتا ہے، وہاں انفس آفاق میں پھیلی ہوئی اللہ کی نشانیوں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ پہلی قوموں کے حالات وواقعات بیان کر کے تذکرہ وموعظت اور عبرت کا سامان مہیا کرتا ہے۔

(۳۸) اَلْعُرْوَةُ الْوُثْقٰی: مضبوط کڑا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ م بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی (البقرہ:۲۵۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا پس تحقیق اس نے مضبوط کڑے کو پکڑا۔''

یعنی اس نے قرآن کو مضبوطی سے تھام لیا۔ قرآن نے طاغوت کو ٹھکرانے اور اللہ پر ایمان لانے کی بھرپور دعوت دی ہے۔

(۳۹) الصّدقُ: سچائی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (الزمر:۳۳)

''اور وہ جو سچائی لایا اور اس نے سچائی کی تصدیق کی، ایسے لوگ ہی پرہیزگار ہیں۔''

قرآن مجید سراسر سچائی اور حق پر مشتمل ہے

(۴۰) عَدلٌ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا (الانعام:۱۱۶)

''اور تیرے رب کا کلمہ سچائی اور عدل کے لحاظ سے مکمل ہوگیا۔''

قرآن کی تعلیمات عدل وانصاف پر مبنی اور اعتدال وتوازن والی ہیں۔ اس لیے قرآن کو 'عدل' کہا گیا۔

(۴۱) اَمرُ اللّٰه: اللہ کا حکم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَیْكُمْ (الطلاق:۵)

''یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کی۔''

امر اللہ سے ''قرآن'' مراد لیا گیا ہے۔

(۴۲) مُنَادِی: اعلان کرنے والا، آواز دینے والا

اللہ تعالیٰ نے اولوا الالباب یعنی اہل ایمان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ (آل عمران:۱۹۳)

''(وہ کہتے ہیں) ہم نے بلانے والے کو سنا وہ ایمان کے لیے بلا رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ۔''

منادی سے ''قرآن'' مقصود ہے۔

(۴۳) بُشریٰ: خوش خبری اور بشارت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (النمل:۲)

''(یہ) ایمان والوں کے لیے ہدایت اور خوش خبری کا ذریعہ ہے۔''

قرآن ہمیں بشارت دیتا ہے کہ اچھے اعمال کا نتیجہ دونوں جہانوں کی سرفرازی، ہمیشہ کی زندگی اور جنت ہے۔ یہ بشارت ہمارے لیے مہمیز اور قوت محرکہ کا کام دیتی ہے۔

(٤٤) مَجِيْدٌ: عظمت وشرف والا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ (البروج:۲۱)

''بلکہ وہ عظمت والا قرآن ہے۔''

قرآن یقیناً عزت وشرف اور عظمت والی کتاب ہے۔

(٤٥) زَبُوْرٌ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ (الانبیاء:۱۰۵)

ایک معنی کے لحاظ سے زبور سے ہر آسمانی کتاب اور ذکر سے لوح محفوظ مقصود ہے اور معنی یہ ہے:

''ہم نے لوح محفوظ کے بعد ہر کتاب میں لکھا کہ میرے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے۔''

اس عمومی معنی کے لحاظ سے زبور کا لفظ قرآن پر بولنا ٹھیک اور یہاں اس کا تذکرہ برمحل ہے۔

دوسرے معنی کے لحاظ سے اس آیت میں زبور سے داؤد علیہ السلام کی کتاب اور ذکر سے تورات مراد ہے۔ یعنی

''ہم نے تورات کے بعد زبور میں (بھی) لکھا کہ بے شک میرے بندے زمین کے وارث ہوں گے۔''

(٤٦، ٤٧) بَشِيْرٌ اور نَذِيْرٌ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (حم السجدہ۔۳۔۴)

''یہ کتاب ہے جس کی آیات کی وضاحت قرآن عربی کی صورت میں علم (سے دلچسپی رکھنے) والی قوم کے لیے صاف صاف کی گئی ہے، اس حال میں کہ وہ خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا ہے۔''

قرآن اپنے ماننے والوں کو جنت کی نعمتوں، اخروی کامیابیوں اور اللہ کی رحمت ورضوان کی خوشخبری دیتا اور انکار کرنے والوں کو جہنم کی سزا، آخرت کے دن کی ذلت ورسوائی اور اللہ جبّار و قہّار کے غضب اور ناراضی سے ڈراتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(٤٨) **عَزِیْزٌ**: عزت والا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنَّهٗ لَكِتَابٌ عَزِیْزٌ (حم السجدۃ:۴۱)

''اور بے شک وہ عزت والی کتاب ہے''۔

اللہ کے ہاں یہ کتاب عزت والی ہے اور مسلمان بھی اس کو دل و جان سے عزیز سمجھتے ہیں۔ ''عزیز'' کے ایک معنی قوت اور غلبہ والا بھی ہیں۔ مسلمان قرآن پر عمل کر کے عزت و شرف پاتے، قوت و غلبہ حاصل کرتے اور ایسی بلندی پر پہنچ جاتے ہیں کہ ستارے ان کی گرد راہ ہوتے ہیں۔

پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردراہ ہوں وہ کارواں تو ہے

آج مسلمان عملی اور نظری طور پر اس کتاب عزیز سے دور ہیں، جس سے ذلت و رسوائی ان کا مقدر بنی ہوئی ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی صفت ''عزیز'' بار بار ذکر ہوئی ہے، کیونکہ اللہ عزت و شرف والا اور صاحب قوت و غلبہ ہے اور عزت و غلبہ دینے والا ہے۔

(٤٩) **بَلَاغٌ**:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ (ابراہیم:۵۲)

''بلاغ'' اصل میں مصدر ہے۔ یہ اگر اسم فاعل کے معنی میں ہو تو مفہوم یہ ہے کہ ''قرآن اللہ کے احکام لوگوں تک پہنچانے والا ہے''۔ اور اگر اسم مفعول کے معنی میں ہو تو مراد یہ ہے کہ ''قرآن لوگوں تک پہنچایا جا رہا ہے''

(٥٠) **اَحْسَنُ الْقَصَصِ**: بہترین بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ (یوسف:۳)

''ہم تم پر بہترین بیان پیش کرتے ہیں''۔

القصص مصدر ہے اور اس لحاظ سے اس کے معنی وہی ہیں جو بیان ہوئے۔ اگر مصدر اسم مفعول کے معنی میں ہو تو ''احسن القصص'' سے مقصود بہترین قصہ ہوگا۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (الزمر:۵۵)

''اپنے رب کے پاس سے آئی ہوئی بہترین چیز کی پیروی کرو''۔

قرآن صرف حسن (اچھا) نہیں بلکہ احسن (بہت اچھا) ہے۔

اچھائی کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ برائی کو ختم کرے، قرآن انسانی زندگی اور ذہن کی کمی اور کوتاہی کو دور کرتا ہے۔ جہاں اچھائی ہوگی وہاں سے سیئات اور گناہ دور ہوں گے۔

(۵۱۔۵۲۔۵۳۔۵۴) صُحُفٌ، مُطَهَّرَةٌ، مُكَرَّمَةٌ، مَرْفُوعَةٌ:

قرآن مجید میں ہے:

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً (البینۃ:۲)

''اللہ کی طرف سے رسول (محمد ﷺ) پاکیزہ صحیفے تلاوت کرتا ہے''۔

صحف سے وہ کاغذ اور تختیاں وغیرہ مراد ہیں، جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید لکھتے تھے۔ اس لحاظ سے قرآن پر صحف کا لفظ بول کر اس کے منظم و مرتب ہونے کی ابتدائی حالت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کو صحف کہنے کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ (صحف) صحیفہ کی جمع ہے اور یہ لفظ چھوٹے کتابچے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ آج بھی لوگ اس کو صحف کی شکل یعنی چھوٹے چھوٹے اجزاء میں تقسیم کر کے چھاپتے اور پڑھنے والوں کے لیے آسانی مہیا کرتے ہیں۔ مذکورہ آیت میں ان صحف کو مطھرہ کہا گیا ہے کیونکہ قرآن اس ذات کا کلام ہے جو ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہے اور خود قرآن بھی ہر لحاظ سے نقص اور کمزوری سے پاک صاف ہے۔

قرآن مجید کو پکڑتے اور چھوتے وقت مسلمان بھی عام طور پر طہارت کا اہتمام کرتے ہیں۔

ایک اور جگہ ان صحف کو مکرمة (عزت والے) اور موفوعة (بلند مرتبہ) بھی کہا گیا ہے۔

قرآن مجید میں ہے۔

فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝ (عبس:۱۳-۱۶)

''(وہ) عزت والے، بلند مرتبہ، پاکیزہ، صحیفوں میں ہے جو عزت والے، نیکوکار لکھنے والوں کے ہاتھ میں ہے''

اس آیت میں بھی ایک رائے کے مطابق صحف سے کاغذ اور تختیاں اور لکھنے والوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔ دوسری رائے کے مطابق صحف سے وہ چیزیں مراد ہیں جن پر فرشتے لوح محفوظ سے قرآن منتقل کرتے ہیں اور سفرۃ سے لکھنے والے فرشتے مراد ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵۵) **مُصَدِّقٌ**: تصدیق کرنے والا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ (المائدہ:۴۸)

''(وہ) اپنے سے پہلی کتب کی تصدیق کرتا ہے۔''

(۵۶) **مُفَصَّلٌ**: کھلا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَهُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا (الانعام:۱۱۵)

''اور وہی (اللہ) ہے جس نے تمہاری طرف کتاب نازل کی ہے، جو کھلا بیان ہے۔''

(۵۷) **حُكْمٌ**: فرمان، حکمت سے بھرا ہو، حکمت کے مطابق فیصلہ کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ()

''اور اسی طرح ہم نے اس کو 'عربی فرمان' کے طور پر نازل کیا ہے''۔

حکیم اور حکمت کے تحت اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(۵۸) **بُرْهَانٌ**: روشن اور مضبوط دلیل

قرآن مجید میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (النساء:۱۷۴)

''اے لوگو! تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آ گئی''۔

قرآن ایک ٹھوس اور مستحکم دلیل ہے۔ باطل کے پاس کمزور اور بودی قسم کی دلیلیں تو ہوتی ہیں لیکن برہان نہیں ہوتی۔ اس لیے قرآن نے اپنے مخالفین کو کہا ہے:

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

''اگر تم سچے ہو تو اپنی ٹھوس دلیل لاؤ''۔

(۵۹) **اَلْعَظِيْمُ**: عظمت والا

قرآن مجید میں ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ (الحجر:۸۷)

''اور ہم نے آپ کو سات دہرائی جانے والی (آیات) اور عظمت والا قرآن دیا ہے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل علم کی ایک رائے کے مطابق اس آیت میں سَبۡعًا مِنَ الۡمَثَانِیۡ سے سورۃ الفاتحہ اور قرآن عظیم سے پورا قرآن مراد لیا گیا ہے۔ گویا کل کا جزء پر عطف ہے۔

دوسری رائے کے مطابق "القرآن العظیم" سے بھی فاتحۃ الکتاب ہی مراد ہے اور عطف تفسیری ہے۔ بہر حال قرآن عظمتوں اور رفعتوں والا اور اپنے ماننے والوں کے لیے عظمت و رفعت کا موجب بننے والا ہے۔ حدیث میں ہے

ان اللہ یرفع بھذا لکتاب اقواماً ویضع بہ آخرین (صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل من یقوم بالقرآن)

"اللہ اس کتاب (قرآن مجید) کے ذریعے بہت سی قوموں کو بلند کرتا اور ذلیل کرتا ہے۔"

(۶۰) خَیۡرٌ:

قرآن مجید میں ہے:

وَقِیۡلَ لِلَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا مَاذَآ اَنۡزَلَ رَبُّکُمۡ قَالُوۡا خَیۡرًا (النحل:۳۰)

"اور پرہیز گاروں سے کہا گیا کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا؟ تو انہوں نے کہا: خیر۔"

عربی میں خیر کا لفظ "شر" کے مقابلے میں استعمال ہوتا ہے۔ ہر نفع بخش، اچھی خوبیوں والی اور بلند مرتبہ چیز "خیر" ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ کئی معانی کے لیے استعمال ہوا ہے:

۱) شر، فتنہ اور رذالت کے مقابلے میں۔

۲) مال و دولت کے لیے۔

۳) منتخب اور برگزیدہ افراد کے لیے۔ (اخیار)

۴) عمدہ اشیاء کے لیے۔

۵) حسین اور صاحب کردار خواتین کے لیے (خیرات)۔

قرآن مجید میں خیر اس لیے ہے کہ اس میں عزت، قدر و منزلت کی بلندی، تناسب اور حسن جیسی سب خوبیاں ہیں اور اس کی پیروی سے یہی خوبیاں مومنوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر نصیب ہوتی ہیں۔ اجتماعی زندگی کو قرآن کے مطابق ڈھالنے کا مطالبہ اس لیے ہے کہ یہ سب برکتیں ہمارے معاشرے کا حصہ بن جائیں۔

(۶۱) اَلۡغَیۡبُ:

قرآن مجید میں ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الۡغَیۡبِ بِضَنِیۡنٍ (التکویر:۲۴)

"اور وہ (رسول ﷺ) غیب پر بخیل نہیں ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی آپ کے پاس قرآن کی شکل میں جو غیب کی خبریں اور احکام وغیرہ نازل ہوتے ہیں، رسول ﷺ بے کم وکاست اس کو لوگوں کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید کو اس لیے غیب کہا گیا کہ یہ آئندہ پیش آنیوالے حالات، یوم آخرت، جنت، جہنم، فرشتوں اور دیگر غیب کی خبروں پر مشتمل ہے۔

(٦٢) قول ثقیل: وزنی اور ذمہ داری والا قول

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّا سَنُلْقِی عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیلًا (المزمل: ۵)

''ہم تم پر عنقریب وزنی قول پیش کر رہے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل کر کے نبی ﷺ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ڈال دی۔ آپ کفر وشرک، ظلم وتشدد اور جہالت وتعصب کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کو کہا گیا اور رات کو اللہ کے لیے قیام وسجود اور تلاوت کی تلقین کی گئی تاکہ آپ اچھے انداز سے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد والہ واصحابہ اجمعین

(حافظ محمد عبداللہ رفیق)

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآنی دعائیں

قرآن حکیم میں جو دعائیں وارد ہوئیں ہیں ان کی فضیلت اور برکت کے بارے میں کچھ لکھنا غیر ضروری ہے۔ یہ وہ دعائیں ہیں جو خود اللہ تعالیٰ نے انبیاء اکرام علیہ السلام کو مختلف اوقات میں تلقین فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم و ہدایت کے ماتحت اللہ کے ان مقبول بندوں نے ان کے ذریعے سے اپنے رب جلیل سے مناجات کی جو قبول ہوئی۔ پھر یہی دعائیں اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کی تعلیم و تلقین کے لئے ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی معرفت قرآن حکیم میں قیامت تک کے لئے جمع کردیں تاکہ ہم انبیائے کرام علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے ان کے ذریعہ اپنے خالق و مالک سے رابطہ قائم کریں۔

رب کریم کے اس احسان و اکرام کا کہ اس نے اپنے بندوں کو خود سے شرف ہم کلامی بخشنے کے لئے یہ دعائیں خود سکھائیں کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ ان سب دعاؤں کو حفظ کرلیا جائے اور جب یاد آئیں یا جب دعا کی ضرورت محسوس ہو تو سب سے پہلے ان کو پڑھا جائے اور ان کے وسیلہ سے اللہ کا فضل اور خیر طلب کی جائے۔

سورۃ الفاتحہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱) الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (۲) مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (۳) اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (۴) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۵) صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (۷)

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تمام تعریفیں اور ہر شکر اللہ ہی کے لئے ہے جو رب ہے تمام جہانوں کا۔ نہایت مہربان ہر حالت میں رحم کرنے والا ہے۔ مالک روز جزا کا، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور کریں گے اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور مانگیں گے۔ ہدایت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دے ہمیں سیدھے راستے کی ۔راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام فرمایا، نہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ان کا جو بھٹک گئے ۔ آمین

۱) حضرت ابوسعید رافع بن الْمُعَلّی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا سورۂ فاتحہ، قرآن مجید کی سب سے عظیم سورہ ہے، یہی سبع الثانی ہے اور یہی قرآن عظیم ہے۔(صحیح بخاری)

۲) امام دارمیؒ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سورۂ فاتحہ ہر مرض کے لئے شفا ہے۔(سنن دارمیؒ)

۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی نے سانپ کے ڈسے ہوئے ایک شخص کا علاج سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے سے کیا اور وہ شخص بالکل تندرست ہوگیا۔ بعدازاں صحابہ کرام نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا تم نے ٹھیک کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کے تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ دم جھاڑ کا کام بھی دیتی ہے۔(صحیح بخاری)

اس سورۃ کی اہمیت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں اس کی تلاوت کرنا ضروری ہے۔

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔(صحیح بخاری)

الغرض یہ سورۂ مبارکہ تمام دعاؤں میں سب سے عظیم دعا، ذکر اور مناجات ہے اور بندے اور رب کے درمیان رابطے کا سب سے زیادہ جامع اور مکمل ذریعہ ہے۔

نیک کام کی قبولیت کی دعا

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ(۱۲۷) وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ(۱۲۸)[البقرہ]

''اے ہمارے رب! قبول فرما ہم سے (یہ خدمت) بے شک تو ہی ہے سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا، اور قبول فرما ہماری توبہ بے شک تو ہی ہے توبہ قبول فرمانے والا، رحم فرمانے والا''۔

یہ دعا دو جلیل القدر پیغمبروں (سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے اسمٰعیل علیہ السلام) کی ہے جو وہ بیت اللہ کی تعمیر کے وقت پڑھتے جاتے تھے۔

یہ دعا اپنے نیک کاموں کی قبولیت کے لئے خاص طور پر مانگتے رہنا چاہیے۔

نوٹ: وتب علینا ......الخ دوسری آیت کا حصہ ہے جسے اس دعا میں شامل کر دیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دنیا وآخرت کی بھلائی کی دعا

رَبَّنَآ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۲۰۱)[البقرہ]

''اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں دنیا میں بھی اچھائی اور بھلائی اور آخرت میں بھی اچھائی اور بھلائی اور بچا تو ہمیں آگ کے عذاب سے''۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سب دعاؤں سے زیادہ یہ جامع دعا مانگا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری)

اللہ کے سپاہی کی دعا

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (۲۰۵)[البقرہ]

''اے ہمارے رب! فیضان کر ہم پر صبر کا اور جمائے رکھ ہمارے قدم اور فتح عطا فرما ہمیں کافر لوگوں پر''۔

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ طالوتؒ کے لشکر میں جو مسلمان تھے انہوں نے جالوت (کافر) کے خلاف جہاد کرتے وقت یہ دعا مانگی تھی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں نے کافروں کو شکست دے دی۔

خطا بخشی کے لئے دعا

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (۲۸۵)[البقرہ]

''سنا ہم نے اور اطاعت کی، طالب ہیں ہم تیری بخشش کے، اے ہمارے رب! اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے''

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کی شان میں فرمایا ہے کہ وہ پختہ ایمان کے ساتھ یہ دعا مانگتے ہیں۔

مومنین کی جامع اور کامل دعا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ، وَاعْفُ عَنَّا، وَاغْفِرْ لَنَا، وَارْحَمْنَا، اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ[البقرہ:۲۸۶]

''اے ہمارے رب! نہ مواخذہ کیجیو اگر بھول یا چوک ہو جائے ہم سے۔ اے ہمارے رب! اور نہ ڈالیو ہم پر بھاری بوجھ جیسا کہ ڈالا تھا تو نے ان لوگوں پر جو ہم سے پہلے تھے، اے ہمارے رب! اور نہ اٹھوائیو ہم سے ایسا بار جس کی برداشت ہم میں نہ ہو اور ہمیں معاف فرما دیجئے اور ہمیں بخش دیجئے اور ہم پر رحم فرمایئے تو ہی ہمارا مولا ہے پس ہماری مدد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایئے کافروں کے مقابلے میں۔"

صراط مستقیم پر استقامت کی دعا

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً، اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ[آل عمران:۸]

"اے ہمارے مالک! نہ فرما کجی ہمارے دلوں میں بعد اس کے کہ اب تو ہمیں ہدایت دے چکا ہے اور بخش ہمیں اپنے خزانہ فیض سے رحمت، یقیناً تو ہی ہے بہت زیادہ عطا کرنے والا"۔

راسخین فی العلم یعنی دین میں پختہ لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ یہ دعا مانگا کرتے ہیں۔

اہل ایمان کی دعا

رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۱۶)[ال عمران]

"اے ہمارے مالک بے شک ہم ایمان لائے سو، بخش دے تو ہمارے گناہ اور بچالے ہمیں دوزخ کے عذاب سے"۔

اقتدار کے قائم ودائم رہنے اور ادائیگی قرض کی دعا

اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۲۶) تُوْلِجُ الَّيْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّيْلِ ز وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَیِّ ز وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۲۷)[ال عمران]

"اے اللہ! مالک بادشاہی کے دیتا ہے تو حکومت جسے چاہے اور چھین لیتا ہے حکومت جس سے چاہے عزت دیتا ہے تو جسے چاہے اور ذلت دیتا ہے جسے چاہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں ہے ہر طرح کی خیر بے شک تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے اور داخل کرتا ہے تو رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور نکالتا ہے جاندار کو بے جان میں سے اور نکالتا ہے بے جان کو جاندار میں سے اور رزق دیتا ہے تو جسے چاہے بے حساب"۔

جناب نبی کریم ﷺ کو اس جامع دعا کے مانگنے کا حکم دیا گیا۔

نوٹ: جو شخص ان آیات کے ذریعے سے دعا مانگے گا اس پر اگر احد پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ اس کا قرض ادا کردے گا۔ (طبرانیؒ)

حصول اولاد کی دعا

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ج اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (۳۸)[ال عمران]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اے میرے مالک! عطا کر مجھے اپنی قدرت خاص سے پاکیزہ اولاد۔ بے شک تو ہی ہے ہر ایک کی دعا سننے والا"

یہ دعا زکریا علیہ السلام نے آخری عمر میں حصول اولاد کے لئے مانگی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے منظور فرمایا اور یحییٰ علیہ السلام جیسا بہترین صفات کا حامل بیٹا عطا فرمایا۔ محروم الاولاد لوگوں کے لئے یہ دعا اکسیر ہے۔ صاحب اولاد لوگوں کو بھی اپنی اولاد کی صلاح وفلاح کے لئے اس کا پڑھنا مفید ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی دعا

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (۵۳)[آل عمران]

"اے ہمارے مالک! ایمان لائے ہم اس ہدایت پر جو تو نے اتاری اور پیروی کی ہم نے رسول کی؛ لہٰذا لکھ لے تو ہم کو (حق کی) گواہی دینے والوں میں"۔

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انصار وحواریوں نے ایمان لا کر یہ دعا مانگی تھی۔

مجاہدین کی دعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (۱۴۷)[آل عمران]

"اے ہمارے رب! معاف فرما دے ہمارے گناہ اور بے اعتدالیاں جو ہم سے سرزد ہوئیں اپنے معاملات میں اور ثابت قدم رکھ ہمیں اور فتح عطا فرما ہمیں کافروں پر"۔

تہجد کے لئے بیدار ہونے پر یہ دعا پڑھے

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۱۹۱) رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (۱۹۲) رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِیْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (۱۹۳) رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (۱۹۴)[آل عمران]

"اے ہمارے رب! نہیں پیدا کیا تو نے یہ سب بے مقصد کہ پاک ہے تو ہر نقص وعیب سے پس بچا لے ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔ اے ہمارے رب! بے شک تو نے جس کو ڈالا دوزخ میں سو در حقیقت بڑا ہی رسوا کر دیا تو نے اسے اور نہیں ہوگا ایسے ظالموں کا کوئی مددگار۔ اے ہمارے رب! اب بخش دے ہماری خاطر ہمارے گناہ اور دور کر دے ہم سے وہ برائیاں جو ہم میں ہیں اور موت دے ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ۔ اے ہمارے رب! اور عطا فرما تو ہم کو وہ کچھ جس کا وعدہ کیا ہے تو نے اپنے رسولوں کی معرفت اور نہ رسوا کر ہمیں قیامت کے دن، بیشک تو نہیں خلاف کرتا اپنے وعدے کے"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ تہجد کے لئے اٹھتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

ظالم سے نجات پانے کی دعا

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (٧٥)[النساء]

”اے ہمارے رب! نکال تو ہم کو اس بستی سے کہ ظالم ہیں اس کے باشندے اور بنا ہمارے لئے اپنی جناب خاص سے کوئی حامی اور بنا ہمارے لئے اپنی جناب خاص سے کوئی مددگار“۔

فراخی رزق کی دعا

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (١١٤)[المائدہ]

”اے اللہ! تو ہی ہمارا رب ہے۔ نازل فرما ہم پر کوئی خوان آسمان سے کہ ہو جائے ہمارے لئے خوشی کا موقع، ہمارے اگلوں کے لئے بھی اور ہمارے پچھلوں کے لئے بھی اور اور نشانی قرار پائے تیری طرف سے اور ہم کو رزق عطا فرما اور تو ہی تو ہے بہترین رزق دینے والا“۔

حضرت آدم وحوا علیہ السلام کی دعا

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا، وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (٢٣)[الاعراف]

”اے ہمارے رب! ظلم کیا ہے ہم نے اپنی جانوں پر اور اگر نہ معاف فرمایا تو نے ہمیں اور نہ رحم فرمایا تو نے ہم پر یقیناً ہم ہو جائیں گے تباہ“۔

حضرت آدم وحوا علیہما السلام جب شیطان کے ورغلانے سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو فراموش کرنے کی سنگین غلطی کا ارتکاب کر بیٹھے تو توبہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے انہیں خود یہ دعا تلقین فرمائی۔

مقدمہ میں کامیابی کی دعا

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ (٨٩)[الاعراف]

”اے ہمارے رب! فیصلہ کر ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان انصاف کے ساتھ اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

موحد مظلوم کی دعا

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ(۱۲۶)

''اے ہمارے رب! فیضان کر ہم پر صبر کا اور دنیا سے اٹھا تو ہمیں اس حال میں کہ ہم تیرے فرمانبردار ہوں۔''

نوٹ! ساحران فرعون نے ایمان لاتے وقت فرعون کی طرف سے سولی وغیرہ کی دھمکی کے موقع پر یہ دعا مانگی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ (۱۵۵)وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ط [الاعراف]

''تو ہی ہے ہمارا سرپرست، سو بخش دے ہم کو اور رحم فرما ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور لکھ دے ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی۔ ہم نے رجوع کر لیا تیری طرف''۔

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے ستر آدمی منتخب فرما کر طور پر لے گئے تھے۔ ان لوگوں سے وہاں ایک بے ادبی سرزد ہوگئی جس کے نتیجہ میں وہ ہلاک ہوگئے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تھی جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ سب دوبارہ زندہ کر دیے گئے۔ (ابن جریر طبری، ابن ابی حاتم)

غلامی اور مظالم سے نجات پانے کی دعا

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۸۵)وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ(۸۶)

''اے ہمارے رب! نہ بنا تو ہم کو فتنہ ظالم لوگوں کے لئے اور نجات دلا ہم کو اپنی مہربانی سے کافر لوگوں سے''۔

یہ دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو تلقین فرمائی تا کہ ان میں اپنے رب پر بھروسہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو اور وہ فرعون کے مظالم اور اس کی غلامی سے نجات پائیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی دعا

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ (۸۸)[ہود]

''نہیں ہے مجھ میں کچھ کرنے کی توفیق مگر اللہ (کے فضل و کرم) سے اسی پر بھروسہ کیا میں نے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں (ہر معاملہ میں)''۔

ہر کام کی ظاہری تدبیر اختیار کرنے کے بعد اس کے بہتر انجام کے لئے یہ دعا مانگے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسافر کو الوداع کہنے کی دعا

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (٦٤) [یوسف]

''سو اللہ ہی سب سے بہتر محافظ اور وہی ہے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا''۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی دعا

اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (٨٦) [یوسف]

''میں تو اپنی پریشانی اور رنج وغم کی فریاد صرف اللہ سے کرتا ہوں (اس کے سوا کسی سے نہیں)''

رنج اور غم کے موقع پر یہی کلمات پڑھتے رہنا چاہئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (١٠١) [یوسف]

''اے پیدا فرمانے والے، آسمانوں اور زمین کے! تو ہی سرپرست اور کارساز ہے میرا، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اٹھا تو مجھے اس دنیا سے اس حال میں کہ تیرا فرمانبردار ہوؤں اور شامل کر تو مجھے اپنے نیک بندوں میں''۔

خاتمہ بالخیر کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ دعا بکثرت پڑھنی چاہیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ (٤٠) رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (٤١) [ابراہیم]

''اے میرے رب! بنا تو مجھ کو ایسا کہ قائم رکھوں میں نماز کو اور میری اولاد میں سے بھی (ایسے لوگ اٹھا جو یہ کام کریں) ہمارے مالک! قبول فرما تو ہماری یہ دعا۔ اے ہمارے مالک! بخش دیجیو مجھے اور میرے والدین کو اور سب مومنوں کو اس دن جب حساب قائم ہوگا۔''

بیت اللہ کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی جس میں اپنے، اپنی اولاد، تمام مومنین اور اپنے والدین کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی ہے۔

والدین کے لئے رحمت کی دعا

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (٢٤) [بنی اسرائیل]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے میرے رب! رحم فرما ان (والدین) پر جس طرح پالا ہے ان دونوں نے مجھے (رحمت وشفقت کے ساتھ) بچپن میں''۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو اپنے والدین کے حق میں اس طرح دعا مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔

آغاز سفر کی دعا

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (۸۰)

''اے میرے رب! لے جا تو مجھے (جہاں لے جائے) سچائی کے ساتھ اور نکال تو مجھے (جہاں سے نکالے) سچائی کے ساتھ اور بنا تو میرے لئے اپنی جناب خاص سے کسی صاحب خاص کو میرا مددگار''۔

جناب نبی کریم ﷺ کو مکہ سے ہجرت کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ دعا مانگنے کا حکم فرمایا۔

اصحاب کہفؓ کی دعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (۱۰) [کہف]

''اے ہمارے رب! نواز تو ہمیں ہمارے معاملات میں درستگی''۔

یہ دعا اصحاب کہف نے مانگی تھی۔ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے منظور فرمایا اور بطور خاص ان کی حفاظت فرمائی۔

حاکم کے پاس جانے سے پہلے پڑھنے کی دعا

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ (۲۵) وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ (۲۶) وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ (۲۷) یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ (۲۸) [طٰہٰ]

''اے میرے رب! کشادہ کردے میرے لئے میرا سینہ اور آسان بنادے میرے لئے میرا کام اور کھول دے گرہ میری زبان کی کہ وہ سمجھیں میری بات''۔

سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے جو آپ نے اس وقت مانگی تھی جب اللہ تعالیٰ نے ان کو فرعون کے پاس جا کر اسے پیغام حق پہنچانے کا حکم دیا تھا۔ اسے کے فوراً بعد اس دعا کی قبولیت کا ذکر ہے۔ ارشاد ہوا:

قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَکَ یٰمُوْسٰی (۳۶) [طٰہٰ] ''بے شک دیا گیا تجھ کو جو مانگا تھا تو نے اے موسیٰ''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علم میں اضافے کے لیے دعا

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (۱۱۴)[طٰہٰ]

''اے میرے رب! زیادہ کر میرا علم''

یہ دعا مانگنے کا حکم خود نبی کریم ﷺ کو دیا گیا۔

بیمار کی دعا

رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (۸۳)[الانبیاء]

''اے میرے رب! لگ گئی ہے مجھے بیماری (اس سے نجات دلا کہ) تو ہے سب پر رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا''۔

یہ حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا ہے جس کی برکت سے ان کی سب تکالیف دور ہو گئیں۔

حضرت یونس علیہ السلام کی دعا

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ، اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (۸۷)[الانبیاء]

''نہیں کوئی معبود مگر تو، پاک ہے تیری ذات بیشک میں ہی قصور وار ہوں''۔

یہ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہے جو آپ نے سخت تکلیف کی حالت میں یعنی جب ایک خاص مچھلی نے بحکم الٰہی آپ کو نگل لیا تھا مانگی تھی ساتھ ہی اس کی قبولیت کا بھی ذکر ہے۔ ارشاد ہوا۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ (۸۸)[الانبیاء]

''سو قبول کی ہم نے اس کی دعا اور نجات بخشی ہم نے اس کو غم سے اور اسی طرح ہم نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو''

اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ مومن یہ دعا مانگے گا تو ضرور قبول ہو گی۔

نوٹ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جب کوئی بندہ مومن اپنی کسی تکلیف اور پریشانی کے موقع پر وہ دعا مانگتا ہے جو یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی تو اسے ضرور شرف قبولیت حاصل ہوتا ہے۔ (ترمذی)

حصول اولاد کی دعا جو حضرت زکریا علیہ السلام نے مانگی

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ (۸۹)[الانبیاء]

''اے میرے رب! نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا اور تو ہی ہے سب سے بہتر وارث''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ دعا حضرت زکریا علیہ السلام نے حصول اولاد کے لئے مانگی تھی جسے بارگاہ الٰہی میں شرف قبول حاصل ہوا اور نتیجۃً انہیں حضرت یحیٰی جیسا فرزند عطا ہوا۔

سواری سے اترنے یا نئی جگہ قیام کرنے کی دعا

رَبِّ اَنْزِلْنِی مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ (۲۹)[مومنون]

''اے میرے رب! اتار مجھ کو برکت والی جگہ اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے''

حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ طوفان کے وقت کشتی میں سوار ہو کر یہ دعا پڑھیں۔

شیطان کے وسوسوں سے بچنے کی دعا

رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ (۹۷)وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ (۹۸)[مومنون]

''اے میرے رب! پناہ مانگتا ہوں میں تیری شیطان کی اکساہٹوں سے اور میرے رب! پناہ مانگتا ہوں میں تیری اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔''

جناب نبی کریم ﷺ کو یہ دعا مانگنے کا حکم ہوا، مخالفین سے سوال و جواب کے وقت اس کا پڑھنا بہت مفید ہے۔

بخشش مانگنے کی دعا

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (۱۰۹)[مومنون]

''اے ہمارے رب! ایمان لائے ہم پس بخش دے تو ہم کو اور رحم فرما ہم پر اور تو ہی تو ہے سب رحم کرنیوالوں سے بہتر رحم کرنے والا''

بہترین دعا

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (۱۱۸)[مومنون]

''اے میرے رب! بخش دے مجھ کو اور رحم فرما (میرے حال پر) اور تو ہی ہے سب رحم کرنے والوں سے بہتر رحم کرنے والا''۔

جناب نبی کریم ﷺ کو اس دعا کے پڑھنے کا حکم ہوا۔

عبادالرحمٰن کی خاص دعا

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ، اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا (۶۵) اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَّ مُقَامًا (٦٦) [فرقان]

''اے ہمارے رب! بچالے تو ہم کو عذاب جہنم سے بے شک اس کا عذاب تو جان کا لاگو ہے۔ یقیناً وہ بہت ہی برا ٹھکانہ اور بہت ہی بری جگہ ہے''۔

قرآن مجید میں عباد الرحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے صفات و کمالات بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ وہ اس طرح دعا مانگا کرتے ہیں۔

اہل اولاد کی اطاعت اور فرمانبرداری کیلئے دعا

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (٧٤) [فرقان]

''اے ہمارے رب! عطا فرما تو ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنا تو ہمیں متقیوں میں سب سے آگے''۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ (١٩) [نمل]

''اے میرے رب! توفیق دے مجھ کو کہ میں شکر ادا کرتا رہوں تیری نعمتوں کا جو تو نے عطا فرمائیں مجھے اور میرے والدین کو (اور مجھے توفیق عطا فرما) کہ میں کرتا رہوں ایسے نیک کام جن سے تو راضی ہو اور داخل کر تو مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں''۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نعمت کے حصول اور خوشی و خوشخبری کے موقع پر یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

ظالموں سے نجات پانے کی دعا

رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (٢١) [قصص]

''اے میرے رب! نجات دلا تو مجھے ان ظالم لوگوں سے''۔

یہ دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے نکلتے وقت مانگی تھی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو سلامتی کے ساتھ منزل مقصود پر پہنچایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ (٢٤) [قصص]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے میرے رب! بے شک میں ہر اس خیر کا محتاج ہوں جو تو مجھ پر نازل فرمائے''

یہ دعا بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بے سروسامانی کی حالت میں حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلانے کے بعد مانگی تھی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ ان قیام وطعام اور نکاح وغیرہ کا انتظام فرمایا بلکہ اس کے بعد نبوت کی نعمت عظمیٰ بھی عطا فرمائی۔

حضرت لوط علیہ السلام کی دعا

رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ (۳۰)[عنکبوت]

''اے میرے رب! مدد فرما تو میری ان فسادی لوگوں کے مقابلے میں''

یہ دعا حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے شر سے بچنے کے لئے مانگی تھی جو قبول ہوئی۔

جب خوشخبری سنے تو یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ط اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ (۳۴)[فاطر]

''تمام تعریفیں اور ہر شکر اللہ کے لئے ہے جس نے دور کر دیا ہم سے ہر قسم کا رنج وغم۔ بے شک ہمارا رب بہت بخشنے والا اور قدر دان ہے۔''

حصول اولاد کی دعا

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (۱۱۰)[صافات]

''اے میرے رب! عطا فرما تو مجھے (اولاد جو) صالحین میں سے ہو''۔

یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حصول اولاد کے لئے مانگی تھی جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسمٰعیل علیہ السلام جیسا حلیم الطبع اور اطاعت شعار فرزند عطا فرمایا۔ آپ ہی کے متعلق بعد ازاں ذبح کا اشارہ ہوا اور آپ ہی کی برکت سے قربانی مسلمانوں کا شعار قرار پائی۔

نبی کریم ﷺ کی دعا

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِیْ مَا كَانُوْا فِیْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (۴۶)[زمر]

''اے اللہ! پیدا فرمایا ہے (تو نے ہی) آسمانوں اور زمین کو، جاننے والا ہے (تو ہی) چھپے اور کھلے کا۔ تو ہی فیصلہ فرمائے گا اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں کا جن میں وہ باہم اختلاف کرتے رہیں ہیں''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کو یہ دعا مانگنے کا حکم دیا گیا۔

اعمال صالح کی توفیق کی دعا

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (۱۵)[احقاف]

''اے میرے رب! توفیق دے تو مجھ کو کہ میں شکر ادا کرتا رہوں تیری ان نعمتوں کا جو تو نے عطا فرمائی مجھے اور میرے والدین کو اور (توفیق دے) کہ میں کرتا رہوں ایسے نیک کام جن سے تو راضی ہو اور نیک بنا دے تو میری خاطر میری اولاد کو میں توبہ کرتا ہوں تیرے حضور اور میں ہوں تیرے تابع فرمان بندوں سے''۔

یہ دعا بکثرت مانگتے رہنا چاہئے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا

رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (۱۰)[قمر]

''پس پکارا اس نے اپنے رب کو میں مغلوب ہو چکا ہوں اب تو انتقام لے''۔

یہ دعا حضرت نوح علیہ السلام کی ہے جو آپ نے اپنی قوم کو ایذا رسانی کے وقت مانگی تھی جب آدمی چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرا ہوا ہو اور بچ نکلنے کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوتی ہو تو نہایت عاجزی سے یہ دعا بکثرت پڑھے۔

انصار مدینہ کی دعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (۱۰)[حشر]

''اے ہمارے رب! بخش دے تو ہمیں اور ہمارے ان سب بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور نہ باقی رہنے دے ہمارے دلوں میں کوئی بغض اہل ایمان کے لئے۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بڑا مہربان اور ہر حالت میں رحم کرنے والا ہے''۔

فرض اور نفل نمازوں کے بعد یہ دعا ضرور مانگنی چاہئے۔

فتنہ سے بچنے کی دعا

رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ (۴) رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْلَنَا رَبَّنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (۵)[ممتحنہ]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے ہمارے رب! تجھ ہی پر بھروسہ کیا ہم نے تیری ہی طرف رجوع کیا ہم نے، تیرے ہی حضور لوٹ کر جانا ہے ہمیں۔ اے ہمارے رب! نہ بنائیو ہم کو فتنہ ان لوگوں کے لئے جو کافر ہیں اور معاف فرما دے تو ہمارے قصور۔ اے ہمارے رب! بے شک تو ہی ہے زبردست اور حکمت والا۔''

یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے جو آپ نے اپنے والد اور اپنی قوم کی ایذا رسانی کے وقت مانگی تھی۔

طلب ہدایت و تکمیل نور کی دعا

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ج اِنَّکَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۸) [تحریم]

''اے ہمارے رب! تکمیل فرما ہمارے نور کی اور بخش دے ہم کو بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے''۔

....

حرزِ اعظم

جادو، جن وانس کی نظر بد اور ہر قسم کی بلاؤں سے محفوظ رہنے کا مسنون عمل

۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرا بھائی بیمار ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اسے کیا بیماری ہے؟ اُس نے عرض کیا: اس پر آسیب کا اثر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اسے لا کر آپ ﷺ کے سامنے لٹا دیا گیا۔ آپ ﷺ نے ''حرز اعظم'' کی آیات تلاوت فرما کر اس پر دم کیا اور وہ شخص اٹھ کر کھڑا ہو گیا گویا کبھی بیمار تھا ہی نہیں۔

۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ان آیات کو پڑھے گا اس کے گھر بار، اس کے بال بچوں اور اس کے مال و دولت کے قریب نہ شیطان آئے گا اور نہ اس پر کوئی ناپسندیدہ چیز اثر انداز ہو گی اور ان آیات کو پڑھ کر اگر دیوانے پر دم کیا جائے تو وہ بھی ٹھیک ہو جائے۔ علاوہ ازیں کچھ اور روایات میں بھی ان آیات کی فضیلت اور برکت کا ذکر ہے۔

(۱) زوائد مسند احمد بن جنبلؒ (۲) حاکم (۳) بیہقی (۴) دارمی (۵) طبرانی بحوالہ تفسیر فتح القدیر شوکانی

ان منتخب آیات کریمہ کے مضمون کو دیکھتے ہوئے ایمانی ذوق کا تقاضہ یہ ہے کہ مسلمان ہر وقت ان کو ورد زبان رکھے اور توحید خالص کا جو جامع تصور ان میں پیش کیا گیا ہے اسے اپنے ذہن وشعور میں پوری طرح راسخ کر لے۔ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیات کے مفہوم میں خود اس بات کی شہادت موجود ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس ''حرز اعظم'' کی برکت سے انسان کا دل و دماغ نورِ توحید سے منور ہو جائیں تو اس کی زندگی کے تمام مسائل و معاملات حل ہو جائیں اور اس کا سب سے بڑا دشمن شیطان لعین اس کے قریب آنے کی بھی جرات نہ کرے۔

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱) الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (۲) مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ (۳) اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (۴) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (۵) صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ (۶) [الفاتحہ]

''پناہ مانگتا ہوں میں اللہ سے شیطان مردود کی''

''اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور ہر وقت اور ہر حالت میں رحم کرنے والا ہے''

''تمام تعریفیں اور ہر شکر اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ نہایت مہربان اور ہر حالت میں رحم کرنے والا۔ مالک روز جزا کا۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور کریں گے اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور مانگیں گے۔ ہدایت دے ہمیں سیدھے راستے کی، راستہ ان لوگوں کا کہ انعام فرمایا تو نے ان پر نہ ان لوگوں کا کہ غضب ہوا تیرا ان پر اور نہ ان کا جو بھٹک گئے۔''

(۲) الٓمّٓ (۱) ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (۲) الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ (۳) وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ، وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ (۴) اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۵) [البقرۃ]

''الف۔ لام۔ میم۔ یہ اللہ کی کتاب ہے۔ کوئی شک نہیں اس (کے کتاب الٰہی ہونے میں) ہدایت ہے اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں غیب پر اور قائم کرتے ہیں نماز اور اس میں سے جو ہم ہی نے دیا انہیں خرچ کرتے ہیں اور وہ جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو نازل کیا گیا تم پر اور اس پر جو نازل کیا گیا تم سے پہلے اور آخرت پر بھی یہی لوگ یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ قائم ہیں ہدایت پر اپنے رب کی اور یہی ہیں فلاح پانے والے۔'' (سورہ البقرۃ: ۱ تا ۵)

(۳) وَاِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (البقرۃ: ۱۶۳)

''اور تم سب کا معبود ایسا معبود ہے جو ایک ہی ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی۔ جو نہایت مہربان ہر حالت میں رحم کرنے والا ہے۔''

(۴) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قف
قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا
انْفِصَامَ لَهَا ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ لا يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
(البقرۃ:۲۵۵تا۲۵۷)

''اللہ، کہ نہیں کوئی معبود سوائے اس کے، زندہ جاوید ہے۔ پوری کائنات کو قائم رکھنے والا ہے۔ نہیں لاحق ہوتی اس کو اونگھ اور نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں۔ کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے حضور بغیر اس کی اجازت کے وہ جانتا ہے اس کو جو بندوں کے سامنے ہے اور اس کو بھی جو ان سے اوجھل ہے اور نہیں جان سکتے بندے ذرا بھی اس کے علم میں سے مگر جس قدر وہ چاہے۔ چھائی ہوئی ہے اس کی کرسی اقتدار آسمانوں اور زمین پر اور نہیں تھکاتی اس کو نگہبانی ان دونوں کی اور وہ تو بہت ہی برتر اور عظیم تر ہے۔ نہیں ہے کوئی جبر دین کے معاملہ میں (اس لئے کہ) بیشک واضح طور پر نمایاں ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے۔ لہٰذا جس نے انکار کر دیا طاغوت کا اور ایمان لے آیا اللہ پر پس اس نے تھام لیا ایسی مضبوط رسی کو جو ٹوٹ نہیں سکتی اللہ ہر بات سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے اللہ ساتھی اور کارساز ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے ان کو (جاہلیت) کی تاریکیوں سے (ہدایت کی) روشنی کی طرف اور وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ان کے دوست اور ساتھی شیاطین ہیں جو نکال لے جاتے ہیں ان کو روشنی سے تاریکیوں کی طرف یہی لوگ ہیں اہل دوزخ۔ یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

۵) لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ط
فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف وَقَالُوْا سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا ق غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا
اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وقف وَاغْفِرْ لَنَا وقف وَارْحَمْنَا وقف اَنْتَ مَوْلٰىنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ:۲۸۴تا۲۸۶)

''اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور خواہ تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا اس کو چھپاؤ بہرحال حساب لے لے گا تم سے اس کا اللہ پھر معاف فرما دے جس کو چاہے اور سزا دے جس کو چاہے اور اللہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ ایمان لایا رسول اس ہدایت پر جو نازل کی گئی اس پر اس کے رب کی طرف سے اور سب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مومن بھی۔ ہر ایک ایمان لے آیا اللہ پر اور اسکے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر (ان کا اقرار ہے) نہیں فرق کرتے ہم اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں (رسول ہونے کے اعتبار سے) اور کہتے ہیں کہ ہم نے سنا (تیرے احکام کو) اور اطاعت کی۔ تیری بخشش (کے طلب گار ہیں ہم) اے ہمارے مولا! اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ نہیں ڈالتا ذمہ داری کا بوجھ اللہ کسی جاندار پر مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ اسی کے لئے ہے فائدہ اس (خیر) کا جو اس نے کمایا اور اسی کو پہنچے گا نقصان اس (شر) کا جو اس نے کمایا۔ اے ہمارے مولا! نہ گرفت فرمائیو ہماری اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کر بیٹھیں۔ اے ہمارے مالک! نہ ڈالیو ہم پر بار جیسا ڈالا تھا تو نے ان لوگوں پر جو ہم سے پہلے ہو گزرے۔ اے ہمارے مالک! اور نہ اٹھوائیو ہم سے ایسا بوجھ کہ نہیں طاقت ہم میں سے اس کے اٹھانے کی۔ ہمیں بخش دے۔ اور ہمیں اپنی شفقت میں ڈھانپ لے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مولا ہے سو ہمیں فتح عطا فرما کافر لوگوں پر۔

۲) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (آل عمران:۱۸)

"گواہی دی خود اللہ نے اس بات کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے اور گواہی دی فرشتوں نے اور علم والوں نے کہ وہ قائم ہے عدل پر لہٰذا نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے وہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے"

۷) اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (الاعراف:۵۴تا۵۶)

"بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں پھر جلوہ فرما ہوا وہ عرش پر ڈھانک دیتا ہے رات کو دن پر (اور پھر) تلاش میں دوڑتا چلا آتا ہے دن رات کے پیچھے اور سورج چاند اور تارے سب جکڑے ہوئے ہیں اس کے حکم سے (اور اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں) خبردار رہو اسی کے اختیار میں ہے پیدا فرمانا اور حکم دینا اسی کو زیبا ہے۔ بڑا برکت والا ہے اللہ مالک سب جہانوں کا۔ پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے بے شک وہ نہیں پسند فرماتا حد سے بڑھنے والوں کو اور مت فساد برپا کرو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد اور دعا مانگتے رہو اللہ سے (اس کے عذاب سے) ڈرتے ہوئے اور اس کی (رحمت) کی امید رکھتے ہوئے بے شک اللہ کی رحمت بہت قریب ہے نیک کام کرنے والوں سے" (سورہ اعراف:۵۴تا۵۶)

۸) قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ج وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا (بنی اسرائیل:۱۱۰-۱۱۱)

''کہو پکارو اللہ (کہہ کر) یا پکارو رحمان (کہہ کر) جس نام سے بھی پکارو سو اس کے لئے ہیں تمام نام اچھے اور نہ زیادہ بلند آواز سے پڑھو اپنی نماز اور نہ بہت پست آواز سے اور احتیاط کرو ان دونوں کے درمیان کا طریقہ۔ اور کہو تعریف ہے اللہ ہی کے لئے جس نے نہ بنایا کسی کو بیٹا اور نہیں ہے کوئی اس کا شریک بادشاہی میں اور نہیں ہے کوئی اس کا مددگار اس بناء پر کہ وہ عاجز ہے اور کوئی اس کا پشتیبان ہو اور بڑائی بیان کر اس کی کمال درجے کی بڑائی۔''

۹) أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَّأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ○ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ○ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ ۙ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ○ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ (المومنون:۱۱۵-۱۱۸)

کیا تم خیال کرتے ہو کہ پیدا کیا ہے ہم نے تم کو بے مقصد اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے۔ پس بالا و برتر ہے اللہ بادشاہ حقیقی۔ نہیں کوئی معبود اس کے سوا۔ مالک ہے وہ عرش کریم کا اور جو کوئی پکارے اس کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں ہے اس کے پاس کوئی دلیل اس پکارنے کی تو اس کا حساب اس کے رب کے ہاں ہوگا۔ کبھی نہیں فلاح پا سکتے کافر۔ (اے نبی) کہو اے میرے رب! معاف فرما اور رحم کر اور تو ہے بہتر رحم کرنے والا۔ سب رحم کرنے والوں سے۔''

۱۰) وَالصَّافَّاتِ صَفًّا ○ فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا ○ فَالتَّالِيَاتِ ذِكْرًا ○ إِنَّ إِلَٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ○ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ○ إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ○ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ○ لَا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ○ دُحُورًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ (الصفت:۱-۱۱)

''قسم ہے صف باندھ کر کھڑے ہونے والے (فرشتوں کی) پھر ڈانٹنے پھٹکارنے والے (فرشتوں کی) پھر ذکر (الٰہی) کی تلاوت کرنے والے (فرشتوں کی) (غرض ہم کو ان فرشتوں کی قسم) بے شک تمہارا معبود صرف ایک ہے۔ جو مالک ہے آسمانوں، زمین اور ان سب چیزوں کا جو ان کے درمیان ہیں اور مالک ہے سب مشرقوں کا۔ بیشک ہم نے آراستہ کیا آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے اور محفوظ کر دیا (اس کو) ہر شیطان سرکش سے نہیں سن سکتے (یہ شیطان) عالم بالا کی کوئی بات اور دھکے دے کر نکال دیئے جاتے ہیں یہ ہر طرف سے اور ان کے لئے ہے دائمی عذاب، تاہم اگر کوئی لے اڑے ان میں سے کوئی سن گن تو اس کا پیچھا کرتا ہے ایک تیز شعلہ۔''

۱۱) يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۚ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ○ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ○ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ (الرحمٰن:۳۳-۳۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے گروہ جن وانس اگر تم میں یہ طاقت ہے کہ نکل کر بھاگ سکو اور زمین کی سرحدوں سے تو بھاگ دیکھو۔ نہیں بھاگ سکتے تم اس کے لئے بڑا زور چاہیئے۔ سو تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے (بھاگنے کی کوشش کرو گے تو) چھوڑ دیا جائے گا تم پر شعلہ آگ کا اور دھواں پس نہیں مقابلہ کر سکو گے تم اُس کا۔''

۱۲) لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (الحشر:۲۱-۲۴)

''اگر اتارا ہوتا ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر تو دیکھتے تم اسے کہ وہ دبا جارہا ہے پھٹا پڑتا ہے اللہ کے خوف سے اور یہ مثالیں بیان کررہے ہیں ہم لوگوں کیلئے تاکہ وہ غور کریں۔ وہ اللہ ہی ہے، نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ، جاننے والا چھپے اور ظاہر کا اور وہی ہے بے انتہا رحم کرنے والا اور ہر حالت میں رحم کرنے والا۔ وہ اللہ ہی ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ، بادشاہ ہے نہایت مقدس سراسر سلامتی امن دینے والا، نگہبان، سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا، بڑا ہی ہو کر رہنے والا، پاک ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کررہے ہیں۔ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اسکو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے اس کے لئے ہیں تمام بہترین نام تسبیح کررہی ہے اس کی وہ ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔''

۱۳) قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝ (الجن ۱-۴)

''(اے نبی! کہو) وحی بھیجی گئی ہے میری طرف کہ غور سے سنا جنوں کے ایک گروہ نے پھر (جاکر اپنی قوم کے لوگوں سے) کہا ہم نے سنا ہے ایک قرآن جو بڑا عجیب ہے۔ رہنمائی کرتا ہے راہ راست کی طرف سو ایمان لے آئے ہم اس پر اور (اب) ہرگز نہیں شریک بنائیں گے ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو اور واقعہ یہ ہے کہ بہت اونچی ہے شان ہمارے رب کی (اس لئے) نہیں بنایا اس نے کسی کو بیوی اور نہ بیٹا اور یہ کہ کہتے تھے ہم میں سے بیوقوف لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کی خلاف حق باتیں۔''

۱۴) قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (الکافرون)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''کہ دو! اے کافرو! نہیں عبادت کرتا میں ان کی جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم عبادت کرنے والے ہوں
اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ ہی میں عبادت کرنے والا ہوں ویسی جیسی عبادت تم نے کی اور نہ تم عبادت کرنے
والے ہو ویسی جیسی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔''

۱۵) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (الاخلاص)

''کہو وہ اللہ ہے یکتا۔ اللہ بے نیاز ہے سب اس کے محتاج۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد اور ہرگز
نہیں ہمسر و ہم پایہ بھی اس کا کوئی۔'' (سورۃ اخلاص)

۱۶) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي
الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ (الفلق)

''کہو پناہ مانگتا ہوں میں رب الفلق کی، ان چیزوں کے شر سے جو اس نے پیدا کیں اور اندھیرے کے شر سے
جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونک مارنے والیوں کے شر سے اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

۱۷) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ
يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ (الناس)

''کہو پناہ مانگتا ہوں میں انسانوں کے رب کی، انسانوں کے بادشاہ کی، انسانوں کے معبود کی، وسوسے ڈالنے
والے (شیطان) کے شر سے جو دبک جانے والا پھر پلٹ آنے والا ہے۔ جو وسوسے ڈالتا رہتا ہے انسانوں کے دلوں میں،
وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔'' (سورۃ الناس)

(مولانا سید شبیر احمدؒ)

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظام تہذیب کے چودہ رہنما اصول

کرہ ارض جس پر ہم آپ رہتے ہیں خدا کی عظیم الشان سلطنت کا ایک چھوٹا سا صوبہ ہے۔اس صوبے میں خدا کی طرف سے جو پیغمبر بھیجے گئے ہیں۔ان کی حیثیت کچھ اس طرح کی سمجھ لیجئے جیسے دنیا کی حکومتیں اپنے ماتحت ملکوں میں گورنر یا وائسرائے بھیجا کرتی ہیں۔ایک لحاظ سے دونوں میں فرق ہے۔دنیوی حکومتوں کے گورنر اور وائسرائے محض انتظام ملکی کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں اور سلطان کائنات کے گورنر اور وائسرائے اس لیے مقرر ہوتے ہیں کہ انسان کو صحیح تہذیب، پاکیزہ اخلاق اور سچے علم وعمل کے وہ اصول بتائیں جو روشنی کے مینار کی طرح انسانی زندگی کی شاہراہ پر کھڑے ہوئے صدیوں تک سیدھا راستہ دکھاتے مگر اس فرق کے باوجود دونوں میں ایک طرح کی مشابہت بھی ہے۔دنیا کی حکومتیں گورنری جیسی ذمہ داری کے منصب ان لوگوں کو ہی دیتی ہے جو ان کے سب سے زیادہ قابل اعتماد آدمی ہوتے ہیں اور جب وہ انہیں اس عہدے پر مقرر کر دیتی ہے تو پھر انہیں یہ دیکھنے اور سمجھنے کا پورا موقع دیتی ہے کہ حکومت کا اندرونی نظام کس طرح کس پالیسی پر چل رہا ہے اور ان کے سامنے اپنے وہ راز بے نقاب کر دیتی ہے جو عام رعایا پر ظاہر نہیں کیے جاتے۔ایسا ہی حال خدا کی سلطنت کا بھی ہے وہاں بھی پیغمبری جیسے ذمہ داری کے منصب پر وہی لوگ مقرر ہوئے ہیں جو سب سے زیادہ قابل اعتماد تھے اور جب انہیں اس منصب پر مقرر کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے خود ان کو اپنی سلطنت کے اندرونی نظام کا مشاہدہ کرایا اور ان پر کائنات کے وہ اسرار ظاہر کر دیے جو عام انسانوں پر ظاہر نہیں کیے جاتے۔

اسی نوعیت کے تجربات میں سے ایک وہ چیز ہے جس کو معراج کہتے ہیں۔معراج صرف سیر اور مشاہدہ کا نام ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایسے موقع پر ہوتی ہے جب کہ پیغمبر کو کسی کار خاص پر مقرر کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے اور ایسا ہی ایک اہم موقع وہ تھا جب حضرت محمد ﷺ کو طلب کیا گیا۔یہ وہ وقت تھا کہ صرف حجاز اور صرف عرب ہی نہیں بلکہ گردوپیش کی دوسری قوموں سے بھی سابقہ پیش آنا تھا اور اسلام کی تحریک ایک اسٹیٹ میں تبدیل ہونے کو تھی اس لیے اس اہم موقع پر آپ کو ایک نیا پروانہ تقرر اور نئی ہدایات دینے کے لیے بادشاہ کائنات نے اپنے حضور میں طلب فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی پیشی وحضوری کا نام معراج ہے عالم بالا کا یہ حیرت انگیز سفر ہجرت سے تقریباً ایک سال پہلے پیش آیا تھا۔ اس سفر کے ضمنی واقعات احادیث میں آئے ہیں۔ مثلاً بیت المقدس پہنچ کر نماز ادا کرنا، آسمان کے مختلف طبقات سے گزرنا، پچھلے زمانے کے پیغمبروں سے ملنا اور پھر آخری منزل تک پہنچنا۔ لیکن قرآن ضمنی چیزوں کو چھوڑ کر ہمیشہ اصل مقصد تک اپنے بیان کو محدود رکھتا ہے اس لیے اس نے کیفیت معراج کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ بلکہ وہ چیز تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے جس کے لیے آنحضرت ﷺ کو بلایا گیا تھا قرآن کی سترھویں سورت میں آپ کو یہ تفصیل مل سکتی ہے اس کے دو حصے ہیں ایک حصے میں مکے کے لوگوں کو آخری نوٹس دیا گیا کہ اگر تمہاری سختیوں کی وجہ سے خدا کا پیغمبر جلا وطنی پر مجبور ہوا تو مکے میں تم کو چند سال سے زیادہ رہنے کا موقع نہ مل سکے گا اور بنی اسرائیل کو جن سے عنقریب مدینے میں پیغمبر سے براہ براست سابقہ پیش آنا تھا خبردار کیا گیا کہ تم اپنی تاریخ میں دو زبردست ٹھوکریں کھا چکے ہو اور دو قیمتی موقعے کھو چکے ہو۔ اب تم کو تیسرا موقع ملنے والا ہے اور یہ آخری موقع ہے۔

دوسرے حصے میں وہ بنیادی اصول بتائے گئے جن پر انسانی تمدن کی تعمیر ہونی چاہیے۔

یہ ۱۴ اصول ہیں:

۱) صرف اللہ کی بندگی کی جائے اور اقتدار اعلیٰ میں اس کے ساتھ کسی کی شرکت تسلیم نہ کی جائے۔

۲) تمدن میں خاندان کی اہمیت ملحوظ رکھی جائے۔ اولاد والدین کی فرمانبردار وخدمت گذار ہو اور رشتہ دار ایک دوسرے کے ہمدرد و مددگار رہوں۔

۳) سوسائٹی میں جو لوگ غریب یا معذور ہوں یا اپنے وطن سے باہر مدد کے محتاج ہوں وہ بے وسیلہ نہ چھوڑ دیے جائیں۔

۴) دولت کو فضول ضائع نہ کیا جائے جو مال دار اپنے روپے کو برے طریقے سے خرچ کرتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں۔

۵) لوگ اپنے خرچ کو اعتدال پر رکھیں نہ بخل کر کے دولت کو روکیں اور نہ فضول خرچی کر کے اپنے لیے اور دوسرے کے لیے مشکلات پیدا کریں۔

۶) رزق کی تقسیم کا قدرتی انتظام جو خدا نے کیا ہے انسان اس میں اپنے مصنوعی طریقوں سے خلل نہ ڈالے خدا اپنے انتظام کی مصلحتوں کو زیادہ بہتر جانتا ہے۔

۷) معاشی مشکلات کے خوف سے لوگ اپنی نسل کی افزائش نہ روکیں جس طرح موجودہ نسلوں کے رزق کا انتظام خدا نے کیا ہے آنے والی نسلوں کے لیے بھی وہی انتظام کرے گا۔

۸) خواہش نفس کو پورا کرنے کے لیے زنا کا راستہ برا راستہ ہے لہٰذا نہ صرف زنا سے پرہیز کیا جائے بلکہ اسے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قریب جانے والے اسباب کا دروازہ بھی بند ہونا چاہیئے۔

۹) انسانی جان کی حرمت خدا نے قائم کی ہے لہٰذا خدا کے مقرر کردہ قانون کے سوا کسی دوسری بنیاد پر آدمی کا خون نہ بہایا جائے، نہ کوئی اپنی جان دے، نہ دوسرے کی جان لے۔

۱۰) یتیموں کے مال کی حفاظت کی جائے جب تک وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل نہ ہوں ان کے حقوق کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔

۱۱) عہد و پیمان کو پورا کیا جائے۔ انسان اپنے معاہدات کے لیے خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔

۱۲) تجارتی معاملات میں ناپ تول ٹھیک ٹھیک راستی پر ہونا چاہیئے اوزان اور پیمانے صحیح رکھے جائیں۔

۱۳) جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کرو۔ وہم اور گمان پر نہ چلو کیونکہ آدمی کو اپنی تمام قوتوں کے متعلق خدا کے سامنے جواب دہی کرنی ہے کہ اس نے انہیں کس طرح استعمال کیا۔

۱۴) نخوت اور تکبر کے ساتھ نہ چلو، غرور کی چال سے نہ تو زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ پہاڑوں سے اونچے ہو سکتے ہو۔

یہ چودہ اصول جو معراج میں آنحضرت ﷺ کو دیے گئے تھے ان کی حیثیت صرف اخلاقی تعلیمات ہی نہ تھی بلکہ یہ پروگرام تھا جس پر آپ کو آئندہ سوسائٹی کی تعمیر کرنی تھی یہ ہدایات اس وقت دی گئی تھیں جب آپ کی تحریک عنقریب تبلیغ کے مرحلے سے گزر کر حکومت اور سیاسی اقتدار کے مرحلے میں قدم رکھنے والی تھی۔ لہٰذا یہ گویا ایک مینی فسٹو (Manifesto) تھا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ خدا کا پیغمبرانہ اصولوں پر تمدن کا نظام قائم کرے گا اسی لیے معراج میں یہ ۱۴ نکات مقرر کرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے تمام پیروان اسلام کے لیے پانچ وقت کی نماز فرض کی تا کہ جو لوگ اس پروگرام کو عمل کا جامعہ پہنانے کے لیے اٹھیں ان میں اخلاقی انضباط پیدا ہو اور وہ خدا سے غافل نہ ہونے پائیں ہر روز پانچ مرتبہ ان کے ذہن میں یہ بات تازہ ہوتی رہے کہ وہ خود مختار نہیں ہیں بلکہ ان کا حاکم اعلیٰ خدا ہے جس کو انہیں اپنے کام کا حساب دینا ہے۔

(سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام......ایک متوازن طرز زندگی

ISLAM --- A BALANCED WAY OF LIFE

OUR CREATOR ہمارا خالق

"زندہ جاوید"

اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی ہے، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔

Allah! There is no god but He --- Ever-living, the Supporter of the whole Universe. (So none has the right to be worshipped but He.)

"وہ نیند اور اونگھ سے مبرا"

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ

اس کی ذات نیند اور اونگھ سے مبرا ہے

Neither slumber overtakes Him, nor Sleep.

"زمین و آسمان کا مالک"

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اسی کا ہے

His are all things in the heavens and on the earth.

"اس کی اجازت کے بغیر لب کشائی ناممکن"

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Who is there that could intercede with Him, except with His permission.

''ظاہر اور چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے''

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی وہ واقف ہے

He knows all that lies open before men and all that is hidden from them.

''انسان کو اسی سے علم ملتا ہے''

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَآءَ

اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔

And not even a little of His knowledge can they grasp except what He wills.

''زمین و آسمان پر اسی کی حکومت ہے''

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ

اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین

His kingdom spreads over the heavens and the earth.

''وہ تھکتا نہیں ہے''

وَلَا يَؤُدُهُ حِفْظُهُمَا، وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (البقرہ:۲۵۵)

اور ان کی نگہبانی اس کے لئے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے، بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے

And He tires not protecting them He alone is all High and Supreme.

''وہ زندہ و پائندہ ہے''

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ (الفرقان:۵۸)

(اے نبی) اس اللہ پر بھروسہ رکھو جو زندہ ہے اور جسے کبھی موت نہیں ہے

Muhammad! Trust in Allah who is Ever Living and will never die. Glorify Him with His praise.

''اس کی بندگی کرو، شرک سے بچو''

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا (النساء:۳۶)

اللہ تعالٰی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

And worship Allah aand join none with Him in worship.

''بندگی کا ثمرہ''

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ:۲۱)

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی تاکہ تم متقی بن سکو۔

O, mankind! Worship your Lord (Allah) who created you and those who were before you so that you may become pious and righteous persons.

''زمین وآسمان اس نے بنایا''

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً، فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ، فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرہ:۲۲)

(اللہ تعالیٰ ہی ہے) جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنا دیا اور آسمان سے پانی برسایا جس سے تمہارے کھانے پینے کو (انواع واقسام کے) پھل پیدا کیے پس اس حقیقت کو جانتے ہوئے (کہ اس کے سوا کوئی ایسا نہیں کرسکتا ہے) کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرو۔

Who has made the carth a resting place for you, and the sky as a canopy and sent down rain from the sky and brought forth therewith fruits as a provision for you. Then do not set up rivals unto Allah (in worship) while you know (that He alone has the right to be worshipped).

''وہ ہر جگہ، اور ہر وقت ہماری پکار سنتا ہے اور جواب دیتا ہے''

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ، اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ:۱۸۶)

(اے نبی ﷺ) میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں، تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے، میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں

(O, Prophet!) When My servants enquire of you about Me, I am near, and listen to the call of every supplicant the moment he calls.

''وہ تمہیں ہر چیز عطا کرتا ہے اور اس کی نعمتیں لاتعداد ہیں''

وَاٰتٰکُمْ مِنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ، وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا (ابراہیم:۳۴)

جس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا، اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کرسکتے

He gave you whatsoever you asked Him. If you try to count the favours of Allah, you will not be able to calculate them.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تمہاری تکلیف اس کے سوا کون رفع کرسکتا ہے؟''

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ، فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ، وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (الانعام:۱۷)

اگر اللہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے، تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہیں اس نقصان سے بچا سکے، اور اگر وہ تمہیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے

If Allah sends you harm, there is no one but He who can take it away; and if He brings good, surely He has power over every thing.

''کھلانا، پلانا، موت وحیات وغیرہ اسی کے قبضہ میں ہے''

اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ، وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ، وَیَسْقِیْنِ، وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ، وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ (الشعرا:۷۸-۸۱)

(میرا رب وہ ہے) جس نے مجھے پیدا کیا، پھر وہی میری رہنمائی فرماتا ہے جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب بیمار ہوجاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے، جو مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ مجھے زندگی بخشے گا

(My Lord is that) Who created me and showed me the way; Who gives me food and drink, and heals me when I am sick. Who will make me die, then give me life again.

''اس کی ذات پر بھروسہ کرو اس کی حمد وثنا بیان کرو''

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ (الفرقان:۵۸)

(اے نبی ﷺ) اسی اللہ پر بھروسہ رکھو جو زندہ ہے اور جسے کبھی بھی موت نہیں ہے، اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو

(O Muhammad!) Trust in that Allah who is Ever Living and will never die: Glorify Him with His praise.

''صرف اسی کی ذات زندہ و پائندہ''

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ، وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمٰن:۲۷-۲۶)

زمین پر ہر چیز فانی ہے فقط آپ کے رب کی ذات ہی باقی رہ جائے گی جو عزت اور بزرگی والی ہے

All that is on earth will perish, But will abide forever the face of your Lord - full of Majesty, Bounty and Honour.

''وہ اپنے بندوں کی تمام خطاؤں کو معاف کردیتا ہے''

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ، لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جَمِيْعًا، اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر:۵۳)

(اے نبی ﷺ) لوگوں کو یہ پہنچا دیجئے (کہ اللہ کا فرمان ہے) اے میرے بندو، جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا، وہ تو غفورٌ رحیم ہے۔

(O, Muhammad! convey the message of Allah) "O, my servants who have transgressed against their souls! Despair not of the Mercy of Allah: for Allah forgives all sins. (Surely) He is the All Forgiving, the All Merciful.

''توبہ کے بعد نیک اعمال ضروری ہیں''

مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (الفرقان:۷۰)

(جس نے سچے دل سے توبہ کی) اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا، تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا اور وہ بڑا غفور رحیم

He who repents, believes (in Allah) and works righteous deeds, for Allah will change the evil of Such persons into good, and Allah is the All Forgiving, the All-Merciful.

Allah likes these people. اللہ کن لوگوں کو پسند فرماتا ہے؟

''احسان کرنے والے''

وَاَحْسِنُوْا، اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (البقرہ:۱۹۵)

احسان کا طریقہ اختیار کرو کہ اللہ محسنوں کو پسند فرماتا ہے

And do good, for Allah loves those who do good.

''توبہ کرنے والے اور صفائی کا خیال رکھنے والے''

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرہ:۲۲۲)

بلاشبہ اللہ توبہ کرنے والوں اور صفائی رکھنے والوں کو پسند فرماتا ہے

Allah loves those who turn to Him in repentance and He loves those who keep themselves pure and clean.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''وعدہ پورا کرنے والے اور ڈرنے والے''

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (ال عمران:٧٦)

جو اللہ سے کیئے ہوئے عہد کو پورا کرے اور اس سے ڈرتا رہے تو اللہ ایسے ہی متقیوں کو پسند فرماتا ہے

Nay, but (Allah is aware of) those who keep their bond with Him and act aright - verily, Allah loves those who act aright.

''صبر کرنے والے''

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ (ال عمران:١٤٦)

اللہ (مصیبت میں) صبر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے

Allah Loves those who are patient in adversity.

''انصاف کرنے والے''

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (المائدہ:٤٢)

بلا شبہ اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

Allah loves those who are just.

اللہ کن لوگوں کو پسند نہیں فرماتا ہے

ALLAH DISLIKES THESE PEOPLE

''نافرمانی کرنے والے''

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (الصف:٥)

اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا

Allah does not show the transgressors (law-brakers) the way.

''فساد کرنے والے''

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (المائدہ:٦٤)

اور اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا

Allah does not love those who are corrupt.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ظالم"

وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (التوبہ:۱۹)

اور اللہ ظالم لوگوں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا

Allah does not grace His guidance the people who (deliberately) do wrong.

"منکرین"

وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ (التوبہ:۳۷)

اور اللہ منکرین حق کو ہدایت نہیں دیا کرتا

Surely Allah does not like the traitors who deny the truth.

"غرور کرنے والے"

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ (النحل:۲۳)

بیشک اللہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

Allah does not love those who are arrogant.

"فضول خرچ"

وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا، اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (الاعراف:۳۱)

کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کیا کرو، کیونکہ فضول خرچ لوگوں کو اللہ پسند نہیں کرتا

Eat and drink (pure and right things) but waste not by excess for Allah loves not the wasters.

"شرک کرنے والے"

وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا (النساء:۱۱۶)

جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ تو گمراہی میں بہت دور نکل گیا

The person who joins other gods with Allah has strayed far, far away (from the right path).

"جھوٹے، حد سے بڑھنے والے"

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ (المومن:۲۸)

اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزر جانے والا اور کذاب ہو

Allah guides not one who transgresses and lies.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

THE CONCEPTION OF PIETY نیکی کا تصور

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لئے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے

It is not piety that you turn your faces towards East or West but (in fact) it is piety - to believe in Allah (He is alone the creator and owner of the whole Universe.) and the Last day (Everybody will be answerable for his actions) and the angels (they are servants of Allah) and the Book (the Quran and other books are sent from Allah) and the Messengers (All are truthful and honest)

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ، وَابْنَ السَّبِيْلِ، وَالسَّآئِلِيْنَ وَ فِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ، وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا، وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا، وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (البقرہ:۱۷۷)

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو اسے وفا کریں، اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں راستباز لوگ اور یہی متقی ہیں۔

(And truly pious is he who) Spends his substance - however much he himself may cherish it - upon his near of kin, and the orphans, and the needy, and the wayfares, and the beggars and for the freeing of human beings from bondage; and constant in prayer (five times a day) and renders the purifying dues; and (truly pious are) they who keep their promises whenever they promise, and are patient in misfortune and hardship and in time of peril: it is they that have proved themselvers true and it is they, who are conscious of Allah.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Good Behaviour with Parents والدین کے ساتھ حسن سلوک

''بندگی رب کے بعد بندوں میں سرفہرست خدمت خلق کا حق''

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَ بَالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (بنی اسرائیل:۲۳)

اور تمہارے رب نے حکم قطعی دے دیا ہے کہ (لوگو!) اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔

So your Lord has decreed (ordered) Do not worship any one but Him and be kind to your parents.

''بڑھاپے میں خدمت''

اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُ ھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا، فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْ ھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیمًا (بنی اسرائیل:۲۳)

(اے مخاطب) اگر والدین میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں تو ان کے آگے (اُف) ہوں بھی نہ کرنا، اور نہ انہیں جھڑکنا اور ان سے کچھ کہنا سننا تو ادب اور ملاطفت کے ساتھ ایسا کرنا۔

If one or both of them grow old in your presence, do not say even a little word of contempt to them nor repel them but address them in terms of honour and respect.

''نرم رویہ اور دُعا''

وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (بنی اسرائیل:۲۴)

اور محبت سے خاکساری کا پہلو ان کے آگے جھکائے رکھنا، اور (ان کے حق میں) دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! جس طرح انہوں نے مجھے میرے بچپن میں پالا پوسا اور میرے حال پر رحم کرتے رہے اس طرح تو بھی (اپنی رحمت) سے ان پر اپنے کرم کی بارش نازل فرما۔

And look after with kindness and love and say: "O Lord! have mercy on them as they nourished me when I was small.

''شرک کرنے پر مخالفت''

وَاِنْ جَاھَدٰکَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ، فَلَا تُطِعْھُمَا وَ صَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا (لقمان:۱۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم ہی نہیں (یعنی شرک کے معاملے میں ہرگز اطاعت نہ کرنا) تو ان کا کہنا نہ ماننا، البتہ دنیاوی معاملات میں ان سے بھلائی کے ساتھ رفاقت کرنا۔ (اسلام کی بلند تعلیمات ملاحظہ کیجئے)

If they try to force you to associate with Me, that of which you have no knowledge, Do not obey them. (However) Live with them honourably in this world (Consider high teachings of Islam.)

اولاد کے ساتھ حسن سلوک

NOBLE TREATMENT WITH CHILDREN

''زندگی کا حق''

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ (بنی اسرائیل:۳۱)

اور اپنی اولاد کو فقر وفاقہ کے خوف سے مار نہ ڈالا کرو

Do not kill you children for fear of Poverty.

''تعلیم وتربیت''

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَارًا (تحریم:٦)

اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔

O You who believe, save youselves and you families from the fire of (Hell)

''اولاد کو جامع نصائح''

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ، اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمان:١٣)

(یاد کرو) جب لقمانؑ اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا ''بیٹا، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(Remember) When Luqman advised his son: "O Son, do not associate any one with Allah;to associate others with Allah is a grievious wrong.

یٰبُنَیَّ اِنَّهَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ، اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ (لقمان:١٦)

اے میرے بیٹے برائی اگر رائی کے دانہ برابر ہو پھر وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسے لے آئے گا بے شک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے

O my son, whatsoever it may be, even though equal to a mustard seed in weight, or within a rock or in the sky or in the earth, Allah will bring it forth. Verily Allah is perceptive All Aware.

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ، اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (لقمان:۱۷)

بیٹا، نماز قائم کر، نیکی کا حکم دے، بدی سے منع کر اور جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کر اور یہ بڑے حوصلے کے کاموں میں سے ہے۔

O, my son! Be constant in prayer, enjoin what is just, and forbid what is wrong and bear with patience what befalls you. these are indeed acts of courage and perseverance.

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (لقمان:۱۸)

اور لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کر، نہ زمین میں اکڑ کر چل اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔

Do not hold men in contempt, and do not walk with pride on the earth, Verily Allah does not like the proud and boastful.

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ، اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (لقمان:۱۹)

اپنی چال میں اعتدال اختیار کر اور اپنی آواز ذرا پست رکھ (یہ شرف انسانیت کا تقاضا ہے) یاد رکھو! سب آوازوں سے زیادہ بری آواز گدھوں کی ہوتی ہے۔

And be moderate in your bearing and keep your voice low (due to your dignity) for, behold, the ugliest of all voices is the (loud) voice of asses.

''اولاد کیلئے دعا''

وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ، اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (الاحقاف:۱۵)

اے اللہ! میری اولاد کو نیک بنا کر مجھے سکھ دے میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور تابع فرمان (مسلم) بندوں میں سے ہوں۔

O Allah! Make my children also good to comfort me. I turn to you in penitence and I am of those who have surrendered to You (as Muslims).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Justice Shows Your Piety عدل سے تمہاری پرہیزگاری عیاں ہوتی ہے

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَانُ قَوْمٍ عَلَى اَلَّا تَعْدِلُوْا، اِعْدِلُوْا، هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى، وَاتَّقُوا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (المائدہ:۸)

اور (دیکھو) کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کردے کہ انصاف سے پھر جاؤ، عدل کیا کرو، یہی بات تقویٰ کے قریب تر ہے اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو، جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

And do not let the hatred of a people deviate you from justice;Be just: This is closest to piety and fear Allah. For Allah is well acquainted with all that you do.

The Most Respectable Person سب سے زیادہ عزت والا

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات:۱۳)

بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے

Verily, the most honoured of you in the sight of Allah is (he who is) the most righteous of you.

The Benefit of Good or Evil نیکی اور بدی کا فائدہ

اِنْ اَحْسَنْتُمْ، اَحْسَنْتُمْ لِاَ نْفُسِكُمْ، وَاِنْ اَسَاْتُمْ، فَلَهَا، (بنی اسرائیل:۷)

دیکھو! تم نے بھلائی کی تو خود اپنے ہی لئے بھلائی کی اور اگر برائی کی تو اس کا وبال بھی تم ہی پر ہوگا۔

If you do good, you will do so for your own good, if you do ill, you will do it for your own loss.

The Secret of Success کامیابی کا راز

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا، وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا (الشمس:۹)

کامیاب ہوا جس نے نفس کا تزکیہ کیا (قرآن کی روشنی میں) اور نامراد ہوگا جس نے اسے گھٹیا بنایا (خواہشات نفس سے)۔

Truly he Succeeds that Purifies it (in the light of Quran) and he fails

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

that corrupts it (with his wrong wishes).

Deliver Trust to the entitled امانت اس کے حقدار کو پہنچا دو

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (النساء:۵۸)

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو (مال و دولت یا عہدہ و حکومت وغیرہ)

Behold! Allah bids you to deliver all that you have been entrusted with unto those who are entitled thereto.

Grieve Not جو چیز ہاتھ نہ آئے اس پر غم نہ کرو

لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ (الحدید:۲۳)

جو تمہیں مل نہ سکے، اس پر غم نہ کرو

You grieve not for what you missed.

Rejoice Not جو چیز مل جائے اس پر اتراؤ نہیں

وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ (الحدید:۲۳)

اور جو اللہ تمہیں دے اس پر اترایا نہ کرو۔

And rejoice not at what you received.

Covet Not ہوس نہ کرو

لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ (النساء:۳۲)

اور جو اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے تو اس کی ہوس نہ کرو (بلکہ جو تمہیں دیا ہے اس پر قناعت کرو اور راضی ہو جاؤ)

And do not covet what Allah has given some of you more than others.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Eat not Wrongfully ناحق مال نہ کھاؤ

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرہ:۱۸۸)

اور آپس میں ایکدوسرے کا مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ (حرام ذرائع، رشوت، دھوکہ، غبن، ڈاکہ وغیرہ)۔

And Devour not one another's possessions wrongfully (by unjust means)

Usury is not lawful سود مت کھاؤ

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰو (البقرہ:۲۷۵)

اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔

Allah has permitted trade and forbidden usury.

Cooperation and Non-cooperation تعاون کہاں اور کہاں نہیں

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى، وَلَاتَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ:۲)

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو گناہ اور سرکشی کے کاموں میں تعاون نہ کیا کرو۔

Cooperate with all in what is good and pious but do not cooperate in what is sinful and wicked.

Marriage - a right way. نکاح-زندگی کا صحیح راستہ

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ، فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا، فَوَاحِدَةً (النساء:۳)

تم اپنی پسند سے (زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر (تم پر لازم ہے) کہ ایک ہی بیوی کرو۔

Marry woman of your choice (such as are lawful to you) two, or three or four, but if you have reason to fear that you might not be able to treat them with equal fairness, then (only) one.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Fornication - a wrong way زنا-زندگی کا غلط راستہ ہے

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً، وَسَآءَ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل:۳۲)

زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو، وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ ہے۔

And do not go near fornication, as it is immoral and an evil way (opening the road to other evils)

Life is a test یہ زندگی امتحان ہے

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (الملک:۲)

اللہ نے موت وحیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے

Allah created death and life that He may try you to see which of you is best in deeds.

Those who struggle find way جو کوشش کرتے ہیں انہیں راہ ملتی ہے

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (العنکبوت:۶۹)

جو لوگ ہماری خاطر مجاہدہ کریں گے انہیں ہم اپنے راستے (سچائی کے) ضرور بضرور دکھائیں گے اور یقیناً اللہ نیکوں کاروں ہی کے ساتھ ہے۔

And those who strive in our (cause) ...... we will certainly guide them to our Paths: for verily, Allah is with those who do right.

Record of every good and bad action ہر چھوٹی بڑی نیکی یا بدی وہاں درج ہوتی ہے

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ، وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (الزلزال:۷-۸)

جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بدی کی ہوگی (وہ بھی) اسے دیکھ لے گا۔

Whosoever has done even an atom's weight of good will see it, And whosoever has done even an atom's weight of evil will see it.

The short cut of Success کامیابی کا مختصر ترین راستہ

وَالْعَصْرِ (۱) اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ (۲) اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ، وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (۳) [العصر]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمانے کی قسم (یعنی زمانہ انسانوں کے اعمال پر گواہ ہے) انسان درحقیقت خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

By the time. (Consider the flight of time!) Lo! man is in a state of loss, Except such as have faith (in Allah) and do good and enjoin truth on one another and enjoin one another to bear with fortitude (the trials that befall in the way of Allah).

The way of successful people — یہ راستہ کن لوگوں کا ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ، صِرٰطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ:۶-۷)

(اے اللہ) ہمیں صراط مستقیم پر استقامت عطا فرما، ان کی راہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔

(O, Allah) Guide us to the path that is straight (which leads to paradise). The Path of those you have blessed.

Who are rewarded people — اللہ نے کن لوگوں پر انعام کیا؟

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النساء:۶۹)

جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔

And whosoever obeys Allah and the Messenger, shall be with those whom Allah has blessed -- the Prophets, the truthful, the martyrs and the righteous: what excellent companions that one may have!

مسلمان آپس میں کیسے رہیں؟

How do Muslims live with one another

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (ال عمران:۱۰۳)

(مسلمانو!) سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(O Muslims!) Held on firmly together to the rope of Allah (The Quran) and be not divided among yourselves

Brotherhood among the Muslims مسلمان کے درمیان بھائی چارہ

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ (الحجرات:۱۰)

مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان صلح وصفائی قائم رکھو

The faithful are surely brothers; Hence (when ever they are at Odds) restore friendship among them

Strong and kind وہ آپس میں رحمدل اور دشمنوں پر بھاری ہیں

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:۲۹)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کفار پر سخت ہیں (میدان جنگ میں) اور آپس میں رحمدل ہیں۔

Muhammad (Peace be upon him) is the prophet of Allah; and those who are with him are severe with infidels (in the battle field but compassionate among themselves.

Those Who Split up their religion? تفریق ڈالنے والوں کا انجام

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ، إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللّٰهِ، ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (الانعام:۱۵۹)

جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقوں اور ٹولیوں میں بٹ گئے، یقیناً آپ کا ان سے کچھ واسطہ نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے، وہی ان کو بتائے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔

You have nothing to do with those, who split up their religion and become different sects. Their case rests with Allah and He Himself will let them know (on the day of Judgement).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

The Honour of Human Life انسانی جان کی حرمت

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا (المائدہ:۳۲)

جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا، اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔

Whosoever kills a human being except (as punishment) for murder or for spreading corruption in the land, it shall be like killing all humanity, and whosoever saves a life, saves the entire human race.

The Person who kills a Muslim? مسلمان کو قتل کرنے والے کا انجام

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا (النساء:۹۳)

اور جو شخص کسی مومن کو عمداً (جان بوجھ کر) قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

Anyone who kills a believer intentionally will be cast into Hell to abide there for ever, and the wrath and the curse of Allah are upon him, and a dreadful penalty is prepared for him.

The Responsibilities of Islamic State اسلامی حکومت کی ذمہ داری

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (الحج:۴۱)

وہ لوگ جنہیں اللہ زمین پر اقتدار بخشے تو وہ نماز قائم کریں گے زکوٰۃ کا نظام نافذ کریں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

(They are) Those who, if we establish them in the land, will establish regular prayer (five times a day) and will establish the

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

system of Zakat (charity) enjoin the right and forbid wrong. With Allah rests the end and decision of all affairs.

A Painful Punishment فحاشی پھیلانے والوں کا انجام

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ (النور:۱۹)

جولوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں میں بے حیائی کی اشاعت ہو، ان کے لئے دنیا اور آخرت میں المناک عذاب ہے۔

There is painful punishment in this world and the next for those who like that immorality should spread among the believers.

The Duty of the Muslim Nation امت مسلمہ کی ذمہ داری

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (ال عمران:۱۱۰)

اب دنیا میں وہ بہترین امت تم ہو جسے انسانوں کی صلاح وفلاح کیلئے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

You are indeed the best community that has ever been brought forth for the good on mankind, you enjoin what is right and forbid what is wrong and you believe in Allah.

A Constant war with Satan شیطان سے جنگ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً، وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ، اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (البقرہ:۲۰۸)

مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو، وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے۔

O you who believe. Enter into Islam Wholeheartedly (by Obeying all the rules and the regulations of Islam) and follow not Satan's footsteps, for, verily, he is your open foe.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیطان تمہیں تنگدستی کا خوف اور بے حیائی کا ڈر دلاتا ہے

What Satan Wishes and what Allah wishes

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ، وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا، وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرہ:۲۶۸)

شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے (کہ انفاق فی سبیل اللہ سے تنگدست ہو جاؤ گے) اور تمہیں فحش کام کرنے کا حکم دیتا ہے جبکہ اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے۔

Satan threatens you with the prospect of poverty (you will become poor by spending in the way of Allah) and orders you (to commit) shameful acts but Allah promises His pardon and grace (no doubt) Allah is bounteous and all knowing.

The true servants of the most Gracious رحمٰن کے بندے

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا

رحمٰن کے (حقیقی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں۔

The (true) sevants of the Most gracious are (only) they who walk gently on earth.

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان:۶۳)

اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام (یعنی الگ ہو جاتے ہیں)۔

Whenever the foolish address them, reply with (words of) peace.

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا (الفرقان:۶۴)

جو اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔

And those who spend their nights bowed and Standing before their Lord;

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ، اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ○ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا (الفرقان:۶۵-۶۶)

اور جو اپنے رب کے حضور اس طرح دعا کرتے رہتے ہیں "اے ہمارے رب! جہنم کے عذاب سے ہمیں بچائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھ، کیونکہ اس کا عذاب ٹلنے والا نہیں ہے، بلاشبہ وہ جائے قرار بھی بری ہے اور مقام بھی برا ہے۔

And who pray: "O our Sustainer! Avert from us the suffering of hell - for, verily, the suffering caused by it is bound to be a torment dire. Verily, how evil an abode and a station!

وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَنفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (الفرقان:٦٧)

وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل، بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔

Who, when they spend, are neither extravagant nor miserly but keep the golden mean between the two extremes.

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ، وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ○ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا (الفرقان:٦٨-٦٩)

جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں...... یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا اور قیامت کے روز اسے مکرر عذاب دیا جائے گا۔

Who do not invoke any god but Allah nor kill a soul, which Allah has forbidden, unjustly, nor commit adultery. He who does this shall be punished for his sin, and his torment shall be doubled on the day of judgement, and he shall abide in state of disgrace.

إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صٰلِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صٰلِحًا فَإِنَّهُ يَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مَتَابًا (الفرقان:٧٠-٧١)

مگر یہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد) توبہ کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو، ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں میں بدل دے گا اور بڑا غفور رحیم ہے، جو شخص توبہ کر کے نیک عملی اختیار کرتا ہے، وہ اللہ کی طرف پلٹ آتا ہے، جیسا کہ پلٹنے کا حق ہے۔

Except those who repent and come to believe and do the right, for whom Allah will turn evil into goodness for Allah is forgiving and kind. Whosoever repents and does the right will have turned back to Allah.

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ، وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان:٧٢)

اور (رحمٰن کے بندے) وہ ہیں جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے اور کسی لغو پر ان کا گزر ہو جائے تو شریف آدمیوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح گزر جاتے ہیں۔

(And the true servants of the Most Gracious) Are those who do not give false evidence and if they come across unbecoming talk, ignore it and pass by in a sedate way.

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا (الفرقان:۷۳)

اور جنہیں اگر ان کے رب کی آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں رہ جاتے۔

Who, when reminded of their Lord's revelations, do not fall for them like the dead and blind.

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:۷۴)

اور جو دعائیں مانگا کرتے ہیں "اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا۔

And those who say: "O Lord, give us comfort in our wives and children, and give us (the grace) to lead the righteous.

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا (الفرقان:۷۵-۷۶)

یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے صبر کا پھل منزل بلند کی شکل میں پائیں گے آداب و تسلیمات سے ان کا استقبال ہوگا، وہ ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے، کیا ہی اچھی جائے قرار اور قیام ہے۔

Those are the people who will be rewarded with the highest place in heaven, because of their Patient constancy. Therein shall they be met with salutations and peace.

Some other attributes of the Believers — مومنین کی چند اوصاف

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ، وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (الاحزاب:۳۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالیقین جو مرد اور عورتیں مسلم ہیں، مومن ہیں، مطیع فرمان ہیں، راست باز ہیں، صابر ہیں، اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں، صدقہ دینے والے ہیں، روزہ رکھنے والے ہیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں، اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔

Most Surely the men and the women who have surrendered themselves to Allah; who are believing, obedient, truthful and patient; who bow down before Allah, practise charity, Observe the fasts, guard their Private parts and remember Allah much; Allah has Prepared for them forgiveness and a great reward.

سیدالانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ مسلمانوں کے لئے نمونہ ہے

The Benefactor of mankind - Muhammad (Peace be upon him)

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:۲۱)

تمہارے لئے اللہ کے رسول (ﷺ) (کی ذات) بہترین نمونہ ہے۔

There is indeed the best model (to spend a good life) for you in the Massenger of Allah.

''وہ تو نسل انسانیت کے لئے رسول ﷺ ہیں''

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف:۱۵۸)

(کہہ دیجئے) کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

O Muhammad, Say, "O mankind! I am a Messenger to all of you from Allah.

''وہ اخلاق کی بلندی پر فائز ہیں''

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:۴)

اور بیشک آپ اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہیں۔

You are verily born of sublime nature.

''اللہ اور اس کے فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں''

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب:۵۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو۔

Allah and His angels shower their belessings on the Prophet. O, believers, you shold also send you belessings on him.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

شیخ عمر فاروق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن فہمی کے آداب

............تفہیم القرآن اور تدبر قرآن کی روشنی میں............

1- سب سے ضروری بات تو یہ ہے کہ قرآن کو کھلے ذہن سے پڑھا جائے۔ یعنی اس کو پڑھنے سے پہلے تمام خیالات و نظریات سے ذہن کو صاف کر لیا جائے۔ اس کے بعد جو بھی شخص قرآن کو مطالب و معانی کے ساتھ پڑھے گا تو اس پر قرآن کا صحیح فہم خود ہی واضح ہوتا چلا جائے گا۔ سید مودودی کے الفاظ میں ''اگر وہ اس کتاب کو فی الواقع سمجھنا چاہتا ہے تو اولین کام یہ کرنا چاہئے کہ اپنے ذہن کو پہلے سے قائم کئے ہوئے تصورات اور نظریات سے اور موافقانہ یا مخالفانہ اغراض سے جس حد تک ممکن ہو خالی کر لے اور سمجھنے کا خالص مقصد لے کر کھلے دل سے اس کو پڑھنا شروع کرے۔ جو لوگ چند مخصوص قسم کے خیالات ذہن میں لے کر اس کتاب کو پڑھتے ہیں وہ اس کی سطروں کے درمیان اپنے ہی خیالات پڑھتے چلے جاتے ہیں''۔

یہ عام تجربہ ہے کہ مدارس کے طلبہ کا قرآن پڑھنے سے پہلے ہی ایک خاص ذہن بنا دیا جاتا ہے اس لئے وہ قرآن کی اصل روح سے آشنا نہیں ہو پاتے بلکہ اس سے اپنے مطلب کی اختلافی باتیں اخذ کرنے پر ساری توجہ صرف کرتے ہیں۔ الحمدللہ تعلیم یافتہ طبقہ اور اسلامی تحریک کے کارکنوں میں ایسی کوئی صورتحال نہیں پائی جاتی، ان کے لئے آسان طریقہ ہے کہ کھلے ذہن کے ساتھ اس کو کلام الٰہی سمجھ کر پڑھیں اور اپنی زندگی کے مسائل کے حوالے سے اس میں ہدایت تلاش کریں۔ ان شاء اللہ تمام مشکلات کا حل خود ہی ملتا چلا جائے گا۔

2- قرآن فہمی کے لئے ضروری ہے کہ کتاب اللہ کی زبان یعنی عربی سے آپ کو واقفیت ہو۔ عربی کی بنیادی گرائمر سمجھے بغیر قرآن کو سمجھا نہیں جا سکتا۔ سید مودودیؒ کے الفاظ میں ''قرآن کو بار بار پڑھنا چاہئے۔ ہر مرتبہ ایک خاص ڈھنگ کے ساتھ پڑھنا چاہئے اور ایک طالب علم کی طرح پنسل اور کاپی ساتھ لے کر بیٹھنا چاہئے تا کہ ضروری نکات نوٹ کرتا چلا جائے...... اس ابتدائی مطالعے کے دوران میں وہ قرآن کے پورے منظر پر ایک جامع نظر حاصل کرنے کی کوشش کرے......اس طرح قرآن پر ایک جامع نظر حاصل کرنے کے بعد تفصیلی مطالعہ کی ابتدا کرنی چاہئے۔ اس سلسلے میں ناظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو تعلیمات قرآن کا ایک ایک پہلو ذہن نشین کر کے نوٹ کرتے جانا چاہئے"۔

مولانا امین احسن اصلاحی فہم قرآن کے داخلی وسائل کے عنوان سے لکھتے ہیں" قرآن کی زبان عربی ہے اور عربی بھی وہ جو فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے معجزے کی حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ جن و بشر میں سے کسی کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ اس کے مثل کلام پیش کر سکے...... اس درجے و مرتبے کے کلام کے زور و اثر اور اس کی خوبیوں اور لطافتوں کا اگر کوئی شخص اندازہ کرنا چاہے تو یہ کام ظاہر ہے کہ وہ اس کے ترجموں، اس کی تفسیروں اور اس کی لغتوں کے ذریعے سے نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کے لئے اس کو اس زبان کا ذوق پیدا کرنا پڑے گا، جس میں وہ کلام ہے"۔

3- ایک اور اہم چیز نیت کی پاکیزگی ہے، نیت کی پاکیزگی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی قرآن مجید کو صرف ہدایت کے لئے پڑھے۔ کسی اور غرض کو سامنے رکھ کے نہ پڑھے۔ اگر طلب ہدایت کے سوا آدمی کے سامنے اور کوئی غرض ہوگی تو وہ نہ صرف قرآن کے فیض سے ہی محروم رہے گا بلکہ اندیشہ اس بات کا بھی ہے کہ قرآن سے جتنا دور وہ اب تک رہا ہے اس سے بھی کچھ زیادہ دور ہٹ جائے...... قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا صحیفہ بنا کر اتارا ہے اور ہر آدمی کے اندر طلب ہدایت کا داعیہ ودیعت فرمایا ہے۔ اس داعیے کے تحت آدمی قرآن مجید کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ بقدر کوشش اور بقدر توفیق الٰہی اس سے فیض پاتا ہے۔

4- قرآن مجید کو ایک اعلیٰ اور برتر کلام مان کر اس پر غور کیا جائے اور اس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ اگر دل میں قرآن مجید کی عظمت واہمیت نہ ہو تو آدمی اس کو سمجھنے اور اس کے حقائق و معارف دریافت کرنے پر وہ محنت صرف نہیں کر سکتا جو اس کے خزائن حکمت سے مستفید ہونے کے لئے ضروری ہے۔ اگر کسی رقبہ زمین کے متعلق یہ علم ہو کہ وہاں سے سونا نکلتا ہے اور کسی زمانے میں اس سے کافی سونا نکل چکا ہے تو توقع یہی کی جاتی ہے کہ اگر کھدائی کی جائے تو یہاں سے سونا ہی نکلے گا اور اس پر اسی حیثیت اور اعتبار سے محنت کی جاتی ہے۔

بظاہر یہ بات بعض لوگوں کو کچھ عجیب سی معلوم ہوگی کہ ایک کتاب کے متعلق اس کے سمجھنے سے پہلے یہ حسن ظن قائم کر لیا جائے کہ وہ نہایت ہی عظیم اور برتر کتاب ہے لیکن غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ قرآن کے متعلق یہ پیشگی حسن ظن کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ قرآن مجید اپنے پیچھے عظیم تاریخ رکھتا ہے۔ کوئی شخص اس کتاب پر ایمان رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو لیکن اس حقیقت سے وہ انکار نہیں کر سکتا کہ جتنا بڑا انقلاب دنیا میں اس کتاب نے برپا کیا ہے اتنا بڑا انقلاب کسی کتاب نے بھی برپا نہیں کیا۔ اس نے دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک انسانی زندگی کے ہر گوشے کو نہایت گہرے طور پر متاثر کیا ہے۔ اس کتاب میں کیا جادو پوشیدہ ہے کہ عربوں کی قوم، جس کو اونٹ چرانے کے علاوہ اور کسی بات کا بھی سلیقہ نہ تھا، اس قرآن کو پڑھ کر دفعتاً شتربانی کے درجے سے ترقی کر کے جہاں بانی کے مرتبے پر پہنچ گئی۔

5- قرآن حکیم سے صحیح استفادے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی کے اندر قرآن مجید کے تقاضوں کے مطابق، اپنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظاہر و باطن کو بدلنے کا مضبوط ارادہ موجود ہو۔ ایک شخص جب قرآن مجید کو گہری نگاہ سے پڑھتا ہے تو وہ ہر قدم پر یہ محسوس کرتا ہے کہ قرآن کے تقاضے اور مطالبے اس کی اپنی خواہشوں اور چاہتوں سے بالکل مختلف ہیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ اس کے تصورات ونظریات بھی قرآن سے بالکل الگ ہیں۔ اس کے معاملات وتعلقات بھی قرآن کی مقرر کردہ حدود سے ہٹے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے باطن کو بھی قرآن سے دور پاتا ہے اور اپنے ظاہر کو بھی اس سے بالکل منحرف دیکھتا ہے۔ اس فرق و اختلاف کو محسوس کر کے ایک صاحب عزم اور حق طلب آدمی تو یہ فیصلہ کرتا ہے کہ خواہ کچھ ہو میں اپنے آپ کو تا حد امکان قرآن کے مطالبات کے مطابق بنانے کی کوشش کرونگا۔ وہ ہر قسم کی قربانیاں دے کر، ہر طرح کے مصائب جھیل کر، ہر نوع کی ناگواریاں برداشت کر کے اپنے آپ کو قرآن کے مطابق بنانے کی کوشش کرتا ہے اور اپنی نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی توفیق پاتا ہے...... کامیابی اور فلاح کی راہ صرف یہ ہے کہ آدمی قرآن کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرے اور اس کے لئے ہر قربانی پر آمادہ ہو جائے۔ کچھ عرصے تک اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے اس ارادے کی آزمائش ہوتی ہے۔ اگر آدمی اس آزمائش میں اپنے آپ کو مضبوط ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر اس کے لئے کامرانی کی راہیں کھلنی شروع ہو جاتی ہیں۔

6- قرآن حکیم سے استفادے کے لئے ایک اور شرط تدبر ہے۔ اس شرط کا ذکر قرآن مجید نے خود بار بار کیا ہے۔ (افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالھا ...... کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا دلوں پر تالے چڑھے ہوئے ہیں) صحابہ کرامؓ جو قرآن کے اولین مخاطب تھے وہ قرآن کو برابر تدبر کے ساتھ پڑھتے تھے اور جو لوگ جتنا زیادہ تدبر کرتے تھے وہ اتنے ہی قرآن کے فہم میں ممتاز تھے۔ بعض صحابہؓ نے خود اپنے بارے میں یہ شہادت دی ہے کہ انہوں نے سورۃ بقرہ پر پورے آٹھ سال صرف کئے۔ صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید کے مطالعے کے لئے گروپ بھی قائم کئے تھے جن میں اہل ذوق حضرات اکٹھے ہو کر اجتماعی مطالعہ کرتے تھے تا کہ ایک دوسرے کے فکر و تدبر سے استفادہ کر سکیں۔ اس طرح کی کلاسز اور کورسز سے نبی پاک ﷺ کو خاص دلچسپی تھی اور روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کورسز کو آپ ﷺ ذکر کے حلقوں پر بھی ترجیح دیتے تھے۔ بعد میں خلفائے راشدین خصوصاً حضرت عمرؓ اس قسم کی کلاسز اور قرآن مجید کے ماہرین سے نہایت گہری دلچسپی لیتے رہے۔

محض تبرک کے طور پر الفاظ کی تلاوت کر لینا اور معانی کی طرف دھیان نہ کرنا صحابہ کرامؓ کا طریقہ کار نہیں ہے۔ یہ طریقہ تو اس وقت سے رائج ہوا ہے جب لوگوں نے قرآن مجید کو ایک صحیفہ ہدایت کے بجائے محض حصول برکت کی ایک کتاب سمجھنا شروع کر دیا۔ جب زندگی کے مسائل سے قرآن عظیم کا تعلق صرف اس قدر رہ گیا کہ دم نزع اس کے ذریعے سے جان کنی کی سختیوں کو آسان کیا جائے اور مرنے کے بعد اس کے ذریعے سے میت کو ایصال ثواب کیا جائے۔

دنیا کی شاید ہی کوئی کتاب ہو جس نے قرآن حکیم سے زیادہ اس بات پر زور دیا ہو کہ اس کا حقیقی فائدہ اسی صورت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں حاصل کیا جاسکتا ہے جب اس کو پورے غور وتدبر سے پڑھا جائے لیکن یہ عجیب ماجرا ہے کہ یہی ایک کتاب ہے جو ہمیشہ آنکھیں بند کر کے پڑھی جاتی ہے۔ معمولی سے معمولی کتاب بھی پڑھنے کے لئے لوگ کھولتے ہیں تو اس کے لئے سب سے پہلے اپنے دماغ کو حاضر کرتے ہیں لیکن قرآن کے ساتھ لوگوں کی یہ انوکھی روش ہے کہ جب اس کو پڑھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو بالعموم سب سے پہلے اپنے دماغ پر پٹی باندھ لیتے ہیں (تدبر قرآن از مولانا امین احسن اصلاحیؒ)

7- سید مودودیؒ کے الفاظ میں...... ''فہم قرآن کی ان ساری تدبیروں کے باوجود آدی روح قرآن سے پوری طرح آشنا نہیں ہونے پاتا جب کہ عملاً وہ کام نہ کرے جس کے لئے قرآن آیا ہے۔ یہ محض نظریات اور خیالات کی کتاب نہیں کہ آپ آرام سے کرسی پر بیٹھ کر اسے پڑھیں اور اس کی ساری باتیں سمجھ جائیں۔ یہ دنیا کے عام تصور مذہب کے مطابق ایک نری مذہبی کتاب بھی نہیں ہے کہ مدرسے اور خانقاہ میں اس کے سارے رموز حل کر لئے جائیں۔ جیسا کہ آغاز میں بتایا جاچکا ہے یہ ایک دعوت اور تحریک کی کتاب ہے اس نے آتے ہی ایک خاموش طبع اور نیک نام انسان کو گوشہ عزلت سے نکال کر خدا سے پھری ہوئی دنیا کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔ باطل کے خلاف اس سے آواز اٹھوائی اور اس وقت کے علمبرداران کفر و فسق وضلالت سے اس کو لڑا دیا...... اب بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ سرے سے نزاع کفر و دین اور معرکہ اسلام و جاہلیت کے میدان میں قدم ہی نہ رکھیں اور اس کشمکش کی کسی منزل سے گزرنے کا آپ کو اتفاق ہی نہ ہو اور پھر محض قرآن کے الفاظ پڑھ پڑھ کر اس کی ساری حقیقتیں آپ کے سامنے بے نقاب ہو جائیں۔ اسے تو پوری طرح آپ اسی وقت سمجھ سکتے ہیں جب اسے لے کر اٹھیں اور دعوت الی اللہ کا کام شروع کر دیں اور جس طرح یہ کتاب ہدایت دیتی جائے اسی طرح قدم اٹھاتے جائیں۔ تب وہ سارے تجربات آپ کو پیش آئیں گے جو نزول قرآن کے وقت پیش آئے تھے...... جس جس منزل سے آپ گزرتے جائیں گے، قرآن کی کچھ آیتیں اور سورتیں خود سامنے آ کر آپ کو بتاتی جائیں گی کہ وہ اس منزل میں اتری تھیں اور یہ ہدایت لے کر آئی تھیں''۔ اس راستے پر چل کر ہی قرآن کو سمجھا جاسکتا ہے۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کا فہم عام کرنے کے لئے لائحہ عمل

قرآن مجید اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے جو اس نے اپنے بندوں کو عطا فرمائی ہے۔ ہم مسلمان بڑے خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عظیم نعمت ہمارے سپرد فرمائی ہے۔ اس کی متبادل، دنیا کی کوئی اور نعمت نہیں ہو سکتی۔ یہ بات ہمارے دل و دماغ میں جاگزیں ہو جائے تو ہمارے لئے قرآن فہمی کی منزلیں خود ہی آسان ہوتی چلی جائیں گی۔ ذیل میں چند ایسے اصحاب کی تحریریں پیش کر رہے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کا بڑا حصہ قرآن فہمی کو عام کرنے کے لئے لگایا۔ اس سے آپ کو بہترین رہنمائی مل سکے گی۔

خرم مرادؒ

''قرآن کریم کا پہلا حق یہ ہے کہ اس کو ہم خود سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ ہم پر اس کا دوسرا حق یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے اسے بیان کریں اور پیش کریں۔ جب روشنی آتی ہے تو اس لئے نہیں آتی کہ اس کے اوپر آدمی پردہ اور کمبل ڈال دے۔ روشنی آتی ہی اس لئے ہے کہ وہ اپنے ماحول کو روشن کر دے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اس لئے آئی ہے کہ انسانوں کو صحیح راستہ بتائے۔ اس لئے نہیں آئی کہ وہ لپیٹ کر جزدانی میں رکھ دی جائے یا ڈرائنگ روم کی شیلف میں سجادی جائے یا گاہے گاہے اس کی تلاوت کر لی جائے۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب ہمارے پاس موجود ہے۔ ہماری عظمت و سربلندی کے سارے خزانے اس میں پوشیدہ ہیں۔ کامیابی کی ساری کنجیاں اس کے دامن میں ہیں۔ کامرانی کے سارے دروازے اسی کے اندر ہیں۔ کامرانی، نجات، سکون اور مغفرت کا اس کے باہر کوئی دروازہ نہیں۔ ہم ہر روز صبح اخبار پڑھتے ہیں اور قوم کی حالت زار پر روتے ہیں اور مرثیہ پڑھتے ہیں لیکن میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ صرف ایک ہی نسخہ ہے جو ہمارے ملی اور قومی امراض کا علاج ہے اور وہ ہے قرآن مجید!''

محترم خرم مراد صاحب اس مقصد کے لئے ایک نہایت ہی آسان طریقہ قرآن سمجھنے کا بتاتے ہیں۔ اس طریقے پر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

عمل کرنے سے گھر کا ہر فرد قرآن سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔" آپ قرآن پاک کا کوئی آسان ترجمہ لے لیں اور یہ ارادہ کر لیں کہ چوبیس گھنٹے کا دن جسے آپ کاروبار، روزگار اور بیوی بچوں میں لگاتے ہیں، اس میں سے پانچ منٹ، روزانہ اس بات پر لگائیں گے کہ قرآن مجید کی صرف تین آیات ترجمے سے پڑھ لیں اگر پڑھنا نہ جانتے ہوں تو کسی سے سن لیں۔ اس طرح چار پانچ سال میں پورا قرآن ختم ہو جائے گا۔ یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے، اگرچہ آج یہ کام بہت مشکل لگتا ہے کہ پورا قرآن پڑھا جائے لیکن ارادے سے اور عزم سے، تہیہ کر کے روزانہ پانچ منٹ صرف تین قرآنی آیات اس طرح سے پڑھی جائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے بات کر رہا ہے تو چند ہی روز میں اس کی لذت اور اس کا کیف آپ کو خود ابھارے گا کہ آپ اس کو ڈوب کر پڑھیں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب ہمارے لئے اتاری ہے وہ ہم سے بار بار کہہ رہا ہے کہ میں نے تمہارے لئے یہ کتاب اتاری ہے۔ وہ ہم سے کلام کر رہا ہے..... اگر ہم روزانہ اس کے کلام کے ساتھ صرف پانچ منٹ صرف کر دیں، اس کی صحبت میں لپک کر جائیں اور ارادہ کر لیں کہ روزانہ کم از کم تین آیات پڑھیں گے اور اس کے مطابق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کریں گے تو پانچ سال میں قرآن مجید مکمل ہو جائے گا اور یہ بڑا کام ہو جائے گا۔ اگر قرآن مجید کا مفہوم اور ترجمہ اس قوم کے ہر فرد تک پہنچ جائے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کی حالت نہ بدل جائے۔

محض اپنی اصلاح سے بھی بات نہیں بنے گی۔ یہ کتاب آپ کو اس لئے دی گئی تھی کہ آپ اسے لے کر کھڑے ہوں اور اسے دوسروں تک پہنچائیں۔ کبھی غور کیجئے، غار حرا سے لے کر اس وقت تک، جب آنحضرت ﷺ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی، اس وقت تک آپ ﷺ کے دن رات کسی کام میں صرف ہوتے تھے؟ پھر آپ ﷺ صبح، شام، رات، دن، مکہ کی گلیوں میں اور طائف کی وادی میں، مدینہ اور مسجد نبوی میں، اپنے حجرے کے اندر بیٹھ کر، میدان جنگ میں فوجیں لے جا کر کیا کام کر رہے تھے۔ آپ ﷺ صرف اللہ کے دین کی دعوت پہنچا رہے تھے اور اس کے لئے جہاد کر رہے تھے۔ اس عمل کے بغیر قرآن کو سمجھنے کا کام مکمل نہیں ہو سکتا۔

حافظ محمد ادریس

شہدائے اسلام فاؤنڈیشن کے چیئرمین اور پنجاب یونیورسٹی یونین کے سابق صدر حافظ محمد ادریس کہتے ہیں کہ قرآن مجید انسان کا دستور حیات ہے۔ یہ مسلمانوں کا سرمایہ افتخار ہے۔ اس کی تعلیمات کو عام کرنا جہاد ہے۔ اسی سے انقلاب آئے گا۔ حافظ محمد ادریس صاحب کے خیال میں فہم قرآن کو عام کرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔

1- گھروں کے اندر افراد خانہ کے روزانہ مختصر درس، صبح یا رات کو اپنی سہولت کے مطابق رکھ لئے جائیں۔ بچوں کو اور خواتین کو بھی قرآن فہمی کے اس پروگرام میں شامل کیا جائے۔

2- درس قرآن کی عام فہم کتابیں مرتب کی جائیں۔ مساجد میں صبح یا شام چند صفحات پڑھے جائیں اور جہاں ضروری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو وہاں تشریح کی جائے۔

3- ماہ رمضان میں نماز تراویح میں پڑھی جانے والی منزل کا خلاصہ پیش کیا جائے۔

4- شہر شہر، قریہ قریہ تعلیم یافتہ افراد کیلئے قرآن کورسز کا اہتمام کیا جائے، تفاسیر کا تعارف، عربی زبان سے واقفیت اور قرآن کا ترجمہ پڑھانے کا اہتمام کیا جائے۔

5- عام تعلیمی اداروں اور سرکاری تعلیمی اداروں میں اساتذہ اور طلبہ کے لئے عام فہم دینی کورسز ان اداروں کی انتظامیہ کے مشورے اور تعاون سے منظم کئے جائیں۔

6- طلبہ اور نوجوانوں کے درمیان وقتاً فوقتاً قرآن فہمی کے سلسلے میں تحریری وزبانی مقابلے کرائے جائیں۔ نوجوانوں کے لئے مختلف مقامات پر قرآن کوئز پروگرام مرتب کئے جائیں۔

7- قرآن مجید کو صحیح تجوید کے ساتھ پڑھنے کے لئے بچوں، بالغوں، خواتین، عام شہریوں، تعلیم یافتہ لوگوں کو متوجہ کیا جائے اور ان کے لئے خصوصی کورسز کا اہتمام کیا جائے۔

8- قرآن فہمی کا اولین قدم ناظرہ پڑھنا ہے۔ جن لوگوں نے قرآن مجید نہیں پڑھا ہے ان کو پڑھنے کی طرف مائل کیا جائے اور ان کے لئے قرآن پڑھنے کے آسان مواقع فراہم کئے جائیں۔

9- اسلامی جمعیت طلبہ، تنظیم اساتذہ، جمعیت طلبہ عربیہ، شباب ملی اور شعبہ خواتین دیہات میں قرآن پڑھانے کے لئے خصوصی پروگرام ترتیب دیں۔

10- اللہ تعالیٰ کا مملکت خداداد پاکستان کے باشندوں پر یہ خاص احسان ہے کہ جابجا ایسے ادارے قائم ہو رہے ہیں جن کا نصب العین صرف قرآن فہمی ہے۔ قرآن ہاؤس، قرآن انسٹیٹیوٹ، دارالفرقان، دارارقم، انجمن خدام القرآن، قرآن اکیڈمی، قرآن آسان تحریک، قرآن کالج، الفجر ٹرسٹ وغیرہ ایسے اداراں میں شامل ہیں جو محض رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر لوگوں کو دین کے علم کی طرف بلا رہے ہیں۔ پاکستان کے عوام کی بڑی تعداد تقاضا کر رہی ہے کہ بڑی تعداد میں ایسے ادارے جابجا قائم ہوں۔

پروفیسر عرفان احمد

دارارقم کے پروفیسر عرفان احمد قرآن فہمی کے حوالے سے جائزہ لینے کے بعد لکھتے ہیں ''قرآن وسنت کی طرف رجوع کے جتنے عملی طریقے اس وقت مسلم معاشروں اور خاص طور پر پاکستان میں جاری ہیں سارے ہی قابل قدر اور لائق تحسین ہیں لیکن ہم یہاں رجوع الی القرآن کی طا طرایک ایسی تجویز اور خاکہ پیش کر رہے ہیں جس پر ان شاءاللہ عمل بھی ہو گا اور جس کے ذریعے اللہ کے فضل وکرم سے امت مسلمہ اور سارے انسانوں میں اسلام کی تعلیم، ابلاغ اور اقامت کا عظیم الشان اور بے مثال تاریخی کارنامہ سرانجام پائے گا۔ ذرا سا غور کریں تو ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ پاکستان کے جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلم معاشرے میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں یہاں معاشرے کے عام افراد مرد و خواتین کے لئے دین کی بنیادی سمجھ اور تعلیم حاصل کرنے کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے۔ اگر کچھ احساس کرنے والے انھیں خلا کو پر کرنے کے لئے عوام میں دینی تعلیم اور سمجھ پیدا کرنے کے لئے منظم ادارے قائم کریں تو یہ بہت بڑا کام ہو گا۔ ان مجوزہ اداروں کے درج ذیل خواص ہونے چاہئیں۔

1- ان اداروں کو چلانے والے ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو ایمان، تقویٰ، اخلاق اور احسان کے قابل قدر مرتبے پر فائز ہوں اور اللہ کی رضا اور جنت کی طلب میں اس زندگی کا سودا کرنے پر پوری طرح راضی اور مطمئن ہوں۔

2- ان اداروں میں معاشرے کے عام افراد (مرد و خواتین) کو دین کی بنیادی سمجھ دینے کے لئے مختصر مدت کے انتہائی مختصر کورسز ہر وقت جاری رہنے چاہئیں۔

3- ایسا انتظام ہونا چاہئے کہ قریب کے لوگ اگر دن میں ایک یا دو گھنٹے وقت نکال سکیں تو ان کے لئے اس کے مطابق دینی تعلیم کا اہتمام ہو اور اگر کچھ لوگ دور کی بستیوں سے آ کر متعین مدت یہاں رہ سکیں تو ان کا الگ اور بہترین انتظام کیا جائے۔

4- ان اداروں کا بہترین عمارتوں، جدید سہولتوں اور صاف ستھرے ماحول کے اعتبار سے بہترین ہونا انتہائی ضروری ہے۔

5- یہ ادارے عوام کے لئے آڈیو، وڈیو اور کمپیوٹر پروگرامز کی تیاری کے لئے کام کریں۔

6- ان عوامی تعلیمی اداروں میں دین کی تعلیم دینے والوں، تعلیم حاصل کرنے والوں اور تعلیمی نصاب مرتب کرنے والوں کو امت میں موجود ہر قسم کی سیاسی، مذہبی، گروہی، جماعتی اور فرقہ وارانہ وابستگیوں سے قطعی بالاتر ہو کر یہ کام کرنا چاہئے۔ ان تعلیمی اداروں کا یہ تشخص پوری امت کو بہت جلد قرآن اور سنت کے گرد جمع کر کے کفر کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا دے گا۔ ان شاء اللہ۔

7- ان اداروں میں دی جانے والی دینی تعلیم میں ذکر، نصیحت، فہم، خوف و خشیت، خوشخبری، بشارت اور جذبہ عمل پیدا کرنے کا پہلو بہت زیادہ نمایاں ہونا چاہئے۔

8- ان اداروں میں ان پڑھ اور ناخواندہ مرد و خواتین کے لئے سماعی علم و فہم کا بہت موثر اور کامیاب سسٹم ہونا چاہئے تاکہ لوگ اپنی سماعت کے ذریعے دین کا فہم حاصل کر کے جہنم کی آگ سے بچنے کی فکر کریں۔

9- بچوں کے لئے فہم قرآن کا اہتمام ان کے سکولوں اور کالجوں میں کیا جائے۔

یہ ہے رجوع الی القرآن والسنہ کی تجویز کا مختصر خاکہ جس کے بارے میں ہم اپنے اور جہانوں کے رب سے یہ توقع اور امید رکھتے ہیں کہ اپنے کسی ادارے کی بنیاد رکھ دی جائے تو پھر وہ مکمل ہو تو اللہ تعالیٰ انسانوں کی سوچوں اور تصورات سے کہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑھ کر اس میں برکت ڈال دے گا اور یہ صدقہ جاریہ ہوگا۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ

مفسر قرآن مولانا احسن اصلاحیؒ کی تمام زندگی قرآن کے پیغام کو پھیلانے میں گزری۔ قرآن فہمی کو عام کرنے کے لئے وہ رقم طراز ہیں۔ ہم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے کچھ ذہین اور سعید طلبہ کو لے کر ان پر محنت کی جائے اور ان کو با قاعدہ دین کی تعلیم دی جائے۔ با قاعدہ سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ ان کو صرف بطور تبرک قرآن کے کچھ حصے نہ پڑھائے جائیں بلکہ جس طرح وہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جدید علوم وفنون با قاعدہ ایک خاص ترتیب اور مخصوص نظام کے تحت دلیل اور محبت کے ساتھ سیکھتے ہیں اس طرح ان کو دین کے اصل ماخذوں یعنی قرآن اور حدیث سے عالمانہ اور محققانہ طور پر آگاہ کیا جائے اور وہ اصل حقائق تک براہ راست رسائی حاصل کر سکیں۔

اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے ایک عرصہ تک اس قسم کے کام کی ذمہ داری براہ راست اپنے سر لینے سے گریز کرتا رہا۔ لیکن اس ضرورت کی اہمیت نے مجھے بھی مجبور کر دیا ہے کہ میں بھی اس کام پر کچھ وقت صرف کروں۔ چنانچہ علم دین کے جو قدردان مجھ سے ملتے رہے تھے میں نے ان پر مشتمل ایک حلقہ قائم کر دیا ہے۔ اس حلقہ میں میری طرف سے کسی دعوت کے بغیر طلبہ کی ایک اچھی خاصی تعداد شامل ہوگئی جس کی اکثریت اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کی ہے...... میں نے اس دوران ان کو سادہ طریقے پر عربی زبان کی تعلیم دی ہے اور ساتھ ہی قرآن مجید کے درس میں ان تمام مباحث سے تعرض کیا ہے جو ابتدائی مرحلے میں ضروری ہیں مثلاً تحقیق الفاظ، نحو، زبان، اسلوب، نظم، تاویل آیات وغیرہ...... میں نے کم وبیش 14 سال عربی اور علوم دینیہ کے مختلف طلبہ کو قرآن، ادب اور فلسفہ وتاریخ کی تعلیم دی ہے لیکن اس کے نتائج سے میں کبھی اتنا مطمئن نہیں ہوا جتنا مطمئن اس حقیر کوشش کے نتائج سے ہوا ہوں۔

اب میری دلی آرزو ہے کہ یہ حلقہ ایک با قاعدہ ادارے کی صورت اختیار کر لے جو برابر کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکلے ہوئے لوگوں کی دینی تعلیم وتربیت کی خدمت کو تسلسل سے جاری رکھ سکے اور اس کی کوشش سے ہماری قوم کو دین کے ایسے خدمت گزار مل سکیں جو ایک طرف جدید تعلیم سے آراستہ ہوں اور دوسری طرف دین میں پوری بصیرت رکھنے والے ہوں۔ تفسیر تدبر قرآن کی تکمیل کے ساتھ ساتھ یہ سب سے عزیز آرزو ہے جو میرے دل ودماغ پر اس وقت جاری ہے اور میں جس کے لئے اپنے رب سے شب وروز دعا کر رہا ہوں کہ وہ اپنے فضل خاص سے اس کے اسباب اور وسائل فراہم فرما دے۔

ہمارے پیش نظر "دین سیکھو اور سکھاؤ" کا نصب العین ہے اور ہم اپنے وسائل کی وسعت کے ساتھ اس کام کو پورے ملک میں وسیع کرنا چاہتے ہیں۔ کم از کم اپنے ملک کے ہر بڑے شہر میں ایک مرکز تو ایسا ضرور قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جو نئی تعلیم یافتہ نسل کی دینی تعلیم وتربیت کا ذریعہ بن سکے۔ اس وجہ سے اس حلقہ میں مطلوب صرف انہی لوگوں کی شرکت ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو "دین سیکھو اور سکھاؤ" کے نصب العین کو اپنانے کو تیار ہوں اور آج بھی اس کے لئے جدوجہد کر سکیں اور آئندہ بھی اس کے لیے کام کرنے کا عزم و جزم رکھتے ہوں۔ دین سیکھنے کے معاملے میں بھی ہمارے پیش نظر صرف بطور تبرک دین کی باتیں جان لینا نہیں ہے جس سے صرف رسمی دین داری کا کچھ تحفظ ہو سکے بلکہ دین میں وہ تفقہ پیدا کرنا ہے جو موجودہ زمانے کے فکری تصادم میں نوجوانوں کو اسلام کی حقیقی نصرت وحمایت کے قابل بنا سکے۔

تین سال کے تجربے کے بعد پورے اطمینان قلب کے ساتھ میں اب یہ اعلان کرنے کی پوزیشن میں ہوں کہ نئی تعلیم یافتہ نسل کو دین کی تربیت دینے کا یہ نہایت کامیاب راستہ ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے۔ بس ایک شرط ہے کہ تعلیم و تربیت کی ذمہ داری جس شخص پر ڈالی ہے وہ اس کام کا اہل ہو۔ (اقتباسات از مقالات اصلاحی)

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہؓ کا فہم قرآن

حضورﷺ کے پاکباز ساتھیوں کا گروہ جسے ہم صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے نام سے پکارتے ہیں، کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی تربیت خود نبی پاکﷺ نے فرمائی۔ مکی دور میں کفار مکہ کے مظالم کے دوران آپﷺ اپنے ساتھیوں کو توحید، رسالت، آخرت اور صبر کی تعلیم دیتے رہے۔ مکہ میں دار ارقم کی تربیت گاہ قائم کی گئی، قرآن کی تعلیم کا سلسلہ مسلسل جاری رہا حتیٰ کہ ہجرت کا حکم آ گیا۔ مدنی دور کے آغاز ہی میں صفہ کا چبوترہ مسجد نبوی کے ساتھ قائم کیا گیا اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے والوں کا مرکز قرار پایا۔ یہ سلسلہ عرصہ دراز تک صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے حلقوں کی صورت میں مسجد نبوی میں قائم رہا۔ خلفائے راشدینؓ کے دور میں بالخصوص ان پروگراموں کی سرکاری سرپرستی ہوتی رہی اور قرآن و سنت کی تعلیمات کا سلسلہ مضبوط بنیادوں پر قائم ہوتا چلا گیا۔

صحابہ کرامؓ نے قرآن کی تعلیم کو فروغ دینے کے لئے اس قدر جانفشانی سے کام لیا کہ نہ صرف اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں سرفراز کیا (آدھی دنیا کی حکومت ان کے حوالے کر دی) بلکہ آخرت میں بھی ان سے جنت اور مغفرت کا وعدہ فرمایا۔ یہ گروہ ''في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة'' کی عملی تفسیر بن کر سامنے آیا۔ یہ کتاب آئی ہی اس غرض سے ہے کہ اس کی آیات پر تدبر کیا جائے اور یہ کام اس کا فہم حاصل کئے بغیر ممکن نہیں۔

قرآن کا فہم حاصل کرنا اس لئے ضروری ہے کہ یہی یاد الٰہی کا سب سے موثر ذریعہ ہے۔ اسی سے ایمان دلوں میں داخل ہوتا ہے۔ اسی سے خشیت الٰہی کا جذبہ دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اسی سے عمل کے جذبے کو تحریک ملتی ہے اور اسی سے راہ خدا میں مصائب برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی سے آدمی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا داعیہ پیدا ہوتا ہے، اسی سے اقامت دین کے لئے جدوجہد کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اس سے راہ خدا میں صبر و استقامت نصیب ہوتی ہے اور یہی دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

قرآن کے اولین مخاطبین صحابہ کرامؓ اس کے معنی پوری طرح سمجھتے تھے اور اس پر پوری طرح عمل کرنے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہؓ کی پیروی میں ہر مسلمان مرد و عورت پر قرآن مجید کو سمجھنا ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جب کوئی شخص اس علم کے حصول کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو فرشتے ہر گام اس کی عزت و تکریم کے لئے اپنے پر اس کے قدموں میں بچھاتے ہیں اور جب تک وہ اس کے حصول میں لگا رہتا ہے وہ عرصہ جہاد میں ہوتا ہے''۔

حضرت امام بخاریؒ نے حضرت عثمان غنیؓ سے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نقل کیا ہے!

''تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو قرآن مجید کا علم حاصل کرے اور اسے دوسروں کو سمجھائے''۔

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''دو آدمیوں کے سوا کسی پر رشک کرنے کی اجازت نہیں ہے ایک وہ شخص جسے اللہ نے قرآن عطا کیا (یعنی اس کی سمجھ عطا کی ہو) اور وہ اس پر دن رات عمل کرتا ہو اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اس میں سے رات دن اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو (متفق علیہ) امام احمد اور امام ابوداؤدؒ نے حضرت معاذؓ الجہنی سے رسول اللہ ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے:

''جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا، اس کے والد کو قیامت کے روز ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا کہ جس کی روشنی دنیا کے گھروں میں سورج کی روشنی سے زیادہ خوبصورت ہوگی جب کہ وہ سورج تمہارے درمیان ہو''۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے:

''العلم (قرآن و سنت) کا رات کی ایک ساعت پڑھانا تمام رات کی عبادت کرنے سے بہتر ہے''۔ (رواہ الدارمی)

صحابہؓ کرام نے حضور ﷺ کے ان اقوال کی روشنی میں اپنے آپ کو پوری طرح ڈھال لیا تھا اور اپنی زندگی کا بیشتر حصہ وہ قرآن کو سمجھنے اور اس کی باریکیوں سے آگاہ رہنے کے لئے وقف کر رکھا تھا۔

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے:

''رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں دو مجالس کے پاس سے گزرے تو فرمایا...... دونوں بھلائی پر قائم ہیں مگر ایک مجلس دوسری سے افضل ہے۔ جہاں تک ان کا تعلق ہے تو یہ اللہ سے دعائیں کر رہے ہیں اور اس سے امید رکھتے ہیں۔ اللہ چاہے گا تو انہیں دے دے گا اور چاہے گا تو روک لے گا۔ جہاں تک اُن کا تعلق ہے (جو دین کا فہم یا العلم پڑھ رہے ہیں اور ناواقف لوگوں کو پڑھا رہے ہیں) سو وہ افضل ہیں۔۔۔ بے شک میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔

صحابہؓ کرام نے قرآن کی تعلیم براہ راست حضور اکرم ﷺ سے حاصل کی۔ یہ لوگ اہل زبان بھی تھے اور نزول قرآن کے ماحول سے پوری طرح باخبر بھی، لیکن اس کے باوجود انہوں نے، قرآن کریم کو سبقاً سبقاً آپ ﷺ سے پڑھا۔ مشہور تابعی عالم امام ابوعبدالرحمٰنؒ سلمی فرماتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''صحابہ کرامؓ میں سے جو حضرات قرآن کریم کی تعلیم دیا کرتے تھے، ان میں سے حضرت عثمانؓ اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے ہمیں بتایا کہ وہ جب آپ ﷺ سے دس آیتیں سیکھتے تو اس وقت تک ان سے آگے نہیں بڑھتے تھے جب تک ان کی تمام علمی و عملی باتوں کا صحیح علم نہ حاصل کر لیں۔ ہم نے قرآن کے علم و عمل کو ایک ساتھ حاصل کیا یہی وجہ ہے کہ ایک ایک سورۃ کو سیکھنے میں کئی کئی برس لگا دیتے''۔

حضرت مسروقؒ بن الاجدع (تابعی) فرماتے ہیں:

''حضرت عبداللہؓ بن مسعود ہمارے سامنے ایک آیت تلاوت فرماتے اور دن کا بیشتر حصہ اس کی تفسیر میں اور اس کے بارے میں احادیث بیان کرنے میں صرف فرما دیتے''۔ (تفسیر ابن جریر)

جس صحابی کا بھی ذکر کریں وہ قرآن مجید سے سبق حاصل کرتا ہوا، اس کو یاد کرتا ہوا، اس کے معانی و مفہوم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے کمر بستہ نظر آتا ہے۔ موطا امام مالک میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمر نے سورۃ البقرہ آٹھ سال میں مکمل کی۔ گویا یہ مدت الفاظ قرآنی کو یاد کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی تفسیر اور جملہ مسائل کا علم حاصل کرنے میں گزار دی۔

حضرت عبداللہؓ ابن عباس کو قرآن کی تفسیر بیان کرنے میں ایک خاص امتیازی مقام حاصل تھا۔ حضور ﷺ نے ان کے حق میں یہ دعا فرمائی تھی ''اے اللہ اس کو دین کی سمجھ عطا فرما اور تفسیر قرآن کا علم عطا فرما''۔ اس دعا کی بدولت حضرت عبداللہؓ ابن عباس کو قرآن کی تفسیر و تاویل میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ سند اور خطاب بھی دیا ''تم قرآن کریم کے اچھے ترجمان ہو''۔

حضرت عبداللہؓ ابن عباس خود بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک انصاری سے کہا کہ ابھی تو آنحضرت ﷺ کے بہت سے صحابہؓ موجود ہیں تو آؤ ہم ان سے علم کی باتیں حاصل کریں۔ اس صحابی نے کہا ''کیا آپ کا خیال ہے کہ کسی وقت لوگ علم کے معاملے میں آپ کے محتاج ہوں گے'' چنانچہ انہوں نے میری تجویز منظور نہ کی اور میں نے تنہا یہ کام شروع کر دیا کہ صحابہ کرامؓ کے پاس جاتا اور ان سے علم کی باتیں معلوم کرتا۔ میں کسی صحابیؓ کے دروازے پر پہنچتا تو معلوم ہوتا کہ وہ دوپہر کے وقت آرام کر رہے ہیں میں وہیں دروازے پر بیٹھ جاتا۔ ہوا کے جھکڑ میرے چہرے پر مٹی لا لا کر ڈالتے رہتے۔ جب وہ صحابی باہر نکل کر مجھے دیکھتے تو کہتے ''رسول اللہ کے چچازاد بھائی! آپ کیوں تشریف لائے؟ میرے پاس پیغام بھیج دیا ہوتا میں آپ کے پاس چلا آتا''۔ میں جواب دیتا کہ ''نہیں یہ میرا فرض تھا کہ آپ کے پاس آؤں''۔ (الاصابہ بحوالہ مسند دارمی)

حضرت عبداللہؓ بن عباس کی عمر 14 برس تھی جب حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوا۔ آپؓ کے پاس ہر وقت طالبعلموں کا جمگھٹا لگا رہتا اور آپ ان کے سامنے قرآن کریم کی تفسیر، احادیث نبوی، فقہی مسائل بیان فرماتے رہتے تھے۔ انہی وجوہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بناء پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ''امام المفسرین'' بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ''سورۃ الزلزال اور القارعہ جیسی سورتیں تامل اور غور وفکر کے ساتھ پڑھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ البقرہ اور آل عمران جیسی صورتیں جلدی پڑھ جاؤں'' وہی روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور بہت کم سوتے تھے (ساری رات قرآن پڑھنے میں گزر جاتی تھی)

اصحابؓ رسول اللہؐ اس بات کو خوب سمجھتے تھے کہ قرآن مجید کی تلاوت کا حق ادا کرنا ایمان کی سند ہے۔ان کے سامنے ارشاد باری تعالیٰ واضح ہدایت کے طور پر موجود تھا:

''جنہیں ہم نے اپنی کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت یوں کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کا انکار کرتے ہیں وہ خسارے میں رہنے والے ہیں''۔(البقرہ:121)

''مومن تو درحقیقت وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھا دیتی ہیں (الانفال:2)

لہٰذا ہر وہ شخص جو اس کتاب پر ایمان کا دعویدار ہے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اس کی تلاوت کا حق ادا کرے۔ اس کی تلاوت کا حق کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ اور تابعین نے اس میں تین چیزوں کو شامل کیا ہے:

1- اس کی تلاوت اس کے الفاظ کو صحیح تلفظ کے ساتھ اور اس کے مطالب ومعانی کو سمجھ کر پورے حضور قلب کے ساتھ کی جائے۔

2- اس کے حلال کو حلال اور اس میں حرام کردہ چیزوں کو حرام ٹھہرایا جائے اس طرح کہ حلال کو استعمال کیا جائے اور حرام سے اجتناب کیا جائے۔

3- اس میں بیان کردہ احکامات کا اتباع کیا جائے۔

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں صحیح روایت ہے:

''جب آپ ﷺ رحمت کی کوئی آیت پڑھتے تو رحمت مانگتے اور جب عذاب کی آیت سے گزرتے تو پناہ مانگتے تھے''۔(ابن کثیر)

حضرت عمرؓ کا یہ ارشاد ابن ابی حاتم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عمرؓ کے غلام اسلم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت یتلونه حق تلاوته کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

''جب وہ جنت کا ذکر کرے تو اللہ سے جنت مانگے اور جب دوزخ کا ذکر پڑھے تو دوزخ سے اللہ کے ہاں پناہ مانگے''۔

جب نماز کا وقت آتا تو حضرت علیؓ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ایک بار ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کا یہ کیا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حال ہے تو فرمانے لگے "یہ اس بار کو اٹھانے کے سبب ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو ان سب نے خشیت الٰہی کی وجہ سے اس بار کو اٹھانے سے انکار کردیا"۔ (احیاء العلوم)

حضرت ابوبکر صدیقؓ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں خانہ کعبہ میں نماز میں اس سوز وگداز کے ساتھ تلاوت کرتے کہ قریش کے لوگ متاثر ہو کر آپ کے گرد جمع ہو جاتے۔ سرداران قریش کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ لوگ آبائی دین سے منحرف نہ ہو جائیں۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز پڑھنے سے روکتے اور اذیت پہنچاتے۔ حضور اکرم ﷺ کے قریبی ساتھیوں کی یہ حالت اس لئے ہوتی کہ وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھتے تھے چنانچہ اس کی آیات کا ان کے دل ودماغ پر اثر ہوتا تھا۔

صحابہ کرامؓ جو قرآن کے اولین مخاطب تھے، وہ قرآن کو برابر تفکر وتدبر کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جو صحابیؓ جتنا تدبر کرتے وہ اتنا ہی قرآن مجید کے فہم میں ممتاز تھے۔ صحابہؓ نے قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے حلقے بھی قائم کئے ہوئے تھے جن میں قرآن کا اجتماعی مطالعہ کیا جاتا تھا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم (صحابہ) مسجد نبوی میں مختلف حلقے بنا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ لوگ ذکر ودعا میں مشغول تھے اور کچھ قرآن مجید کی تلاوت اور غور وفکر میں مصروف تھے۔ حضور ﷺ اپنے حجرے سے نکل کر آئے اور حلقہ قرآن میں آکر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مجھے قرآن کے حلقے میں بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس طرح کے حلقوں سے نبی ﷺ کو خاص دلچسپی تھی۔ دارارقم کے رہنے والوں اور اصحاب صفہ کا بڑا وقت قرآن مجید کی تعلیم اور اس کو پڑھانے میں گزرا ہے۔ ان لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے حضور ﷺ اکثر ان کے سامنے قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے کی فضیلت بیان فرمایا کرتے تھے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلفائے راشدینؓ کے دور میں بالخصوص حضرت عمرؓ اس قسم کے حلقوں سے نہایت گہری دلچسپی رکھتے تھے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "میری امت کی بہترین عبادت قرآن کی تلاوت کرنا ہے"۔

محض تبرک اور ثواب کی نیت سے قرآن کے الفاظ کی قرأت کر لینا اور قرآن کے معانی ومفہوم کی طرف دھیان نہ کرنا صحابہ کا طریقہ کار نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اکرم ﷺ اور صحابہؓ کے طریقوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مسلمانوں کے عمل میں اسی وقت قوت وتازگی پیدا ہو سکتی ہے جب وہ قرآن حکیم کے مطالب کو خود سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور قرآن کے جاننے والوں سے سن کر استفادہ کریں۔ قرآن کو حرز جاں بنائے بغیر اسلامی معاشرے کی تکمیل ممکن نہیں ہے۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواتین اسلام کا فہم قرآن

محسن انسانیت دلِ مضطرب اور روحِ بے چین کے ساتھ غور و فکر اور ذکر و عبادت کرتے ہوئے جب غار حرا کی تنہائیوں میں ایک عرصہ گزار چکے تو آخر کار اس سناٹے میں ایک انجانی آواز ابھری:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ - خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ - اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ - الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ - عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ - ''پڑھو (اے نبیؐ) اپنے رب کے نام کے ساتھ، جس نے پیدا کیا، پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا ہی کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا، اور انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا''۔ (سورۃ العلق: 1-5)

اس آواز نے پیغمبر انسانیت پر لرزہ طاری کر دیا۔ ذمہ داری کے بارگراں کے احساس سے جب سرتاپا پسینے میں شرابور آپ گھر تشریف لائے اور یہ ماجرا سنایا تو آپ کے بعد، اس قرآن سے سب سے پہلا ناتا ایک خاتون یعنی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہی نے جوڑا۔ بعدازاں نہ صرف یہ کہ انہوں نے اپنے غیر مسلم اعزہ و اقارب کے طعن و تشنیع کی ذرہ برابر بھی پروا نہ کی بلکہ اس قرآن سے دوسروں کا تعلق جوڑنے کے لئے صاحب قرآن کا ایسا دست و بازو بن گئیں کہ ملک شام سے اطراف یمن تک پھیلی ہوئی وسیع تجارت سے حاصل ہونے والی اپنی تمام دولت اس راہ میں نچھاور کر دی اور قرآن کی دعوت دوسروں تک پہنچانے کے لئے رسول عربی ﷺ کو ہر پیش آنے والی رکاوٹ اور مشکل میں ہر لمحہ اس طرح مدد کے لئے کمربستہ رہتیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے:

''میں کفار سے کوئی بات سنتا تھا اور وہ مجھے ناگوار معلوم ہوتی تھی تو میں خدیجہؓ سے کہتا۔ وہ میری اس طرح ڈھارس بندھاتی تھیں کہ میرے دل کو تسکین ہو جاتی اور کوئی رنج ایسا نہ تھا جو خدیجہؓ کی باتوں سے آسان اور ہلکا نہ ہو جاتا تھا''۔

حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام سلمٰی اور ام ورقہ رضی اللہ عنہن کے تعلق بالقرآن کا اندازہ تو اس سے لگایا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جا سکتا ہے کہ پورا قرآن ان کے سینوں میں محفوظ تھا اور ہند بنت اسدؓ، ام ہشام بنت حارثہؓ، ایۃ بنت حیانؓ اور ام سعد بنت سعدؓ ابن ربیع کو قرآن کے کئی حصے زبانی یاد تھے۔

ام المومنین حضرت حفصہؓ لکھنے پڑھنے میں خصوصی مہارت رکھتی تھیں۔ رسول کریم ﷺ کے قرآن حکیم کے کتابت شدہ اجزاء حضور ﷺ کے وصال کے بعد بھی تا حیات ان کے پاس رہے۔ گویا یہ شرف بھی ایک خاتون کا مقدر ہوا۔

حضرت ام عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ حفصہ بنت سیرینؒ نے اپنی قرآنی تعلیمات بارہ سال کی عمر میں مکمل کیں اور ان کا شمار مشہور ججوں اور قانون دانوں میں ہوتا تھا۔

مجموعی طور پر خواتین کے تعلق بالقرآن کا اندازہ کرنا ہو تو ابو سعید خدریؓ کے اس قول کو سنیے! بیان کرتے ہیں کہ ''عورتوں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ کے گرد ہر وقت مردوں کا جھمگٹا لگا رہتا ہے اور ہم لوگ آپ کا وعظ و نصیحت نہیں سن پاتے۔ ہمارے لئے آپ ایک دن مقرر فرما دیں۔ لہٰذا آپؐ نے عورتوں کے لئے ایک دن مقرر فرما دیا اور اس روز آپ عورتوں کو دین کی تعلیمات سکھانے اور وعظ و نصیحت کرتے تھے''۔ (بخاری شریف)

اسی طرح حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انصار کی عورتیں دین سیکھنے کا اتنا جذبہ رکھتی تھیں کہ عورتوں کی فطری شرم و حیا ان کے آڑے نہیں آتی تھی۔ ان کے ذوق و شوق کو حضرت عائشہؓ نے اس طرح بیان کیا ہے جب بھی آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوتی ہم فوراً اوامر و نواہی کو دہرا کر یاد کر لیتیں۔ اس قرآن کے اوامر و نواہی کو خواتین نے جو اہمیت اپنی عملی زندگیوں میں دی اس کا اندازہ چند مثالوں سے کیا جا سکتا ہے۔

حضرت عائشہؓ ہی فرماتی ہیں جب سورۃ نور نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ سے اس کو سن کر لوگ اپنے گھروں کی طرف پلٹے اور جا کر انہوں نے اپنی بیویوں، بیٹیوں اور بہنوں کو اس کی آیات سنائیں۔ انصار کی عورتوں میں سے کوئی ایسی نہ تھی جو والیضربن بخمرھن علی جیوبھن (اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں) کے الفاظ سن کر اپنی جگہ بیٹھی رہ گئی ہو۔ ہر ایک اٹھی اور کسی نے اپنا کمر کا کپڑا کھول کر اور کسی نے چادر اٹھا کر فوراً اس کا دوپٹہ بنایا اور اوڑھ لیا۔

اسی طرح آیات حجاب کا حکم ایک خاتون نے اس حال میں سنا کہ وہ کسی راستے سے گزر رہی تھیں اور پھر اس پر عمل درآمد کے لئے وہیں ایک طرف دیوار کی اوٹ میں ہو گئیں اور اپنے ہمراہ جانے والے بیٹے کو اپنے لئے چادر لانے کی خاطر گھر روانہ کیا جب وہ بیٹا چادر لے کر آیا تو اسے اچھی طرح اوڑھ لپیٹ کر گھر کی راہ لی کہ مبادا حکم قرآنی کی عدم تعمیل کی مرتکب نہ ہو جائیں۔

پردے کے احکام قرآن آ جانے کے بعد ہی کا یہ بھی واقعہ ہے کہ ایک خاتون ام خلاد رضی اللہ عنہا کا بیٹا ایک جنگ میں شہید ہو گیا۔ وہ اس حال میں بھی چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھیں۔ بعض صحابہ نے حیرت سے کہا کہ اس وقت بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہارے چہرے پر نقاب ہے، جواب میں کہنے لگیں "میں نے بیٹا تو ضرور کھویا ہے مگر اپنی حیا تو نہیں کھودی"۔

حارثہ ابن نعمان رضی اللہ عنہا کی ایک بیٹی کہتی ہیں کہ میں نے سورہ ق میں ایک دعا آنحضرتؐ کے لبوں سے سیکھی۔ یہ دعا تذکیر کے لئے آپ جمعہ کے خطبہ میں پڑھا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت ام سلمیٰؓ کے تعلق بالقرآن والحدیث کا یہ عالم تھا کہ ایک دن رسولؐ خدا کو لوگوں کو مخاطب فرماتے ہوئے سنا یا ایھا الناس تو اسی وقت اس لڑکی کو جو آپ کی کنگھی کر رہی تھی فرمایا کہ مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ وہ کہنے لگی حضور ﷺ نے تو صرف مردوں کو بلایا ہے، عورتوں کو نہیں بلایا تو جواب دیا کہ حضور ﷺ نے لوگوں کو بلایا ہے اور بے شک میں لوگوں میں سے ہوں۔

حضرت زینبؓ کو قرآن سے بڑا لگاؤ تھا، ان کی عبادت و زہد کا خود رسول اللہ ﷺ کو اعتراف تھا۔ حضرت عائشہؓ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ: "میں نے دین کے معاملہ میں زینب رضی اللہ عنہا سے بہتر کوئی عورت نہیں دیکھی"۔

اس خاتون کے تعلق بالقرآن کا کیا کہنا جن سے حضرت عبداللہؒ بن مبارک کی ملاقات اپنے سفر حج کے دوران اس حالت میں ہوئی ہے کہ وہ خاتون بھی حج ہی کی غرض سے سفر کرتی ہوئی اپنے قافلے سے بچھڑ کر پریشانی کے عالم میں ایک درخت کے تنے کے پاس بیٹھی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اسے متعلقہ قافلے تک پہنچانے کے دوران اس سے جو سوال بھی کرتے وہ ہر سوال کے جواب میں قرآن کی کوئی آیت تلاوت کر دیتی تھیں اور اپنا مدعا بخوبی سمجھا دیتی تھیں۔ جب عبداللہ بن مبارک اس خاتون کو قافلے کے ہمراہ جانے والے اس کے بیٹوں تک پہنچا دیتے ہیں تو بیٹے انہیں بتاتے ہیں کہ ان کی والدہ گزشتہ چالیس سال سے یونہی آیات قرآنی کے پیرائے میں گفتگو کر رہی ہیں اور کوئی دوسرا لفظ زبان سے نہیں نکالتیں۔

نہر زبیدہ کھدوانے اور دیگر بے شمار رفاہی کام کرنیوالی خاتون زبیدہ کو قرآن پاک سے اتنا شغف تھا کہ ان کے گھر کے در و دیوار ہمہ وقت تلاوت کلام سے معطر رہتے تھے۔

علم قرآن پر خواتین کی دسترس کا اندازہ تاریخ اسلام کی چند روشن مثالوں سے بخوبی ہو سکتا ہے: "حضرت عائشہؓ کو تفسیر قرآن پر بھرپور ملکہ حاصل تھا ان کو قرآن کی تعلیمات پر اتنی گرفت تھی کہ ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو کوئی ایسی مشکل پیش نہ آتی تھی جس کا علم حضرت عائشہؓ کے پاس نہ ہو۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے سوچا کہ لوگوں نے خواہ مخواہ مہر کی رقم بڑھا دی ہے۔ لہٰذا انہوں نے لوگوں کو کہا کہ مہر کی رقم کم رکھا کریں۔ ایک بوڑھی عورت اٹھی اور کہنے لگیں عمرؓ تمہیں کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ تم مہر کی رقم کی حد مقرر کرلو اور اس کے ثبوت کے طور پر سورۃ النساء کی آیات 21-40 پڑھیں، تو اس پر حضرت عمرؓ نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک دفعہ حضرت امام حسنؓ کے ہاں معززین مکہ مدعو تھے۔ایک لونڈی دسترخوان پر کھانا چننے میں مصروف تھی۔ جب وہ شوربے کا پیالہ حضرت امام حسنؓ کے سامنے رکھنے لگی تو اچانک اس کا پاؤں پھسلا جس سے تمام شوربہ حضرت امام حسنؓ کے اوپر گر گیا۔آپ نے قہر آلود نظروں سے لونڈی کی طرف دیکھا تو لونڈی تھر تھر کانپنے لگی لیکن قرآن پر دسترس کی بنا پر اس حالت میں بھی اس کی زبان سے قرآن ہی کے یہ الفاظ نکلے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ ''جو غصے کو پی جاتے ہیں''۔

نتیجہ امام حسنؓ نے لونڈی سے فرمایا میں نے اپنے غصے کو روک لیا۔ پھر لونڈی نے کہا وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ''اور جو لوگوں کی خطائیں معاف کر دیتے ہیں''۔

حضرت امام حسنؓ نے کہا میں نے تمہاری خطا معاف کر دی۔اس کے بعد لونڈی نے آیت کا آخری حصہ پڑھا: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ''اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے''۔

یہ سن کر حضرت امام حسنؓ نے فرمایا جاؤ میں نے تمہیں آزاد کر دیا۔

ایک عالی مرتبہ خاتون کو عدالت میں ایک مرد اور ایک عورت کے ہمراہ گواہی دینے کے لئے جانا پڑا۔ قاضی نے دونوں عورتوں کے بیانات جدا جدا لینا چاہے۔ بزرگ خاتون نے گواہی دینے سے قرآن کی آیت اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى کی بنا پر انکار کر دیا اور عدالت سے کہا کہ خدا نے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر اس بنا پر قرار دی ہے کہ اگر ایک کوئی بات بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے۔ظاہر ہے کہ جدا جدا گواہی دینے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔قاضی نے اس قرآنی استدلال کو قبول کیا اور دونوں خواتین کی گواہی ایک ساتھ لی۔ بزرگ خاتون امام شافعیؒ کی والدہ محترمہ تھیں۔

چند ایک ایسی خواتین کی مثالیں جنہوں نے اپنے تعلق بالقرآن کا اظہار اپنے علم کی زبان سے کیا ان کا تذکرہ بھی یہاں ضروری محسوس ہوتا ہے۔

ان میں عمار بن یاسرؓ کی والدہ جو ابوحذیفہؓ کی باندی تھیں اور سمیہؓ نام تھا انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ قرآن کی دعوت کو قبول کرنے کے جرم میں دشمن خدا ابوجہل کے ناقابل بیان اور ناقابل برداشت ظلم وستم کا نشانہ بن کر اپنی جان تک کا نذرانہ پیش کر دیا اور اس راہ کی پہلی شہید ہونے کا شرف حاصل کیا۔

پھر یہ فاطمہ بنت خطابؓ کا تعلق بالقرآن ہی تھا کہ جب ان کے بھائی عمر بن خطابؓ نے انہیں تلاوت کلام کے جرم میں خوب زدوکوب کر کے لہولہان کر دیا تو جواباً کہا: ''ابن خطاب! میں ایمان قبول کر چکی ہوں اب جو چاہو...... کر گزرو''۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز صبح کے وقت میں اپنی پھوپھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نماز پڑھ رہی تھیں اور آپ کی زبان پر یہ آیت شریف تھی فَمَنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہُ عَلَیْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ''اللہ نے ہم پر فضل کیا اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیا''۔

آپ اس آیت کو دہراتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں۔ میں کچھ دیر تو آپ کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرتا رہا لیکن جب زیادہ دیر ہوئی تو میں نے سوچا کہ بازار کا کام کرتا آؤں واپسی پر سلام عرض کر کے چلا جاؤں گا۔ میں بازار سے جب واپس آیا تو دیکھا کہ آپؓ اسی طرح آیت دہرا رہی ہیں اور رو رہی ہیں۔

یہ قرآن جو رب رحمٰن کی طرف سے نصیحت، دلوں کے امراض کی شفا اور قبول کر لینے والوں کے لئے راہنمائی اور رحمت ہے۔ اس کے ساتھ پورے اخلاص سے ناتا جوڑنے والوں سے آج بھی دنیا خالی نہیں ان میں مریم جمیلہ صاحبہ کا نام قابل ذکر ہے۔ جنہوں نے امریکہ کے ایک یہودی گھرانے میں آنکھ کھولی لیکن حق کی طلب نے انہیں قرآن تک پہنچا دیا اور پھر قرآن کے تعلق کی خاطر انہوں نے 28 سال کی عمر میں اپنا گھر بار، وطن اور عزیز و اقارب چھوڑ کر ارض پاکستان کا رخ کیا۔ قرآن کے لیے ہجرت کی سنت کو تازہ کر کے تا حال قرآن اور اس کی دعوت کو عام کرنے کے فریضے میں ہمہ تن مشغول ہیں۔ دیارِ مغرب میں ہزاروں خواتین قرآن سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو چکی ہیں۔

جنگ قادسیہ کے موقع پر حضرت خنساءؓ نے اپنے چار بیٹوں کے ہمراہ شرکت کی اور ایک رات قبل انہوں نے اپنے بیٹوں کو اکٹھا کر کے نہایت موثر الفاظ میں جہاد کی ترغیب دی اور ساتھ ہی قرآن مجید کا یہ حکم من وعن سنایا کہ اللہ فرماتا:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صبر سے کام لو، باطل پرستوں کے مقابلہ میں پامردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے لئے کمربستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ فلاح پاؤ گے''۔ (آل عمران:200)

حضرت ام اسد رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ درس قرآن دیا کرتی تھیں۔ حضرت ام سلمٰیؓ کی ایک باندی ام الحسن جن کو اللہ تعالیٰ نے ذہن کی بہت سی صلاحیتوں سے نوازا تھا، وہ باقاعدگی سے قرآن کی دعوت و تبلیغ اور وعظ و نصیحت کا کام کرتی تھیں۔

ام درداءؓ کا علم و فضل میں اتنا بلند مقام تھا کہ حضرت امام بخاریؒ نے ان کے اعمال کا اپنی کتاب صحیح بخاری میں تذکرہ کیا۔ وہ تفکر، تفہیم اور تنظیم کی صلاحیتوں کی مالک اور متقی و پرہیزگار تھیں۔

اسی طرح امام مالکؒ کی بیٹی کو کتاب حدیث مؤطا پر اتنا عبور حاصل تھا کہ اگر تعلیم کے دوران کوئی شاگرد مؤطا میں غلطی کرتا تو وہ لڑکی گھر کے اندر سے دروازہ بجا دیتیں۔ امام مالکؒ کو اس کی ذات پر اتنا یقین تھا کہ وہ اپنے شاگردوں سے کہہ دیتے کہ سبق دہراؤ۔

اسی طرح قرآن کے مطابق عمل کی راہیں کھولنے کے لئے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمٰیؓ کے بعد جن خواتین نے فتوے دیئے ہیں ان میں حضرت حفصہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت صفیہؓ، سلمٰی بنت قائمؓ، اسماء بنت ابوبکرؓ، ام شریکؓ، ام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درداءؓ، عاتکہ بنت زیدؓ، فاطمہ بنت قیسؓ، سہلہ بنت سہیلؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت فاطمہؓ، ام عطیہؓ، زینب بنت ام سلمیٰؓ، ام ایمنؓ، ام یوسفؓ، اور غامدیہؓ کا شمار قابل ذکر ہے۔ قرآن و حدیث کی بصیرت اور سمجھ بوجھ سے مختلف عقدہ ہائے حیات کی گرہوں کو کھولا۔

خواتین کے تعلق بالقرآن کا یہ مختصر سا تذکرہ مجھے اور آپ کو دعوت فکر دیتا ہے کہ ہم اللہ کی طرف سے دی گئی امانت یعنی زندگی کے ہر دن میں اپنا جائزہ لیں کہ آج ہم نے خود قرآن کا کتنا فہم حاصل کیا ہے؟ کیا ہم نے اس کا فہم دینے والی کسی محفل میں شرکت کی ہے؟ اس سے متعلق کسی کتاب یا مضمون کا خود اتنا مطالعہ کیا ہے اور پھر اس علم کو اپنے بچوں، گھر والوں، حلقہ احباب اور حلقہ تعارف میں کس حد تک پہنچایا ہے؟

اگر ہم خدانخواستہ یہ نہ کر سکے تو اس سے بڑی محرومی اور کیا ہو گی؟

(یہ تحریر محترمہ نسیم عرفان صاحبہ کی ہے جو ماہنامہ ''ارقم'' کے فہم قرآن نمبر میں شائع ہوئی تھی اور شکریہ کے ساتھ اس کتاب میں شامل کی جا رہی ہے)

(قرآن فہمی اکیسویں صدی میں- از ڈاکٹر عبداللہ محسن)

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک خاتون کا عجیب طرز گفتگو

(قرآن حکیم پر حیرت انگیز عبور)

ایک معمّر عرب خاتون حج کے راستہ میں ایک درخت کے تنے کے پاس بیٹھی تھی۔ عبداللہ بن مبارکؒ اس کے پاس سے گزرے۔ آپ بھی حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض سے حالت سفر میں تھے۔ بوڑھی کو کچھ پریشان اور مایوس پا کر انہوں نے اس سے بات کی پورا مکالمہ درج ذیل ہے:-

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''

خاتون: ''سَلٰمٌ، قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ'' (یٰسین: ۵۸)

یعنی سلام نہایت مہربان رب کا قول ہے۔ مراد کہ سلام کا جواب تو خود اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ: تم یہاں کیسے ہو؟

www.KitaboSunnat.com

خاتون: ''مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ'' (الاعراف: ۱۸۶)

جسے اللہ بھٹکا دے اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں، مراد یہ کہ میں راستہ بھول گئی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ: آپ کہاں سے آرہی ہیں؟

خاتون: سُبْحَانَ الَّذِىْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى (الاسراء: ۱)

''یعنی پاک ہے وہ (خدا) جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا'' (مراد یہ تھی کہ میں مسجد اقصیٰ سے آرہی ہوں)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ: ''یہاں کب سے پڑی ہو؟''

خاتون: ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا (مریم: ۱۰) ''برابر تین رات سے''۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ: تمہارے کھانے کا کیا انتظام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاتون: وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ (الشعراء:۷۹) ''وہ (خدا) مجھے کھلاتا پلاتا ہے'' یعنی کہیں نہ کہیں سے رزق مہیا ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؓ: کیا وضو کا پانی موجود ہے؟

خاتون: فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا (المائدہ:۶) ''اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو'' مطلب یہ کہ پانی نہیں مل رہا ہے۔ تو تیمم کر لیتی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؓ: یہ کھانا حاضر ہے، کھا لیجئے

خاتون: ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ (البقرہ:۱۸۷) ''روزے رات کے آغاز تک پورے کرو'' اشارہ یہ تھا کہ میں روزے سے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؓ: یہ رمضان کا مہینہ تو نہیں ہے۔

خاتون: فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ (البقرۃ:۱۸۴) ''اور جو نیکی کے طور پر خوشی سے روزہ رکھے تو بیشک اللہ تعالیٰ شکر گزار اور علیم ہے'' یعنی میں نے نفلی روزہ رکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؓ: لیکن سفر میں تو روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے۔

خاتون: وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:۱۸۴) ''اور اگر تم روزہ رکھنا تو تمہارے لئے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؓ: آپ میرے جیسے انداز میں بات کریں۔

خاتون: مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ''وہ (انسان) کوئی بات نہیں کرتا مگر یہ کہ اس کے پاس ایک مستعد نگہبان ضرور ہوتا ہے''۔ (یعنی چونکہ انسان کے ہر لفظ پر ایک فرشتہ نگہبانی کرتا ہے اور اس کا اندراج ہوتا ہے اس لئے بربنائے احتیاط میں قرآن کے الفاظ میں ہی بات کرتی ہوں)۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؓ: کس قبیلے سے تعلق رکھتی ہیں؟

خاتون: وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ. اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (الاسراء:۳۶) ''جو بات تمہیں معلوم نہ ہو اس کے درپے نہ ہو بیشک کان، آنکھ اور دل اس کے طرف سے جواب دہ ہیں'' یعنی جس معاملے کا پہلے سے آپ کو کچھ علم نہیں ہے اور جس سے نہ کچھ واسطہ ہے اسے پوچھ کر اپنی قوتوں کو ضائع کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؓ: مجھے معاف کر دیں میں نے واقعی غلطی کی۔

خاتون: لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ (یوسف:۹۲) ''آج تم پر کوئی ملامت نہیں اور اللہ تمہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بخش دے''۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ: کیا آپ میری اونٹنی پر بیٹھ کر قافلہ سے جاملنا پسند کریں گی؟

خاتون: وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ (البقرۃ:۱۹۷) ''اور تم جو نیکی کرتے ہو، اللہ اسے جان لیتا ہے'' یعنی اگر آپ مجھ سے یہ حسن سلوک کرنا چاہیں تو اللہ اس کا اجر دیگا۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ: اچھا تو پھر سوار ہو جائیے (یہ کہہ کر حضرت نے اپنی اونٹنی بٹھادی)

خاتون: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور:۳۰) ''اور ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ وہ (خواتین کا سامنا ہونے پر نگاہیں نیچی رکھیں)

حضرت عبداللہؒ مدعا سمجھ گئے اور منہ پھیر کر ایک طرف کھڑے ہو گئے لیکن جب خاتون سوار ہوئیں تو اونٹنی بدکی اور خاتون کا کپڑا کجاوے میں الجھ کر پھٹ گیا اور وہ پکار اٹھیں:

خاتون: وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ'' (الشوریٰ:۳۰) ''تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہی کیے کرائے (کوتاہی ولغزش) کا نتیجہ ہے۔

(خاتون گویا حضرت عبداللہ کو توجہ دلا رہی تھیں کہ یہاں کچھ مشکل پیش آ گئی ہے۔ حضرت عبداللہ سمجھ گئے اور اونٹنی کا پیر باندھا اور کجاوے کے تسمے درست کیے خاتون نے حضرت عبداللہ کی مہارت وقابلیت کی تحسین کرنے کے لئے ایک آیت کے ذریعہ اشارہ کیا)

خاتون: فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمٰنَ (الانبیاء:۷۹) ''ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کو اس معاملے میں فہم وبصیرت دی'' اور پھر جب سواری کا مرحلہ طے ہو گیا تو خاتون نے سواری کا آغاز کرنے کی آیت پڑھی۔

سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (الاَزخرف:۱۳) ''پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے مفید خدمت کے قابل بنا دیا، ورنہ ہم (اپنے بل بوتے پر) اس قابل نہ تھے اور یقیناً ہمیں لوٹ کر (جواب دہی کے لئے) اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا ہے۔''

اب حضرت عبداللہ نے اونٹنی کی مہار تھامی اور حدی (عربوں کا مشہور نغمہ سفر) الاپتے ہوئے تیز تیز چلنے لگے۔

خاتون: وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ'' (لقمٰن:۱۹) ''اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو اور اپنی آواز دھیمی رکھو''۔

حضرت عبداللہؒ بات سمجھ گئے اور آہستہ آہستہ چلنے لگے اور گنگنانے کی آواز بھی پست کر دی۔

خاتون: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (مزمل:۲۰) ''پھر قرآن میں جتنا کچھ آسانی کے ساتھ پڑھ سکو پڑھو''۔ یعنی فرمائش ہوئی کہ حدی (شعر ونغمہ) کے بجائے قرآن میں سے کچھ پڑھئے۔ حضرت عبداللہؒ قرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے لگے اور خاتون نے اس پر خوش ہو کر کہا: وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ''اور اہل دانش و بینش ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ نے کچھ دیر قرآن پڑھنے کے بعد کہا:

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ: اے خالہ کیا آپ کے شوہر ہیں؟ (یعنی زندہ ہیں)

خاتون: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ (المائدہ:۱۰۱) ''اے ایمان والوایسی باتوں کے متعلق نہ پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری معلوم ہوں''۔ خاتون کا مطلب یہ تھا کہ اس معاملے میں سوال نہ کرو اور قرینہ بتا رہا تھا کہ غالباً خاتون کے شوہر فوت ہو چکے ہیں۔

آخر کار ان دونوں نے قافلے کو جا پکڑا۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ: کیا اس قافلہ میں آپ کا کوئی لڑکا یا عزیز ہے جو آپ سے تعلق رکھتا ہے؟

خاتون: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا'' (الکھف:۴۶) ''مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں''۔ یعنی میرے بیٹے بھی قافلے میں شامل ہیں اور ان کیساتھ مال واسباب بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک: آپ کے لڑکے قافلہ میں کیا کام کرتے ہیں (موصوف کا مدعا یہ تھا کہ ان کو پہچاننے میں آسانی ہو)

خاتون: وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ (النحل:۱۶) ''اور نشانیاں ہیں اور ستاروں سے وہ راہ پاتے ہیں''۔ مفہوم یہ تھا کہ وہ قافلہ کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ: کیا آپ ان کے نام بتا سکتی ہیں؟

خاتون: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا ٥ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَكْلِیْمًا ٥ یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ (النساء:۱۲۵، ۱۶۴، مریم:۱۲) ''اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو دوست بنایا اور موسیٰ سے کلام کیا۔ اے یحییٰ اس کتاب کو قوت سے پکڑو''۔ ان تین آیتوں کو پڑھ کر خاتون نے بتا دیا کہ ان کے نام ابراہیم، موسیٰ اور یحییٰ ہیں۔

حضرت عبداللہؒ نے قافلہ میں ان ناموں کو پکارنا شروع کیا تو وہ تینوں نوجوان فوراً حاضر ہو گئے۔

خاتون: (اپنے لڑکے سے) فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖ اِلَی الْمَدِیْنَةِ فَلْیَنْظُرْ اَیُّهَا اَزْكٰی طَعَامًا فَلْیَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ (الکھف:۱۹) ''اپنے لوگوں میں سے کسی کو اپنا سکہ (یعنی نقدی) دے کر شہر میں (کھانا خریدنے کے لئے) بھیجو اور اسے چاہیے کہ وہ دیکھے کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے پھر اس میں سے تمہارے پاس روزی لے آئے (یعنی لڑکوں کو کھانا کھلانے کی ہدایت کی)۔

اور جب کھانا لایا گیا تو خاتون نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے کہا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خاتون: كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيْئًا بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (الحاقۃ:۲۴) ''ہنسی خوشی کھاؤ پیو، بہ سبب اس اچھے کام کے جو تم نے گزشتہ ایام میں کیا'' اور ساتھ ہی دوسری آیت پڑھی جس کا منشا یہ تھا کہ میں آپ کے حسن سلوک کی شکر گزار ہوں۔

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمٰن:۶۰) ''نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہوسکتا ہے''

یہاں تک پہنچ کر یہ مبارک گفتگو ختم ہوگئی اور اس ضعیف خاتون کے لڑکوں نے عبداللہ بن مبارکؒ کو بتایا کہ ان کی والدہ چالیس سال سے اسی طرح قرآن ہی کے ذریعے گفتگو کر رہی ہیں۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آؤ عربی سیکھیں

پہلا سبق

حَرَکَاتُ و اِعْرَابُ

۱- حَرَکَۃ:- زیر(ـِ) زبر(ـَ) اور پیش(ـُ) کو حرکت کہتے ہیں اور تینوں کو حرکات کہتے ہیں۔

۲- مُتَحرِک:- جس لفظ پر زبر، زیر، یا پیش میں سے کوئی ایک ہو اس کو مُتَحرِک کہتے ہیں۔

۳- سُکُوْن:- جزم یعنی چھوٹے سے دال کو (ـْ) سکون کہتے ہیں۔

۴- فَتْحَۃ یا نَصَبْ:- زَبر کو کہتے ہیں (ـَ)

۵- کَسْرَہ یاجَرّ:- زیر کو کہتے ہیں (ـِ)

۶- ضَمّہ یا رَفَع:- پیش کو کہتے ہیں (ـُ)

۷- تنوین:- دوزبر، دوزیر اور دوپیش میں سے ہر ایک کو تنوین کہتے ہیں (ـًـٍـٌ)

۸- نون تنوین:- دوزبر، دوزیر یا دوپیش کے تلفظ میں جو نون کی آواز پیدا ہوتی ہے، اسے نون تنوین کہتے ہیں جیسے اً= اَنْ، اٍ = اِنْ، اٌ= اُنْ اور اس کی آواز ناک کے بانسہ میں جاتی ہے۔

۹- مَفْتُوح یا مَنْصُوب:- وہ حرف جس پر زبر ہو جیسا کہ نَصَرَ کی رَ مَفْتُوح ہے۔

۱۰- مَکْسُور یامَجْرُور:- وہ حرف جس کے نیچے زیر جیسا کہ نُصِرَ میں 'ص' مکسور ہے۔

۱۱- مضموم یامرفوع:- وہ حرف جس پر پیش ہو جیسا کہ نَصَرُ کی نون ہے۔

۱۲- سَاکِن یا مَجْزُوم:- وہ حرف جس پر علامت سکون یا جزم ہو نَصْرٌ مِنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ میں نَصْرٌ کی ص اور فَتْحٌ میں ت ساکن ہے۔

۱۳- مَشَدَّدْ:- وہ حرف جس پر شَدّ (ـّ) ہو جیسا کہ سُجَّدًا میں 'ج' پر شد ہے۔

۱۴- لام تعریف:- اَلْ جو کسی اسم پر لگایا جاتا ہے، لام تعریف کہلاتا ہے جیسے کِتَـابٌ (کوئی سی کتاب)[a book]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اَلْـكِتَـابُ (خاص کتاب)[The book]اور وہ اسم جس پر لام تعریف داخل ہو مُعَرَّف بالام کہلاتا ہے، اور اس سے اسم نکرہ(Common Noun)اسم معرفہ(Proper Noun) بن جاتا ہے جیسا کہ کِتَابٌ سے اَلْکِتَابُ۔

۱۵- مُفْرَدْ:- جو لفظ کسی ایک شخص یا کسی ایک چیز کیلئے استعمال ہو جیسے رَجُلٌ (ایک آدمی)قَلَمٌ (ایک قلم)۔

۱۶- تثنیہ:- لفظ دو پر دلالت کرے جیسے رَجُلَانِ (دو آدمی)قَلَمَانِ (دو قلم)۔

۱۷- جـمـع:- جو لفظ دو سے زیادہ پر دلالت کرے جمع کہلاتا ہے جیسا کہ رِجَـالٌ (بہت سے آدمی)اَقْلَام (بہت سے قلم)۔

۱۸- اسـم جـمـع :- وہ لفظ جو بظاہر مفرد ہو مگر اس کا اطلاق ایک جماعت پر ہو جیسے قَـوْمٌ (Nation) حِـزْبٌ (Group) انگریزی میں اسے(Collective Noun) کہتے ہیں۔

۱۹- مذکر:-(Male) جیسا کہ رَجُلٌ (آدمی)۔

۲۰- مونث:-(Female) جیسا کہ اِمْرأۃ(عورت)اس میں (ۃ) مونث کی نشانی ہے۔

۲۱- فـعـل:- ایسا کلمہ ہے جس کے معنی بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے سمجھ میں آجائیں اور اس میں تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ پایا جائے جیسا کہ سَـمِـعَ (اس نے سنا)فعل ماضی(Past Tens) یَـسْـمَـعُ (وہ سنتا ہے) زمانہ حال (Presnt Tense)سَا ذھب اِلَی المسْجِدِ(میں مسجد جاؤں گا)فعل مستقبل(Future Tense)۔

۲۲- حروف تھجی:- الف، با، تا، ثا، کے سب حروف کو حروف تہجی کہتے ہیں۔

۲۳- هـمـزه:- ایک ہمزہ (ء) تو وہی ہے جو حروف تہجی کا حرف ہے، دوسرے وہ الف جو متحرک ہو(اَ، اِ، اُ) یا جزم والا (رأسٌ) کا الف ہمزہ کہلاتا ہے۔

۲۴- همزۃُ الوصل :-کسی لفظ کے شروع کا وہ ہمزہ جو ماقبل سے ملنے کی حالت میں تلفظ کی ادائیگی سے گر جائے جیسے اَلْکِتَاب کا ہمزہ ذٰلِکَ الْکِتَابُ میں'ا'پڑھنے میں نہیں آتا مگر لکھا ضرور جاتا ہے۔

۲۵- نـون اعـرابـی:-فعل مضارع کے صیغوں میں تثنیہ، جمع مذکر غائب و جمع مذکر حاضر اور واحد مونث حاضر میں جو نون ہوتا ہے وہ نون اعرابی کہلاتا ہے۔

۲۶- حـروف عِـلّـت:-علّت کے معنی بیماری کے ہیں، اہل عرب بیماری کے وقت انتہائی تکلیف میں ہائے کی بجائے وائے کہتے تھے(و، ا، ی) یہ تینوں حروف علت کہلاتے ہیں ان کے علاوہ تمام حروف صحیح کہلاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا سبق

کلمہ اور اس کی اقسام

Parts of Speech

۱- کلمہ اس مفرد لفظ کو کہتے ہیں جو بامعنی ہو۔

۲- کلمہ کی تین اقسام ہیں......اسم، فعل، حرف۔

۳- اسم وہ کلمہ ہے (Noun) جو کسی شخص، کسی چیز یا کسی جگہ کا نام ظاہر کرے، جیسے کِتَابٌ (کتاب) قَلَمٌ (قلم) زَیْدٌ (شخص کا نام) سَعِیْدٌ (شخص کا نام) اسلام آباد (شہر کا نام) لاہور (شہر کا نام)۔

۴- فعل (Verb) وہ کلمہ ہے جس میں کسی کام کا ہونا یا کرنا سمجھ میں آئے اور اس میں ماضی، حال اور مستقبل میں سے کوئی زمانہ پایا جائے، جیسے سَمِعَ، اس نے سنا یَسْمَعُ وہ سنتا ہے یا سنے گا، یَسْمَعُ (مضارع) ہے اور اس میں دو زمانوں کا مفہوم پایا جاتا ہے یعنی حال اور مستقبل اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مضارع سے پہلے 'س' یا سوف لگا کر فعل مستقبل کو نمایاں کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (التکاثر:۳-۴) "(پھر سن لو) تم یقیناً معلوم کر لو گے اور ابھی ابھی تمہیں علم ہو جائے گا (کہ قیامت برحق ہے)۔

۴- حرف (Particle) وہ کلمہ ہے جس کے معنی اسم یا فعل کے ساتھ ملے بغیر سمجھ میں نہ آئیں جیسے اِلٰی، مِنْ، فِیْ عَلٰی اِلٰی کے معنی (طرف) مثلاً ذَهَبَ اَخِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ میرا بھائی مسجد میں گیا، علی کے معنی (پر) کے ہیں، الطعَامُ علی الْمَائدَةِ کھانا دسترخوان پر ہے، فِیْ کے معنی (میں) کے ہیں جیسا کہ اَلطُّلَابُ فی الْمَدْرسةِ، طالب علم مدرسہ میں ہیں، مِن (سے) کا معنی دیتا ہے جیسا کہ مِنَ الْبَیْتِ اِلَی الْمَسْجِدِ، گھر سے مسجد کی طرف، چند حروف اور بھی ہیں، وہ آئندہ کسی سبق میں بتا دیئے جائیں گے، ان شاء اللہ۔

گویا کہ ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حرف کے بغیر جملہ مکمل نہیں ہوتا ہے اور وہ بے معنی رہ جاتا ہے۔

اسم، فعل، حرف کی چند مثالیں قرآن حکیم سے دی جاتی ہیں۔

(۱) اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ (البقرہ:۲۲) وہی تو ہے (اللہ) جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا، آسمان کی چھت بنائی، اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لئے رزق بہم پہنچایا۔

جَعَلَ (بنایا) اَنْزَلَ (نازل کیا) اَخْرَجَ (نکالا)، افعال ہیں (فعل کی جمع افعال) (Verbs) اَلْاَرْضَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(زمین)فِرَاشًا (بچھونا)السَّمَآءَ (آسمان)بِنَآءً (چھت)مَآءً (پانی)الثَّمَرٰتِ (پھل)ثمرة کی جمع ہے،رِزْقًا (رزق، پیداوار)، یہ سب اَسْمَاء (Nouns) ہیں(اسم کی جمع)لَکُمْ(تمہارے لئے)اس میں لام حرف ہے جبکہ کُمْ ضمیر ہے بِہٖ (بِ.ہٖ) ساتھ۔اس کا ب حرف ہے جبکہ ہٗ ضمیر ہے۔

۲- سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی (بنی اسرائیل:۱) پاک ہے(ہر عیب اور نقص سے) جو لے گیا ایک رات اپنے بندے(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو مسجد حرام (حرمت اور عزت والا گھر) سے مسجد اقصیٰ تک۔

سُبْحٰن کلمہ توصیف،الّذی اسم موصول(Pronoun Relative)اَسْرٰی فعل،ب،حرف،عَبْدُ (بندہ) اسم ہٗ ضمیر المسجد الحرام،المسجد الاقصیٰ اسماء ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا سبق

ضمائر

Pronouns

ضمائر، ضمیر کی جمع ہے، اسم ضمیر وہ لفظ ہے جو کسی اسم کی نمائندگی کرتا ہے مثلاً زید آیا اور زید نے کھانا کھایا، اس جملے میں دوبار زید لکھا گیا ہے اگر یوں کہیں کہ زید آیا اور اس نے کھانا کھایا، تو جملے میں لطف اور چاشنی پیدا ہو جاتی ہے اس بات کو عربی میں اس طرح کہتے ہیں ''جاءَ زیْدٌ، و زیدٌ اَكَل الطّعامَ'' اور پھر ''جاء زید و هُوَ اَكَل الطّعامَ، اس جملہ میں ضمیر 'ھــو' ہے ضمیر وہ لفظ ہوتا ہے جو کسی اسم کی جگہ استعمال ہوتا ہے اور جملے میں ادبی شان پیدا کرتا ہے عربی میں ضمائر کی دو اقسام ہیں...... 'ضمائر منفصلہ' (Separate Pronouns) اور ضمائر متصلہ (Attached Pronouns)۔

ضــمائر مُنفِصَلَه وہ ہیں جنہیں جملوں میں الگ استعمال کیا جاتا ہے (منفصل کے معنی ہی الگ کے ہیں) هُو صَالِحٌ (وہ نیک ہے) اَنْتَ طالِبٌ (تو طالب علم ہے) هِیَ عالِمَةٌ (وہ خاتون عالمہ ہے) اَنْتِ اُختی (تو میری بہن ہے) ضمائر متصلہ وہ ہیں جو الفاظ کے ساتھ ملی ہوئی آتی ہیں جیسا کہ کِتَـابُہٗ اسکی کتاب قـلَـمِیْ، میرا قلم وغیرہ۔

ضمائر منفصلہ — غائب

ضمائیر متصلہ — غائب

هُوَ، وہ ایک شخص	هُمَا، وہ دو شخص	هُم وہ سب شخص	(مذکر)		ہٗ، اس کا هُمَا، ان دونوں کا هُمْ، ان سب کا	(مذکر)
هِیَ وہ ایک عورت	هُمَا وہ دو عورتیں	هُنَّ وہ سب عورتیں	(مونث)		هَا، اس کا (عورت کے لئے) هُمَا، ان دونوں کا (〃) هُنَّ، ان سب کا (〃)	مونث

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حاضر　　　　　　　　　　　　حاضر

اَنْتَ، تو ایک آدمی	اَنْتُمَا، تم دو آدمی	اَنْتُمْ، تم سب آدمی	(مذکر)		کَ ، تیرا (مرد کیلئے) کُمَا، تم دونوں کا (//) کُمْ، تم سب کا (//)	(مذکر)
اَنْتِ تو ایک عورت	اَنْتُمَا تم دو عورتیں	اَنْتُنَّ تم سب عورتیں	(مونث)		کِ، تیرا (عورت کے لئے) کُمَا تم دونوں کا (//) کُنَّ تم سب کا (//)	مونث

متکلم　　　　　　　　　　　　متکلم

	اَنَا،	میں	(مذکر)		یْ ، واحد متکلم	(مذکر)
	نَحْنُ	ہم	(مونث)		نَا، جمع متکلم	(مونث)

ضمائر منفصلہ کی قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (الزمر:۶۲) اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا محافظ بھی ہے۔

(۲) اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ، اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ:۴۰) جب وہ دونوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) غار میں تھے (غار ثور) جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا تم غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوست کو تسلی دے رہے تھے)۔

(۳) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ، اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ، هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ:۸۲) اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے وہی جنتی ہیں اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔

(۴) وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ (ھود:۴۲) وہ (کشتی) ان لوگوں کو لئے چلی جارہی تھی اور ایک ایک موج پہاڑ کی طرح اٹھ رہی تھی۔ (واقع نوح علیہ السلام)

(۵) فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (یوسف:۱۰۱) زمین و آسمان کے بنانے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا۔

(۶) فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ (الانبیاء:۸۰) پھر کیا تم (اللہ تعالیٰ کی اس قدر نعمتیں پانے کے بعد شکر گزار ہو؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(۷) اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۹) بلاشبہ یہ ذکر (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

ضمائر متصل

(۸) وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا، وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (البقرہ:۲۵۵) اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی نگہبانی اس کیلئے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔

(۹) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (المنفقون:۹) اے ایمان والو! (دیکھنا) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کردے۔

(۱۰) رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (الصّٰفّٰت:۵) جو ارض وسما کا رب ہے اور جو ان کے درمیان ہے۔۔

(۱۱) اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ (ال عمران:۶۰) تمہارے رب کی طرف سے حق (آچکا) ہے لہٰذا (اے محمد ﷺ) شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔

(۱۲) قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى، قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى (طٰہٰ:۵۰-۴۹) فرعون نے کہا "موسیٰ (ہارون) تم دونوں کا رب کون ہے؟" کہا "ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کی رہنمائی بھی کی (ہر چیز کی پرورش کا مناسب بندوبست کیا)

(۱۳) يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (ال عمران:۴۳) اے مریم! اپنے رب کی فرمانبردار رہو اس کے آگے سربسجود ہو جاؤ اور رکوع کرنیوالوں کے ساتھ رکوع کیا کرو۔

نوٹ:

(الف) ضمائر منفصلہ اور متصلہ کی قرآن حکیم سے چند مثال پیش کر دی گئیں ہیں بقیہ مطالعہ کے دوران آپ خود پہچان لینگے، ان شاء اللہ۔

(ب) یہ بات ذہن میں رہے کہ واحد متکلم اور جمع متکلم کی ضمائر مذکر اور مونث کیلئے یکساں ہیں مثلاً كِتَابِي (میری کتاب) جملے کی عبارت سے پتہ چلے گا کہ کہنے والا ہے لڑکا ہے یا لڑکی، لڑکا کہے گا اسمی عبداللہ (میرا نام عبداللہ ہے) اور لڑکی کہے گی اِسمی عائشہ، میرا نام عائشہ ہے۔

(ج) قرآن حکیم میں کئی مقامات میں اللہ رب العزت کے لئے جمع متکلم پر مذکر کی ضمیر لائی گئی ہے، بلاشک وشبہ وہ ذات وحدہ لا شریک لہٗ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عربی زبان میں واحد کیلئے جمع کا صیغہ بطور عزت وتکریم کے لایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔مثلاً آپ کسی ایک شخص سے ملتے ہیں تو السلام علیکم کہتے ہیں، اس میں 'کم' جمع کی ضمیر ہے، ایک شخص کیلئے السلام علیک آنا چاہئے تھا مگر عزت کے لئے جمع کی ضمیر لائی گئی، کوئی شک نہیں کہ اللہ رب العزت کی عظمت اور بزرگی سب سے افضل واعلیٰ ہے بلکہ تمام تر عزت اسی کے لئے ہے۔

فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (النساء:۱۳۹) تمام تر عزت تو اللہ ہی کے لئے ہے

(د) بعض اوقات جملہ اسمیہ میں مبتدا اور خبر کے درمیان ضمیر لانے اور خبر کو معرفہ بنانے سے (زور بیان) کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ اولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (البقرہ:۵) اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُوْنَ (الحشر:۲۰) جنت والے ہی (حقیقت میں) کامیاب ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا سبق

مرکب اضافی

(Relative Compound)

۱- مرکب اضافی ایسا مرکب ہے جس میں ایک اسم کی اضافت (Relation) تعلق یا نسبت دوسرے اسم کی طرف کی جائے مثلاً کِتَابُ زَیْدٍ زید کی کتاب، قَلَمُ سعیدٍ، سعید کا قلم۔ جس اسم کی نسبت کی جائے اسے مضاف اور جس کی طرف کی جائے اسے مضاف الیہ کہا جاتا ہے، مثلاً اوپر کی مثالوں میں کتاب مضاف اور زید مضاف الیہ ہے، اسی طرح قلمُ مضاف اور سعید مضاف الیہ ہے۔

(۲) عربی زبان میں مضاف پہلے اور مضاف الیہ بعد میں آتا ہے (بخلاف اردو کے، جبکہ اس میں مضاف الیہ پہلے اور مضاف بعد میں آتا ہے) اوپر کی مثالوں پر غور کیجئے۔

(۳) مضاف پر لام تعریف (ال) نہیں آتا اور نہ ہی تنوین (ــٍــ) جیسا کہ یَوْمُ القِیَامَةِ (قیامت کا دن) اسے الیَوْمُ القیامةِ پڑھنا درست نہ ہوگا۔ یا جیسا کہ یَوْمٌ القِیَامَةِ بھی کہنا غلط ہے۔

(۴) مضاف الیہ اگر اسم معرفہ (Proper Noun) نہ ہو تو لام تعریف (ال) لگا کر اسے معرفہ بنایا جاتا ہے جیسا کہ لَیْلَةُ الْقَدرِ (شب قدر) قدر پر ال کا اضافہ ہوا، اور یہ بھی یاد رہے کہ اَلْ لگانے سے دو زیر کی بجائے ایک زیر رہ جاتی ہے جیسا کہ خَاتَمُ ذَهَبٍ کہنا غلط ہے اس کو خاتم الذَّھبِ (سونے کی انگوٹھی) پڑھا جائے گا اور اگر مضاف الیہ پہلے ہی معرفہ ہو تو اس پر (اَلْ) نہیں لگاتے ہیں کیونکہ اسم معرفہ (Proper Noun) اسے قبول نہیں کرتا جیسا کہ کِتَابُ خَالِدٍ (خالد کی کتاب) یہ نہیں کہہ سکتے کِتَابُ الخالِد یہ بات ایسے ہی ہے جیسا کہ انگریزی زبان میں (Proper Noun) سے پہلے آرٹیکل (The) نہیں لگایا جاتا۔

(۵) مرکب اضافی پورا جملہ (Sentence) نہیں ہوتا، اسے مکمل جملہ بنانے کے لئے مضاف کی کوئی صفت بیان کرتے ہیں جیسا کہ کِتَابُ خَالِدٍ جَدِیْدٌ، خالد کی کتاب نئی ہے، جملے کا پہلا حصہ مبتداء (Subject) جبکہ دوسرا حصہ اس کی خبر (Predicate) کہلاتا ہے۔ اسی جملے میں کِتَابُ خَالِدٍ، یعنی مضاف اور مضاف الیہ مل کر مبتدا ہوا جبکہ جدیدٌ اس کی خبر ہوئی۔

(۶) بعض اوقات ایک ہی ترکیب میں کئی مضاف الیہ آتے ہیں جیسا کہ بَابُ بیتِ ابْنِ زیدٍ (زید کے بیٹے کے گھر کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دروازہ) مگر درمیانی مضاف الیہ اپنے مابعد کے مضاف ہوا کرتے ہیں، اس لئے ان پر لام تعریف یا تنوین نہیں لگاتے ہیں۔

(۷) مضاف کا آخری حرف اگر نونِ اعرابی ہو تو گر جاتا ہے جیسا کہ مُعَلِّمُوْن الْمَدْرَسَةِ کہنا درست نہ ہوگا بلکہ مُعَلِّمُوا المدرسةِ کہیں گے اور ن' تثنیہ کا بھی ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ كِتَابَا زَيْدٍ زید کی دو کتابیں، (كِتَابَانِ زيد کہنا غلط ہوگا)

(۸) کبھی یہ اضافت، ضمائر (Pronouns) کے ساتھ ہوتی ہے جیسا کہ كِتَابُهُ (اس کی کتاب) قَلَمِيْ (میرا قلم)، یہ بات ذہن میں رہے کہ ضمائر کی شکل وصورت میں صرف اس وقت تبدیلی آتی ہے جب حروف جارہ میں سے کوئی حرف ان سے پہلے آجائے۔ مثلاً هٰذا كِتَابُهُ، یہ اس کی کتاب ہے، قَرَأْتُ مِنْ كِتَابِهٖ میں نے اس کی کتاب میں سے پڑھا۔

مرکب اضافی کی قرآن حکیم سے مثالیں:

۱) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (الفتح:۲۹) محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

۲) هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمٰن:۶۰) نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

۳) اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (النصر:۱) جب اللہ کی مدد اور فتح آ پہنچی۔

وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (النصر:۲) تو آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ گروہ در گروہ دین میں داخل ہو رہے ہیں۔

۴) اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ، فَاعْبُدُوْهُ، هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (آل عمران:۵۱) بلاشبہ اللہ میرا اور تمہارا رب ہے، لہٰذا اسی کی عبادت کرو یہی صراط مستقیم ہے۔

۵) حَسْبِيَ اللّٰهُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (التوبہ:۱۲۹) مجھے میرا اللہ کافی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچواں سبق

مرکب توصیفی

(Adjective Compound)

(۱) جس مرکب میں دوسرا جزو پہلے جزو کی صفت بیان کرے اسے مرکب توصیفی (Adjective Compound) کہتے ہیں جیسے رَجُلٌ صَالِحٌ (نیک آدمی) اس میں رَجُلٌ موصوف ہے جبکہ صالِحٌ اس کی صفت ہے۔

(۲) مرکب توصیفی میں پہلا جزو اسم ذات ہوتا ہے اور دوسرا اسم صفت پہلے جزو کو موصوف (qualified) (جس کی صفت بیان کی جا رہی ہو) اور دوسرے جزو کو صفت (Qualifying adjective) کہا جاتا ہے، یاد رہے کہ اردو زبان میں صفت پہلے آتی ہے اور موصوف بعد میں (جیسا کہ نیک آدمی) جبکہ عربی زبان میں موصوف پہلے اور صفت بعد میں آتی ہے (جیسا کہ رَجُلٌ صَالِحٌ)۔

(۳) اگر موصوف نکرہ ہو تو صفت بھی نکرہ ہوگی اور اگر موصوف مَعْرِفَه ہو تو صفت بھی مَعْرِفَه ہوگی جیسے رَجُلٌ صَالِحٌ (کوئی نیک آدمی) اس مثال میں صفت اور موصوف دونوں نکرہ ہیں، الرَّجُلُ الصَّالِحُ (خاص نیک آدم) اس مثال میں موصوف اور صفت دونوں معرفہ ہیں، ''ال'' معرفہ کی علامت ہے۔

(۴) اسی طرح مذکر اور مؤنث میں مطابقت بھی ضروری ہے۔ مثلاً رَجُلٌ صَالِحٌ (نیک مرد) اور اِمْرَأَةٌ صَالِحَةٌ (نیک عورت)

(۵) تثنیہ اور جمع میں بھی مطابقت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ مثلاً رَجُلَانِ صَالِحَانِ (دو نیک مرد) رِجَالٌ صالِحُونَ (بہت سے نیک مرد)۔

(۶) اعرابی حالت بھی پیش نظر رہتی ہے مثلاً عَنِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ (نیک آدمی سے) یہاں پر عن حرف جار کی وجہ سے الرجل کے لِ کے نیچے زیر آ گئی اور صفت الصالح بھی اعرابی حالت میں مشترک ہونے کی وجہ سے مجرور (زیر والی) ہوگئی۔

(۷) اگر موصوف غیر عاقل کی جمع ہو تو صفت واحد مونث آئے گی مثلاً اَنْهَارٌ جَارِيَةٌ (بہتی نہریں) كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (مستند کتابیں) اسی طرح اسم جمع (Collective Noun) کی صفت بھی واحد مونث آتی ہے مثلاً اَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(پاکیزہ جوڑے)۔

(۸) بعض مونث الفاظ کی صفات جس سے رنگوں کا تعین ہوتا ہے ان پر نہ تو تنوین (دوزبر، دوزیر، دوپیش) آتی ہے اور نہ ہی وہ کسرہ (زیر) کو قبول کرتے ہیں جیسا کہ ابیض (سفید) جیسا کہ بَقَرَةٌ صَفْرآءُ (زرد گائے) یَدٌ بَیْضَاءُ (سفید ہاتھ) عَیْنٌ سَوْدَاءُ (سیاہ آنکھ) شَجَرَةٌ خَضْرَاءُ (سرسبز درخت)۔

(۹) بعض الفاظ عربی زبان میں مونث استعمال ہوتے ہیں (ظاہری طور پر تائے تانیث کی نشانی نہیں ہوتی ہے) جیسا کہ اَرْضٌ (زمین) نَفْسٌ (نفس) ان کی صفت بھی مونث آتی ہے مثلاً اَرْضٌ وَاسِعَةٌ (وسیع زمین) اور نَفْسٌ مُطْمَئِنَّةٌ (مطمئن نفس)۔

(۱۰) مرکب توصیفی ہمیشہ جملے کا جزو ہوتا ہے، جملہ اسمیہ میں موصوف (اپنی صفت کے ساتھ) مبتدا بھی ہو سکتا ہے اور خبر بھی جیسے التَّاجِرُ الْاَمِیْنُ جالِسٌ امانت دار تاجر بیٹھا ہے، اس جملہ میں التَّاجِرُ الامِیْنُ مرکب توصیفی ہے جو مبتدا ہے اور جالِسٌ اس کی خبر ہے۔ هذا صِراطٌ مُسْتَقِیْمٌ (یہ سیدھا راستہ ہے) اس میں هذا، مبتدا ہے اور صراطٌ مستقیمٌ مرکب توصیفی ہے، جو خبر ہے۔

مرکب توصیفی کی قرآن حکیم سے مثالیں:

۱) اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ (الحاقہ:۴۰) (بلاشبہ یہ قرآن) رسول کریم کی (زبان مبارک) سے نکلا ہوا قول ہے۔

۲) اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ (ابراہیم:۲۴) کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کو کسی چیز سے مثال دی ہے؟ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اچھی ذات کا درخت جس کی جڑ زمین میں گہری جمی ہوئی ہے اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔

۳) فِیْهَا عَیْنٌ جَارِیَةٌ، فِیْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ وَ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ (الغاشیہ:۱۲ تا ۱۵) اس (جنت) میں چشمے رواں دواں ہوں گے، اس کے اندر اونچی مسندیں (سجی) ہوں گی (پاکیزہ) ساغر رکھے ہوں گے اور گاؤ تکیوں کی قطاریں لگی ہوں گی۔

۴) اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ، فَاقِعٌ لَّوْنُهَا (البقرہ:۶۹) وہ زرد رنگ کی گائے ہے، گہرا شوخ رنگ ہے۔

۵) رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ (البینۃ:۱-۳) اللہ کی طرف سے رسول (ﷺ) جو انہیں پاکیزہ صحیفے پڑھ کر سناتا ہے جس میں مستند تحریری (کتب) موجود ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھٹا سبق

حروف الجرّ

Prepositions

۱- عربی زبان میں بعض حروف جارہ کہلاتے ہیں، یہ جب کسی اسم سے پہلے آتے ہیں تو اسے جری حالت میں کر دیتے ہیں۔ (یعنی اپنے بعد والے اسم کو زیر دیتے ہیں) جیسا کہ ذَهَبَ اِلَى الْمَسْجِدِ ، وہ مسجد گیا اِلی نے مسجد کی 'د' کے نیچے زیر دے دی۔

۲- حروفِ جارہ یہ ہیں: الباءُ و التاءُ وَ الْكافُ واللّامُ وَ واءُ الْقَسَم، وَمُنْذُ وَ مُذ وَرُبَّ وَحَاشَا وَمِنْ وَعَدَا وَفِي وَ عَنْ وَ عَلٰى وَحَتّٰى وَ اِلٰى وَ خَلَا، یہ گویا سترہ ۱۷ حروف ہیں، ان میں زیادہ تر مندرجہ ذیل استعمال ہوتے ہیں: 'ب' (with, by) 'فِي' (in, about) 'عن' (away, from) عَلٰى (on) اِلٰى (to) 'لِ' (for) حتّٰی (till, untill) 'کَ' (like, as) مُنذُ (Since, for) مِنْ (from) 'ت' 'بِ'، قسم کیلئے (for oath)

آیئے اب ان حروف کو قرآنی مثالوں سے سمجھتے ہیں:

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (الفاتحہ:۲) ہر تعریف اور ہر شکر اللہ کے لئے ہے۔

(۲) اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ (الحاقہ:۳۳) (باغی اور منکر) یہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان نہ لاتا تھا۔

(۳) وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (الحاقہ:۳۴) اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔

(۴) ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً (البقرہ:۷۴) (پھر انفس و آفاق) کی تمام نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی آخر کار تمہارے دل سخت ہو گئے، پتھروں کی طرح سخت، بلکہ سختی میں کچھ ان سے بھی بڑھے ہوئے۔

(۵) فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ، فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ (القارعہ:۶-۷) پھر جس کے (اعمال صالحہ) کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دلپسند عیش و آرام میں ہوگا۔

(۶) اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ (البقرہ:۵) ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں۔

(۷) وَالْعَصْرِ (العصر:۱) قسم ہے زمانے کی (یعنی زمانہ انسان کے اعمال پر گواہی دے گا)

(۸) وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ (الانبیاء:۵۷) اللہ کی قسم! میں تمہارے جانے کے بعد ضرور تمہارے بتوں کی خبر لوں گا۔ (سیدنا ابراہیم کی بت پرست قوم سے گفتگو)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتواں سبق

حروف وَاَسْماءُ الِاستفهام

(Interrogation Particles and Nouns)

۱- ہماری روز مرہ گفتگو میں اپنے مخاطب سے کسی بات کی وضاحت طلب کرنی ہو تو استفہامیہ جملے (Interrogative Sentences) میں پوچھتے ہیں مثلاً کیا یہ قلم آپ کا ہے؟ مخاطب ہاں یا نفی میں جواب دے گا، جی ہاں! یہ قلم میرا ہے یا جی نہیں! یہ قلم میرا نہیں ہے، عربی میں استفہام کے لئے حروف استفہام اور اسماء الاستفہام استعمال ہوتے ہیں۔

۲- حروفِ استفہام دو ہیں...... (۱) هَلْ (۲) هَمزه (أ)

استفہام سے پیدا ہونے والے ایسے سوالات کا جواب عموماً نَعَمْ (ہاں) یا لَا (نہیں) میں دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ أهذَ قميصٌ؟ (کیا یہ قمیص ہے) نَعَمْ هٰذا قِمِيصٌ (ہاں! یہ قمیص ہے) أهذا قَلَمٌ (کیا یہ قلم ہے؟) لَا، بَلْ هَذا مِفتاحٌ (نہیں بلکہ یہ چابی ہے)۔

۳- (همزه) کبھی لا سے پہلے اور کبھی لیس اور لَمْ سے پہلے لگا کر جملے میں مزید زور پیدا کر دیا جاتا ہے جیسا کہ أَلَيسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحاكِمِيْنَ؟ کیا اللہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا نہیں ہے؟ بلیٰ (کیوں نہیں)۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهَا دًا؟ کیا ہم نے زمین کو گہوارہ نہیں بنایا؟

۴- چند اسماء الاستفہام حسب ذیل ہیں جو فقرہ کو سوالیہ بنانے کے لئے اس کے شروع میں آئے ہیں۔ مَــــنْ- کون (who) یہ عام طور ذوالعقل (عقل والے) کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ مَنْ انتَ تو کون ہے؟ اَنَا طالبٌ میں طالب علم ہوں۔

مَا۔ کیا؟ کیا چیز (what) غیر ذوالعقول عقل کے بغیر کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ مَا هذا؟ یہ کیا ہے، هَذا قَلَمٌ یہ قلم ہے، مَتى۔ کب (when) عام طور پر وقت کو ظاہر کرتا ہے، مَتى تذهبُ لِلصَّلوٰةِ؟ آپ نماز کے لئے کب جائیں گے۔ اَيْنَ، کہاں (where) جیسا کہ اَيْنَ قَلَمُكَ؟ تمہارا قلم کہاں ہے۔ كَيْفَ۔ کیسے (how) کیفیت کا پتہ دیتا ہے جیسا کہ كَيفَ حَـالُكَ، آپ کے حال کیسے ہیں؟ كَـمْ کتنے (How many, How

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

much) مقدار اور تعداد کو ظاہر کرتا ہے اور کبھی بطور استفہام استعمال ہوتا ہے جیسا کہ کَمْ کِتَابًا قَرأتَ ؟ آپ نے کتنی کتابیں پڑھی ہیں (اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ کَمْ کے بعد اسم مفرد استعمال ہوتا ہے) جیسا کہ کُتبًا نہیں بلکہ کتابًا استعمال ہوا ہے اور کبھی اس کا استعمال بطور خبر کے ہوتا ہے جس کا مفہوم کتنے ہی یعنی کثرت پر ہوتا ہے جیسا کہ کَمْ فاضلٍ عرفتُ یعنی کتنے ہی فاضل لوگوں کو میں نے جانا پہچانا ہے (غور کیجئے کہ یہاں کم کے بعد اسم زیر والا آیا ہے)

اَنّٰی کہاں سے، کب، کیسے (from where, how, when)

ظرف مکان۔ دوفعلوں (Verbs) کو جزم دیتا ہے جیسا کہ اَنّٰی تجلِسْ اَجلِسْ ، جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا، استفسار کے لئے، اَنّٰی لَکَ ھٰذا، تمہیں یہ چیز کہاں سے ملی ہے ظرف زمان، بمعنی کب جیسا کہ اَنّٰی جِئتَ، تم کب آتے؟

اَیّان، کب، کہاں (where, when)

جیسا کہ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْن جزاوسزا کا دن کب ہے۔ کبھی دوفعلوں (Verbs) کو جزم دیتا ہے۔ اَیّانَ تذھَبْ اذھَبْ، جہاں تم جاؤ گے میں جاؤں گا۔

لِمَنْ کس کا (whose)

لِمَنْ ھذا لَقَلَمُ؟ یہ قلم کس کا ہے؟

قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) هَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ (الغاشیہ:۱) کیا تمہیں اس چھا جانے والی (قیامت) کی خبر پہنچی ہے۔

(۲) ءَاَرْ بَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (یوسف:۳۹) (ذرا سوچو) کہ بہت سے (خودساختہ) متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے۔

(۳) اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ (الغاشیۃ:۱۷) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اونٹ کس طرح پیدا کیا گیا ہے۔

(۴) اِذْقَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ (الشعرا:۱۰۶) (یاد کرو) جب کہ ان کے بھائی نوحؑ نے ان سے کہا تھا ”کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟“ (کیا تم میں اللہ کا خوف نہیں ہے؟)

(۵) مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (البقرہ:۲۵۵) کوئی ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔ (کسی کو لب کشائی کا بھی حق حاصل نہیں ہے)

(۶) وَمَا تِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰى؟ (طٰہٰ:۱۷) اے موسیٰ! یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔

(۷) مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ؟ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ (البقرہ:۲۱۴) اللہ کی مدد کب آئیگی؟ سن لو! اللہ کی مدد آیا ہی چاہتی ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(۸) کَمْ لَبِثْتُمْ فِی الارْضِ؟ (المومنون:۱۱۷) تم زمین میں کتنا عرصہ رہے۔

(۹) کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ (البقرہ:۲۴۹) کئی بار تھوڑی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب رہی۔

(۱۰) یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا؟ قَالَتْ هُوَمِنْ عِنْدِاللّٰه (ال عمران:۳۷) اے مریم! (یہ رزق) تمہیں کہاں سے ملا؟ کہنے لگی اللہ کی طرف سے۔

(۱۱) یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ؟ (القیمۃ:۱۰) (روز قیامت) یہی انسان کہے گا ''کہاں بھاگ کر جاؤں''

(۱۲) یَسْئَلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ (الذٰریت:۱۲) پوچھتے ہیں آخر وہ روز جزا کب آئے گا۔

(۱۳) لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ؟ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (المومن:۱۶) (روز قیامت تم کو پکار کر پوچھا جائے گا) آج بادشاہت کس کی ہے (سارا عالم پکار اٹھے گا) اللہ واحد کی جو سب پر غالب ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں سبق

فعل ماضی

Past Tense

۱- جیسا کہ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ فعل وہ کلمہ ہے جس میں کسی کام کا ہونا یا کرنا سمجھ میں آئے اور اس میں ماضی، حال اور مستقبل کا کوئی زمانہ پایا جائے جیسا کہ سَمِعَ (اس نے سنا) فعل ماضی صیغہ واحد مذکر غائب ہے، یَسْمَعُ (وہ سنتا ہے یا سنے گا) فعل مضارع صیغہ واحد مذکر غائب یہ گویا کہ حال اور مستقبل دونوں کا مفہوم ادا کرتا ہے۔

۲- انگریزی زبان میں فعل حال سے باقی افعال بنتے ہیں جیسا کہ Write فعل ہے۔

He writes, he is writing, He has written He has been writing for half an hour.

وغیرہ، عربی زبان میں فعل ماضی کی بنیادی حیثیت ہے، اس سے کئی دوسرے افعال (Verbs) بن جاتے ہیں مثلاً نَصَرَ (اس ایک شخص نے مدد کی) یَنْصُرُ فعل مضارع (وہ مدد کرتا ہے یا کریگا) نَاصِرٌ، اسم فاعل، (مددگار) مَنْصُورٌ، اسم مفعول (جس کی مدد کی جائے) اِسْتَنْصَرَ باب استفعال (مدد طلب کرنا)۔

۳- اردو، انگریزی میں عموماً فاعل پہلے آتا ہے اور فعل بعد جبکہ عربی میں عموماً فعل پہلے آتا ہے اور فاعل بعد جیسا کہ (Khalid Went) خالد گیا، اس کا عربی ترجمہ ہوگا ذَهَبَ خَالِدٌ گویا کہ عربی میں جملے کی ترتیب اس طرح ہوتی ہے فعل (Verb) فاعل (Subject)، مفعول (Object) اور پھر متعلق مفعول (Relating to object)

مثلاً زید نے بکر کی مال سے مدد کی

نَصَرَ زَيْدٌ بَكْرًا بِالْمَالِ.

اس شخص نے ایک میٹھا سیب کھایا۔

اَكَلَ الرَّجُلُ تُفَّاحًا حُلْوًا۔

۴- فعل ماضی معروف:- وہ فعل ہے جو کسی کام کے زمانہ گزشتہ میں واقع ہونے کا پتہ دے، اس میں زمانہ کی نزدیکی یا دوری کا ذکر نہ ہو اور اس کا فاعل بھی معلوم ہو جیسا کہ ذَهَبَ زَيْدٌ (زید گیا) انگریز زبان میں اسے (Active Voice) کہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵- فعل ماضی مجہول:- وہ فعل ہے جس میں گزشتہ زمانہ میں کوئی کام وقوع پذیر ہوا ہو مگر کام کرنے والے کا ذکر نہ کیا گیا ہو اس کو (Passive voice) کہتے ہیں مثلاً نُصِرَ زَيْدٌ (زید مدد کیا گیا) فعل مجہول کے ساتھ فاعل نہیں آتا بلکہ صرف مفعول ہوتا ہے، اس کو نائب الفاعل کہتے ہیں اور فاعل کی طرح رفع (پیش) دیتے ہیں۔

۶- مثبت:- مثبت اس فعل کو کہتے ہیں جس میں حرف نفی نہ ہو جیسا کہ ذَهَبَ (وہ گیا) صَلّٰى (اس نے نماز پڑھی)

۷- منفی:- وہ فعل ہے جو حرف نفی پر مشتمل ہو ماضی کے شروع میں کہیں 'ما' اور کہیں 'لا' کا اضافہ کرتے ہیں جیسا کہ ذَهَبَ (وہ گیا) مَا ذَهَبَ (وہ نہیں گیا)

لا کے لیے دو جملوں کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ لَا صَدقَ وَلَا صَلّٰى (نہ اس نے تصدیق کی' نہ نماز پڑھی)

۸- لازم:- ایسا جملہ جو فعل اور فاعل سے مکمل ہو جائے مثلاً قَامَ سعيدٌ۔ سعید کھڑا ہوا۔

۹- متعدی:- ایسا جملہ جس میں فعل، فاعل کے علاوہ مفعول کا ہونا ضروری ہو، جیسا کہ نَصَرَ زيدٌ سعيدًا (زید نے سعید کی مدد کی)

فعل ماضی کی اقسام

۱- ماضی مطلق: جو گزشتہ زمانے کی نشاندہی کرے جیسا کہ رَجَعَ الطَّالِبُ مِنَ الْمَدْرِسَةِ طالب علم مدرسہ سے واپس آیا۔

۲- ماضی قریب: کسی کام کو سرانجام دیتے ہوئے زیادہ عرصہ نہ ہوا ہو، ماضی مطلق کے صیغوں میں قد کا اضافہ کرتے ہیں جیسا کہ قَدْ رَجَعَ الطَّالِبُ مِنَ الْمَدْرِسَةِ، یعنی طالب (علم تھوڑی دیر پہلے) مدرسہ سے لوٹا ہے۔

۳- ماضی بعید: کسی کام کو ماضی میں سرانجام دیتے وقت کافی عرصہ بیت چکا ہو ماضی متعلق سے پہلے کَانَ قَرءَ فِي هٰذِهِ الْمَدرسَةِ، اس نے اس مدرسہ میں پڑھا تھا مگر یہ بات ذہن میں رہے کہ کان کا صیغہ ماضی کی گردان کے ساتھ بدلتا جاتا ہے، جیسا کہ كُنْتُ قرأتُ في هذه المدرسةِ، میں نے اس مدرسہ میں پڑھا تھا۔

۴- ماضی استمراری: وہ فعل ہے جس سے ظاہر ہو کہ کوئی کام زمانہ گزشتہ میں بار بار ہوتا رہا ہو استمرار کے معنی تکرار کے ہیں، مثلاً ہم اس میدان میں کھیلا کرتے تھے۔

كُنّا نَلْعَبُ في هذا الميدان في الصِّغرِ

مضارع سے پہلے کان کا اضافہ کرنے سے ماضی استمراری بنتی ہے اور کان کا صیغہ بھی بدلتا جاتا ہے۔

۵- ماضی شکیہ: ایسا فعل ماضی جس میں گزرے ہوئے زمانے میں کسی بات کا احتمال اور گمان ہو مثلاً ''لَعَلَّ زَيْدًا ذَهَبَ'' احتمال ہے کہ زید گیا ہوگا۔ یہ بات نوٹ کر لیجئے لَعَلَّ کے بعد کسی اسم کا آنا ضروری ہے اور وہ اسم 'منصوب' (زبر) والا ہوگا۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں' جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ اپنے لئے استعمال کرے تو اس کے معنی میں قطعیت آ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے..... کیونکہ ذات باری تعالیٰ کے حق میں توقع اور اندیشے کے معنی لینا صحیح نہیں ہے۔

۶-ماضی تمنائی: گزرے ہوئے زمانے میں شرط اور آرزو کو ظاہر کرتا ہے، ماضی پر لفظ لَـوْ (اگر، کاش) بڑھانے سے ماضی تمنائی کا مفہوم پیدا ہوتا ہے مثلاً لَوْ زرعتَ لَحَصَدْتَ (اگر تو بوتا تو ضرور کاٹتا) اور کبھی لَیْتَمَا یالَیْتَ (کاش) بڑھانے سے بھی ماضی تمنائی کا مفہوم پیدا ہوجاتا ہے، لَیْتَ زیْداً فَازَ (کاش کہ زید کامیاب ہوجاتا)

اب آیئے ذرا فعل ماضی کی مختلف گردانوں پر نظر ڈالتے ہیں:

گردان فعل ماضی معروف

مذکر غائب	نَصَرَ	اس ایک مرد نے مدد کی	واحد مذکر غائب
	نَصَرَا	ان دو مردوں نے مدد کی	تثنیہ مذکر غائب
	نَصَرُوْا	ان سب مردوں نے مدد کی	جمع مذکر غائب
مونث غائب	نَصَرَتْ	اس ایک عورت نے مدد کی	واحد مونث غائب
	نَصَرَتَا	ان دو عورتوں نے مدد کی	تثنیہ مونث غائب
	نَصَرْنَ	ان سب عورتوں نے مدد کی	جمع مونث غائب
مذکر حاضر	نَصَرْتَ	تو ایک مرد نے مدد کی	واحد مذکر حاضر
	نَصَرْتُمَا	تم دو مردوں نے مدد کی	تثنیہ مذکر حاضر
	نَصَرْتُمْ	تم سب مردوں نے مدد کی	جمع مذکر حاضر
مونث حاضر	نَصَرْتِ	تو ایک عورت نے مدد کی	واحد مونث حاضر
	نَصَرْتُمَا	تم دو عورتوں نے مدد کی	تثنیہ مونث حاضر
	نَصَرْتُنَّ	تم سب عورتوں نے مدد کی	جمع مونث حاضر
متکلم	نَصَرْتُ	واحد متکلم	میں نے مدد کی
مذکر و مونث	نَصَرْنَا	جمع متکلم	ہم نے مدد کی

گردان فعل ماضی مجہول

مذکر غائب مجہول	نُصِرَ	وہ ایک شخص مدد کیا گیا	واحد مذکر غائب
	نُصِرَا	وہ دو شخص مدد کیئے گئے	تثنیہ مذکر غائب
	نُصِرُوْا	وہ سب شخص مدد کیئے گئے	جمع مذکر غائب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مونث غائب مجہول	نُصِرَتْ نُصِرَتَا نُصِرْنَ	وہ ایک عورت مدد کی گئی وہ دو عورتیں مدد کی گئیں وہ سب عورتیں مدد کی گئیں	واحد مونث غائب تثنیہ مونث غائب جمع مونث غائب
مذکر حاضر مجہول	نُصِرْتَ نُصِرْتُمَا نُصِرْتُمْ	تو ایک آدمی مدد کیا گیا تم دو آدمی مدد کیے گئے تم سب آدمی مدد کیے گئے	واحد مذکر حاضر تثنیہ مذکر حاضر جمع مذکر حاضر
مونث حاضر مجہول	نُصِرْتِ نُصِرْتُمَا نُصِرْتُنَّ	تو ایک عورت مدد کی گئی تم دو عورتیں مدد کی گئیں تم سب عورتیں مدد کی گئیں	واحد مونث حاضر تثنیہ مونث حاضر جمع مونث حاضر
متکلم مذکر و مونث مجہول	نُصِرْتُ نُصِرْنَا	میں مدد کیا گیا ہم مدد کیئے گئے	واحد متکلم جمع متکلم

گردان فعل ماضی بعید

مذکر غائب	كَانَ كَتَبَ كَانَا كَتَبَا كَانُوا كَتَبُوْا	وہ ایک شخص لکھتا تھا وہ دو شخص لکھتے تھے وہ سب شخص لکھتے تھے	واحد مذکر غائب تثنیہ مذکر غائب جمع مذکر غائب
مونث غائب	كَانَتْ كَتَبَتْ كَانَتَا كَتَبَتَا كُنَّ كَتَبْنَ	وہ ایک عورت لکھتی تھی وہ دو عورتیں لکھتی تھیں وہ سب عورتیں لکھتی تھیں	واحد مونث غائب تثنیہ مونث غائب جمع مونث غائب
مذکر حاضر	كُنْتَ كَتَبْتَ كُنْتُمَا كَتَبْتُمَا كُنْتُمْ كَتَبْتُمْ	تو ایک شخص لکھتا تھا تو دو شخص لکھتے تھے تم سب شخص لکھتے تھے	واحد مذکر حاضر تثنیہ مذکر حاضر جمع مذکر حاضر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مونث حاضر	كُنْتِ كَتَبْتِ	تو ایک عورت لکھتی تھی	واحد مونث حاضر
	كُنْتُمَا كَتَبْتُمَا	تم دو عورتیں لکھتی تھیں	تثنیہ مونث حاضر
	كُنْتُنَّ كَتَبْتُنَّ	تم سب عورتیں لکھتی تھیں	جمع مونث حاضر
واحد متکلم اور جمع متکلم	كُنْتُ كَتَبْتُ	میں ایک لکھتا تھا	واحد متکلم
مذکر و مونث	كُنَّا كَتَبْنَا	ہم سب لکھتے تھے	جمع متکلم

ماضی استمراری کی گردان

مذکر غائب	كَانَ يَكْتُبُ	وہ ایک شخص لکھا کرتا تھا	واحد مذکر غائب
	كَانَا يَكْتُبَانِ	وہ دو شخص لکھا کرتے تھے	تثنیہ مذکر غائب
	كَانُوا يَكْتُبُوْنَ	وہ سب شخص لکھا کرتے تھے	جمع مذکر غائب
مونث غائب	كَانَتْ تَكْتُبُ	وہ ایک عورت لکھا کرتی تھی	واحد مونث غائب
	كَانَتَا تَكْتُبَانِ	وہ دو عورتیں لکھا کرتی تھیں	تثنیہ مونث غائب
	كُنَّ يَكْتُبْنَ	وہ سب عورتیں لکھا کرتی تھیں	جمع مونث غائب
مذکر حاضر	كُنْتَ تَكْتُبُ	تم ایک شخص لکھا کرتا تھا	واحد مذکر حاضر
	كُنْتُمَا تَكْتُبَانِ	تم دو شخص لکھا کرتے تھے	تثنیہ مذکر حاضر
	كُنْتُمْ تَكْتُبُوْنَ	تم سب شخص لکھا کرتے تھے	جمع مذکر حاضر
مونث حاضر	كُنْتِ تَكْتُبِيْنَ	تو ایک عورت لکھا کرتی تھی	واحد مونث حاضر
	كُنْتُمَا تَكْتُبَانِ	تم دو عورتیں لکھا کرتی تھیں	تثنیہ مونث حاضر
	كُنْتُنَّ تَكْتُبْنَ	تم سب عورتیں لکھا کرتی تھیں	جمع مونث حاضر
متکلم	كُنْتُ اَكْتُبُ	میں لکھا کرتا تھا	واحد متکلم
مذکر و مونث	كُنَّا نَكْتُبُ	ہم لکھا کرتے تھے	جمع متکلم

كَانَ، يَكُوْنُ کے معنی (ہونا) کے ہیں، ماضی بعید اور ماضی استمراری میں اس کے صیغے بھی بدلتے جاتے ہیں، اس کی گردان کچھ اس طرح ہے:

كَانَ، كَانَا، كَانُوْا...... مذکر غائب کیلئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَتْ، كَانَتَا، كُنَّ ...... مونث غائب کیلئے

كُنْتَ، كُنْتُمَا، كُنْتُمْ ...... مذکر حاضر کیلئے

كُنْتِ، كُنْتُمَا، كُنْتُنَّ ...... مونث حاضر کیلئے

كُنْتُ واحد متکلم مذکر، ومونث

كُنَّا جمع متکلم مذکر، ومونث

فعل ماضی سے متعلق قرآنی آیات:

(۱) قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ (آل عمران:۹۵) کہو، اللہ نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا۔

(۲) وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ و زَهَقَ الْبَاطِلُ، اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل:۸۱) اور اعلان کردیجئے کہ ''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا'' باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔

(۳) قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ، فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ، وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا (الانعام:۱۰۴) (دیکھو) تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آ گئی ہیں، اب جو بینائی سے کام لے گا اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا خود نقصان اٹھائے گا۔

(۴) وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ (مریم:۵۵) (سیدنا اسماعیلؑ) وہ گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے۔

(۵) وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ، بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ (التکویر:۸-۹) اور جب (روز محشر) زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی؟

(۶) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ:۱۸۳) اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے، جس طرح تم سے پہلے (انبیاء کرام) کے امتیوں پر فرض کیے گئے تھے تھے اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گی۔

(۷) فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى (القیامۃ:۳۱) (غافل انسان نے) نہ سچ مانا (دین کی باتوں کو) اور نہ نماز پڑھی۔

(۸) لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا (الطلاق:۱) تم نہیں جانتے، توقع ہے کہ اس کے بعد اللہ (موافقت کی) کوئی صورت پیدا فرما دے۔

(۹) وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا (الانبیاء:۴۰) اور (روز قیامت) کافر پکار اٹھے گا کہ کاش میں خاک ہوتا (اور یہ لرزہ خیز انجام کو دیکھنا نہ پڑتا)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواں سبق

فعل مضارع

(Present and Future Tense)

۱- ایسا فعل ہے جس میں زمانہ حال اور مستقبل دونوں کا مفہوم پایا جائے جیسا کہ یَذْهَبُ (وہ جاتا ہے یا جائے گا) یَنْصُرُ (وہ مدد کرتا ہے یا کرے گا)

فعل مضارع بنانے کا قاعدہ: ماضی کے پہلے صیغہ (واحد مذکر غائب) کے پہلے حرف کو ساکن کر کے اس کے شروع میں (ا، ت، ی، ن) چار حروف میں سے کوئی حرف لگانے سے فعل مضارع بنتا ہے، یعنی ان چاروں حروف میں سے مضارع کے چودہ صیغوں کے شروع میں کوئی نہ کوئی حرف ضرور آتا ہے اور یہی مضارع کی پہچان ہے، مثلاً ذَهَبَ سے یَذْهَبُ، (وہ جاتا ہے یا جائے گا) تَذْهَبُ (تم جاتے ہو یا جاؤ گے) اَذْهَبُ (میں جاتا ہوں یا جاؤں گا) نَذْهَبُ (ہم جاتے ہیں یا جائیں گے)

۲- نَصَرَ (ن، ص، ر) تین حرفی فعل کہلاتا ہے اور اس کا مضارع یَنْصُرُ بھی تین حرفی کہلائے گا کیونکہ 'ی' علامت مضارع ہے ایسے افعال ثلاثی مجرد کہلاتے ہیں، (یعنی تین حرفی افعال) بعض افعال چار حرفی ہوتے ہیں جیسا کہ اَکْرَمَ یُکْرِمُ، اکراماً (عزت کرنا) اور بعض پانچ حرفی ہوتے ہیں جیسا کہ اِجْتَنَبَ، یَجْتَنِبُ اِجْتِنَاباً (بچنا) ایسے افعال ثلاثی مزید فیہ کہلاتے ہیں۔

۳- ثلاثی مجرد کے افعال میں ماضی اور مضارع کی شکلیں اپنے اعراب کے لحاظ سے اس طرح ہوتی ہیں۔

(۱) فَعَلَ، یَفْعِلُ جیسے ضَرَبَ، یَضْرِبُ

(۲) فَعَلَ، یَفْعُلُ جیسے نَصَرَ، یَنْصُرُ

(۳) فَعَلَ، یَفْعَلُ جیسے مَنَعَ، یَمْنَعُ

(۴) فَعِلَ، یَفْعَلُ جیسے عَلِمَ، یَعْلَمُ

(۵) فَعِلَ، یَفْعِلُ جیسے حَسِبَ یَحْسِبُ

(۶) فَعُلَ، یَفْعُلُ جیسے کَرُمَ یَکْرُمُ

یہ چھ ابواب ہیں اور ثلاثی مجرد کہلاتے ہیں، یہ بات ذہن میں رکھیے کہ چھ ابواب، ترازو کا کام دیتے ہیں مثلاً ذَهَبَ، یَذْهَبُ (جانا) تیسرے باب سے ہے، اس کو اس پر تول کر دیکھئے، نَظَرَ، یَنْظُرُ (دیکھنا) یہ دوسرے باب سے ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عربی زبان میں اس بات کے لیے کوئی قاعدہ مقرر نہیں کہ کس کے مصدر کا ماضی اور مضارع کس وزن پر آئے گا جب آپ قرآن حکیم کا کثرت سے مطالعہ کریں گے تو خود بخود ذہن میں یہ بات آجائے گی کہ یہ فعل کس باب میں سے ہے، ویسے عربی لغت (Dictionary) میں ماضی اور مضارع کی اعرابی حالت بتادی جاتی ہے۔

مضارع مستقبل:۔

اگر فعل مضارع سے پہلے س یا سَوفَ بڑھادیں تو مضارع مستقبل کے لیے خاص ہو جاتا ہے۔'س' مضارع مستقبل قریب کی نشاندھی کرتا ہے جبکہ مستقبل دور کے لیے 'سوف' لگا کر واضح کرتے ہیں مثلاً سیذھبُ اِلی المدرسةِ (وہ عنقریب مدرسہ جائیگا) سوف سیذھبُ اِلی المدرسةِ (وہ کچھ دیر کے بعد مدرسہ جائے گا)۔

مضارع مجہول:

یعنی ایسا فعل جس میں فاعل کا کچھ پتہ نہ چل سکے یُنْصَرُ (وہ مدد کیا جاتا ہے یا کیا جائے گا)۔

مضارع مجہول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ علامت مضارع (أ، ی، ت، ن) کو ضم (پیش) دے کر آخری حرف سے پہلے کو نصب (زبر) دے دی جاتی ہے جیسا کہ یَنْصُرُ سے یُنْصَرُ (وہ مدد کیا جاتا ہے یا کیا جائے گا، یَسْمَعُ سے یُسْمَعُ (وہ سنا جاتا ہے یا سنا جائے گا)

مضارع منفی:

فعل مضارع سے پہلے لا کا اضافہ کردینے سے منفی کے معنی پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ لا نَشْرَبُ الْمَاءَ (ہم پانی نہیں پیتے یا نہیں پئیں گے)

لَمْ اور لَمَّا

یہ دونوں حروف مضارع پر داخل ہو کر اس کو ماضی منفی میں بدل دیتے ہیں جیسا کہ لَمْ یَذْھَبْ (وہ نہیں گیا) لَمَّا یَذْھَبْ (وہ اب تک نہیں گیا) لَمْ اور لَمَّا کے درمیان معنی کے اعتبار سے تھوڑا سا فرق ہے لَمْ زمانہ ماضی میں مطلق نفی کے لیے آتا ہے جبکہ لَمَّا زمانہ ماضی میں اس طرح نفی کرتا ہے کہ اس کی نفی بولنے کے وقت سمجھی جاتی ہے اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ لَمْ اور لَمَّا کے استعمال سے نونِ اعرابی گر جاتا ہے اگر کوئی حرف علت ہو تو وہ بھی گر جاتا ہے نیز آخری حرف ساکن ہو جاتا ہے جیسا کہ یَکْتُبُوْنَ سے لَمْ یَکْتُبُوْا (انہوں نے نہیں دیکھا) اور یَذْھَبُ سے لَمَّا یَذْھَبْ (وہ نہیں لکھا گیا) یَکْتُبَان سے لَمْ یَکْتُبَا (ان دونوں نے نہیں لکھا) جیسے یَاتِیْ، لَمْ یَاْتِ اور لَمَّا یَاْتِ (وہ نہیں آیا)۔

مضارع منفی موکد:

مضارع کے شروع حرف لَنْ بڑھانے سے مستقبل میں نفی کی تاکید کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ یَذْھَبُ (وہ جاتا ہے یا جائے گا) لَنْ یَذْھَبَ (وہ ہرگز نہ جائے گا) یہ واضح رہے کہ مضارع پر 'لن' داخل ہونے سے فعل مضارع کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخری حرف 'مفتوح' (زبر والا) ہو جاتا ہے، گردان میں تثنیہ کے صیغے، جمع مذکر غائب، جمع مذکر حاضر اور واحد مؤنث حاضر سے نون اعرابی گر جاتا ہے، آخر کا حرفِ علت مفتوح (زبر والا) ہو جانے کی وجہ سے باقی رہتا ہے جیسے يَأْتِي (وہ آئے گا) سے لَنْ يَأْتِيَ (وہ ہرگز نہیں آئے گا)

حروف ناصبہ 'لن' کے علاوہ پانچ اور ہیں اور مضارع پر ویسے ہی اثرات چھوڑتے ہیں۔

(۱) اَنْ (کہ) جیسا کہ يَسُرُّنِيْ اَنْ تَنْجَحَ (مجھے خوشی ہوگی کہ آپ کامیاب ہوں)

(۲) کَیْ (تاکہ) جیسا کہ اِجْتَهِدْ كَيْ تَفُوزَ (محنت کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ)

(۳) اِذَنْ (تب تو، اس وقت) اِجْتَهَدْتُ كَثِيراً هٰذِهِ الْمَرَّةَ اِذَنْ تَنْجَحَ میں نے اس مرتبہ امتحان کے لئے خوب محنت کی، تب تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

(۴) لام تعلیل۔ (تاکہ) اَعْطَيْتُهُ كِتَابًا لِيَقْرَءَ، میں نے اسے کتاب دی تاکہ وہ پڑھے۔

(۵) حتّٰی، یہاں تک، اِجْلِسْ هُنَا حَتّٰى اَرْجِعَ یہاں بیٹھو یہاں تک کہ میں واپس آجاؤں۔

مضارع مؤکد بہ نون ثقیلہ و خفیفہ:

فعل مستقبل کے معنی میں تاکید پیدا کرنے کے لئے مضارع کے شروع میں لَ (لام) اور آخر میں نون ثقیلہ (نّ) یا نون خفیفہ (نْ) بڑھا دیتے ہیں جیسے لَيَذْهَبَنَّ وہ ضرور جائے گا یا لَيَذْهَبَنْ (وہ ضرور جائے)

(نوٹ) اس کا تفصیلی بیان گرامر کی کتابوں میں پڑھیے، طوالت کے خوف سے بس اتنا ہی سمجھ لیجئے۔

فعل مضارع معروف کی گردان:

	واحد، تثنیہ	جمع		
غائب	يَكْتُبُ، يَكْتُبَانِ	يَكْتُبُوْنَ	مذکر	(نوٹ) يَكْتُبُ وہ ایک شخص
غائب	تَكْتُبُ، تَكْتُبَانِ	يَكْتُبْنَ	مؤنث	لکھتا ہے یا لکھے گا
حاضر	تَكْتُبُ، تَكْتُبَانِ	تَكْتُبُوْنَ	مذکر	فعل ماضی کی گردانیں پیش نظر
حاضر	تَكْتُبِيْنَ، تَكْتُبَانِ	تَكْتُبْنَ	مؤنث	نظر رکھتے ہوئے سب کا ترجمہ
				آخر تک آسانی سے کرلینگے

واحد متکلم	اَكْتُبُ	مذکر و مؤنث	يُكْتَبُ سے فعل مجہول
جمع متکلم	نَكْتُبُ	مذکر و مؤنث	يُكْتَبُ اس ایک شخص سے لکھا جاتا ہے کی

گردان آخر تک آسانی سے ہو جائے گی، ان شاء اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فعل مضارع کی قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) اَلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (فاطر:۱۰) پاکیزہ کلمات ہی اس (خالق کائنات) کی طرف جاتے ہیں اور صالح اعمال ہی انہیں اوپر اٹھاتے ہیں (کہ وہ قبولیت کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں)۔

(۲) اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ ہم صرف تری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

(۳) كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ، (الھمزہ:۳) ہرگز نہیں عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا (احوال قیامت)۔

(۴) اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ (الفیل:۲) کیا اس (قادر مطلق) نے ان کی تدبیر (ابرہہ اور اس کے لشکر کی) کو اکارت نہیں کر دیا۔

(۵) لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (الممتحنہ:۶۰) روز قیامت نہ تمہاری رشتہ داریاں کسی کام آئیں گی اور نہ یہ تمہاری اولاد (سوائے نیک اعمال کے)۔

(۶) لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (ال عمران:۹۲) جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے۔

(۷) فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ (القصص:۱۳) اس طرح ہم (موسیٰ) کو اس کی ماں کے پاس پلٹا لائے تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھائے (بلاشبہ وہ ہر بات پر قادر ہے)

(۸) قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا، قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا، اَسْلَمْنَا، وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (الحجرات:۱۴) یہ بدوی کہتے ہیں کہ "ہم ایمان لائے، ان سے کہیے تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم مطیع ہو گئے، ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے (ایمان تو سراپا جاں نثاری کا معاملہ ہے)۔

(۹) وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (ال عمران:۸۵) اور اس فرمانبرداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے، اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔

(۱۰) وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا، (الحج:۵۸) جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر شہید ہوئے یا وفات پائی اللہ انہیں اچھے رزق سے نوازے گا۔

(۱۱) فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ (البقرہ:۱۰۹) (اہل کتاب کے حسد کے جواب میں) آپ عفو و درگزر سے کام لیں یہاں تک کہ اللہ خود ہی اپنا فیصلہ نافذ کر دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دسواں سبق

فعل امر

Imperative Verb

وہ فعل ہے جس میں مخاطب کو کسی کام کو سرانجام دینے کا حکم دیا جائے یا اس سے کوئی درخواست وفرمائش کی جائے مثلاً اِذْهَبْ لِلصَّلٰوةِ (نماز کے لئے جاؤ) اِفْتَحِ الْبَابَ (دروازہ کھولو) اُنْصُرْ اَخَاكَ (اپنے بھائی کی مدد کرو) اِجْلِسْ هُنَا (یہاں بیٹھو)۔

امر حاضر معروف اور بنانے کا طریقہ:

امر حاضر معروف مضارع کے صیغہ واحد مذکر مخاطب سے بنایا جاتا ہے، علامت مضارع (ت) کو گرا کر (Delete) ہمزہ وصل (اِ یا اُ) لگا دینے اور حرف آخر کو ساکن کرنے سے امر حاضر کا صیغہ بن جاتا ہے، یہ خیال رہے کہ مضارع کا عین کلمہ مضموم (پیش والا) ہو تو ہمزہ وصل کو ضمہ (پیش) دیتے ہیں مثلاً تَنْصُرُ (تو مدد کرتا ہے یا کرے گا)، علامت مضارع (ت) ہٹا دیجئے نْصُرُ رہ گیا، چونکہ اس کا عین کلمہ مضموم یعنی پیش والا ہے اس لئے شروع میں ہمزہ (اُ) لائیے اور آخر کو ساکن کر دیجئے اُنْصُرْ (تو مدد کر) اور اگر مضارع کا عین کلمہ مفتوح (زبر والا) یا مَکْسُوْرْ (زیر والا) ہو تو ہمزہ وصل (ا) مسکور (زیر) والا آئیگا جیسا کہ تَجْلِسُ سے اِجْلِسْ (تو بیٹھ)۔

نوٹ: فَعَلَ (ف، ع، ل) فا عین اور لام کلمہ ترازو کا کام کرتا ہے مثلاً نَصَرَ میں (ن ص ر) ن فا کلمہ، ص، عین کلمہ اور ر لام کلمہ ہے، اسی طرح ہر صیغہ تول لیا جاتا ہے۔

امر حاضر معروف کی گردان

اس کے صرف چھ صیغے ہیں:

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر حاضر	اُنْصُرْ تو ایک آدمی مدد کر	اُنْصُرَا تم دو آدمی مدد کرو	اُنْصُرُوْا تم سب آدمی مدد کرو
مونث حاضر	اُنْصُرِی تو ایک عورت مدد کر	اُنْصُرَا تم دو عورتیں مدد کرو	اُنْصُرْنَ تم سب عورتیں مدد کرو

امر غائب معروف

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی غائب کو حکم دیا جاتا ہے یا نصیحت کی جاتی ہے۔

امر غائب معروف مضارع معروف سے بنتا ہے جیسا کہ یَشْکُرُ، لِیَشْکُرْ (چاہئے کہ وہ شکر کرے)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امر غائب مجہول

امر غائب مجہول مضارع مجہول سے بنتا ہے، مضارع مجہول پر لام امر (لِ) لگا کر آخری حرف کو ساکن کر دیتے ہیں مثلاً يُقْرَءُ سے لِيُقْرَءْ (چاہیے کہ وہ پڑھ جائے)

نوٹ: ان کی گردانیں سابقہ گردانوں کو دیکھ کر مکمل کر لیجیے۔

بعض اوقات لام امر کے ماقبل وْ آئے تو لام کو ساکن کر دیتے ہیں جیسے وَلْيَكْتُبْ (چاہے کہ وہ آدمی لکھے)

فعل امر کی قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) فَانْظُرْ اِلٰى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (الروم:۵۰)

دیکھو! اللہ کی رحمت کے اثرات کہ مردہ پڑی ہوئی زمین کو وہ کس طرح تر و تازہ کرتا ہے۔

(۲) اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ (سبا:۳۴)

اے آلِ داوٗد شکر کے طور پر (نیک) عمل کرو اور (حقیقت تو یہ ہے) کہ میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں۔

(۳) يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ، وَاسْجُدِيْ، وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (ال عمران:۴۳)

اے مریم، اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہ، اس کے آگے سربسجود ہو اور جو بندے اس کے حضور جھکنے والے ہیں ان کے ساتھ تو بھی جھک جا۔

(۴) فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ (قریش:۳)

پس چاہیے کہ وہ اس گھر کے مالک کی (ہی) عبادت کریں۔

(۵) وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (النور:۲)

(زانی مرد اور عورت) کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود رہے (تاکہ وہ دیکھ کر عبرت حاصل کریں)

(۶) فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (التوبہ:۸۲)

چاہئے کہ یہ لوگ ہنسنا کم کریں اور روئیں زیادہ، اس لئے کہ جو بدی یہ کماتے رہے ہیں اس کی جزاء ایسی ہے (کہ انہیں اس پر رونا چاہئے)۔

(۷) يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ، ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً، فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ، وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (الفجر:۳۰-۲۷)

اے اطمینان پانے والی روح، اپنے رب کی طرف چل تو اس سے راضی ہو جا، وہ تجھ سے راضی، تو میرے (نیک) بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

(۸) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ، وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ (البقرہ:۲۸۲) اے ایمان والو! جب کسی مقرر مدت کے لئے تم آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو، اور لکھنے والا فریقین کے درمیان عدل و انصاف سے تحریر کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیارواں سبق

فعل نہی

Prohibitive Imperative

ایسا فعل جس میں مخاطب کو کسی کام سے روکا جائے فعل نہی کہلاتا ہے جیسا کہ لا تَضْحَكْ (مت ہنسو) لا تَصْرُخْ (مت چیخو)۔

فعل نہی حاضر کی دو قسمیں ہیں

(۱) فعل نہی حاضر معروف

(۲) فعل نہی حاضر مجہول

فعل نہی حاضر معروف مضارع معروف سے بنتا ہے مضارع معروف مخاطب کے صیغے پر لائے نہی (لا) لگا کر لام کلمہ کو جزم دے دیتے ہیں، جیسے تَفْتَحُ سے لَا تَفْتَحْ (تو نہ کھول) تَذْهَبُ، سے لا تَذْهَبْ (تو نہ جا)۔

اس کے چھ صیغے ہیں گردان اس طرح ہوگی

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	لا تَذْهَبْ تم ایک نہ جاؤ	لا تَذْهَبَا تم دو نہ جاؤ	لا تَذْهَبُوْا تم سب نہ جاؤ
مونث	لَا تَذْهَبِیْ تم ایک نہ جاؤ	لَا تَذْهَبَا تم دو نہ جاؤ	لا تَذْهَبْنَ تم سب نہ جاؤ

فعل نہی حاضر مجہول

یہ مضارع مجہول سے بنتا ہے مضارع مجہول مخاطب کے صیغے پر لائے نہی (لا) لگا کر لام کلمہ کو جزم دے دیتے ہیں۔ جیسا کہ سَمِعَ يَسْمَعُ (سننا) يُسْمَعُ اور مضارع مجہول مخاطب کا صیغہ تُسْمَعُ اور اس سے فعل نہی لَا تُسْمَعْ (تیری بات نہ سنی جائے)۔

گردان میں مندرجہ بالا صیغے آئیں گے:

فعل نہی غائب معروف

بعض اوقات غائب کو بھی کسی کام سے روکا جاتا ہے فعل نہی غائب معروف بنانے کیلئے مضارع معروف سے پہلے لائے نہی (لا) لگا کر لام کلمہ کو جزم دیتے ہیں۔ جیسا کہ يَذْهَبُ سے لا يَذْهَبْ وہ نہ جائے۔ يَغْضَبُ سے لا يَغْضَبْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(وہ غصہ نہ کرے)۔

فعل نہی غائب مجہول

مضارع مجہول سے لائے نہی (لا) لگا کر لام کلمہ کو جزم دیتے ہیں جیسے يُفْتَحُ سے لَا يُفْتَحْ (وہ نہ کھولا جائے) يُكْتَبُ، لَا يُكْتَبْ (وہ نہ لکھا جائے)۔

فعل نہی کی قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ (الحجرات:۱۱) ''کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے (خواتین وحضرات دونوں کے لئے ہدایت ہے)''

(۲) وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا (الحجرات:۱۲) ''تم میں کوئی کسی کی غیبت نہ کرے''

(۳) وَلَا تَلْمِزُوا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْاَلْقَابِ (الحجرات:۱۱) ''ایک دوسرے پر طعنہ زنی نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کے برے نام رکھو''۔

(۴) وَلَا تَجَسَّسُوْا (الحجرات:۱۲) ''(اور دوسروں کے عیوب) تلاش نہ کرو''۔

(۵) لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر:۵۳) ''اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بارواں سبق

ابواب ثلاثی مزیدفیہ

گزشتہ اسباق میں آپ ثلاثی مجرد کے افعال پڑھ چکے ہیں جو تین حرفی ہوتے ہیں جیسا کہ (عَلِمَ، یَعْلَمُ، عِلْماً) جاننا اور آپ کو بتایا گیا تھا کہ بعض افعال چار حرفی اور بعض پانچ حرفی بلکہ بعض چھ حرفی بھی ہوتے ہیں، انہیں ثلاثی مزید فیہ افعال (ابواب) کہتے ہیں، مثلاً عَلِمَ کے معنی خود جاننا (to know) اور اس کی لام پر شد ڈالیں تو عَلَّمَ ہو جائے گا اور معنی بھی تبدیل ہو جائیں گے، اس کا معنی سکھانا (to teach) ہو گئے، اس کا مضارع یُعَلِّمُ اور مصدر تَعْلِیم ہے، تَعْلِیم، تَفْعِیل کے وزن پر ہے اور تَفْعِیل مستقل باب مقرر کر دیا گیا ہے، جو افعال اس وزن پر آئیں گے وہ باب تَفْعِیل میں سے کہلائیں گے، برابر مطالعہ رکھنے اور لغت دیکھنے سے اتنی مشق ہو جاتی ہے کہ آپ یہ بات آسانی سے معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ فعل کس باب میں سے ہے، اب ہم ابواب ثلاثی مزید فیہ میں سے وہ افعال سمجھاتے ہیں جس کا استعمال قرآن حکیم میں ہوا ہے۔

باب تَفْعِیلٌ

اس باب میں مصدر تَفْعِیل کے وزن پر آئے گا۔ جیسے تَکْرِیْمٌ، تَعْلِیْمٌ، تَصْدِیْقٌ، تَسْبِیْحٌ وغیرہ۔

اس باب میں اسم اور فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہوں گی:

مصدر	ماضی	مضارع	اسم فاعل	اسم مفعول	فعل امر
تعلِیمٌ	عَلَّمَ	یُعَلِّمُ	مُعَلِّمٌ	مُعَلَّمٌ	عَلِّمْ
تعلیم دینا	اس نے تعلیم دی	وہ تعلیم دیتا ہے	تعلیم دینے والا	وہ شخص جسے تعلیم دی جائے	تو تعلیم دے

باب تَفْعِیل کی قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) اَلرَّحْمٰنُ، عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (الرحمٰن:۲-۱) ”رحمٰن (وہی ہے) جس نے قرآن سکھلایا“۔ (عَلَّمَ، یُعَلِّمُ، تَعْلِیْمٌ)

(۲) وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ (النحل:۷۱) ”اور (دیکھو) اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت عطا کی ہے“۔ (فَضَّلَ، یُفَضِّلُ، تَفْضِیْلٌ)

(۳) وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل:۷۰) ”یہ تو ہماری عنایت ہے کہ) ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی“۔ (کَرَّمَ، یُکَرِّمُ، تَکْرِیْمٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(۴) مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (الانعام:۳۸) ''ہم نے تقدیر کے نوشتہ میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے''۔ (فَرَّطَ، یُفَرِّطُ، تَفْرِیطٌ)

(۵) یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ (السجدہ:۵) ''وہ (اللہ) آسمان سے زمین تک دنیا کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے''۔ (دَبَّرَ، یُدَبِّرُ، تَدْبِیْرٌ)

باب تفعیل کی اہم خصوصیات:

۱- لازم کو متعدی بنانا جیسے عَلِمَ اس نے سیکھا اور عَلَّمَ اس نے سکھلایا۔

۲- تدریج۔نَزَلَ اترا، اور نَزَّلَ (بتدریج نازل کیا) جیسا کہ ارشاد ہوا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجرات:۹) ''بلاشبہ یہ ذکر (قرآن) ہم نے نازل کیا (آہستہ آہستہ) اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں''۔ آپ غور کیجئے کہ اس باب تَفْعِیل سے (نزّل، یُنزّل، تَنزِیْلًا) فعل لانے میں کیا خوبی پیدا ہوگئی ہے، قرآن حکیم کو رب العزت نے جبریل امین کے ذریعہ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر آہستہ آہستہ (وقتاً فوقتاً) نازل فرمایا تاکہ عمل کرنا آسان ہو جائے۔

۳- اہتمام، جیسا کہ ارشاد فرمایا: یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (المائدہ:۶۷) ''(اے رسول ﷺ) جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک (اہتمام) سے پہنچادو''۔

۴- کسی بات کو دور کرنا مَرِضَ کے معنی وہ بیمار ہوا۔ مَرَّضَ (مَرَّضَ، یُمَرِّضُ، تَمْرِیْضٌ) علاج کرنا، تیمارداری کرنا۔

۵- کسی امر کی تصدیق کرنا مثلاً صَدَقَ سچی بات بیان کرنا، صَدَّقَ سچا جاننا۔ (صَدَّقَ، یُصَدِّقُ، تَصْدِیْقًا)

باب افعال

اس کا مصدر افعال کے وزن پر آئیگا جیسے کَرُمَ سے اِکْرَامٌ سے سَلِمَ سے اِسْلَامٌ اس باب میں اسم اور فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہوں گی۔

مصدر	ماضی	مضارع	اسم فاعل	اسم مفعول	فعل امر
اِسْلَامٌ	اَسْلَمَ	یُسْلِمُ	مُسْلِمٌ	مُسْلَمٌ	اَسْلِمْ
اسلام لانا	وہ اسلام لایا	وہ اسلام لاتا ہے	اسلام لانے والا (مطیع و فرمانبردار)	جس پر اسلام لایا گیا	تو اسلام لا

باب اِفْعَالٌ کی قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ، قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (البقرہ:۱۳۱) ''جب (ابراہیمؑ) کو اس کے رب نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا ''مسلم (فرمانبردار) ہوجا'' تو اس نے فوراً کہا ''میں مالک کائنات کا مسلم (مطیع وفرمانبردار) ہوگیا''۔ (اَسْلَمَ، یُسْلِمُ، اِسْلَامٌ)

(۲) صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ (الفاتحہ:۷) ''(اے اللہ! ہمیں راستہ دکھا) ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا''۔ (اَنْعَمَ، یُنْعِمُ، اِنْعَامًا)

(۳) اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (الرعد:۳۱) ''یقیناً اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا'' (اَخْلَفَ، یُخْلِفُ، اِخْلَافًا)

(۴) لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ (الطلاق:۷) ''خوشحال آدمی اپنی خوشحالی کے مطابق نفقہ دے''۔ (اَنْفَقَ، یُنْفِقُ، اِنْفَاقًا)

(۵) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی (البقرہ:۲۶۴) ''اے ایمان والو! اپنے صدقات وخیرات کو احسان جتلا اور دکھ پہنچا کر ضائع نہ کیا کرو''۔ (اَبْطَلَ، یُبْطِلُ، اِبْطَالًا)

باب افعال کی اہم خصوصیات:-

(۱) لازم سے متعدی مثلاً طَعِمَ یَطْعَمُ، خود کھانا اور اَطْعَمَ یُطْعِمُ (دوسروں کو کھلانا)۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے۔ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا (الدھر:۹) ''(صحابہ کرامؓ) اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

باب مُفَاعَلَةٌ

اس کا مصدر مُفَاعَلَةٌ کے وزن پر آتا ہے جیسا کہ مُسَاعَدَةٌ، مدد کرنا، مُجَاهَدَةٌ، کوشش کرنا۔ اس باب میں اسم اور فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہوں گی:

مصدر	ماضی	مضارع	اسم فاعل	اسم مفعول	فعل امر
مُبَارَكَةٌ	بَارَكَ	یُبَارِكُ	مُبَارِكٌ	مُبَارَكٌ	بَارِكْ
برکت دینا	اس نے برکت دی	وہ برکت دیتا ہے	وہ برکت دینے والا	وہ برکت دیا گیا	برکت دے

قرآن حکیم کی آیات سے مثالیں:

(۱) وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ (ال عمران:۱۱۴) ''وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں (ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں)''۔ (سَارَعَ، یُسَارِعُ، مُسَارَعَةٌ)

(۲) حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی (البقرہ:۲۳۸) ''سب نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درمیانی نماز (عصر) کی"۔ (حَافَظَ، یُحَافِظُ، مُحَافَظَةٌ)

(۳) عَاشِرُوْ هُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:۱۹)"اور ان (عورتوں) کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو"۔ (عَاشَرَ، یُعَاشِرُ، مُعَاشَرَةٌ)

(۴) جَاهِدُوا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (التوبہ:۴۱)"اپنے اموال اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو"۔(جَاهَدَ، یُجَاهِدُ مُجَاهَدَةٌ)

(۵) یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا (ال عمران:۲۰۰)"اے ایمان والو! صبر کرو، پامردی دکھلاؤ اور ہر وقت جہاد کیلئے تیار رہو (ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھو)"۔(رَابَطَ، یُرَابِطُ، مُرَابَطَةٌ)(صَابَرَ یُصَابِرُ، مُصَابَرَةٌ)

باب مُفَاعَلَةٌ کی اہم خصوصیات:

اس باب کی اہم خصوصیت مشارکت ہے یعنی کسی کام میں ایک دوسرے کے مقابلے میں آنا جیسا کہ مُقَاتَلَةٌ (ایک دوسرے سے جنگ کرنا) مُکَاتَبَةٌ (ایک دوسرے سے خط و کتابت کرنا)۔

قرآن حکیم میں آتا ہے:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا، فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا (الحجرات:۹)

اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔

باب تَفَعُّلٌ

اس باب میں مصدر تفعُّل کے وزن پر آئیگا جیسا کہ تعَلُّمٌ تقَرُّبٌ وغیرہ۔

اس باب میں اسم اور فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہیں:

مصدر	ماضی	مضارع	فاعل	مفعول	امر
تَعَلُّم	تَعَلَّم	یَتَعَلَّمُ	مُتَعَلِّم	مُتَعَلَّم	تَعَلَّم
علم حاصل کرنا (کوشش سے)	اس نے علم حاصل کیا	وہ علم حاصل کرتا ہے	علم حاصل کرنے والا	جسے تعلیم دی گئی	علم حاصل کر

قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (البقرہ:۱۲۷)"اے ہمارے رب! ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے، تو سب کی (فریادوں کو) سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے"۔ (تَقَبَّلَ یَتَقَبَّلُ، تَقَبُّلٌ)

(۲) وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور عقلمند) زمین و آسمان کی ساخت پر غور و فکر کرتے ہیں (اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اقرار کرتے ہیں)''۔(تفکّر، یتفکّر، تفکُّرٌ)

(۳) اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ (المجادلہ:۱۱)''جب تمہیں کہا جائے کہ اپنی مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو جگہ کشادہ کر دیا کرو (اپنے بھائیوں کے لئے جگہ بناؤ)''۔اللہ تمہارے لئے کشادگی پیدا فرمادے گا (تَفَسَّحَ، يَتَفَسَّحُ، تَفَسُّحٌ)

(۴) لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ (النساء:۲)''اچھے مال کو برے مال سے نہ بدلو''(تبدّل، یتبدّل، تَبَدُّلٌ)

(۵) وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ (البقرہ:۷۴)''اور پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹتے ہیں''۔(تفجّر، يَتفجّرُ، تفجُّرٌ)

باب تفعُّل کی خصوصیات:-

۱) جدوجہد کرنا: مثلاً تَعَلَّمَ (تعلّم، یتعلّم، تعلُّمٌ) کوشش اور محنت سے علم حاصل کرنا۔

۲) کسی کام کو یکے بعد دیگرے تھوڑا تھوڑا کرنا، جیسے تجرَّعَ الماءَ اس نے گھونٹ گھونٹ پانی پیا۔

قرآن حکیم میں آتا ہے:

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ال عمران:۱۹۱)''اور (عقلمند) زمین وآسمانوں کی ساخت پر غور فکر کرتے رہتے ہیں (اور پھر بے اختیار ان کی زبانوں پر جاری ہو جاتا ہے)''

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ال عمران)''پروردگار! یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا پس اے رب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے''۔

باب تَفَاعُلٌ

اس باب میں مصدر تَفَاعُلٌ کے وزن پر آئیگا جیسا کہ تَفَاخُرٌ، تَقَابُلٌ وغیرہ

اس باب میں اسم اور فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہیں:

مصدر	ماضی	مضارع	فاعل	مفعول	امر
تَقَابُلٌ	تَقَابَلَ	يَتَقَابَلُ	مُتَقَابِلٌ	مُتَقَابَلٌ	تَقَابَلْ
ایک دوسرے کے سامنے ہونا	وہ ایک شخص دوسرے کے سامنے ہوا	وہ ایک شخص دوسرے کے سامنے ہوتا ہے	ایک دوسرے کے سامنے ہونے والا	وہ شخص جس کے سامنے ہوا جائے	تم ایک دوسرے کے سامنے ہو

قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (الاعراف:۵۴)''بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پروردگار''۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(تبارَک، یتبارَکُ، تبارُکٌ)

(۲) لاَ تَنَابَزُوْا بالْاَلْقَابِ (الحجرات:۱۱) ''نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو''۔ (تنابَزَ، یَتَنَابَزُ، تَنابُزٌ)

(۳) وَتَعَاوَنُوا عَلَی البِرِّ والتَّقْوٰی وَلَا تَعاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ والْعُدْوان (المائدہ:۲) ''جو کام نیکی اور پرہیز گاری کے ہیں (رضائے الٰہی ہو) ان میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں ہرگز تعاون نہ کرو''۔ (تَعَاوَنَ، یَتَعَاوَنُ، تَعَاوُنٌ)

(۴) وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ (الانفال:۴۶) ''اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی''۔ (تَنازَعَ، یَتَنازَعُ، تَنازُعٌ)

(۵) وَالْعَصْرِ، اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ، اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْ بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (العصر) ''زمانے کی قسم (زمانہ شاہد ہے) کہ انسان درحقیقت خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک اعمال کرتے رہے ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے''۔ (تَوَاصَیٰ یَتَوَاصَیٰ تَوَاصِیًا)

باب تَفَاعُلٌ کی خصوصیات:

۱) مشارکت، یعنی ایک دوسرے کے معاملات میں حصہ لینا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ (الانفال:۴۶) ''اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی''۔ (تَنازَعَ، یَتَنازَعُ، تَنازُعٌ) (باہم جھگڑنا)۔

اوپر کی مثالوں پر غور کیجئے (تَوَاصَیٰ، یَتَوَاصَیٰ) ایک دوسرے کو نصیحت کرنا، (تَعَاوَنَ، یَتَعَاوَنُ) آپس میں مددگار رہنا۔

۲) عظمت: (جیسا کہ تبارک، یتبارک، تبارک) باعظمت ہونا، بابرکت ہونا، برکت ہونا۔

باب اِفْتِعَالٌ

اس باب میں مصدر اِفْتِعَالٌ کے وزن پر آئیگا جیسا کہ اِجْتِهَادٌ، اِكْتِسَابٌ وغیرہ۔

اس باب میں اسم اور فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہیں:

مصدر	ماضی	مضارع	فاعل	مفعول	امر
اِجْتِهَاد	اِجْتَهَدَ	یَجتهِدُ	مُجْتَهِدٌ	مُجْتَهَدٌ	اِجْتَهِدْ
کوشش کرنا	اس نے کوشش کی	وہ کوشش کرتا ہے	کوشش کرنے والا	جس پر کوشش کی گئی	تم کوشش کرو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ (القمر:۱) قیامت کی گھڑی قریب آ گئی (جلد سے تیاری کرلو) (اِقْتَرَبَ، يَقْتَرِبُ، اِقْتِرَابٌ) قریب آنا۔

(۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ، اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات:۱۲) ''اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے پرہیز کیا کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں (خواہ مخواہ دوسروں کے بارے میں غلط خیال نہ کرو)''۔ (اِجْتَنَبَ، يَجْتَنِبُ، اِجْتِنَابٌ) بچنا۔

(۳) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران:۱۰۳) ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے، تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو''۔ (اِتَّقٰى، يَتَّقِيْ، اِتِّقَاءٌ) ڈرنا۔

(۴) وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا (النحل:۶۸) ''اور دیکھو! تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو یہ بات سجھادی کہ پہاڑوں میں اپنا گھر (چھتا) بنائے''۔ (اِتَّخَذَ، يَتَّخِذُ، اِتِّخَاذٌ) بنانا۔

(۵) وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آل عمران:۸۵) ''اس فرمانبرداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے، اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد ہوگا''۔ (اِبْتَغٰى، يَبْتَغِيْ، اِبْتِغَاءٌ) چاہنا۔

باب افتعال کی اہم خصوصیات:-

۱) اہتمام: اس باب کی اہم خصوصیت اہتمام ہے، اوپر کی مثالوں پر غور کیجئے، اِجْتَنَبَ میں ظَنّ (گمان) سے بچنے کا اہتمام (اتقی) میں گناہوں سے بچنے کا اہتمام۔

۲) چاہت اور طلب: جیسا کہ (اِبتغی) میں چاہت پائی جاتی ہے۔

بابِ اِنْفِعَالٌ

اس باب میں مصدر اِنْفِعَالٌ کے وزن پر آئیگا جیسا کہ اِنصِراف، اِنْكِسَارٌ وغیرہ۔

اس باب میں اسم اور فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہیں:

مصدر	ماضی	مضارع	فاعل	مفعول	امر
اِنقِلَابٌ	اِنقَلَبَ	يَنقَلِبُ	مُنقَلِبٌ	مُنقَلَبٌ	اِنقَلِبْ
پلٹنا، لوٹنا	وہ پلٹ گیا	وہ پلٹتا ہے	پلٹنے والا	پلٹا ہوا	تو پلٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ (الاعراف:۱۲۵)''ہم یقیناً اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں'' (ماضی اور مضارع اور مصدر اوپر دیکھئے)۔

(۲) وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ (التکویر:۲)''اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے''۔(اِنْكَدَرَ، يَنْكَدِرُ، اِنْكِدَارٌ)۔

(۳) السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ (المزمل:۱۸)''(روز قیامت کی سختی) سے آسمان پھٹا جا رہا ہوگا (اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا)''۔ (اِنْفَطَرَ، يَنْفَطِرُ، اِنْفِطَارٌ)

(۴) وَ يَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ (الشعراء:۱۳)''(موسیٰ نے عرض کیا) اور میرا سینہ گھٹتا (دم رکتا) ہے اور میری زبان نہیں چلتی لہٰذا ہارون (میرے بھائی) کو بھی رسالت عطا فرما (کہ ہم دونوں دعوت حق کے ساتھ فرعون کے پاس جائیں)''۔(اِنْطَلَقَ، يَنْطَلِقُ، اِنْطِلَاقٌ)۔

(۵) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (ال عمران:۳۱)''اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کریگا اور تمہارے گناہ بخش دے گا''۔(اِتَّبَعَ، يَتَّبِعُ، اِتِّبَاعٌ)۔

باب انفعال کی خصوصیات:

باب انفعال ہمیشہ لازم ہوتا ہے متعدی نہیں آتا اور ہمیشہ ایسے معانی کے لئے آتا ہے جن کا تعلق ظاہر سے ہو۔

اوپر کی مثالوں پر غور کیجئے مثلاً انقلاب (لوٹنا، پلٹنا) اِنْكِدَارٌ (بے نور ہونا، دھندلا پڑنا) اِنطلاقًا (زبان کا رواں ہونا) اِتِّبَاعٌ (پیروی کرنا) یہ تمام مصادر اور ان کے افعال لازم ہیں اور ان کا تعلق ظاہر سے ہے۔

بابِ اِسْتِفْعَالٌ

اس باب میں مصدر اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر آئیگا جیسا کہ اِسْتِغْفَارٌ، اِسْتِقْبَالٌ وغیرہ۔

اس باب میں اسم اور فعل کی مختلف شکلیں کچھ اس طرح ہیں:

مصدر	ماضی	مضارع	فاعل	مفعول	امر
اِسْتِنْصَارٌ	اِسْتَنْصَرَ	يَسْتَنْصِرُ	مُسْتَنْصِرٌ	مُسْتَنْصَرٌ	اِسْتَنْصِرْ
مدد چاہنا	اس نے مدد چاہی	وہ مدد چاہتا ہے	مدد چاہنے والا	جسے مدد دی گئی	تو مدد چاہ

قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْآ اِلَيْهِ (هود:۹۰)''اپنے رب سے (گناہوں کی) معافی مانگو اور اسی کے آگے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سچے دل سے) توبہ کرو''۔ (اِسْتَغْفَرَ، يستَغْفِرُ، اِسْتِغْفَارٌ)۔

(۲) وَمَنْ عِنْدَهُ لَايَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهِ (الانبیا:۱۹) ''اور جو مخلوق (فرشتے) اس کے حضور میں ہیں وہ اس کی عبادت سے اکڑتے نہیں ہیں''۔ (اِسْتَكْبَرَ، يَسْتَكْبِرُ، اِسْتِكْبَارٌ)۔

(۳) يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ، وَّ اَنَّ اللّٰهَ لا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ (ال عمران:۱۷۱) ''(شہدا) اللہ تعالیٰ کا ان پر جو فضل اور انعام ہو رہا ہے اس سے وہ خوش ہوتے ہیں اور اللہ یقیناً مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا''۔ (اِسْتَبْشَرَ، يَسْتَبْشِرُ، اِسْتِبْشَارٌ)۔

(۴) اِسْتَجِيْبُوا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللّٰهِ (الشوریٰ:۴۷) ''(لوگو!) مان لو اپنے رب کی بات قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس کے ٹلنے کی کوئی صورت اللہ کی طرف سے نہیں ہے''۔ (اِسْتَجَابَ، يَسْتَجِيْبُ، اِسْتِجَابٌ)۔

(۵) سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لا يَعْلَمُوْنَ (الاعراف:۱۸۲) ''جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تو انہیں ہم بتدریج ایسے طریقہ سے تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ انہیں خبر تک نہ ہو گی''۔ (اِسْتَدْرَجَ، يَسْتَدْرِجُ، اِسْتِدْرَاجٌ)۔

باب استفعال کی خصوصیات:

۱) طلب کرنا اس کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ اوپر کی مثالوں پر غور کیجیے اِسْتِغْفَار (اللہ سے بخشش طلب کرنا)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیرہواں سبق

مبتدا اور خبر

(Subject and Predicate)

۱) جس کے متعلق کوئی بات کہی جاتی ہے، اسے مبتدا (Subject) کہتے ہیں، یہ جملے کا پہلا حصہ ہوتا ہے جبکہ خبر (Predicate) مبتدا سے متعلق اطلاع ہوتی ہے مثلاً محمود عالم ہے، (مَحْمُوْدٌ عَالِمٌ) اس جملہ میں محمود، مبتدا ہے جبکہ عالِمٌ اس کی خبر ہے، مبتدا اور خبر مل کر با معنی جملہ (Complete sentence) بنتا ہے۔

۲) مبتدا اسم معرفہ (Proper noun) جبکہ خبر نکرہ (Common Noun) ہوتی ہے۔

۳) مبتدا اگر خاص نام (Proper Noun) ہو تو اس کے ساتھ 'اَلْ' کا اضافہ نہیں کرتے ہیں، کیونکہ وہ پہلے ہی معرفہ ہوتا ہے۔

۴) کسی نکرہ کو معرفہ بنانے کیلئے شروع میں 'اَلْ' لگا دیتے ہیں جیسا کہ اَلرَّجُلُ صَالِحٌ (آدمی نیک ہے)، اگر رجلٌ صالِحٌ (نیک آدمی) کہیں تو یہ مرکب توصیفی ہوگا، اور ناقص جملہ ہوتا ہے۔

۵) اَلْ لگانے سے تنوین (ـٌـٍـً) یعنی دو زبر، دو زیر، اور دو پیش کی بجائے صرف ایک پیش، زبر، زیر رہ جاتی ہے جیسا کہ رَجُلٌ سے الرَّجُلُ.

۶) حروف شمسیہ میں ادائیگی کے وقت اَلْ پڑھنے میں نہیں آتا جیسا کہ الشَّمْسُ (اَشْمْسُ) پڑھا جائے گا۔ ایسے ہی الصَّبرُ (اَصّبرُ) کی ادائیگی ہوگی جبکہ حروف قمریہ میں اَلْ کی ادائیگی ہوتی ہے جیسا کہ اَلْقَمَرُ، اَلْاِنْسَانُ وغیرہ۔

۷) مبتدا اگر مذکر ہو تو اس کی خبر بھی مذکر آئیگی جیسا کہ اَلرَّجُلُ صالِحٌ (آدمی نیک ہے) اور اگر مؤنث ہو تو خبر بھی مؤنث آئیگی مثلاً الطالِبَةُ ذَکِیَّةٌ طالبہ ذہین ہے۔

مبتدا اور خبر کی قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) اَللّٰهُ اَحَدٌ، ''اللہ تعالیٰ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا ہے''۔

(۲) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (الفتح:۲۹) ''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں''۔

(۳) اَلْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ (القیمۃ:۱۴) ''انسان اپنے آپ کو خوب دیکھنے والا ہے (بشرطیکہ وہ غور وفکر کرے)''

(۴) وَاَرْضُ اللّٰهِ واسِعَةٌ (الزمر:۱۰) ''اللہ کی زمین، وسیع ہے''۔

(۵) کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا (التوبہ:۴۰) ''بول تو اللہ ہی کا بالا ہے''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چودھواں سبق

اسم موصول

(Relative Pronoun)

انگریزی زبان میں جس مقصد کے لئے (who) اور (which) استعمال ہوتے ہیں، عربی میں اس کے لئے (الّذِیْ) اور (الّتِیْ) آتے ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ انگریزی میں (who) اور اردو میں (جو) مذکر، مونث، مفرد اور جمع کے لئے علیحدہ علیحدہ صیغے آتے ہیں اور وہ اس طرح ہیں:

	مفرد	تثنیہ	جمع
مذکر	اَلَّذِیْ وہ جو (ایک شخص)	اَلَّذَان وہ جو (دو شخص)	اَلَّذِیْنَ وہ جو (سب اشخاص)
مونث	اَلَّتِیْ وہ جو (ایک عورت)	اَللَّتَان وہ جو (دو عورتیں)	اَللَّاتِیْ وہ جو (سب عورتیں)

اس کے علاوہ دو اسم موصول اور بھی ہیں...... مَنْ (جو شخص) اور مَا (جو چیز) مَنْ اکثر ذوی العقول (سوچنے سمجھے والی مخلوق) کے لئے مخصوص ہے جبکہ (مَا) اکثر غیر ذوی العقول (سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو) کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اسم موصول کی قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ (البقرہ:۳) ''وہ (لوگ) جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں (یہ اہل تقویٰ کی صفات میں سے ہے)''۔

(۲) یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ:۲۱) ''لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو، جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے (عبادت کا یہ ثمرہ ہے) کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

(۳) وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ (ال عمران:۱۳۱) ''اس آگ سے بچو جو کفار کے لئے تیار کی گئی ہے''۔

(۴) اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (السجدہ:۳۰) ''اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے''۔

(۵) وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ (النساء:۳۴) ''اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ''۔

(۶) لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (البقرہ:۲۸۴) ''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، سب اللہ کا ہے''۔

(۷) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا (الشمس:۱۰-۹) ''یقیناً فلاح پا گیا وہ شخص جس نے (اس نفس کو) کو سنوار لیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اسے پامال کیا''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پندرھواں سبق

اسم اشارہ

Demonstrative Pronoun

۱) وہ کلمہ جس سے کسی چیز، جگہ وغیرہ کی طرف اشارہ کیا جائے اسے اسم اشارہ کہتے ہیں اور جس کی طرف اشارہ ہو اسے مشارالیہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً ذٰلِکَ الْکِتَاب (وہ کتاب) میں ذٰلِکَ اسم اشارہ اور الْکِتَابُ مشارالیہ ہے، ھٰذَا الْقَلَمُ (یہ قلم) میں ھٰذَا اسم اشارہ اور اَلْقَلَمُ مشارالیہ ہے۔

۲) اسم اشارہ، اسم معرفہ کی ایک قسم ہے، اردو زبان میں اشارہ بہت ہی مختصر ہوتا ہے، قریب کے لئے (یہ) اور دور کے لئے (وہ) استعمال ہوتا ہے، انگریزی زبان میں قریب کے لئے (This) اور جمع کیلئے (These) جبکہ دور کیلئے (That) اور جمع کیلئے (Those) استعمال کئے جاتے ہیں، عربی زبان میں مذکر، مونث، واحد، تثنیہ اور جمع کے لئے اسم اشارہ کے صیغے بدلتے جاتے ہیں۔ مثلاً

ھٰذَا الرَّجُلُ	(یہ آدمی)
ھٰذَانِ الرَّجُلَانِ	(یہ دو آدمی)
ھٰؤُلَاءِ الرِّجَالُ	(یہ سب آدمی)
ھٰذِہِ الطَّالِبَۃُ	(یہ طالبہ)
ھَاتَانِ الطَّالِبَتَانِ	(یہ دو طالبات)
ھٰؤُلَاءَ الطَّالِبَاتُ	(یہ سب طالبات)

۳) مشارالیہ پر ہمیشہ 'الْ' داخل ہوتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو سمجھ لیں کہ اسم اشارہ نہیں بلکہ مبتدا اور خبر ہے مثلاً ھٰذَا کِتَابٌ (یہ کتاب ہے) گویا کہ ھٰذَا اسم اشارہ بھی رہے اور مبتدا بھی، کِتَابٌ اس کی خبر ہے۔ یہ پورا جملہ (Sentence) ہے جبکہ ھٰذَا الْکِتَابُ (یہ کتاب) جملے کا حصہ ہے۔

۴) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذٰلِکَ (وہ) اسم اشارہ بعید کا ترجمہ (یہ) کیا جاتا ہے کہ اس سے اُس چیز کی شان اور عزت مقصود ہوتی ہے اور یہ ہر زبان میں ایسا ہوتا ہے مثلاً فارسی زبان میں آں (دور کیلئے اشارہ ہے) مگر ہم کسی قریب کے شخص کو یوں مخاطب کرتے ہیں کہ "آں جناب نے کیا فرمایا" اسی طرح ارشاد ہوتا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِکَ الْکِتابُ   یہ (باعزت) کتاب۔ حالانکہ ذٰلِکَ کے معنی وہ ہوتے ہیں۔

لَا رَیْبَ فِیْہِ   کہ اس میں قطعی کوئی شک وشبہ نہیں ہے

۵) عربی زبان میں چیزوں کی دو قسمیں ہیں...... ذوی العقول (یعنی عقل رکھنے والی) جیسے کہ رَجُلٌ (آدمی) اور دوسری غیر ذوی العقول (جو عقل نہ رکھیں) جیسے قَلَمٌ (قلم)، جب مشار الیہ غیر ذوی العقول ہو تو اس کی جمع کے لئے اشارہ واحد مونث آئے گا جیسا کہ ھٰذِہِ الْاَقْلَامُ (یہ قلم) اور تِلْکَ الْاَقْلَامُ (وہ قلم) جبکہ ذوی العقول کے لئے ہوں کہیں گے۔

هٰؤُلَاءِ الرِّجَالُ   (یہ سب آدمی)

هٰؤُلَاءِ الطَّالِبَاتُ   (یہ سب طالبات)

بعض اوقات اسم جمع (Collective noun) کیلئے واحد مونث کا صیغہ آتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ (البقرہ:۲۵۳) ''یہ رسولوں (کی جماعت) ہے ہم نے انہیں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مرتبے عطا کئے (خاتم النبیین محمد ﷺ سردار الانبیاء ہیں)

۶) بعض اوقات اسم اشارہ اور خبر کے درمیان ایک ضمیر (زور بیان کیلئے بڑھا دی جاتی ہے) جو اسم اشارہ کے صیغہ کے مطابق ہو:

هٰذَا هُوَ الْکِتَابُ   یہ (خاص) کتاب ہے

اُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ   وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں

۷) اگر مشار الیہ مرکب اضافی ہو تو مرکب کے پہلے جزو (مضاف) پر اضافت کی وجہ سے ال نہیں آتا کیونکہ یہ اس کے بغیر بھی معروفہ ہوتا ہے لیکن اس صورت میں اشارہ کو مرکب اضافی کے بعد ہی لایا جاتا ہے جیسے:

کِتَابُهٗ هٰذَا   اس کی یہ کتاب

کِتَابِیْ هٰذَا   میری یہ کتاب

اگر ان فقروں میں اسم اشارہ پہلے لایا جائے تو یہ مبتدا اور خبر بن کر جملہ اسمیہ بن جائیں گے۔

هٰذَا کِتَابُهٗ   یہ اس کی کتاب ہے

هٰذَا کِتَابِیْ   یہ میری کتاب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشارہ قریب کے لئے:

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	هٰذَا یہ ایک آدمی	هٰذَانِ (حالتِ رفعی) هٰذَیْنِ (حالت نصبی وجری) یہ دو آدمی	هٰؤلَآءِ یہ سب آدمی
مونث	هٰذِهٖ یہ ایک عورت	هَاتَانِ (حالت رفعی) هَاتَیْنَ (حالت نصبی وجری) یہ دو عورتیں	هٰؤلاءِ یہ سب عورتیں

اشارہ بعید کے لئے

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر	ذَالِکَ یا ذَاکَ وہ ایک مرد	ذَالِکَ (حالتِ رفعی) ذَیْنِکَ (حالت نصبی وجری) وہ دو مرد	اُولٰئِکَ وہ سب مرد
مونث	تِلْکَ وہ ایک عورت	تَانِکَ (حالت رفعی) تَیْنِکَ (حالت نصبی وجری) وہ دو عورتیں	اُولٰئِکَ وہ سب عورتیں

اسم اشارہ کی قرآن حکیم سے مثالیں:

(۱) وَاَنِ اعْبُدُوْنِیْ، هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (یٰسین:٦١) ''(رب کریم کا ارشاد) اور میری بندگی کرو، یہ سیدھا راستہ ہے''۔

(۲) هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ (الجاثیہ:۲۹) ''یہ ہمارا تیار کرایا ہوا اعمال نامہ ہے جو تمہارے اوپر ٹھیک ٹھیک شہادت دے گا (روز قیامت)''۔

(۳) وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ (المومنون:۵۲) ''اور بلاشبہ یہ تمہاری (انسانوں) کی امت ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا رب ہوں، پس مجھ ہی سے ڈرو (مگر افسوس کہ خواہشات نفسانی اور شیطان نے انسانوں کو ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیا)۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(۴) اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِم، وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (البقرہ:۵) ''ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں (جو ایمان کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں) اور وہی فلاح پانے والے ہیں''۔

(۵) اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ، وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ (ال عمران:۶۲) ''یہ بالکل صحیح واقعات ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں ہے''۔

(۶) تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاس (ال عمران:۱۴۰) ''(نرم و گرم حالات) کے دن ہم لوگوں میں پھراتے رہتے ہیں۔

....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی فریاد

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں — آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں — دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر و ریشم کے — اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے — خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح سے طوطا مینا کو — کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں — اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول و قسم لینے کیلئے — تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے — ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں — آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اِک اِک جلسہ میں — پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے — سچائی سے بڑھ کر دھوکا ہے
اک بار ہنسایا جاتا ہو — سو بار رلایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے — قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں — ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں — کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں — مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

ماھرالقادریؒ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاہ کلید

میں قدیم جدید فلسفہ، سائنس، معاشیات، سیاسیات وغیرہ پر اچھی خاصی ایک لائبریری دماغ میں اتار چکا ہوں، مگر جب آنکھیں کھول کر قرآن کو پڑھا تو بخدا یوں محسوس ہوا کہ جو کچھ پڑھا تھا سب ہیچ تھا، علم کی جڑ اب ہاتھ میں آئی ہے، کانٹ، ھیگل، نٹشے، مارکس اور دنیا کے تمام بڑے بڑے مفکرین اب مجھے بچے نظر آتے ہیں، بے چاروں پر ترس آتا ہے کہ ساری ساری عمر جن گتھیوں کو سلجھانے میں الجھتے رہے، جن مسائل پر بڑی بڑی کتابیں تصنیف کر ڈالیں، پھر بھی حل نہ کر سکے، ان کو اس کتاب نے ایک ایک دو دو فقروں میں حل کر کے رکھ دیا، اگر یہ غریب اس کتاب سے ناواقف نہ ہوتے تو کیوں اپنی عمریں اس طرح ضائع کرتے، میری اصل محسن بس یہی ایک کتاب ہے اس نے مجھے بدل کے رکھ دیا ہے، حیوان سے انسان بنا دیا، تاریکیوں سے نکال کر روشنی پر لے آئی ایسا چراغ میرے ہاتھ میں دے دیا کہ زندگی کے جس معاملہ کی طرف نظر ڈالتا ہوں حقیقت اس طرح برملا مجھے دکھائی دیتی ہے کہ گویا اس پر کوئی پردہ ہی نہیں ہے، انگریزی میں اس کنجی کو ''Master Key'' کہتے ہیں جس سے ہر قفل کھل جائے، سو میرے لئے یہ قرآن ''شاہ کلید'' ہے، مسائل حیات کے جس قفل پر اسے لگاتا ہوں وہ کھل جاتا ہے جس خدا نے یہ کتاب بخشی ہے اسکا شکر ادا کرنے سے میری زبان عاجز ہے۔

www.KitaboSunnat.com

(سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

المکتبۃ الجامعۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بلغ العلیٰ بکمالہ

کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ

صلوا علیہ وآلہ

University of the Quranic Studies

B/15, WAHDAT COLONY,
LAHORE - PAKISTAN